فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ

(کتاب الصلوٰۃ تا باب صلوٰۃ المریض)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ

مقالہ نگار

عالم سعید

رول نمبر: BB772065

گاؤں انظر میرہ علاقہ چغرزی

تحصیل گاگرہ، ضلع بونیر

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی صاحب

ڈین شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

2014-15

بسم الله الرحمن الرحیم

Certificate of the supervisor

It is certified that Mr Alimsaid s/o Mobeen , student of M.Phil Islamic studies, Roll No:BB772065 has completed his research on the topic of:

فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ (کتاب الصلوٰۃ اول تا باب صلوۃ المریض)

in partial fulfillment of the requirements for the degree of Master of Philosophy in Islamic studies under my guidance and supervision. I am satisfied with the quality of student's research work and Thesis and consider it up to mark of awarding M.Phil degree from Allama Iqbal Open University,Islamabad .

Singnature:______________

professor Dr.Ali AsgharChishti
Dean faculty of Arabic & Islamic Studies
AIOU Islamabad.

ACCEPTANCE BY THE VIVA VOCE COMMITTEE

Title of the thesis:

فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ (کتاب الصلوٰۃ تا باب صلوٰۃ المریض)

Name of the student Alimsaid s/o Mobeen Roll number BB772065, accepted by the faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad in Partial fulfillment of requirement for the degree of Master of Philosophy in Islamic Studies.

Viva Voce Committee:

Dean:___________________________

Chairman________________________

External Examiner:_______________

Supervisor:______________________

Dated: _________________________

Decleration

Alimsaid s/o Mobeen Roll number BB772065,
at Registration No. 06-NST-0230 a student of M.Phil
,Islamabad do the Allama Iqbal Open University
hereby sloemnly declare that the thesis entitled:

فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ (کتاب الصلوٰۃ تا باب صلوٰۃ المریض)

is submitted in partial fulfillment of M.Phil
original work and has my is Studies degree in Islamic
not been submitted or published earlier and shall not in
further be submitted by me for obtaining any degree
from this or another University or Institution.

Signature________
Alimsaid s/o mobeen

موضوع کاتعارف

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبیّ بعدہ :اما بعد

اسلام ایک جامع، آفاقی اور عالمگیر دین ہے اور ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مکمل احکام اور مسائل کا حل موجود ہے۔ دین اسلام صرف عبادات پر مشتمل احکام کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اسمیں انسان کی انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور معاشرتی زندگی کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی تعلقات کے استوار کرنے کے بارے میں بھی رہنما اصول وضوابط موجود ہیں۔اسی اہمیت کے پیش نظر اسلامی تاریخ کے تقریباہر دور میں ان اصولوں کے ماہرین یعنی فقہاء، محدثین اور مفسرین کا وقت کے خلفاءاور حکمرانوں کے ساتھ گہرا تعلق رہاہے اور انہوں نے ہمیشہ فرض منصبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لحہ بہ لحہ درپیش مسائل میں شریعت کے قوانین کے مطابق راہنمائی کی ہے نیز نئے اور پیش آمدہ مسائل کی تعبیر وتشریح کا کام وقت کے تقاضے کے مطابق ہمیشہ نصوص شریعہ کی روشنی میں جاری رکھاہے۔

بالخصوص فقہاء کرام آزادانہ طور پر جس طرح استنباط اور استخراج احکام کے لئے مساعی جمیلہ سرانجام دیتے چلے آئے ہیں اسی طرح اس سلسلے میں بعض خلفاءاور سربراہوں کی ذاتی دلچسپی اور فقہی ذوق کی وجہ سے ان کی زیر سرپرستی بھی فقہاء کرام نے مسائل کے استنباط اور استخراج کا کام کیا ہے۔چنانچہ "مجلۃ الاحکام العدلیہ"سلطنت عثمانیہ اور "فتاوی ہندیہ المعروف بہ فتاوی عالمگیریہ" مغلیہ دور میں اس قسم کی تقنینی کاوشوں کے بہترین مظاہر ہیں۔جو ریاستی امور چلانے کے لئے فقہی اور قانونی دستاویزات کی شکل میں مرتب کی گئیں ہیں ان دونوں فقہی ذخائر کی زبان چونکہ عربی ہے اسی لئے افادہ عام کیلیئے ان کے اردو تراجم بھی چھپ کر منصّہ شہود پر آچکے ہیں۔

اس مقالے کے موضوع (فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیق) کا تعلق بھی ایک ایسی کتاب سے ہے جس کی جلد ثانی ریاست سوات کے سربراہ کی دلی خواہش وتمناپر ریاستی سطح کے قانون سازی کی ضروریات پوری کرنے کیے لئے مرتب کی گئی۔اور اس کی جلد اوّل ریاست کے باشندوں کی

دینی تربیت اور انہیں فقہی مسائل سے روشناس کرانے کے لئے فقہی طرز پر تحریر و ترتیب دی گئی ہے جس کی تدوین و تالیف اگرچہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے کی ہے تاہم اس وقت کے جید علماء کرام کی سرپرستی و نگرانی اور بادشاہ صاحب کی طرف سے ضروری وسائل کی فراہمی اور مثالی حوصلہ افزائی ان کو حاصل رہی ہے۔اس کتاب کی دونوں جلدیں پشتو زبان میں ہے اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ ریاست سوات کے اکثر باشندے پشتون ہیں اس لئے اس کی افادیت عام کرنے کی غرض سے اسی زبان کا انتخاب کیا گیا۔اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں فقہ حنفی کی معتبر اور مستند کتب سے استفادہ کر کے متداول کتب میں ایک ہی موضوع سے متعلق بکھرے ہوئے مسائل کو عام فہم انداز میں قاری کی سہولت کیلئے یکجا جمع کیا گیا ہے نیز ان مسائل میں عرف و رواج کو بھی اس انداز سے مد نظر رکھا گیا ہے کہ یہ خطہ ہر قسم کی فرقہ واریت سے محفوظ رہ سکے۔

اسی اہتمام کے پیش نظر سربراہ ریاست سوات، مفتیان کرام اور علماء کرام کے ہاں درپیش مسائل کو حل کرنے میں فتاویٰ ودودیہ کو اوّلیت اور فوقیت حاصل تھی ۔اور سربراہ ریاست نے ریاست کے تمام قضاۃ، علماء اور مفتیان کرام کو اس بات کا پابند بنایا تھا کہ وہ فتاوی ودودیہ کو اپنے زیر مطالعہ رکھے۔ جبکہ ریاست کے ہر خواندہ کو اس کا نسخہ شاہی فرمان کے مطابق بطور ہدیہ ملتا تھا۔

اس دستاویز کی اہمیت کے پیش نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی کلیۃ عربی اور علوم اسلامیہ کے اساتذہ کرام نے ایم فل کی سطح پر پراجیکٹ کا اہتمام کیا ہے جس کے تحت اس کے مختلف ابواب طلبہ میں تقسیم کئے گئے ہیں تاکہ وہ اپنے اپنے مخصوص حصوں پر طے شدہ منصوبے کے مطابق کام کرے۔

تراث اسلامی کی تحقیق و تدوین جدید

اس وقت عالم اسلام کو بے شمار چیلنجوں کا سامنا ہے۔ طاغوتی طاقتیں اسلام کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں۔ ان حالات میں پیش آمدہ مسائل کا حل ملت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اس وجہ سے

دنیائے اسلام میں تراث اسلامی کی تدوین کا احساس تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے۔ مفکرین اسلام اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تالیفات کی شکل میں اسلاف کی خدمات جلیلہ کے مختلف پہلوں کا جائزہ لیا جائے اور مسائل جدیدہ کی روشنی میں ان تالیفات کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے , تا کہ علمی میدان میں پیش رفت ہو سکے اور عصر حاضر کے تقاضے بھی حاصل ہو سکیں۔

اہمیت موضوع اور اسباب اختیار:

مقالہ زیر بحث کے موضوع کا تعلق دینی مسائل یعنی عبادات، معاملات اور قضاء سے ہے۔ جس کا نام فتاوی ودودیہ ہے۔ جو ریاستی سرپرستی میں سپرد قرطاس کیا گیا ہے۔ اور اس کے مؤلف اور نگران اپنے دور کے نابغہ روزگار شخصیات تھیں جن کا تعلق درس وتدریس اور عملی طور پر قضاء کے ساتھ تھا جس کی وجہ سے اس دستاویز کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس بات کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس اہم فقہی ذخیرہ کا فائدہ عام بنانے کے لئے اسے اردو زبان میں منتقل کیا جائے اور جدید تحقیقی خطوط پر اس کی تخریج کی جائے تا کہ پشتو زبان کے علاوہ دوسری زبانوں کے علماء، طلباء اور عوام بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ اس موضوع کے اختیار کرنے کے اسباب درج ذیل ہیں۔

1: چونکہ یہ ایک تقنینی کاوش تھی اس لئے مقالہ نگار کی ذاتی رغبت اسے اردو زبان میں منتقل کرنے کا سبب بنی تا کہ اس سے مملکت پاکستان کے تمام باشندے استفادہ کر سکیں۔

2: اس وقت مارکیٹ میں فتاوی ودودیہ کے کئی نسخے معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ عام دستیاب ہیں جبکہ اصل نسخہ اُس وقت کے علماء کرام کے گھروں میں پایا جاتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اُس اصل نسخے کو سامنے رکھ کر اُس کا ترجمہ کیا جائے۔

3: فتاوی ودودیہ میں مسائل ذکر کرتے ہوئے مآخذ کی اجمالی نشاندہی پر اکتفا کیا گیا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان مآخذ کی تفصیلی نشاندہی کے ساتھ ساتھ جدید طریقہ تحقیق کے مطابق احادیث مبارکہ، تفسیری اور فقہی اقوال کی تخریج کی جائے۔

4: چونکہ فتاوی ودودیہ حنفی فقہ پر مشتمل زمانہ قریب کے علماء کی عمدہ کاوش ہے جسے منظر عام پر لانا وقت کی ضرورت ہے اور اس پراجیکٹ پر کام کا مقصد فقہ حنفی کی حفاظت اور تدوین جدید ہے۔

5: فقہائے احناف کی علمی اور فقہی کاوشوں اور خدمات کو منظر عام پر لانے کی ذاتی رغبت اور شوق ہے۔

6: فتاوی ودودیہ کو مرتب کرتے وقت بہت سارے ایسے مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو اس وقت مارکیٹ میں ناپید ہیں لیکن بعض لائبریریوں میں موجود ہیں اس تحقیق کے نتیجے میں قاری ان مصادر سے روشناس ہو جائے گا۔

7: ریاست سوات میں اپنے دور کے عظیم علمی اور روحانی شخصیات نے فتاوی ودودیہ کی ترتیب وتدوین میں کسی نہ کسی شکل میں حصہ لیا لیکن ان کے حیات و خدمات سے عام طور پر علماء اور طلبہ ناواقف ہیں زیر تحقیق کاوش میں فتاوی کے مؤلف اور نگران علماء و قضاۃ کا مختصر تعارف بھی بیان کیا جائے گا۔ تاکہ ان کے تراجم سے بھی آگاہی حاصل ہو جائے۔

بنیادی سوال:

اس مقالے کا بنیادی سوال فتاوی ودودیہ کے کتاب الطہارۃ کا اردو ترجمہ، فقہی اقوال، احادیث مبارکہ، اور تفسیری اقوال کی تحقیق، اور مؤلف کے زیر مطالعہ کتب سے تخریج ہے۔

اہداف تحقیق:

اس مقالے کے اہداف درج ذیل ہیں۔

1: فتاوی ودودیہ میں مذکور احادیث مبارکہ اور فقہی اقوال کی تخریج و تحقیق کرنا۔

2: فتاوی ودودیہ میں مذکور تفسیری اقوال کی تخریج و تحقیق کرنا۔

3: فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ کرنا۔

4: فتاوی ودودیہ کو جدید تحقیقی خطوط کے مطابق استوار کرنا۔

5: اس اہم دستاویز کا افادہ عام کرنا ہے۔ تاکہ دوسری زبانوں کے لوگ بھی اس سے استفادہ کرسکیں ۔

6: فتاوی ودودیہ کے مؤلف اور نگران علماء و قضاۃ کا مختصر تعارف کرنا۔

منہج تحقیق:

1: اس مقالے پر کام کرنے کے دوران مقالہ نگار کا منہج تحقیقی یہ ہوگا۔

2: اس مقالہ میں مذکور احادیث و آثار اور اخبار کی تخریج اصل مآخذ سے کی جائے گی۔

3: اس مقالہ میں مذکور فقہی اور تفسیری اقوال کی تخریج اصل مآخذ سے کی جائے گی۔

4: زیر نظر مقالہ میں فتاوی ودودیہ کے مؤلف اور نگران علماء و قضاۃ کا مختصر تعارف بھی بیان کیا جائے گا۔

5: صفحہ کے بالا حصہ میں ترجمہ متن لکھا جائے گا جبکہ تحقیقی کام لیکر کے نیچے لکھا جائے گا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

فتاوی ودویہ کی تخریج و تحقیق پر جدید طرز تحقیق کے مطابق کام مقالہ نگار کے علم کے مطابق اس سے پہلے کسی بھی یونیورسٹی میں نہیں ہوا۔ البتہ اس کے پشتو نسخے پر فقہی اقوال کی تخریج مفتی محمد وہاب منگلوری نے کی ہے۔ لیکن ان کی رسائی فتاوی کے مصادر و مراجع بیان کرنے میں ان

تمام کتب تک نہیں ہو سکی ہے۔ جو مؤلف کے زیر مطالعہ تھیں اور جنکا مؤلف نے اجمالی حوالہ بھی دیا ہے بلکہ تخریج میں ان کا انحصار چند متداول فقہی کتب پر رہا ہے، جیسے فتاوی شامی وغیرہ جب کہ اس مقالے کا مقصد انکی کاوش کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہوئے فتاوی میں مذکور مصادر کی بنیاد پر تخریج ہے ۔تاکہ اصل مصادر تک رسائی کے علاوہ علماء اور طلبہ ان مصادر سے بھی واقفیت حاصل کر سکے جو اس وقت عام دستیاب نہیں ہیں۔اب تک تفحص اور تتبع کے نتیجے میں مقالہ نگار زیر تحقیق کتاب (مکمل عبادات طہارت تا کتاب حضر والاباح) کے بارے میں چوراسی (84)مصادر و مراجع پر مطلع ہو سکا ہے۔ جن کی تفصیل فہرست مصادر و مراجع میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جہاں تک اس کے اردو ترجمے کا تعلق ہے تو بعض حضرات کے بقول اس کا اردو ترجمہ ساٹھ کی دہائی سے پہلے ہو چکا تھا لیکن نہ مترجم کے بارے میں کوئی جانتا ہے اور نہ ہی مارکیٹ میں وہ ترجمہ کہیں دستیاب ہے۔ باوجود تلاش بسیار اور تحقیق کے کسی لائبریری یا کتب خانے میں اس کا سراغ نہ لگ سکا اس لئے اس پر کام کرنے کی تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

اظہار تشکر

الحمد لله کما یلیق بشانه والصلوة والسلام علی رسوله محمد النبی الامی۔ صحیح معنوں میں کوئی کسی کے احسان کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا، لیکن اس فرمان رسول " جو مخلوق کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا" پر عمل کرتے ہوئے میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے ادارہ عربی وعلوم اسلامیہ کا تہہ دل سے شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے علوم اسلامیہ میں تحقیقی کام کرنے کا موقع فراہم کیا اور میرے موضوع فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ کی منظوری دی۔

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی صاحب اور احسان اللہ چشتی صاحب کا بھی میں بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر میرے مقالے کی بروقت تصحیح کی اور مجھے قیمتی مشورے دیکر میری راہنمائی فرمائی۔ اس کے علاوہ میں مولانا خلیل الرحمن سواتی (ایم فل سکالرز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ میں میری مدد کی۔ اور پروفیسر ڈاکٹر باچا سردار صاحب کا بھی میں بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے میری رہائش وغیرہ کا انتظام اپنے ذمہ لیا تھا جو تاحال جاری ہے۔

فجزاهم الله احسن الجزاء

مقالہ نگار

عالم سعید

فہرست مضامین و عنوانات

فہرست ابواب اور فصول:

باب اول
نماز کی فرضیت اور فضیلت

فصل اول: نماز کی فرضیت اور فضیلت:

مسئلہ 1: پانچ اوقات کی نمازیں ہر مکلف پر فرض عین ہیں۔اور مکلف سے مراد ہر وہ شخص ہے جو مسلمان ہو، بالغ اور عاقل ہو۔ چاہے مرد ہو یا عورت یا مخنث ہو۔ چاہے غلام ہو یا آزاد ہو۔ یہ تمام نمازیں ہر ایک پر فرض ہیں۔ ہمارے پیارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو اعلان نبوت کے بعد ہجرت مدینہ سے پہلے جب آپ ﷺ مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔اللہ کے حکم سے آسمانوں پر یعنی عالم بالا لے جایا گیا۔ جہاں آپ نے عجائب و غرائب دیکھے۔اسی کو معراج کہتے ہیں اور یہ پانچ نمازیں بھی معراج شریف کی رات فرض ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے قبل صرف دو نمازیں فرض تھیں۔ایک سورج طلوع ہونے سے پہلے اور دوسری سورج غروب ہونے سے پہلے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم ﷺ تک جتنے بھی انبیاء کرام معبوث کیے گئے ہیں۔ ہر ایک کی شریعت میں نماز بھی تھی۔ گویا کہ نماز سے کوئی شریعت خالی نہ تھی۔الغرض ہم مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئی ہیں اور یہ اللہ جل جلالہ کا حق ہے۔اس کی ف. رضیت سے انکار کرنے والا یقیناً کافر ہے۔اور جو بغیر کسی عذر کے اس کو ضائع کرے اس کے لیے سخت وعید ہے۔امام شافعیؒ اور دوسرے بہت سارے ائمہ کرامؒ کہتے ہیں کہ بغیر شرعی عذر کے اگر کوئی ایک نماز ادا نہ کرے یعنی قصداً بے پروائی سے چھوڑ دے تو اسے قتل کر دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نماز چھوڑ دینے سے کافر ہو گیا۔ اُسے مروایا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اُسے اتنا مارا جائے کہ خون بہہ جائے۔ لیکن ہمارے امام اعظم صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُسے قید کر دیا جائے اور قید میں رکھا جائے۔تاوقتیکہ وہ توبہ کر لے یا قید خانے میں ہی مر جائے۔اب دیکھئے کہ جب دنیاوی سزا اتنی سخت ہے تو خدا جانے آخرت کی سزا کتنی سخت ہوگی؟افسوس کہ عہد حاضر میں اکثر لوگ نماز نہیں پڑھتے اور جو پڑھتے ہیں تو وہ پابندی سے نہیں پڑھتے اور نہ ہی اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔الا ماشاءاللہ۔خداوند کریم فرماتے ہیں۔ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر یہ حقیقت ہے کہ نماز انسان کو بُرے کاموں سے روکتی ہے۔یعنی نماز میں ایسی جاذبیت اور برکت ہے۔ جس کی وجہ سے دل میں نورانیت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے دل میں نیکی اور بھلائی کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔اور برائی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم لوگ نماز ہر وقت پڑھتے ہیں۔ لیکن اعمال ہمارے خراب ہی اور حالات بدتر ہیں۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم حضور قلب کے ساتھ موافق سنت نماز نہیں پڑھتے اور نہ ہی اُس کے اہتمام کا خیال کرتے ہیں۔

مسئلہ 1: (هي فرض عين على كل مكلف) بالاجماع.فرضت في الاسراء ليلة السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف، وكانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس وقبل غروبها. شمني (وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة) لحديث مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع، واضربوهم عليها وهم أبناء تسع، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر قلت: والصوم كالصلاة على الصحيح كما في صوم.القهستاني معزيا للزاهدي.وفي حظر الاختيار أنه يؤمر بالصوم والصلاة وينهى عن شرب الخمر ليألف الخير ويترك الشر (ويكفر جاحدها) لثبوتها بدليل قطعي (وتاركها عمدا مجانة) أي تكاسلا فاسق (يحبس حتى يصلي) لانه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق، وقيل

2: صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے عجز و فکر کے ساتھ کرنی چاہیے کہ اُس وقت یہ محسوس ہو جیسا کہ تم اُسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ محسوس نہ ہو تو کم سے کم یہ خیال دل میں ہونا چاہیے۔ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ جب ہم بارگاہ رب العزت میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو اُس وقت تکبیر تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کانوں سے لگاتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گویا ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ ہم اِس وقت دنیا اور دنیاوی کاموں سے ہاتھ اٹھا رہے ہیں اور صرف آپ کی عبادت کے لیے حاضر ہیں۔ لیکن اِس کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دل میں وہ تفکرات اور وسوسے آتے ہیں۔ کہ الامان الامان۔ جب نہ تو حضور قلبی ہو۔ اور نہ ہی دلی خشوع و خضوع ہو اور نہ ہی ارکانِ نماز کی تعدیل۔ تو ایسے نماز کا اثر کیا ہوگا اور کیا برکت ہو گی۔

یضرب حتی یسیل منه الدم.وعند الشافعي: يقتل بصلاة واحدة حدا، وقيل كفرا[1]

ترجمہ: نماز ہر مکلف پر بالاجماع فرض عین ہے۔ یہ ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل رمضان کی ۱۷تاریخ کو ہفتے کی رات میں معراج کے موقع پر فرض ہوئی ہے۔ اس سے قبل صرف دو نمازیں فرض تھیں۔ ایک سورج طلوع ہونے سے پہلے اور دوسری سورج غروب ہونے سے پہلے (کذا فی شمنی) اس حدیث کی وجہ سے کہ سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم کرو اور نو، دس سال کی عمر میں ترک نماز پر ان کو سزا دو، دس سال کے بچے کو اگرچہ سزا دینا ضروری ہے مگر یہ سزا ہاتھ سے دینی چاہیے نا کہ ڈنڈے سے۔ میں کہتا ہوں صحیح قول کے مطابق روزہ نماز کی طرح ہے جیسا کہ قہستانی میں کتاب الصوم میں زاہدی سے منقول ہے۔ اور حظر الاختیار میں ہے کہ اسے نماز اور روزے کا حکم دیا جائے اور شراب نوشی سے منع کیا جائے تاکہ وہ خیر سے مانوس ہو جائے اور برائی کو چھوڑ دے۔ اور نماز کا منکر کافر ہے اس لئے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے۔ اور جان بوجھ کر محض سستی کی وجہ سے نماز چھوڑنے والا فاسق ہے۔ نماز ادا کرنے تک اسے قید میں رکھا جائے گا اسلئے کہ بندے کے حق کی وجہ سے جب اسے قید کیا جا سکتا ہے تو اللہ کا حق اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور بعض علمآء کے بقول: خون بہنے تک اسے مارا جائے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ایک نماز ترک کرنے کی وجہ سے بطور حد اسے قتل کیا جائے گا جبکہ دیگر علمآء کے نزدیک بطور حد نہیں بلکہ بطور کفر اسے قتل کیا جائے گا۔

2:- (8) حدثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ

---

1. ابن عابدين، محمد امين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدرالمختار ص۶ج۲مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاريخ

لطیفہ : کسی عالم نے ایک بے نمازی کو بطور نصیحت کہا کہ نماز پڑھا کرو۔ نماز کے بڑے فوائد ہیں۔ تمہارا دل روشن ہو جائے گا۔ اور تمہیں مزا آجائے گا۔ چنانچہ اُس نے صاف کپڑے پہنے اور پاک صاف ہو کر نماز شروع کی۔ کچھ دن گذرے تو اُس عالمِ ناصح نے اس سے پوچھا کہ دیکھ لیے نماز کے فوائد؟ نماز کتنی اچھی چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ حضرت ! میں نے نماز میں تو کوئی فائدہ نہ پایا۔ سوائے اس کے کہ جب میں سجدے میں جاتا ہوں تو پیٹ کی ہوا بآسانی خارج ہو جاتی ہے اور اس طرح پیٹ بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نماز بغیر شرائط کے ادا نہیں ہوتی۔اسی طرح نماز کے اثر اور برکت کے لیے مناسب طریقے کی رعایت بھی ضروری ہے۔ نماز جس قدر اچھے طریقے سے ادا ہو سکتی ہو اس کے مطابق ادا کرنے سے مناسب برکت حاصل ہوتی ہے۔اس لیے نماز کے لیے بہت زیادہ اہتمام ہونا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہمیں پوری پوری توفیق دے۔اور اپنے قہر و غضب سے محفوظ رکھے۔(اُمین)

إِلَيْهِ سَبِيلًا»، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»،[1]

ترجمہ : حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ اچانک ہمارے سامنے ایک ایسا آدمی نمودار ہوا جس کے کپڑے بہت سفید اور بال بہت کالے تھے مگر نہ اس پر سفر کا کوئی اثر تھا اور نہ ہی ہم میں سے اسے کوئی پہچانتا تھا آتے ہی وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا،اس نے اپنے گھٹنے نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ٹیک دیے اور اپنی ہتھیلیاں آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ کر اس نے پوچھنا شروع کیا کہ اے محمد ﷺ آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کر،زکوٰۃ دے،رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اگر اس کی طرف راستے کی طاقت رکھتا ہے تو اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا پس ہمیں تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر اس نے پوچھا کہ آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر،اس کے فرشتوں پر،اس کی کتابوں پر،اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر پر تو اس نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے سوال کیا کہ آپ مجھے احسان کے

---

[1] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ص27ج 1حديث ٨ الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت

: حدیث 3:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص دن کو چوری کرتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز اُسے عنقریب اِس برائی سے روک دے گی۔

حدیث 4:۔روایت: ایک بار نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ چور طبقے میں بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے؟ تو فرمانے لگے کہ جو رکوع اور سجدہ اچھی طرح ادا نہ کرے۔اور بخیلوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے کہ جو سلام میں بخل کرے۔

: حدیث 5:۔ہر نماز ختم کرتی ہے گناہوں کو۔اس سے قبل وقت کی، یعنی ایک نماز سے دوسری نماز تک درمیانی وقفے کے صغیرہ گناہوں کو اُس دوسرے وقت کی نماز ختم کر دیتی ہے۔

بارے میں بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی اس کیفیت کے ساتھ گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

حدیث 3: - حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: أَرَى أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ: «إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا تَقُولُ»[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور دن کو چوری کرتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز اُسے عنقریب اِس برائی سے روک دے گی جو تم کہہ رہے ہو۔

حدیث 4:۔- وَعَن عبد الله بن مُغفل رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أسرق النَّاس الَّذِي يسرق صلَاته قيل يَا رَسُول الله كَيفَ يسرق صلَاته قَالَ لَا يتم رُكُوعهَا وَلَا سجودها وأبخل النَّاس من بخل بِالسَّلَامِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ فِي معاجيمه الثَّلَاثَة بِإِسْنَاد جيد[2]

ترجمہ: حضرت **عبداللہ بن مغفل** رَضِي الله عَنهُ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چور طبقے میں بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ نماز میں چوری کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ فرمانے لگے کہ جو رکوع اور سجدہ اچھی طرح ادا نہ کرے۔اور بخیلوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے کہ جو سلام میں بخل کرے۔

حدیث 5: ۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الصَّلَاةُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ»[3]

---

[1] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) مسند الإمام أحمد بن حنبل 9778حديث ص447ج1الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م

[2] عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله، أبو محمد، زكي الدين المنذري (المتوفى: 656هـ)الترغيب والترهيب من الحديث الشريف2722 ص198ج1الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1417 عدد الأجزاء:

[3] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم 233حديث ص27ج 1الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت ص122ج1

: حدیث6:۔اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اذان اور اقامت میں اور اگلی صف میں کس قدر فضیلت ہے تو یہ لوگ قرعہ ڈال کر اُسے حاصل کرتے اور اگر انہیں عشاء اور فجر کی نمازوں کی فضیلت کا پتہ چلے۔ تو ضرور شامل ہوتے۔

حدیث 7: ۔ قیامت کے روز سب سے پہلے انسان سے جس چیز کی پُوچھ گُچھ ہو گی وہ نماز ہے۔ اگر نماز کا سلسلہ درست ہو تو دوسرے اعمال بھی درست ہوں گے۔ اس لیے کہ نماز کی برکت سے انسان کے اعمال پاکیزہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر نماز کا سلسلہ خراب ہو۔ تو اُس کے دوسرے اعمال بھی خراب ہوں گے۔ پھر خدا کی طرف سے فرشتوں کو حکم ملتا ہے کہ میرے اس بندے کے نامہ اعمال میں نوافل دیکھئے۔ اگر کہیں نفل درج پائے جائیں تو فرض نمازوں میں جو کمی ہو۔ اُس کی کمی نوافل سے پوری ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح دوسرے فرائض کی کمی بھی اِس طرح نوافل سے پوری کرتے ہیں۔ مثلاً فرض روزوں کی نفلی روزوں سے۔ فرض زکوٰۃ کی ثوابی صدقات وغیرہ سے یہ سب خداوند کریم کی مہربانیاں ہیں۔ ورنہ چاہیے تو یہ کہ فرض کی تکمیل نوافل سے نہ ہو۔ بلکہ صرف فرض کی ادائیگی سے ہو۔ لیکن یہ خدا کی رحمت اور مہربانی ہے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ قیامت کے دن سب سے اول نماز کے متعلق پوچھا جائے گا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں ایک نماز سے دوسری نماز تک کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اور جمعہ کی نماز دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

حدیث6:۔615- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاَسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لاَسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا»[1]

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صفِ اول کی کتنی فضیلت ہے پھر اس کو پانے کے لیے قرعہ ڈالنے کی نوبت پیش آتی تو وہ یقیناً قرعہ اندازی بھی کرتے اور اگر انہیں عشاء اور فجر کی نمازوں کی فضیلت کا پتہ چلے۔ تو ضرور شامل ہوتے۔

حدیث7:- وعن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. إن أول ما افترض الله على الناس من دينهم: الصلاة، وآخر ما يبقى: الصلاةُ، وأول ما يُحاسب به: الصلاة، ويقول الله: انظروا في صلاة عبدى، فإن كانت تامةً كُتبت تامةً، وإن كانت ناقصة يقول: انظروا هل

---

[1] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري615حديث ص84ج1 الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422هـ عدد الأجزاء: 9

روز محشر کہ جان گداز بود　　　اولین پرسش نماز بود

8:۔ہر حال میں نماز فرض ہے جس حد تک کہ انسان کی قدرت ہو۔ ادا کرے۔ کسی صورت میں نماز معاف نہیں ہے۔ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھے بیٹھے ادا کرے۔ اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے ادا کرے۔ البتہ عورت حیض اور نفاس کے ایام میں مستثنیٰ ہے۔ نہ اُس پر ادائیگی ہے اور نہ قضا۔ مذکورہ ایام کی نمازیں معاف ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی دیوانہ ہو جائے اور دیوانگی کی حالت چوبیس گھنٹے گذرنے کے بعد بھی ہو۔ یا کوئی بے ہوش ہو جائے۔ اور بے ہوشی چوبیس گھنٹے سے زیادہ ہو۔ تو مذکورہ عرصے کی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔ اگر یہ دیوانگی، یا بے ہوشی صرف چوبیس گھنٹوں کی ہو۔ تو قضا اس پر لازم ہے۔ اگر کوئی شراب یا کسی اور نشہ آور چیز کے استعمال سے بے ہوش ہو جائے تو اس کی بے ہوشی اگرچہ چوبیس گھنٹوں سے زیادہ ہو تو بھی اُس پر قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی فرض ہے۔

لعبدی من تطوعٍ، فإن وُجِد له تطوعٌ تمت الفريضة من التطوع، ثم قال: انظروا: هل زكاته تامةٌ؟، فإن كانت تامة كتبت تامةً، وإن كانت ناقصةً. قال: انظروا هل له صدقةٌ؟، فإن كانت له صدقة تمت له زكاته.[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوگوں پر ان کے دین میں سے جس چیز کو فرض کیا ہے وہ نماز ہے اور سب سے آخر میں جو چیز باقی رہے گی وہ نماز ہے اور سب سے پہلے روزِ قیامت بندے سے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ بھی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے بندے کی نماز دیکھو پس اگر وہ تام ہو گی تو تام لکھ دی جائے گی اور اگر نا تمام ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دیکھو کیا میرے بندے کے پس نوافل ہیں؟ پس اگر اس کے پاس نوافل ہوں تو ان سے اس کی کمی کو پورا کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دیکھو: کیا میرے بندے کی زکوٰۃ مکمل ہے؟ پس اگر مکمل ہو تو مکمل لکھ دی جائے گی اور اگر نا مکمل ہو تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دیکھو: کیا میرے بندے کے پاس کوئی صدقہ ہے؟ پس اگر اس کے پاس کوئی صدقہ ہو تو اس سے اس کی زکوٰۃ کو مکمل کیا جائے گا۔

8:۔إذَا عَجَزَ الْمَرِيضُ عَنْ الْقِيَامِ صَلَّى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ ، هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَأَصَحُّ الْأَقَاوِيلِ فِي تَفْسِيرِ الْعَجْزِ أَنْ يَلْحَقَهُ بِالْقِيَامِ ضَرَرٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى ، كَذَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ ، وَكَذَلِكَ إذَا خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ إبْطَاءَ الْبُرْءِ بِالْقِيَامِ أَوْ دَوَرَانِ الرَّأْسِ ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ أَوْ يَجِدُ وَجَعًا لِذَلِكَ فَإِنْ لَحِقَهُ نَوْعُ مَشَقَّةٍ لَمْ يَجُزْ تَرْكُ ذَلِكَ الْقِيَامِ ، كَذَا فِي الْكَافِي . وَلَوْ كَانَ قَادِرًا عَلَى بَعْضِ الْقِيَامِ دُونَ تَمَامِهِ يُؤْمَرُ بِأَنْ يَقُومَ قَدْرَ مَا يَقْدِرُ حَتَّى إذَا كَانَ قَادِرًا عَلَى أَنْ يُكَبِّرَ قَائِمًا وَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ لِلْقِرَاءَةِ أَوْ كَانَ قَادِرًا عَلَى الْقِيَامِ لِبَعْضِ الْقِرَاءَةِ دُونَ تَمَامِهَا يُؤْمَرُ بِأَنْ يُكَبِّرَ قَائِمًا وَيَقْرَأَ قَدْرَ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدَ إذَا عَجَزَ قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - هُوَ الْمَذْهَبُ الصَّحِيحُ وَلَوْ تَرَكَ هَذَا خِفْتُ أَنْ لَا تَجُوزَ صَلَاتُهُ ، كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ .[2]

ترجمہ: جب مریض قیام سے عاجز آجائے تو وہ بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نماز پڑھے گا(هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ)اور عجز کی تفسیر میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ قیام کی وجہ سے اسے کوئی ضرر لاحق ہو جائے اور اسی پر فتوی ہے۔(كَذَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ)اور اسی طرح جب قیام کی وجہ سے

9:۔اسی طرح نابالغ پر بھی نماز کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔ لیکن جس وقت بچے کی عمر سات سال کی ہو جائے۔ تو والدین کے لیے یہ حکم ہے کہ اس کو نماز پڑھنے کے لیے حکم دیا کریں۔ جب وہ دس سال کا ہو جائے اور نماز کی ادائیگی میں سستی ظاہر کرے۔ تو

---

[1] ایضا الترغیب للمنذری حدیث ۲۳ ص 147ج1 محولہ بالہ

[2] الشیخ نظام الدین وجماعۃ فتاوی ہندیہ ص151ج1 رشیدیہ کوئیٹہ

والدین کو چاہیے کہ اُسے مارے پیٹے۔ لیکن ہاتھوں سے، اور زیادہ سے زیادہ تین بار۔ اور اسی عمر سے اس کو شریعت کے ضروری احکام کی تعلیم دیا کریں۔ لیکن جو کام بچے کے لیے مشکل ہو۔ مثلاً روزہ تو اس کی تاکید نہیں کرنی چاہیے۔ اِسی طرح اُستاد کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ بچے کو ایک وقت میں تین بار سے زیادہ نہ مارے۔

مرض کے بڑھ جانے کا، صحت ملنے میں تاخیر کا یا سر کے چکرانے کا خوف ہو (كَذَا فِي التَّبْيِينِ) یا قیام کی وجہ سے درد محسوس کرتا ہو۔ پس اگر کوئی مشقت اس کو لاحق ہو جائے تو قیام چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ (كَذَا فِي الْكَافِي) اگر کوئی قیام مکمل کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ بقدر قدرت قیام کرے گا یہاں تک کہ اگر قیام کی حالت میں تکبیر پر قادر ہو اور قراءت کی قدرت نہ ہو یا کچھ قراءت پر قادر ہو مگر اسے مکمل نہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص کے لیے حالت قیام میں تکبیر اور بقدر قدرت قراءت کا حکم ہے پھر وہ قیام سے عاجز آنے پر بیٹھ جائے گا۔ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فرماتے ہیں کہ یہی مذہب صحیح ہے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں اس کی نماز کے عدم جواز کا اندیشہ ہے (كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ)

9: (هِيَ فَرْضُ عَيْنٍ عَلَى كُلِّ مُكَلَّفٍ)۔۔۔ (وَإِنْ وَجَبَ ضَرْبُ ابْنِ عَشْرٍ عَلَيْهَا بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ) لِحَدِيثِ «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعٍ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ» (قَوْلُهُ: بِيَدٍ) أَيْ وَلَا يُجَاوِزُ الثَّلَاثَ، وَكَذَلِكَ الْمُعَلِّمُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُجَاوِزَهَا «قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - لِمِرْدَاسٍ الْمُعَلِّمِ إيَّاكَ أَنْ تَضْرِبَ فَوْقَ الثَّلَاثِ، فَإِنَّك إذَا ضَرَبْت فَوْقَ الثَّلَاثِ اقْتَصَّ اللَّهُ مِنْك» اهـ إسْمَاعِيلُ عَنْ أَحْكَامِ الصِّغَارِ للأستروشني، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يُضْرَبُ بِالْعَصَا فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ أَيْضًا.(قَوْلُهُ: لَا بِخَشَبَةٍ) أَيْ عَصًا، وَمُقْتَضَى قَوْلِهِ بِيَدٍ أَنْ يُرَادَ بِالْخَشَبَةِ مَا هُوَ الْأَعَمُّ مِنْهَا وَمِنْ السَّوْطِ أَفَادَهُ ط.(قَوْلُهُ: لِحَدِيثِ إلَخْ) اسْتِدْلَالٌ عَلَى الضَّرْبِ الْمُطْلَقِ، وَأَمَّا كَوْنُهُ لَا بِخَشَبَةٍ فَلِأَنَّ الضَّرْبَ بِهَا وَرَدَ فِي جِنَايَةِ الْمُكَلَّفِ. اهـ ح وَتَمَامُ الْحَدِيثِ «وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُد وَالتِّرْمِذِيُّ، وَلَفْظُهُ «عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعٍ، وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ» وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ. اهـ. إسْمَاعِيلُ. وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْوُجُوبَ بَعْدَ اسْتِكْمَالِ السَّبْعِ وَالْعَشْرِ بِأَنْ يَكُونَ فِي أَوَّلِ الثَّامِنَةِ وَالْحَادِيَةَ عَشَرَ كَمَا قَالُوا فِي مُدَّةِ الْحَضَانَةِ.(قَوْلُهُ: قُلْت إلَخْ) مُرَادُهُ مِنْ هَذَيْنِ النَّقْلَيْنِ بَيَانُ أَنَّ الصَّبِيَّ يَنْبَغِي أَنْ يُؤْمَرَ بِجَمِيعِ الْمَأْمُورَاتِ وَيُنْهَى عَنْ جَمِيعِ الْمَنْهِيَّاتِ. اهـ ح.[1]

ترجمہ: نماز ہر مکلف پر فرض عین ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے کہ سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم کرو اور دس سال کی عمر میں ترک نماز پر ان کو سزا دو۔ دس سال کے بچے کو اگرچہ سزا دینا ضروری ہے مگر یہ سزا ہاتھ سے دینی چاہیے نا کہ ڈنڈے سے۔ اور مارنے میں تین بار سے تجاوز نہ کرے۔ اسی طرح اُستاد کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ بچے کو ایک وقت میں تین بار سے زیادہ نہ پیٹے۔ نبی کریم عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے مرداس نامی معلم سے فرمایا تین بار سے زیادہ مارنے سے بچو۔ اس لیے کہ تو نے اگر تین بار سے زیادہ مارا تو اللہ تجھ سے بدلہ لے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کے علاوہ بھی ڈنڈے سے نہ مارا جائے۔ لَا بِخَشَبَةٍ سے مراد عصا ہے اور اس فرمان میں ید کا تقاضا یہ ہے کہ خشبہ سے مراد ایسی لکڑی ہے جو عام طور

---

[1] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدر المختار ص335ج1الناشر: دار الفكر-بيروت الطبعة: الثانية، 1412هـ - 1992م عدد الأجزاء: 6

پر مارنے کے لیے استعمال کی جاتی ہو اور اس سے کوڑا بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔قَوْلُہٗ: لِحَدِیْثِ اِلَخْ سے مراد ضرب **مطلق** پر استدلال ہے اور عصا سے مارنے کی ممانعت اس لیے ہے کہ عصا سے سزا دینا یہ مکلف کی سزا ہے نا کہ غیر مکلف کی۔اور حدیث یوں مکمل ہوتی ہے کہ دس سال کی عمر میں بچوں کے بستر الگ الگ کر دو(رَوَاہُ أَبُو دَاوُد وَالتِّرْمِذِيُّ)ترمذی کے الفاظ یہ ہے کہ سات سال کی عمر میں بچے کو نماز سکھاؤاور دس سال کی عمر میں اسے سزا دو۔اس سے ظاہر ہے کہ نماز سکھانا سات سال اور سزا دینا دس سال کے بعد ہے اس طور پر کہ نماز سکھانا آٹھویں سال کے اور سزا دینا گیارھویں سال کے شروع میں ہوں جیسا کہ مدت حضانۃ کے بارے میں علمآء نے فرمایا ہے۔(قَوْلُہٗ: قُلْت اِلَخْ)سے مراد اس بات کا بیان ہے کہ بچے کے حق میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ اسے تمام مامورات کا حکم دیا جائے اور تمام منہیات سے روکا جائے۔

باب دوم
نماز کی شرائط وارکان

فصل اول نماز کی شرائط

مبحث اول: بلوغت کی حد :

مسئلہ 10: شریعت میں بلوغت سے مراد جوانی کو پہنچنا ہے۔ اور بالغ وہی ہے جو جوانی کو پہنچا ہو۔ لڑکے لیے بلوغت کی ایک علامت احتلام ہے۔ یعنی خواب میں منی کا نکلنا۔ دوسری علامت احبال ہے یعنی اُس سے کسی عورت کو حمل کا ٹھہر جانا۔ تیسری علامت انزال ہے یعنی شہوانی لذت سے منی کا خارج ہونا۔ اسی طرح لڑکی کے لیے بلوغت کی علامات حیض، احتلام اور حمل ہیں۔ اور انزال سے بھی اس کی جوانی ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ 11 : لڑکا بارہ سال سے پہلے اور لڑکی نو سال سے پہلے جوانی کو نہیں پہنچتی۔ اگر اس کے بعد مذکورہ بالا علامتوں میں سے کوئی ایک علامت ظاہر ہو گئی تو وہ بالغ تصور ہونگے۔ اور اُسے مکلف کہیں گے۔ اور وضو اور نماز کے احکام اُس پر نافذ ہونگے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو اور عمر پندرہ سال پوری ہو جائے تو بالغ تصور ہوں گے چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

مسئلہ 10 :۔ قال شیخ الاسلام علی السعدی : وعلامۃ البلوغ الغلمان ثلاثۃ اشیاء نزول المنی والاحتلام وخمسۃ عشرہ سنۃ وعلامۃ بلوغ الجاریۃ خمسۃ اشیاء الاحتلام ونزول المنی والحیض والحبل وخ،ستۃ عشرۃ سنۃ[1]

ترجمہ: شیخ الاسلام علی السعدی کا فرمان ہے کہ لڑکے کی بلوغت کی علامت تین چیزیں ہیں منی کا نکلنا، احتلام اور پندرہ سال کی عمر کو پہنچنا۔ جب کہ لڑکی کی بلوغت کی علامت پانچ چیزیں ہیں احتلام، منی کا نکلنا، حیض، حمل اور سولہ سال کی عمر کو پہنچنا۔

مسئلہ 11 :قال شیخ الاسلام علی السعدی : وعلامۃ البلوغ الغلمان ثلاثۃ اشیاء نزول المنی والاحتلام وخمسۃ عشرہ سنۃ وعلامۃ بلوغ الجاریۃ خمسۃ اشیاء الاحتلام ونزول المنی والحیض والحبل وخ،ستۃ عشرۃ سنۃ [2]

ترجمہ: شیخ الاسلام علی السعدی کا فرمان ہے کہ لڑکے کی بلوغت کی علامت تین چیزیں ہیں منی کا نکلنا، احتلام اور پندرہ سال کی عمر کو پہنچنا۔ جب کہ لڑکی کی بلوغت کی علامت پانچ چیزیں ہیں احتلام، منی کا نکلنا، حیض، حمل اور سولہ سال کی عمر کو پہنچنا۔

اور علامہ شامی نے یوں بیان کیا ہے

(بُلُوغُ الْغُلَامِ بِالِاحْتِلَامِ وَالْإِحْبَالِ وَالْإِنْزَالِ) وَالْأَصْلُ هُوَ الْإِنْزَالُ (وَالْجَارِيَةِ بِالِاحْتِلَامِ وَالْحَيْضِ وَالْحَبَلِ) وَلَمْ يَذْكُرْ الْإِنْزَالَ صَرِيحًا لِأَنَّهُ قَلَّمَا يُعْلَمُ مِنْهَا (فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ فِيهِمَا) شَيْءٌ (فَحَتَّى يَتِمَّ لِكُلٍّ مِنْهُمَا خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً بِهِ يُفْتَى) لِقِصَرِ أَعْمَارِ أَهْلِ زَمَانِنَا[3]

---

[1] النتف فی الفتاوی ص 74 مکتبہ حقانیہ بشاور
[2] ایضا محولہ بالہ
[3] ابن عابدین ص 259ج9 محولہ بالہ

مبحث دوم نماز کے اوقات کا بیان:

مسئلہ 12: رات کے آخری حصے میں مشرق کی طرف آسمان پر لمبائی میں ایک سفیدی نظر آتی ہے۔ جسے صبح کاذب کہتے ہیں۔ اُس کے تھوڑی دیر بعد آسمان کے کناروں پر چوڑائی میں سفیدی نظر آتی ہے جو کہ لحہ بہ لحہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ پھیل جاتی ہے۔ اس سفیدی کو صبح صادق کہتے ہیں۔ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق شروع ہونے سے لیکر سورج طلوع ہونے تک رہتا ہے۔ لیکن اُفق سے سورج ذرا بھی ظاہر ہو جائے تو فجر کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے پھر جب سورج سر کے برابر پہنچے تو یہی وقت وقتِ استواء ہے۔ اور وقت ظہر۔ جب سورج سر سے تھوڑا سا گذر جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ ظہر معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی سیدھی لکڑی ہموار زمین پر دھوپ میں کھڑی کی جائے۔ ابتداء میں اُس کا سایہ مغرب کی طرف لمبی لکیر کی طرح ہوگا۔ اور سورج جتنا چڑھتا جائے گا۔ یہ سایہ گھٹتا جائے گا۔ جس وقت سایہ کی گھٹائی ختم ہو جائے تو سمجھا جائے کہ زوال (استواء) کا وقت ہے اور پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جائے گا۔ پھر جب وہ سایہ اُس لکڑی (اپنے اصل) سے دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا۔ لیکن اس دوچندی میں وہ سایہ شمار نہ ہوگا جو بوقت زوال تھا۔ مثلاً مذکورہ لکڑی بالشت بھر ہو اور زوال کے وقت سایہ چار انگلی ہو۔ اب اسکا سایہ جب دو بالشت اور چار انگلی کے برابر ہو جائے۔ تو ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا۔ اور عصر کا وقت شروع ہوگا۔ اور سورج غروب ہونے تک عصر کا وقت ہے۔ سورج غروب ہونے کے بعد جب رات ظاہر ہونے لگے تو مغرب کا وقت شروع ہوگا اور جب تک شفق غروب نہ ہو جائے۔ مغرب کا وقت رہے گا۔ صاحبینؒ کے قول کے مطابق شفق سے مراد وہ سرخی ہے۔ جو سورج غروب ہونے کے بعد آسمانی کناروں پر ظاہر ہو۔ اور امام صاحب کے بقول شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد دکھائی دیتی ہے۔ اور شفق غروب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اور صبح صادق کے ظاہر ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔

ترجمہ: لڑکے کے لیے بلوغت کی ایک علامت احتلام ہے دوسری علامت احبال یعنی اُس سے کسی عورت کو حمل کا ٹھہرنا ہے تیسری علامت انزال ہے اور یہی اصل علامت ہے اسی طرح لڑکی کے لیے بلوغت کی علامات حیض، احتلام اور حمل ہیں۔ اور انزال کا ذکر صراحتاً اس لیے نہیں کیا کہ بہت کم اس کا پتہ چلتا ہے پس اگر ان میں سے کوئی علامت ان دونوں میں نہ پائی جائے تو پندرہ سال کے مکمل ہونے پر دونوں بالغ تصور ہوں گے اور اسی پر فتوی ہے اس لیے کہ ہمارے زمانے میں لوگوں کی عمریں کم ہیں

مسئلہ 12:(وَقْتُ) صَلَاةِ (الْفَجْرِ) (مِنْ) أَوَّلِ (طُلُوعِ الْفَجْرِ الثَّانِي) وَهُوَ الْبَيَاضُ الْمُنْتَشِرُ الْمُسْتَطِيرُ لَا الْمُسْتَطِيلُ (إلَى) قُبَيْلِ (طُلُوعِ ذُكَاءَ) بِالضَّمِّ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ اسْمُ الشَّمْسِ. (وَوَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ زَوَالِهِ) أَيْ مَيْلِ ذُكَاءَ عَنْ كَبِدِ السَّمَاءِ (إلَى بُلُوغِ الظِّلِّ مِثْلَيْهِ) وَعَنْهُ مِثْلَهُ، وَهُوَ قَوْلُهُمَا وَزُفَرَ وَالْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ. (سِوَى فَيْءٍ) يَكُونُ لِلْأَشْيَاءِ قُبَيْلَ (الزَّوَالِ) وَيَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ،(وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِنْهُ إلَى) قُبَيْلِ (الْغُرُوبِ) فَلَوْ غَرَبَتْ ثُمَّ عَادَتْ هَلْ يَعُودُ الْوَقْتُ بِالظَّاهِرِ، نَعَمْ(وَ) وَقْتُ (الْمَغْرِبِ مِنْهُ إلَى) غُرُوبِ (الشَّفَقِ وَهُوَ الْحُمْرَةُ) عِنْدَهُمَا، وَبِهِ قَالَتْ الثَّلَاثَةُ وَإِلَيْهِ رَجَعَ الْإِمَامُ كَمَا فِي شُرُوحِ الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهَا،

مسئلہ 13: نوٹ: زوال کا وقت معلوم کرنے کے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ اول کسی ہموار جگہ پر ایک سیدھی لکیر شمالاً جنوباً کھینچی جائے۔ اس کو خط زوال کہتے ہیں پھر خطِ زوال (استواء) پر ایک سیدھی لکڑی یا اسطرح کوئی اور چیز کھڑی کی جائے اس کو مقیاس کہتے ہیں۔ اب جس وقت اس مقیاس کا سایہ اُس سیدھی لکیر کے اوپر پڑ جائے۔ تو یہی زوال کا وقت ہے۔ خطِ زوال کھینچنے کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ دائرہ ہندیہ کھینچا جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی ہموار جگہ پر ایک گول دائرہ کھینچ کر بنایا جائے اور پھر اُس کے بالکل درمیان میں مقیاس کھڑی کی جائے۔ اب مقیاس کا سایہ آہستہ آہستہ سمٹتا جائے گا۔ جس وقت سائے کا سر دائرے کو پہنچے یہاں پر نشانی لگائی جائے اور دائرے میں داخل ہونے کے بعد یہ سایہ مشرق کی طرف ہو جائے گا۔ اور جب مشرق کو نکلنے لگے تو اُس جگہ دوسری نشانی لگائی جائے۔ گویا یہ دو نشان ہوئے۔ ایک داخلے کا اور دوسرا خروج کا۔ دونوں کے درمیان شمال کی طرف جو قوس آئے یہی خط زوال (استواء) ہے۔ جس وقت کہ مقیاس کا سایہ اُس کے اوپر آئے۔ تو وہ زوال (استواء) کا وقت ہو گا۔ جب سایہ لکیر سے مشرق کی طرف نکلے تو ظہر کا وقت شروع ہو گا۔

فَكَانَ هُوَ الْمَذْهَبَ.(وَ) وَقْتُ (الْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ مِنْهُ إلَى الصُّبْحِ) [1]

ترجمہ: فجر کی نماز کا وقت، فجر ثانی یعنی چوڑائی میں نا کہ لمبائی میں پھیلنے والی روشنی کے شروع سے لے کر سورج کے طلوع ہونے سے کچھ قبل تک رہتا ہے لفظ ذُکَاءَ ذال کے ضمہ کے ساتھ غیر منصرف ہے اور سورج کا نام ہے۔ اور ظہر کا وقت زوال شمس سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس سایہء اصلی کے دو مثل ہو جائے جو زوال سے تھوڑی دیر پہلے ہوتا ہے یہ صاحبین، امام زفر اور ائمہ ثلاثہ کا قول ہے جبکہ امام صاحب کے بقول مثل اول تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور زمان و مکان کے اختلاف سے ظہر کا وقت مختلف ہو جاتا ہے۔ اور عصر کا وقت ظہر کے اختتام سے لے کر غروب سے کچھ دیر پہلے تک رہتا ہے اگر سورج غروب ہو کر دوبارہ پلٹ آئے تو مغرب کا وقت بھی لوٹ آئے گا۔ اور مغرب کا وقت غروب شمس سے لے کر شفق احمر تک رہتا ہے صاحبین کے نزدیک، ائمہ ثلاثہ بھی یہی کہتے ہیں اور امام صاحب نے بھی اسی کی طرف رجوع کیا ہے (كَمَا فِي شُرُوحِ الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهَا) پس یہی ایک مذہب ہے اور عشآء اور وتر کا وقت اس سے فجر صادق تک رہتا ہے۔

مسئلہ 13 :وَطَرِيقُ مَعْرِفَةِ زَوَالِ الشَّمْسِ وَفَيْءِ الزَّوَالِ أَنْ تُغْرَزَ خَشَبَةٌ مُسْتَوِيَةٌ فِي أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ فَمَا دَامَ الظِّلُّ فِي الِانْتِقَاصِ فَالشَّمْسُ فِي حَدِّ الِارْتِفَاعِ وَإِذَا أَخَذَ الظِّلُّ فِي الِازْدِيَادِ عُلِمَ أَنَّ الشَّمْسَ قَدْ زَالَتْ فَاجْعَلْ عَلَى رَأْسِ الظِّلِّ عَلَامَةً فَمِنْ مَوْضِعِ الْعَلَامَةِ إلَى الْخَشَبَةِ يَكُونُ فَيْءُ الزَّوَالِ فَإِذَا ازْدَادَ عَلَى ذَلِكَ وَصَارَتْ الزِّيَادَةُ مِثْلَيْ ظِلِّ أَصْلِ الْعُودِ سِوَى فَيْءِ الزَّوَالِ يَخْرُجُ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَهَذَا الطَّرِيقُ هُوَ الصَّحِيحُ هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ قَالُوا الِاحْتِيَاطُ أَنْ يُصَلِّيَ الظُّهْرَ قَبْلَ صَيْرُورَةِ الظِّلِّ مِثْلَهُ وَيُصَلِّيَ الْعَصْرَ حِينَ يَصِيرُ مِثْلَيْهِ لِيَكُونَ الصَّلَاتَانِ فِي وَقْتَيْهِمَا بِيَقِينٍ .[2]

ترجمہ: زوال شمس اور سایہء اصلی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی سیدھی لکڑی ہموار زمین پر دھوپ میں کھڑی کی جائے۔ (ابتداء میں اُس کا سایہ مغرب کی طرف ہو گا)۔ سورج جتنا چڑھتا جائے گا۔ یہ سایہ گھٹتا جائے گا۔ جس وقت سایہ کی گھٹائی ختم ہو جائے اور بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھا جائے کہ سورج زائل ہو گیا ہے پس جہاں سے سایہ شروع ہوا ہے وہاں سے لکڑی کی لمبائی کے بقدر نشان لگا دے یہ سایہء اصلی ہے (جو استواء کا وقت تھا) اور پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے اور اُس لکڑی (اپنے

---

[1] ایضا الدرالمختار ص 15ج2 محولہ بالہ

[2] ایضا ہندیہ ص 57ج1

اصل) سے دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا امام صاحب کے نزدیک ۔لیکن اس دوچندی میں وہ سایہ شمار نہ ہو گا جو بوقت زوال تھا۔(كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ) اور یہی طریقہ صحیح ہے(هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ) علمآء نے کہا ہے کہ احتیاط ظہر کی نماز کو مثل اول سے پہلے پڑھنے میں ہے اور عصر کی نماز کو مثلین کے بعد پڑھنے میں ہے تاکہ دونوں نمازوں کی ادائیگی یقینی اوقات میں
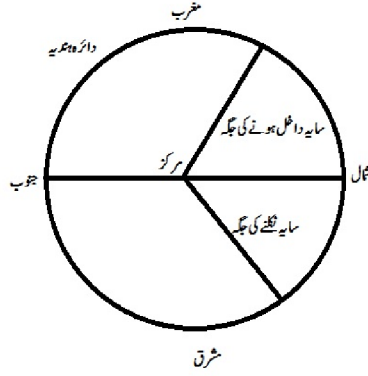
جیسا کہ اوپر مندرجہ دائرے میں دکھایا گیا ہے۔اس دائرے سے قبلے کی سمت بھی معلوم ہوتی ہے لیکن اس جگہ اسکی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ:14 : عشاء کی نماز کا جو وقت بیان ہو چکا ہے۔وتر کا بھی وہی وقت ہے۔لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ وتر کو عشاء کی نماز سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔اس لیے کہ یہ ترتیب واجب ہے اگر کسی عذر کی وجہ سے پہلے ادا کرے مثلاً نماز ادا کرنے والے کے دل میں یہ خیال آئے کہ میں فرض ادا کر چکا ہوں۔اور وتر ادا کرلے۔بعد میں اُسے یاد آئے کہ فرض نماز، تو میں نے پڑھی ہی نہیں ہے۔اب اگر وہ فرض نماز ادا کرلے۔تو اِس صورت میں بقول امام صاحبؒ کے وتر کی نماز ادا ہو چکی ہے۔اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ وتر کی نماز اب وہ دوبارہ ادا کرے گا۔کیونکہ وہ نماز ادا نہیں ہوئی۔

ہو جائے۔

اور چغمنی میں لکھا ہے:

وفی شرح الچغمنی : ومنها الكلام فی معرفة خط نصف النہار وخط الاعتدال ويحتاج فيها اولا--- تسمى هذه الدائرة الهندية وينصب على مركزها مقياس مخروطی--- ومنها الكلام فی معرفة سمت القبلة الخ[1] ترجمہ: اور شرح چغمنی میں لکھا ہے اور یہاں سے کلام نصف النہار کے خط اور خط اعتدال کی معرفت میں ہے اور اسمیں سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے---اسے دائرہ ہندیہ

[1] الرومی الفاضل شرح ملخص المعروف بشرح چغمنی ص114 الباب الثالث من مقالة الثانية فی اشياء منفردة ،الدئرة الهنديه مطبع مجتبائی لاہور باکستان

مسئلہ 15 : اگر کوئی شخص تہجد کی نماز ادا کرنا چاہے اور اُسے اپنے آپ پر یہ اعتماد ہو کہ میں نیند سے بیدار ہو جاؤں گا۔ تو اُس کے لیے بہتر ہے کہ صلوۃ وتر تہجد کی نماز ادا کرنے کے بعد ادا کرے۔ لیکن اگر اُسے اپنے آپ پر بیدار ہونے کا اعتماد نہ ہو تو عشاء کی نماز پڑھ کر وتر کی نماز ادا کرے

کہتے ہے جس کے مرکز پر مقیاس مخروطی بنایا جاتا ہے۔۔۔ اور یہاں سے کلام سمت قبلہ کو معلوم کرنے کے بیان میں ہے۔

مسئلہ 14 : (وَ) وَقْتُ (الْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ مِنْهُ إلَى الصُّبْحِ، وَ) لَكِنْ(لَا) يَصِحُّ أَنْ (يُقَدِّمَ عَلَيْهَا الْوِتْرَ) إلَّا نَاسِيًا (لِوُجُوبِ التَّرْتِيبِ) لِأَنَّهُمَا فَرْضَانِ عِنْدَ الْإِمَامِ.وقال ابن عابدين۔۔۔(قَوْلُهُ: وَلَكِنْ إلَخْ) جَوَابٌ عَنْ سُؤَالٍ مُقَدَّرٍ تَقْدِيرُهُ لِمَ لَا يَجُوزُ تَقْدِيمُهُ بَعْدَ دُخُولِ وَقْتِهِ. أَجَابَ بِأَنَّهُ إنَّمَا لَا يَجُوزُ لِلتَّرْتِيبِ لَا لِكَوْنِ الْوَقْتِ لَمْ يَدْخُلْ، وَهَذَا عَلَى قَوْلِهِ وَعَلَى قَوْلِهِمَا؛ لِأَنَّهُ تَبَعٌ لِلْعِشَاءِ، وَأَثَرُ الْخِلَافِ يَظْهَرُ فِيمَا لَوْ قَدَّمَ الْوِتْرَ عَلَيْهَا نَاسِيًا أَوْ تَذَكَّرَ أَنَّهُ صَلَّاهَا فَقَطْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ لَا يُعِيدُهُ عِنْدَهُ،وَعِنْدَهُمَا يُعِيد ،[1]

ترجمہ: عشاء اور وتر کا وقت شفقِ احمر سے صبح صادق تک ہے مگر جان بوجھ کر وتر کو عشآء پر مقدم کرنا صحیح نہیں ہے اس لیے کہ امام صاحب کے نزدیک یہ دونوں فرض ہیں لہذا ترتیب واجب ہے۔ اور ابن عابدین شامی (قَوْلُهُ: وَلَكِنْ إلَخْ) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ عبارت اس سوال مقدر کا جواب ہے کہ وقت داخل ہو جانے کے بعد تقدیم کیوں جائز نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عدمِ جواز ترتیب کے وجوب کی وجہ سے ہے وقت کے دخول کی وجہ سے نہیں ہے یہ جواب امام صاحب کے قول پر ہے اور صاحبین کے قول کے مطابق جواب یہ ہے کہ وتر عشآء کے تابع ہے اور اختلاف کا ثمرہ ظاہر ہو گا ایسی صورت میں کہ اگر کسی نے بھول کر وتر کو عشآء کی نماز پر مقدم کیا یا کسی کو وتر ادا کرنے کے بعد یاد آیا کہ اس نے صرف عشآء کی نماز بغیر وضو کے ادا کی ہے تو ان دونوں صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک ایسا شخص نمازِ وتر کا اعادہ نہیں کرے گا اور صاحبین کے نزدیک وہ اعادہ کرے گا۔

مسئلہ 15 : (وَ) تَأْخِيرُ (الْوِتْرِ إلَى آخِرِ اللَّيْلِ لِوَاثِقٍ بِالِانْتِبَاهِ) وَإِلَّا فَقَبْلَ النَّوْمِ، فَإِنْ فَاقَ وَصَلَّى نَوَافِلَ وَالْحَالُ أَنَّهُ صَلَّى الْوِتْرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ الْأَفْضَلُ.۔۔۔ (قَوْلُهُ: وَتَأْخِيرُ الْوِتْرِ إلَخْ) أَيْ يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُهُ، لِقَوْلِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «مَنْ خَافَ أَنْ لَا يُوتِرَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ») رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمَا وَتَمَامُهُ فِي الْحِلْيَةِ. وَفِي الصَّحِيحَيْنِ «اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا» وَالْأَمْرُ لِلنَّدْبِ بِدَلِيلِ مَا قَبْلَهُ بَحْرٌ.(قَوْلُهُ: فَإِنْ فَاقَ إلَخْ) أَيْ إذَا أَوْتَرَ قَبْلَ النَّوْمِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، وَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ بَلْ هُوَ مَنْدُوبٌ، وَلَا يُعِيدُ الْوِتْرَ، لَكِنْ فَاتَهُ الْأَفْضَلُ الْمُفَادُ بِحَدِيثِ الصَّحِيحَيْنِ إمْدَادٌ.وَلَا يُقَالُ: إنَّ مَنْ لَا يَثِقُ بِالِانْتِبَاهِ فَالتَّعْجِيلُ فِي حَقِّهِ أَفْضَلُ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ،[2]

ترجمہ: جس شخص کو بیدار ہونے کا یقین ہو اس کے لیے وتر کو مؤخر کرنا مستحب ہے ورنہ سونے سے پہلے ادا کرنا لازم ہے اس لیے کہ اگر اس کو نوافل پڑھنے کی توفیق مل گئی اور وہ وتر ادا کر چکا ہو تو یہ افضل ہے۔۔۔(قَوْلُهُ: وَتَأْخِيرُ الْوِتْرِ إلَخْ) سے مراد یہ ہے کہ وتر کو مؤخر کرنا مستحب ہے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جس شخص کو رات کے آخری حصے میں وتر کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اسے رات کے پہلے حصے میں نماز وتر ادا کرنی چاہئے اور جسے رات کے آخری حصے میں قیام کی امید ہو تو اسے رات کے آخری حصے نماز وتر ادا کرنی چاہئے اس لیے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُمَا) اور صحیحین کی روایت میں ہے کہ تم وتر کو اپنی آخری نماز بناؤ، ما قبل والی دلیل کی بنیاد پر اس

---

[1] ایضا الدر المختار ص 23ج2
[2] ایضا ص34ج2

مسئلہ 16 : جس ملک میں عشاء کا وقت نہ آئے۔ جیسا کہ بلغار نامی ایک ملک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں سال میں ایسی راتیں آتی ہیں کہ سورج غروب ہونے کے بعد جبکہ ابھی شفق کے آثار غروب ہونے نہیں پاتے سورج دوبارہ طلوع ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا وہاں کے مسلمانوں پر عشاء کی نماز ادا کرنا فرض ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ فرض ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرض نہیں ہے۔ اور پھر اس میں بھی اختلاف ہے۔ کہ قضا کی نیت کریں گے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کریں گے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں۔

مسئلہ 17 : اگر کوئی خاص عذر نہ ہو۔ تو بہتر یہی ہے کہ صبح کی نماز اس وقت ادا کی جائے جب روشنی خوب واضح ہو جائے۔ یعنی ایسے وقت شروع کرے کہ چالیس پچاس آیتیں پڑھنے کے بعد اگر کسی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے۔ اور وہ شخص دوبارہ از سر نو وضو کر کے پوری نماز دوبارہ ادا کر لے تو نماز کا وقت اب بھی باقی ہو۔ البتہ عورتوں کے لیے صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا بہتر ہے۔ اور حج کرنے والوں کے لیے بھی مزدلفہ میں صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرنا بہتر ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

روایت میں امر ندب کے لیے ہے۔

(قَوْلُهُ: فَإِنْ فَاقَ إلَخْ) کا مطلب یہ کہ کوئی شخص اگر سونے سے پہلے وتر پڑھ لے پھر اسے بیدار ہونے کی توفیق ملے اور وہ نوافل ادا کرے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ مندوب ہے اس لیے وہ وتر کا اعادہ بھی نہیں کرے گا لیکن صحیحین کی حدیث کی وجہ سے بوقت عشآء اس کا نہ پڑھنا افضل ہے (إمْدَادٌ) البتہ جس شخص کو اپنے آپ پر اعتماد نہ ہو اس کے لیے تعجیل افضل ہے لہذا اس پر صحیحین کی روایت سے اعتراض نہ کیا جائے (كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ)

مسئلہ 16 : (وَفَاقِدُ وَقْتِهِمَا) كَبُلْغَارَ، فَإِنَّ فِيهَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّفَقِ فِي أَرْبَعِينِيَّةِ الشِّتَاءِ (مُكَلَّفٌ بِهِمَا فَيُقَدِّرُ لَهُمَا) وَلَا يَنْوِي الْقَضَاءَ لِفَقْدِ وَقْتِ الْأَدَاءِ بِهِ أَفْتَى الْبُرْهَانُ الْكَبِيرُ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ، وَتَبِعَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ فِي أَلْغَازِهِ فَصَحَّحَهُ، فَزَعَمَ الْمُصَنِّفُ أَنَّهُ الْمَذْهَبُ (وَقِيلَ لَا) يُكَلَّفُ بِهِمَا لِعَدَمِ سَبَبِهِمَا، وَبِهِ جَزَمَ فِي الْكَنْزِ وَالدُّرَرِ وَالْمُلْتَقَى وَبِهِ أَفْتَى الْبَقَّالِيُّ،[1]

ترجمہ: اور ان دونوں (فجر اور عشآء) کے اوقات کو نہ پانے والا جیسا کہ بلغار میں ہوتا ہے کہ وہاں سردیوں کے کچھ دنوں میں سورج غروب شفق سے پہلے طلوع ہو جاتا ہے ان دونوں نمازوں کا مکلف ہو گا اور نمازیں اس پر فرض ہوں گی لیکن وقت نہ پانے کی وجہ سے وہ قضا کی نیت نہیں کرے گا (بِهِ أَفْتَى الْبُرْهَانُ الْكَبِيرُ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ، وَتَبِعَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ فِي أَلْغَازِهِ فَصَحَّحَهُ،) مصنف نے بھی اسی مذہب کا خیال کیا ہے اور بعض علمآء کہتے ہیں کہ سبب نہ پائے جانے کی وجہ سے وہ مکلف نہیں ہو گا (وَبِهِ جَزَمَ فِي الْكَنْزِ وَالدُّرَرِ وَالْمُلْتَقَى وَبِهِ أَفْتَى الْبَقَّالِيُّ)

مسئلہ 17 : (وَالْمُسْتَحَبُّ) لِلرَّجُلِ (الِابْتِدَاءُ) فِي الْفَجْرِ (بِإِسْفَارٍ وَالْخَتْمُ بِهِ) هُوَ الْمُخْتَارُ بِحَيْثُ يُرَتِّلُ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ يُعِيدُهُ بِطَهَارَةٍ لَوْ فَسَدَ. وَقِيلَ يُؤَخِّرُ جِدًّا؛ لِأَنَّ الْفَسَادَ مَوْهُومٌ (إلَّا لِحَاجٍّ بِمُزْدَلِفَةَ) فَالتَّغْلِيسُ أَفْضَلُ كَمَرْأَةٍ مُطْلَقًا.[2]

ترجمہ: اور مستحب ہے مرد کے لیے روشنی خوب واضح ہو جانے پر فجر کی نماز کو شروع کرنا اور ختم کرنا اور پسندیدہ یہ ہے کہ ایسے وقت میں شروع کرے کہ چالیس آیتیں پڑھنے کے بعد اگر کسی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے۔ تو وہ شخص دوبارہ از سر نو وضو کر

---

[1] ایضا الدرالمختار ص24ج2

[2] ایضا ابن عابدین ص 30ج2

مسئلہ:18: سردی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تعجیل بہتر ہے۔اور گرمی کے موسم میں اتنی تاخیر اچھی ہے کہ سایہ میں ایک مثل تک پہنچ جائے اس لئے کہ ظہر کے آخری وقت میں اختلاف ہے صاحبین کہتے ہیں کہ مثل اول تک ہے اور امام صاحب کہتے ہیں کہ مثل ثانی تک ہے تو علماء کہتے ہیں کہ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز مثل اول سے پہلے پہلے ادا کی جائی۔

مسئلہ 19 : بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ موسم بہار کے احکام وہی ہیں جو سردی کے موسم کے ہیں اور خزاں کے احکام گرمی کے موسم کی طرح ہیں

مسئلہ 20 : گرمی کا موسم ہو یا سردی کا۔ لیکن عصر کی نماز میں توقف اچھا ہے۔ لیکن اس قدر بھی نہ ہو کہ سورج زرد ہو جائے۔ اور اگر سورج اس قدر زرد ہو جائے کہ اُس کو دیکھنے سے آنکھیں خیرہ (چکاچوند) نہ ہوں۔تب نماز پڑھنا شروع کرے تو اس قدر تاخیر کرنا تحریمی مکروہ ہے۔اس لیے کہ مذکورہ وقت کراہت کا وقت ہے۔

کے پوری نماز ادا کر سکے۔اور بعض علمآء نے کہا ہے کہ آخری حد تک مؤخر کر سکتا ہے اس لیے کہ فساد موہوم ہے مگر حج ادا کرنے والے کے لیے مزدلفہ میں صبح کی نماز عورت کی طرح اندھیرے میں ادا کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ 18 : (وَتَأْخِيرُ ظُهْرِ الصَّيْفِ) بِحَيْثُ يَمْشِي فِي الظِّلِّ (مُطْلَقًا) كَذَا فِي الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهِ: أَيْ بِلَا اشْتِرَاطِ(وَالْمُسْتَحَبُّ تَعْجِيلُ ظُهْرِ شِتَاءٍ) يَلْحَقُ بِهِ الرَّبِيعُ، وَبِالصَّيْفِ الْخَرِيفُ(قوله بحيث يمشى فى الظل) عبارة البحر والنهر وغيرهما : وحده ان يصلى قبل المثل و هى اولى[1]

ترجمہ: ظہر کی نماز میں گرمی کے موسم میں بغیر کسی شرط کے اتنی تاخیر اچھی ہے کہ سایہ میں چلی جائے(كَذَا فِي الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهِ) اور سردی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تعجیل مستحب ہے، موسم بہار سردی کے ساتھ ملحق ہے اور موسم خزاں گرمی کے ساتھ ملحق ہے(قو لہ بحیث یمشی فی الظل) یہ عبارت البحر الرائق اور النھر الرائق وغیر ھما کی ہے،اور ظہر کی نماز کو مؤخر کرنے کی حد یہ ہے کہ مثل اول سے پہلے پہلے ادا کی جائے یہی افضل ہے

مسئلہ 19 :۔(وَتَأْخِيرُ ظُهْرِ الصَّيْفِ) بِحَيْثُ يَمْشِي فِي الظِّلِّ (مُطْلَقًا) كَذَا فِي الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهِ: أَيْ بِلَا اشْتِرَاطِ(وَالْمُسْتَحَبُّ تَعْجِيلُ ظُهْرِ شِتَاءٍ) يَلْحَقُ بِهِ الرَّبِيعُ، وَبِالصَّيْفِ الْخَرِيفُ(قوله بحيث يمشى فى الظل) عبارة البحر والنهر وغيرهما : وحده ان يصلى قبل المثل و هى اولى[2]

ترجمہ: ظہر کی نماز میں گرمی کے موسم میں بغیر کسی شرط کے اتنی تاخیر اچھی ہے کہ سایہ میں چلی جائے(كَذَا فِي الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهِ) اور سردی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تعجیل مستحب ہے، موسم بہار سردی کے ساتھ ملحق ہے اور موسم خزاں گرمی کے ساتھ ملحق ہے(قو لہ بحیث یمشی فی الظل) یہ عبارت البحر الرائق اور النھر الرائق وغیر ھما کی ہے،اور ظہر کی نماز کو مؤخر کرنے کی حد یہ ہے کہ مثل اول سے پہلے پہلے ادا کی جائے یہی افضل ہے

مسئلہ 20 : (وَ) تَأْخِيرُ (عَصْرٍ) صَيْفًا وَشِتَاءً تَوْسِعَةً لِلنَّوَافِلِ (مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ ذُكَاءُ) بِأَنْ لَا تَحَارَ الْعَيْنُ فِيهَا فِي الْأَصَحِّ[3]

---

[1] ایضا ابن عابدین 30ج2
[2] ایضا الدر المختار ص 30ج2
[3] محولہ بالہ

مسئلہ 21 : مغرب کی نماز گرمی کا موسم ہو یا سردی کا پہلے وقت میں ادا کرنا بہتر ہے، مغرب کی نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ آسمان پر ستارے زیادہ تعداد میں ظاہر ہو جائیں مکروہ تحریمی ہے

مسئلہ 22 : جب آسمان پر بادل چھائے ہوں تو عصر اور عشاء کی نمازوں کی ادائیگی میں تعجیل اچھی ہے اور دوسری نمازوں میں تاخیر اچھی ہے۔ لیکن اگر کسی ذریعے سے وقت معلوم ہو جائے۔ تو پھر اپنے اپنے وقت کے مطابق ادائیگی بہتر ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ 23 : عشاء کی نماز کے لیے مستحب وقت وہ ہے جب رات کا تیسرا حصہ گذر جائے اور بعض کہتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں تعجیل اچھی ہے تا کہ جماعت کم نہ ہو جائے۔ اور نصف شب سے زیادہ دیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس سے جماعت کم ہوتی ہے

ترجمہ: گرمی ہو یا سردی عصر کی نماز کو مؤخر کر کے نوافل پڑھنے کی گنجائش ہے جب تک سورج متغیر نہ ہو اس طور پر کہ اُس کو دیکھنے سے آنکھیں خیرہ نہ ہوں اصح قول کے مطابق۔

مسئلہ 21 :۔(قَوْلُهُ: وَالْمَغْرِبُ) أَيْ وَنُدِبَ تَعْجِيلُهَا لِحَدِيثِ الصَّحِيحَيْنِ «كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إذَا غَرَبَتْ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ» وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُهَا إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ لِرِوَايَةِ أَحْمَدَ «لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ» ذَكَرَهُ الشَّارِحُ وَفِيهِ بَحْثٌ إذْ مُقْتَضَاهُ النَّدْبُ لَا الْكَرَاهَةُ لِجَوَازِ الْإِبَاحَةِ اهـ.[1]

ترجمہ: (قَوْلُهُ: وَالْمَغْرِبُ) مغرب میں تعجیل مستحب ہے صحیحین کی اس حدیث کی وجہ سے کہ آپ ﷺ سورج غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور احمد کی اس روایت کی وجہ سے کہ میری امت ہمیشہ خیر پر رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز کو ستاروں کے چمکنے تک مؤخر نہیں کرے گی، مغرب کی نماز کو ستاروں کے چمکنے تک مؤخر کرنا مکروہ ہے شارح نے اس مقام پر اس بحث کو ذکر کیا ہے کہ اباحت کے جائز ہونے کی وجہ سے اس کا تقاضا ندب کا ہے کراہت کا نہیں ہے۔

مسئلہ 22 :" فإذا كان يوم غيم فالمستحب في الفجر والظهر والمغرب تأخيرها وفي العصر والعشاء تعجيلها " لأن في تأخير العشاء تقليل الجماعة[2]

ترجمہ: جب آسمان پر بادل چھائے ہوں تو فجر، ظہر اور مغرب کی نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر مستحب ہے اور عصر اور عشآء کی نمازوں میں تعجیل مستحب ہے اس لیے کہ عشآء میں تاخیر تقلیل جماعت کا باعث ہے

مسئلہ 23 :۔ (وَ) تَأْخِيرُ (عِشَاءٍ إلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ) قَيَّدَهُ فِي الْخَانِيَّةِ وَغَيْرِهَا بِالشِّتَاءِ، أَمَّا الصَّيْفُ فَيُنْدَبُ تَعْجِيلُهَا (فَإِنْ أَخَّرَهَا إلَى مَا زَادَ عَلَى النِّصْفِ) كُرِهَ لِتَقْلِيلِ الْجَمَاعَةِ، أَمَّا إلَيْهِ فَمُبَاحٌ. (قَوْلُهُ: إلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ) كَذَا فِي الْكَنْزِ وَالْمُخْتَارِ وَالْخُلَاصَةِ وَغَيْرِهَا. وَعِبَارَةُ الْقُدُورِيِّ إلَى مَا قَبْلِ ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَهُمَا رِوَايَتَانِ كَمَا فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ عَنْ الْبُرْهَانِ، فَلَا حَاجَةَ إلَى التَّوْفِيقِ بِمَا فِي الْبَحْرِ وَلَا بِمَا فِي الدُّرَرِ.(قَوْلُهُ: قَيَّدَهُ فِي الْخَانِيَّةِ إلَخْ) وَفِي الْهِدَايَةِ وَقِيلَ فِي الصَّيْفِ يُعَجِّلُ كَيْ لَا تَتَقَلَّلَ الْجَمَاعَةُ.(قَوْلُهُ: كُرِهَ) أَيْ تَحْرِيمًا كَمَا يَأْتِي تَقْيِيدُهُ فِي الْمَتْنِ أَوْ تَنْزِيهًا وَهُوَ الْأَظْهَرُ كَمَا نَذْكُرُهُ عَنْ الْحِلْيَةِ.[3]

---

[1] زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص431ج1الناشر: دار الكتاب الإسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ عدد الأجزاء:8

[2] علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي ص81ج1الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت – لبنان عدد الأجزاء: 4

[3] ابن عابدين ص32ج2

مسئلہ 24 : عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ تحریمی ہے۔ بشرطیکہ جماعت میں شمولیت سے رہ جانے یا وقت گذر جانے کا خوف ہو اور اگر ایسی بات نہ ہو۔ بلکہ کوئی سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے سو جائے اور کسی کو کہہ دے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے مجھے جگانا۔ اور وہ شخص وعدہ کرلے کہ جگادوں گا۔ تو اس صورت میں سو جانا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ 25 : جمعے اور ظہر کی نماز کا وقت ایک ہے لیکن گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تاخیر اچھی ہے اور جمعے کی نماز پہلے وقت میں ادا کرنا سنت ہے۔ اور یہ جمہور یعنی اکثر علماء کا قول ہے۔

ترجمہ: نمازِ عشآء کے رات کے تہائی حصے تک مؤخر کرنے کو مقید کیا ہے خانیہ وغیرہ نے سردیوں کے ساتھ، جبکہ گرمیوں میں تعجیل مندوب ہے اس لیے کہ نصف رات سے زیادہ تاخیر تقلیلِ جماعت کی وجہ سے مکروہ ہے اور نصف رات تک مباح ہے (قَوْلُهُ: إلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ) یہ عبارت کنز، مختار اور خلاصۃ کی ہے جبکہ قدوری کی عبارت ہے (إلَى مَا قَبْلَ ثُلُثِ اللَّيْلِ،) یہ دونوں روایتیں الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ میں برھان سے منقول ہیں, کوئی ضرورت نہیں ہے ان میں مطابقت پیدا کرنے کی جن کو البحر نے ذکر کیا ہے اور نہ ہی الدرر نے۔ اور صاحب ہدایہ نے بھی تعجیل کی وجہ یہی بیان کی ہے تاکہ جماعت میں تعداد کم نہ ہو جائے۔

مسئلہ 24 : وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ: إنَّمَا كُرِهَ النَّوْمُ قَبْلَهَا لِمَنْ خُشِيَ عَلَيْهِ فَوْتُ وَقْتِهَا أَوْ فَوْتُ الْجَمَاعَةِ فِيهَا، وَأَمَّا مَنْ وَكَّلَ نَفْسَهُ إلَى مَنْ يُوقِظُهُ فَيُبَاحُ لَهُ النَّوْمُ. اهـ.وَقَالَ الزَّيْلَعِيُّ: وَإِنَّمَا كُرِهَ الْحَدِيثُ بَعْدَهُ؛ لِأَنَّهُ رُبَّمَا يُؤَدِّي إلَى اللَّغْوِ أَوْ إلَى تَفْوِيتِ الصُّبْحِ أَوْ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ لَهُ عَادَةٌ بِهِ، وَإِذَا كَانَ لِحَاجَةٍ مُهِمَّةٍ فَلَا بَأْسَ،[1]

ترجمہ: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سونا اس شخص کے لیے مکروہ ہے جس کو نماز یا جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور ایسا آدمی جس نے کسی کو جگانے کے لیے کہا ہو اس کے لیے سونا مباح ہے، اور امام زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے اس لیے کہ باتیں بسا اوقات بندے کو لغو کی طرف، صبح کی نماز سے رہ جانے یا عادی شخص کو قیام اللیل سے محرومی تک لے جاتی ہیں اور بقدر ضرورت گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

مسئلہ 25 : (وَتَأْخِيرُ ظُهْرِ الصَّيْفِ) بِحَيْثُ يَمْشِي فِي الظِّلِّ (مُطْلَقًا) كَذَا فِي الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهِ: أَيْ بِلَا اشْتِرَاطِ شِدَّةِ حَرٍّ وَحَرَارَةِ بَلَدٍ وَقَصْدِ جَمَاعَةٍ، وَمَا فِي الْجَوْهَرَةِ وَغَيْرِهَا مِنْ اشْتِرَاطِ ذَلِكَ مَنْظُورٌ فِيهِ (وَجُمُعَةٍ كَظُهْرٍ أَصْلًا وَاسْتِحْبَابًا) فِي الزَّمَانَيْنِ؛ لِأَنَّهَا خَلَفُهُ

ترجمہ: ظہر کی نماز میں گرمی کے موسم میں بغیر کسی شرط (گرمی کی شدت، شہر کی گرمی اور جماعت کا ارادہ وغیرہ) کے اتنی تاخیر اچھی ہے کہ سایہ میں چلی جائے (كَذَا فِي الْمَجْمَعِ وَغَيْرِهِ) مزید الجوھرہ وغیرہ میں اس کی شرائط کو دیکھا جاسکتا ہے دونوں موسموں میں اصل اور استحباب کے اعتبار سے جمعہ کی نماز ظہر کی طرح ہے اس لیے کہ یہ اس کا خلیفہ ہے

(قَوْلُهُ: أَصْلًا) أَيْ مِنْ جِهَةِ أَصْلِ وَقْتِ الْجَوَازِ، وَمَا وَقَعَ فِي آخِرِهِ مِنْ الْخِلَافِ.(قَوْلُهُ: وَاسْتِحْبَابًا فِي الزَّمَانَيْنِ) أَيْ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ح،

---

[1] ایضا ص33ج2

مسئلہ 26: عیدین کی نماز کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔یعنی جب سورج ایک یا دو نیزہ بلند ہو جائے ، دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہوں اور نظر سورج پر جم نہ سکے اور جب تک سورج سر کے عین اوپر نہ آجائے اُس وقت (وقتِ استواء)تک عید کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے۔اور دونوں عیدوں کا وقت بھی یہی ہے لیکن عید الاضحیٰ کی نماز میں قربانی کی وجہ سے تعجیل اچھی ہے۔اور عید الفطر میں فطرانے کی وجہ سے تاخیر اچھی ہے۔

مسئلہ 27 : سورج طلوع ہونے کے وقت اور اُس وقت جب سورج عین آسمان کے بیچ میں آجائے۔یعنی استواء کے وقت اور سورج غروب ہونے کے وقت۔ان تمام اوقات میں کسی بھی نماز کی ادائیگی جائز نہیں ہے چاہے نفل ہو یا فرض۔سوائے اسی دن کی عصر کی نماز کے اگر نہ پڑھی ہو اور سورج غروب ہونے کے وقت پڑھنا چاہتا ہے تو پڑھ سکتا ہے۔اور یہ تینوں اوقات، مکروہ اوقات ہیں۔ان اوقات میں سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ کی ادائیگی بھی منع ہے۔

لَكِنْ جَزَمَ فِي الْأَشْبَاهِ مِنْ فَنِّ الْأَحْكَامِ أَنَّهُ لَا يُسَنُّ لَهَا الْإِبْرَادُ. وَفِي جَامِعِ الْفَتَاوَى لِقَارِئِ الْهِدَايَةِ: قِيلَ إنَّهُ مَشْرُوعٌ؛ لِأَنَّهَا تُؤَدَّى فِي وَقْتِ الظُّهْرِ وَتَقُومُ مَقَامَهُ، وَقَالَ الْجُمْهُورُ: لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ؛ لِأَنَّهَا تُقَامُ بِجَمْعٍ عَظِيمٍ، فَتَأْخِيرُهَا مُفْضٍ إلَى الْحَرَجِ [1]

ترجمہ: (قَوْلُهُ: أَصْلًا) یعنی جواز کے اصلی وقت اور اس کے آخر میں جو اختلاف ہے(جمعہ ظہر کی طرح ہے)(قَوْلُهُ: وَاسْتِحْبَابًا فِي الزَّمَانَيْنِ) یعنی گرمی اور سردی دونوں موسموں میں۔بعض علماء نے اسی کو مشروع کہا ہے اس لیے کہ جمعہ ظہر کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے اور وہ اس کے قائم مقام ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ مشروع نہیں ہے اس لیے کہ جمعہ میں مجمع کی زیادتی کی وجہ سے تاخیر حرج کا باعث بن سکتا ہے ۔

مسئلہ 26: (وَوَقْتُهَا مِنْ الِارْتِفَاعِ) قَدْرَ رُمْحٍ فَلَا تَصِحُّ قَبْلَهُ بَلْ تَكُونُ نَفْلًا مُحَرَّمًا (إلَى الزَّوَالِ) بِإِسْقَاطِ الْغَايَةِ ... (قَوْلُهُ مِنْ الِارْتِفَاعِ) الْمُرَادُ بِهِ أَنْ تَبْيَضَّ زَيْلَعِيٌّ (قَوْلُهُ قَدْرَ رُمْحٍ) هُوَ اثْنَا عَشَرَ شِبْرًا وَالْمُرَادُ بِهِ وَقْتُ حِلِّ النَّافِلَةِ فَلَا مُبَايَنَةَ بَيْنَهُمَا خِلَافًا لِمَا فِي الْقُهُسْتَانِيِّ ط. [تَنْبِيهٌ]يُنْدَبُ تَعْجِيلُ الْأَضْحَى لِتَعْجِيلِ الْأَضَاحِيّ وَتَأْخِيرُ الْفِطْرِ لِيُؤَدِّيَ الْفِطْرَةَ كَمَا فِي الْبَحْرِ [2]

ترجمہ :اور عید کی نماز کا وقت سورج کے نیزہ کے بقدر بلند ہونے سے شروع ہوتا ہے لہذا اس سے پہلے صحیح نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے نفل حرام ہے اور زوال تک رہتا ہے(قَوْلُهُ مِنْ الِارْتِفَاعِ) سے مراد روشنی کا خوب پھیل جانا ہے (زَيْلَعِيٌّ) ۔(قَوْلُهُ قَدْرَ رُمْحٍ)سے مراد بارہ بالشت ہیں اور اس سے نوافل کی حلت کے وقت کو بتانا ہے لہذا دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے [تَنْبِيهٌ] عید الاضحیٰ میں تعجیل قربانی کیوجہ سے مندوب ہے اور عید الفطر میں تاخیر فطرانے کی ادائیگی کیوجہ سے مندوب ہے(كَمَا فِي الْبَحْرِ)

مسئلہ 27 :وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا، وَكُلُّ مَا لَا يَجُوزُ مَكْرُوهٌ (صَلَاةٌ) مُطْلَقًا (وَلَوْ) قَضَاءً أَوْ وَاجِبَةً أَوْ نَفْلًا أَوْ (عَلَى جِنَازَةٍ وَسَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَسَهْوٍ) لَا شُكْرٍ قُنْيَةٌ (مَعَ شُرُوقٍ) إلَّا الْعَوَامَّ فَلَا يُمْنَعُونَ مِنْ فِعْلِهَا؛ لِأَنَّهُمْ يَتْرُكُونَهَا، وَالْأَدَاءُ الْجَائِزُ عِنْدَ الْبَعْضِ أَوْلَى مِنْ التَّرْكِ كَمَا فِي الْقُنْيَةِ وَغَيْرِهَا (وَاسْتِوَاءٍ) إلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى قَوْلِ الثَّانِي الْمُصَحَّحِ الْمُعْتَمَدِ، كَذَا فِي الْأَشْبَاهِ.وَنَقَلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ الْحَاوِي أَنَّ عَلَيْهِ الْفَتْوَى (وَغُرُوبٍ، إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ) فَلَا يُكْرَهُ فِعْلُهُ لِأَدَائِهِ كَمَا وَجَبَ بِخِلَافِ الْفَجْرِ، [3]

---

[1] ابن عابدین ص 30ج2
[2] ایضا ص60ج2
[3] ایضا ابن عابدین ص33ج2

مسئلہ 28 : اگر جنازہ مکروہ وقت میں حاضر کیا جائے تو اس جنازے کی نماز اس مکرہ وقت میں ادا کرنی جائز ہے اسی طرح اگر کوئی مکروہ وقت میں آیتِ سجدہ پڑھ لے تو سجدہ تلاوت بھی ادا کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں کچھ کراہت ہے جسے مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔

مسئلہ 29 : فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے نفل کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ قضا نمازیں ادا کر سکتا ہے۔ اور سجدہ تلاوت بھی ادا کر سکتا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے کے وقت سجدہ تلاوت بھی منع اور مکروہ ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا منع ہے۔ البتہ قضا نماز اور سجدہ تلاوت ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن سورج زرد ہونے پر یہ بھی مکروہ تحریمی ہیں۔

ترجمہ: سورج چڑھتے وقت مطلقا نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے قضا ہو، نفل ہو یا واجب اور چاہے نمازِ جنازہ ہو، سجدہ تلاوت ہو اور یا سجدہ سہو ہو مگر سجدہ شکر مکروہ نہیں ہے(قُنْيَةٌ) مگر عوام کو ان کی ادائیگی سے منع نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ وہ ان کو چھوڑ دیں گے اور بعض علماء کے نزدیک ادا افضل ہے ترک سے (كَمَا فِي الْقُنْيَةِ وَغَيْرِهَا) اور مکروہ ہے نماز استوأء کے وقت مگر معتمد اور صحیح قول کے مطابق جمعہ کی نماز جائز ہے (كَذَا فِي الْأَشْبَاهِ) اور حلبی نے اسی پر حاوی سے فتوی نقل کیا ہے اور نماز پڑھنا مکروہ ہے غروب آفتاب کے وقت مگر اس دن کی عصر کی نماز اس لیے کہ وہ ویسی ہی ادا ہو رہی ہے جیسی واجب ہوئی تھی بخلاف نمازِ فجر کے

مسئلہ 28 : (وَسَجْدَةُ التِّلَاوَةِ) الَّتِي وَجَبَتْ قَبْلَهَا وَأَمَّا إذَا وَجَبَتْ بِالتِّلَاوَةِ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ جَازَ أَدَاؤُهَا مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ لَكِنَّ الْأَفْضَلَ تَأْخِيرُهَا لِيُؤَدِّيَهَا فِي الْوَقْتِ الصَّحِيحِ. (وَصَلَاةُ الْجِنَازَةِ) حَضَرَتْ فِي غَيْرِ هَذِهِ الْأَوْقَاتِ؛ لِأَنَّهَا لَوْ حَضَرَتْ فِيهَا جَازَتْ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ كَذَا فِي أَكْثَرِ الْكُتُبِ.وَفِي التُّحْفَةِ وَغَيْرِهَا وَأَمَّا لَوْ تَلَا آيَةَ السَّجْدَةِ فِي وَقْتٍ مَكْرُوهٍ وَسَجَدَهَا فِيهَا أَوْ حَضَرَتْ جِنَازَةٌ فِيهَا وَصَلَّاهَا تَجُوزُ مَعَ الْكَرَاهَةِ انْتَهَى[1]

ترجمہ: اور جو سجدہ تلاوت پہلے سے واجب ہوا ہو اس کی ادائیگی ان اوقات میں مکروہ ہے البتہ جو ان اوقات میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہوا ہو اس کی ادائیگی بغیر کسی کراہت کے جائز ہے لیکن اس کی ادائیگی کو بھی صحیح وقت تک مؤخر کرنا افضل ہے۔ اور اس جنازے کی ادائیگی مکروہ ہے جو ان اوقات کے علاوہ میں حاضر ہوا ہو اور جو جنازہ ان اوقات میں حاضر ہو جائے اس کی ادائیگی بغیر کسی کراہت کے جائز ہے (كَذَا فِي أَكْثَرِ الْكُتُبِ) اور التحفہ وغیرہ میں ہے کہ کسی نے اگر مکروہ وقت میں سجدے کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کیا یا جنازہ حاضر ہوا اور اس نے جنازے کی نماز ادا کی تو یہ دونوں کام جائز ہیں مگر کراہت کے ساتھ.

مسئلہ 29 : (وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا، وَكُلُّ مَا لَا يَجُوزُ مَكْرُوهٌ (صَلَاةٌ) مُطْلَقًا (وَلَوْ) قَضَاءً أَوْ وَاجِبَةً أَوْ نَفْلًا أَوْ (عَلَى جِنَازَةٍ وَسَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَسَهْوٍ) لَا شُكْرٍ قُنْيَةٌ (مَعَ شُرُوقٍ) إلَّا الْعَوَامَّ فَلَا يُمْنَعُونَ مِنْ فِعْلِهَا؛ لِأَنَّهُمْ يَتْرُكُونَهَا، وَالْأَدَاءُ الْجَائِزُ عِنْدَ الْبَعْضِ أَوْلَى مِنْ التَّرْكِ كَمَا فِي الْقُنْيَةِ وَغَيْرِهَا (وَاسْتِوَاءٍ) إلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى قَوْلِ الثَّانِي الْمُصَحَّحِ الْمُعْتَمَدِ، كَذَا فِي الْأَشْبَاهِ.وَنَقَلَ الْحَلَبِيُّ عَنْ الْحَاوِي أَنَّ عَلَيْهِ الْفَتْوَى (وَغُرُوبٍ، إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ) فَلَا يُكْرَهُ فِعْلُهُ لِأَدَائِهِ كَمَا وَجَبَ بِخِلَافِ الْفَجْرِ، وَالْأَحَادِيثُ تَعَارَضَتْ فَتَسَاقَطَتْ كَمَا بَسَطَهُ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ.(وَيَنْعَقِدُ نَفْلٌ

---

[1] عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده, يعرف بداماد أفندي (المتوفى: 1078هـ) مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ص110ج1الناشر: دار إحياء التراث العربي

الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الأجزاء: 2

مسئلہ 30 : فجر کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں۔البتہ جنازے کی نماز جائز ہے۔

مسئلہ 31 : صبح ہونے کے بعد اور فرض نماز سے پہلے نفل پڑھنا مکروہ اور منع ہے۔البتہ قضا نماز اور سجدہ تلاوت ادا کر سکتا ہے اگر فجر کی سنتیں کسی سے رہ جائیں اور فرض ادا کر لے تو فرض کے بعد اب سنت ادا نہیں کر سکتا۔البتہ جب سورج ایک نیزہ اوپر آجائے۔تو اُس وقت اگر دو رکعت نفل ادا کر لے تو اچھا ہے۔

بِشُرُوعٍ فِيهَا) بِكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ (لَا) يَنْعَقِدُ (الْفَرْضُ) وَمَا هُوَ مُلْحَقٌ بِهِ كَوَاجِبٍ لِعَيْنِهِ كَوِتْرٍ (وَسَجْدَةِ تِلَاوَةٍ، وَصَلَاةِ جِنَازَةٍ تُلِيَتْ) الْآيَةُ (فِي كَامِلٍ وَحَضَرَتْ) الْجِنَازَةُ (قَبْلُ) لِوُجُوبِهِ كَامِلًا فَلَا يَتَأَدَّى نَاقِصًا، فَلَوْ وَجَبَتَا فِيهَا لَمْ يُكْرَهْ فِعْلُهُمَا: أَيْ تَحْرِيمًا. وَفِي التُّحْفَةِ: الْأَفْضَلُ أَنْ لَا تُؤَخَّرَ الْجِنَازَةُ.(وَصَحَّ) مَعَ الْكَرَاهَةِ (تَطَوُّعٌ بَدَأَ بِهِ فِيهَا وَنَذَرَ أَدَاءَ فِيهَا) وَقَدْ نَذَرَهُ فِيهَا (وَقَضَاءُ تَطَوُّعٍ بَدَأَ بِهِ فِيهَا فَأَفْسَدَهُ لِوُجُوبِهِ نَاقِصًا) ثُمَّ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وُجُوبُ الْقَطْعِ وَالْقَضَاءِ فِي كَامِلٍ كَمَا فِي الْبَحْرِ. وَفِيهِ عَنْ الْبُغْيَةِ: الصَّلَاةُ فِيهَا عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَكَأَنَّهُ لِأَنَّهَا مِنْ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ، فَالْأَوْلَى تَرْكُ مَا كَانَ رُكْنًا لَهَا. (وَكُرِهَ نَفْلٌ) قَصْدًا[1]

ترجمہ : سورج چڑھتے وقت مطلقا نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے قضا ہو، نفل ہو یا واجب اور چاہے نمازِ جنازہ ہو، سجدہ تلاوت ہو اور یا سجدہ سہو ہو مگر سجدہ شکر مکروہ نہیں ہے(قُنْيَةٌ) مگر عوام کو ان کی ادائیگی سے منع نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ وہ ان کو چھوڑ دیں گے اور بعض علمآء کے نزدیک ادا افضل ہے ترک سے(كَمَا فِي الْقُنْيَةِ وَغَيْرِهَا) اور مکروہ ہے نماز استوآء کے وقت مگر معتمد اور صحیح قول کے مطابق جمعہ کی نماز جائز ہے(كَذَا فِي الْأَشْبَاهِ) اور حلبی نے اسی پر حاوی سے فتوی نقل کیا ہے اور نماز پڑھنا مکروہ ہے غروب آفتاب کے وقت مگر اس دن کی عصر کی نماز اس لیے کہ وہ ویسی ہی ادا ہو رہی ہے جیسی واجب ہوئی تھی بخلاف نمازِ فجر کے ۔اور احادیث تعارض کی وجہ سے ساقط ہو جائیں گی جیسا کہ اس کی تفصیل صدر الشریعہ نے بیان کی ہے۔اور ان اوقات میں شروع کی گئی نفل نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ منعقد ہو جائے گی مگر فرض اور ملحق بالفرض نماز منعقد نہیں ہو گی جیسا کہ واجب لعینہ ہے مثلاً: وتر، کامل وقت میں تلاوت کی گئی آیت کا سجدہ اور ان اوقات سے پہلے حاضر کیا ہوا جنازہ، اس لیے کہ ان کا وجوب کامل ہے لہذاً ناقص ادا نہیں ہوں گے۔ہاں اگر ان ہی اوقات میں ان کا وجوب ہوا ہو تو ان کی ادائیگی مکروہ تحریمی نہیں ہے اور التحفہ میں ہے کہ نمازِ جنازہ میں تاخیر نہ کرنا افضل ہے۔اور ان اوقات میں شروع کی گئی نفل نماز ،ان اوقات میں مانی ہوئی نذر کی نماز اور ان اوقات میں فاسد شدہ نفل کی قضا کراہت کے ساتھ صحیح ہیں اس لیے کہ ان کا وجوب ناقص ہوا تھا۔اور ظاہر الروایہ میں ہے کہ ان اوقات میں ادا کی جانے والی نماز کو توڑ کر کامل وقت میں اس کو ادا کرنا لازم ہے(كَمَا فِي الْبَحْرِ) اور البحر میں البغیہ کے حوالے منقول ہے کہ ان اوقات میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا قرآن کی قراءت سے افضل ہے قراءت چونکہ ارکانِ نماز میں سے ہے اس لیے اس کا ترک اولی ہے۔اور ان اوقات میں قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ 30 :لایکرہ قضاء فائتۃ ولو وترا او سجدۃ التلاوۃ وصلاۃ جنازۃ[2]

---

[1] ایضا ابن عابدین ص37ج2
[2] ابن عابدین ص45ج2

مسئلہ 32 : اگر کوئی شخص صبح کی نماز پڑھ رہا ہو اور اس دوران سورج نکل آئے تو نماز ادا نہیں ہوئی۔ جب سورج ایک نیزہ اُوپر آجائے تو اُسے چاہیے کہ دوبارہ پڑھ لے اور اگر عصر کی نماز ادا کر رہا ہو اور سورج غروب ہو جائے۔ تو نماز ہو چکی ہے دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

ترجمہ:(عصر اور فجر کے بعد) فوت شدہ نماز کی قضا اگرچہ وتر ہو، مکروہ نہیں ہے اور سجدہ تلاوت اور نمازِ جنازہ کو ادا کرنا بھی مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ 31 :وَكَذَا) الْحُكْمُ مِنْ كَرَاهَةِ نَفْلٍ وَوَاجِبٍ لِغَيْرِهِ لَا فَرْضٍ وَوَاجِبٍ لِعَيْنِهِ (بَعْدَ طُلُوعِ فَجْرٍ سِوَى سُنَّتِهِ) لِشَغْلِ الْوَقْتِ بِهِ تَقْدِيرًا،

[تَنْبِيهٌ] يَجُوزُ قَضَاءُ الْفَائِتَةِ وَصَلَاةِ الْجِنَازَةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ فِي هَذَا الْوَقْتِ بِلَا كَرَاهَةٍ،[1]

ترجمہ: اور یہی حکم ہے نفل اور واجب لغیرہ کی کراہت کا، نا کہ فرض اور واجب لعینہ کا فجرِ صادق کے بعد، فجر کی سنتوں کے علاوہ ،اس لیے کہ یہ وقت ان ہی سنتوں کے لیے مقرر ہے [تَنْبِيهٌ] فوت شدہ نماز کی قضا، نمازِ جنازہ اور سجدہ تلاوت اس وقت بغیر کسی کراہت کے جائز ہے

مسئلہ 32 :لو طلعت الشمس فی خلال الفجر تفسد صلوۃ الفجر ولو غربت الشمس فی خلال العصر لا تفسد [2]

ترجمہ: اگر فجر کی نماز کے دوران سورج طلوع ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

---

[1] محولہ بالہ
[2] الحلبی منیۃ المصلی ص 148مکتبہ رشیدیہ

مبحث سوم: اذان اور اقامت سے متعلق مسائل:

مسئلہ 33 : اذان سنت مؤکدہ ہے۔اور حکم کے اعتبار سے واجب کیطرح ہے یعنی ہر فرض عین نماز کے لیے ایک مرتبہ اذان مردوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔ چاہے نماز باجماعت ہو یا انفراداً۔ ادا ہو یا قضا۔

مسئلہ 34 : کسی بھی نماز کو ادا کرنے کے لیے جب اذان دی جائے۔ تو ضروری ہے کہ وہ اذان اسی نماز کے وقت کے اندر دی جائے۔ اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی۔ تو وقت ہو جانے پر دوبارہ اذان دینی واجب ہے۔ چاہے صبح کی اذان ہو یا کسی دوسرے وقت کی ہو۔

مسئلہ 35 : اگر اذان یا اقامت کا کچھ حصہ وقت سے پہلے اور کچھ وقت کے اندر ہو جائے تو ایسی صورت میں بھی اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ 33 :وَهُوَ سُنَّةٌ) لِلرِّجَالِ فِي مَكَانٍ عَالٍ (مُؤَكَّدَةٌ) هِيَ كَالْوَاجِبِ فِي لُحُوقِ الْإِثْمِ (لِلْفَرَائِضِ) الْخَمْسِ (فِي وَقْتِهَا وَلَوْ قَضَاءً) (قَوْلُهُ: لِلْفَرَائِضِ الْخَمْسِ إلَخْ) دَخَلَتْ الْجُمُعَةُ بَحْرٌ، وَشَمِلَ حَالَةَ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَالِانْفِرَادِ وَالْجَمَاعَةِ.

ترجمہ : پانچوں نمازوں کے لیے بر وقت بلند جگہ پر اذان دینا مردوں کے حق میں سنت مؤکدہ ہے اور اس کا ترک گناہ ملنے میں واجب کی طرح ہے اگرچہ قضا نماز کے لیے ہو۔ (قَوْلُهُ: لِلْفَرَائِضِ الْخَمْسِ إلَخْ) نمازِ جمعہ اس میں داخل ہے اور یہ حکم حالت سفر وحضر، انفرادی اور نماز باجماعت سب کو شامل ہے۔

مسئلہ 34 :تَقْدِيمُ الْأَذَانِ عَلَى الْوَقْتِ فِي غَيْرِ الصُّبْحِ لَا يَجُوزُ اتِّفَاقًا وَكَذَا فِي الصُّبْحِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَإِنْ قُدِّمَ يُعَادُ فِي الْوَقْتِ .هَكَذَا فِي شَرْحِ مَجْمَعِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ لِابْنِ الْمَلَكِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى .هَكَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ نَاقِلًا عَنْ الْحُجَّةِ وَأَجْمَعُوا أَنَّ الْإِقَامَةَ قَبْلَ الْوَقْتِ لَا تَجُوزُ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ[1]

ترجمہ: صبح کے علاوہ وقت سے پہلے اذان دینی جائز نہیں ہے متفقہ طور پر، اور طرفین کے نزدیک صبح میں بھی جائز نہیں ہے۔ اور اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی۔ تو وقت ہو جانے پر دوبارہ اذان دینی واجب ہے(هَكَذَا فِي شَرْحِ مَجْمَعِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ لِابْنِ الْمَلَكِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى .هَكَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ نَاقِلًا عَنْ الْحُجَّةِ) اور اس پر اجماع ہے کہ اقامت بھی وقت سے پہلے جائز نہیں ہے۔(كَذَا فِي الْمُحِيطِ)

مسئلہ 35 :فیعاد اذان وقع بعضہ قبلہ کالاقامۃ[2]

ترجمہ: اگر اذان کا کچھ حصہ وقت سے پہلے ادا ہو تو اقامت کی طرح وہ اذان بھی واجب الاعادہ ہو گی۔

---

[1] ایضا ہندیہ ص60ج1
[2] ایضا ابن عابدین ص 63ج2

مسئلہ 36: اگر کسی مسافر کے سب ساتھی حاضر ہوں تو اُن کے لیے اذان سنت مؤکدہ نہیں بلکہ مستحب ہے اور اقامت سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ 37 : گھر پر انفرادًا یا باجماعت نماز ادا کرنے والے کیلئے، اذان اور اقامت سنت مؤکدہ نہیں۔ بشرطیکہ اُس کے محلے یا اُس کے گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت کا باقاعدہ اہتمام ہو۔ اگر اس قسم کی مسجد نہ ہو تو اُس شخص کے لیے بھی وہی حکم ہے جو مسافر کے لیے ہے۔

مسئلہ 36: (وَكُرِهَ تَرْكُهُمَا لِلْمُسَافِرِ) أَيْ تَرْكُ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - لِابْنَيْ أَبِي مُلَيْكَةَ «إذَا سَافَرْتُمَا فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا»؛ وَلِأَنَّ السَّفَرَ لَا يُسْقِطُ الْجَمَاعَةَ فَلَا يُسْقِطُ مَا هُوَ مِنْ لَوَازِمِهَا وَلَا يُكْرَهُ لَهُمْ تَرْكُ الْأَذَانِ وَيُكْرَهُ لَهُمْ تَرْكُ الْإِقَامَةِ لِقَوْلِ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - الْمُسَافِرُ بِالْخِيَارِ إنْ شَاءَ أَذَّنَ وَأَقَامَ وَإِنْ شَاءَ أَقَامَ وَلَمْ يُؤَذِّنْ؛[1]

ترجمہ: اذان اور اقامت دونوں کا ترک مسافر کے لیے مکروہ ہے۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے جو آپ نے ابی ملیکہ کے دو بیٹوں سے فرمایا تھا کہ جب تم دونوں سفر کرو تو اذان دو اور اقامت کہو، اور دوسری دلیل یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے چونکہ جماعت ساقط نہیں ہوتی لہٰذا جماعت کے لوازمات بھی ساقط نہیں ہوں گے۔ اور حضرت علیؓ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اگر وہ چاہے تو اذان و اقامت دونوں کہیں اور اگر چاہے تو صرف اقامت کہیں اذان نہ دیں، مسافروں کے لیے ترکِ اذان مکروہ نہیں ہے جبکہ ترکِ اقامت مکروہ ہے۔

مسئلہ 37 : (لَا لِمُصَلٍّ فِي بَيْتِهِ فِي الْمِصْرِ) أَيْ لَا يُكْرَهُ تَرْكُهُمَا لِمَنْ يُصَلِّي فِي الْمِصْرِ إذَا وُجِدَا فِي مَسْجِدِ الْمَحَلَّةِ؛ لِأَنَّ الْمُقِيمَ قَدْ وَجَدَ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ فِي حَقِّهِ[2]

ہندیہ میں ہے

وَلَوْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ فِي قَرْيَةٍ إنْ كَانَ فِي الْقَرْيَةِ مَسْجِدٌ فِيهِ أَذَانٌ وَإِقَامَةٌ فَحُكْمُهُ حُكْمُ مَنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ فِي الْمِصْرِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا مَسْجِدٌ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُسَافِرِ[3]

ترجمہ: جو شخص شہر میں رہ کر گھر میں نماز پڑھ رہا ہو اور محلے کی مسجد میں اذان و اقامت ہو گئیں ہوں تو اس کے لیے اذان کا عدمِ اہتمام مکروہ نہیں ہے اس لیے کہ محلے کی اذان و اقامت اس کے حق میں کافی ہیں۔ اور اگر کوئی ایسے گاؤں میں نماز پڑھ رہا ہو جہاں پر ایسی مسجد ہو جس میں اذان و اقامت کا اہتمام ہوتا ہو تو اس کا حکم شہر میں نماز پڑھنے والے کی طرح ہے اور اگر ایسی مسجد نہ ہو تو وہ مسافر کی طرح ہے۔

---

[1] عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى: 743 هـ) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ ص 250ج1 الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية - بولاق، القاهرة الطبعة: الأولى، 1313 هـ

[2] ایضا تبین الحقائق ص 251ج1

[3] ہندیہ ص 61ج1

مسئلہ 38 : اگر کسی مسجد میں ظہر کی نماز (مثلاً) اذان اور اقامت پڑھ کر ادا ہو چکی ہو۔ پھر اُسی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کرنے کیلئے اور آدمی آجائیں۔ تو ان لوگوں کیلئے اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہیں۔ اگر وہ مسجد ایسی ہو۔ کہ اسکا امام اور مؤذن مقرر نہ ہوں۔ لیکن لوگ اُس میں آتے جاتے ہوں۔ اور باجماعت نمازیں پڑھتے ہوں تو اِس صورت میں اذان اور اقامت مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

مسئلہ 39 : اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہو چکی ہوں۔ اور اب کسی جنگل میں انہیں اکٹھی ادا کرنا چاہتا ہے۔ تو صرف ایک اذان اُس کے لیے سنت ہے۔ ہر ہر نماز کے لیے سنت نہیں۔ البتہ اقامت اُس کے لیے مسنون ہے اور اگر ہر وقت کی قضا نماز کے لیے ایک ایک اذان دے تو بہتر ہے۔

مسئلہ 40 : اگر جنگل میں کوئی قضا نماز پڑھ رہا ہو جماعت کے ساتھ یا انفراداً تو اس کو اذان بآواز بلند دینی چاہیے۔ اور اگر انفراداً گھر پر پڑھ رہا ہو۔ تو اس کے لیے آہستہ آہستہ اذان دینی چاہیے۔

مسئلہ 38 : أَهْلُ الْمَسْجِدِ إذَا صَلَّوْا بِأَذَانٍ وَجَمَاعَةٍ يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْأَذَانِ وَالْجَمَاعَةِ فِيهِ وَلَوْ صَلَّى بَعْضُ أَهْلِ الْمَسْجِدِ بِإِقَامَةٍ وَجَمَاعَةٍ ثُمَّ دَخَلَ الْمُؤَذِّنُ وَالْإِمَامُ وَبَقِيَّةُ الْجَمَاعَةِ فَالْجَمَاعَةُ الْمُسْتَحَبَّةُ لَهُمْ وَالْكَرَاهَةُ لِلْأُولَى .كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ .--- مَسْجِدٌ لَيْسَ لَهُ مُؤَذِّنٌ وَإِمَامٌ مَعْلُومٌ يُصَلِّي فِيهِ النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا بِجَمَاعَةٍ فَالْأَفْضَلُ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ فِي فَصْلِ الْمَسْجِدِ .[1]

ترجمہ : جس مسجد میں لوگ اذان کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر چکے ہوں تو اس میں دوبارہ اذان وجماعت دونوں مکروہ ہیں اور اگر کچھ لوگ مسجد میں اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لیں پھر مؤذن، امام اور کچھ مزید لوگ آجائیں تو ان کی جماعت مستحب ہے اور پہلے والوں کی مکروہ ہے۔ (.كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ) اور اگر مسجد ایسی ہو جس کے لیے مؤذن اور امام مقرر نہ ہوں اور لوگ فوج در فوج نماز پڑھتے ہوں تو ان میں سے ہر فریق کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا بہتر ہے (كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ فِي فَصْلِ الْمَسْجِدِ)

مسئلہ 39 : (وَ) يُسَنُّ أَنْ (يُؤَذِّنَ وَيُقِيمَ لِفَائِتَةٍ) رَافِعًا صَوْتَهُ لَوْ بِجَمَاعَةٍ أَوْ صَحْرَاءَ لَا بِبَيْتِهِ مُنْفَرِدًا (وَكَذَا) يُسَنَّانِ (لِأُولَى الْفَوَائِتِ) لَا لِفَاسِدَةٍ(وَيُخَيَّرُ فِيهِ لِلْبَاقِي) لَوْ فِي مَجْلِسٍ وَفِعْلُهُ أَوْلَى، وَيُقِيمُ لِلْكُلِّ[2]

ترجمہ : باجماعت یا جنگل میں فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے بلند آواز سے اذان و اقامت مسنون ہیں مگر منفرد کے لیے گھر میں مسنون نہیں ہیں اور اسی طرح فوت شدہ نمازوں میں پہلی کے لیے بھی مسنون ہیں مگر فاسد شدہ نماز کے لیے نہیں۔ اور باقی نمازوں میں اختیار ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو۔ مگر اس کا اہتمام ترک سے اولیٰ ہے اور اقامت تمام نمازوں کے لیے کہے گا۔

مسئلہ 40 : (وَ) يُسَنُّ أَنْ (يُؤَذِّنَ وَيُقِيمَ لِفَائِتَةٍ) رَافِعًا صَوْتَهُ لَوْ بِجَمَاعَةٍ أَوْ صَحْرَاءَ لَا بِبَيْتِهِ مُنْفَرِدًا (وَكَذَا) يُسَنَّانِ (لِأُولَى الْفَوَائِتِ) لَا لِفَاسِدَةٍ(وَيُخَيَّرُ فِيهِ لِلْبَاقِي) لَوْ فِي مَجْلِسٍ وَفِعْلُهُ أَوْلَى، وَيُقِيمُ لِلْكُلِّ[3]

---

[1] ایضا ہندیہ ص 61ج1
[2] ابن عابدین ص 61ج2
[3] محولہ بالہ

مسئلہ 41 : مسجد میں قضا نماز پڑھنے والے کیلئے اذان اور اقامت ضروری نہیں۔

مسئلہ 42 : جس جگہ پر نماز جمعہ کے شرائط عائد ہوں۔ اور جمعے کی نماز پڑھی جاتی ہو۔ تو اُس مقام میں اگر کوئی ظہر کی نماز ادا کرنا چاہے۔ تو اُس کے لیے اذان اور اقامت مکروہ ہیں۔ چاہے وہ ظہر کی نماز کسی عذر کی وجہ سے پڑھ رہا ہو یا بغیر کسی عذر کے۔ چاہے نماز جمعہ سے پہلے ہو یا بعد میں۔

مسئلہ 43 : مستورات کے لیے اذان اور اقامت مکروہ ہیں۔ چاہے نماز باجماعت ہو یا انفراداً۔

ترجمہ : باجماعت یا جنگل میں فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے بلند آواز سے اذان و اقامت مسنون ہیں مگر منفرد کے لیے گھر میں مسنون نہیں ہیں اور اسی طرح فوت شدہ نمازوں میں پہلی کے لیے بھی مسنون ہیں مگر فاسد شدہ نماز کے لیے نہیں۔ اور باقی نمازوں میں اختیار ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو۔ مگر اس کا اہتمام ترک سے اولیٰ ہے اور اقامت تمام نمازوں کے لیے کہے گا۔

مسئلہ 41 :ولا فيما يقضى من الفوائت فى مسجد لان فيه تشويشا وتغليظا[1]

ترجمہ : مسجد میں قضا نماز پڑھنے والے کیلئے اذان اور اقامت ضروری نہیں ہیں اس لیے کہ اس میں تشویش اور سختی ہے۔

مسئلہ 42 :۔وَلَا يُسَنَّانِ أَيْضًا لِظُهْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي مِصْرٍ(قَوْلُهُ: فِي مِصْرَ) شَمِلَ الْمَعْذُورَ وَغَيْرَهُ زَيْلَعِيٌّ، وَفِي الْقُرَى لَا يُكْرَهُ بِكُلِّ حَالٍ ظَهِيرِيَّةٌ: أَيْ لَا قَبْلَ أَدَاءِ الْجُمُعَةِ فِي غَيْرِهَا وَلَا بَعْدَهُ، لِقَوْلِهِ وَقِيلَ بَعْدَ أَدَاءِ الْجُمُعَةِ لَا يُكْرَهُ فِي الْمِصْرِ.[2]

ترجمہ : اور یہ دونوں اس شخص کے لیے بھی مسنون نہیں ہیں جو جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو (قَوْلُهُ: فِي مِصْرَ) یہ قید معذور وغیرہ کو بھی شامل ہے (زَيْلَعِيٌّ،) اور گاؤں میں کسی بھی حال میں مکروہ نہیں ہیں یعنی نہ جمعہ ادا کرنے سے پہلے اور نہ بعد میں (ظَهِيرِيَّةٌ) اور بعض علماء کے بقول جمعہ ادا کرنے کے بعد شہر میں بھی مکروہ نہیں ہیں

مسئلہ 43 : (وَلَا يُسَنُّ) ذَلِكَ (فِيمَا تُصَلِّيهِ النِّسَاءُ أَدَاءً وَقَضَاءً) وَلَوْ جَمَاعَةً كَجَمَاعَةِ صِبْيَانٍ وَعَبِيدٍ،۔۔۔(وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ وَإِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ مُحْدِثٍ لَا أَذَانُهُ) عَلَى الْمَذْهَبِ(وَ) أَذَانُ (امْرَأَةٍ) وَخُنْثَى(قَوْلُهُ: وَلَا يُسَنُّ ذَلِكَ) أَيْ الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ، وَأَفْرَدَ الضَّمِيرَ عَلَى تَأْوِيلِ الْمَذْكُورِ ح، وَأَرَادَ بِنَفْيِ السُّنِّيَّةِ الْكَرَاهَةَ فِي الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثِ الْمَذْكُورَةِ كَمَا يُعْلَمُ مِنْ الْإِمْدَادِ.(قَوْلُهُ: وَلَوْ جَمَاعَةً) أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الْفَتْحِ؛ لِأَنَّ عَائِشَةَ أَمَّتْهُنَّ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إقَامَةٍ حِينَ كَانَتْ جَمَاعَتُهُنَّ مَشْرُوعَةً وَهَذَا يَقْتَضِي أَنَّ الْمُنْفَرِدَةَ أَيْضًا كَذَلِكَ؛[3]

ترجمہ : اور اذان اور اقامت مسنون نہیں ہیں ایسی جگہ میں جہاں عورتیں نماز پڑھتی ہوں چاہے ادا نماز ہو یا قضا اگرچہ جماعت کے ساتھ ہو۔ اور جنبی شخص کی اذان و اقامت دونوں مکروہ ہیں جبکہ بے وضو شخص کی صرف اقامت مکروہ ہے اذان نہیں، اور عورت اور خنثیٰ کی اذان مکروہ ہے۔ (قَوْلُهُ: وَلَا يُسَنُّ ذَلِكَ) واحد کا صیغہ اس لیے لایا گیا کہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہے یعنی اذان اور اقامت، اور تینوں جگہوں میں سنت کی نفی سے مراد کراہت ہے جیسا کہ الامداد سے معلوم ہوا ہے (قَوْلُهُ: وَلَوْ جَمَاعَةً) اس شرط کو الفتح کے قول سے لیا ہے اس لیے کہ جب عورتوں کی جماعت مشروع تھی تو حضرت عائشہؓ بغیر اذان اور اقامت کے جماعت کراتی تھی اور اسی سے تنہا نماز پڑھنے والی خاتون کا حکم بھی ثابت ہوتا ہے۔

---

[1] ابن عابدین ص 73ج2
[2] ابن عابدین ص 73ج2
[3] ابن عابدین ص 72ج2

مسئلہ 44 : پانچ نمازوں کے سوااور جمعے کی نماز کے سوا کسی اور نماز کے لیے اذان اور اقامت دینا مکروہ ہیں۔ چاہے نماز فرض کفایہ ہو (جنازے کی نماز) یا واجب (وتر) یا سنت (تراویح کی نماز) یا عید کی نماز یا نفل کی نماز ہو۔ ان کے لیے اذان اور اقامت مکروہ ہیں۔

مسئلہ 45 : ضروری ہے کہ اذان دینے والا مرد ہو۔ اگر کسی عورت نے اذان دی تو اعادہ ضروری ہے۔ اگر بغیر اعادہ کیے مذکورہ اذان سے نماز پڑھی گئی تو وہ نماز بے اذان تصور ہو گی۔ بعض علماء کے نزدیک عورت کی اذان کا اعادہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔

مسئلہ 44 : (لَا) يُسَنُّ (لِغَيْرِهَا) كَعِيدٍ۔۔(قَوْلُهُ: كَعِيدٍ) أَيْ وَوِتْرٍ وَجِنَازَةٍ وَكُسُوفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ وَتَرَاوِيحَ وَسُنَنٍ رَوَاتِبَ؛ لِأَنَّهَا اتِّبَاعٌ لِلْفَرَائِضِ وَالْوِتْرِ وَإِنْ كَانَ وَاجِبًا عِنْدَهُ لَكِنَّهُ يُؤَدَّى فِي وَقْتِ الْعِشَاءِ فَاكْتُفِيَ بِأَذَانِهِ لَا لِكَوْنِ الْأَذَانِ لَهُمَا عَلَى الصَّحِيحِ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ[1]

ترجمہ : پانچ نمازوں کے سوااور جمعے کی نماز کے سوا کسی اور نماز کے لیے اذان اور اقامت دینا مسنون نہیں بلکہ مکروہ ہیں۔ مثلاً ؛نمازِ عید، وتر ،جنازہ ،کسوف ،استسقاء، تراویح اور سنن رواتب اس لیے کہ یہ سب فرائض کے تابع ہیں۔ نمازِ وتر اگرچہ امام صاحب کے نزدیک واجب ہے مگر اسے چونکہ عشآء کے وقت میں ادا کیا جاتا ہے اس لیے صحیح قول کے مطابق ایک ہی اذان کافی ہے(كَمَا ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ)

مسئلہ 45 : (قَوْلُهُ: وَكُرِهَ أَذَانُ الْجُنُبِ وَإِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وَأَذَانُ الْمَرْأَةِ وَالْفَاسِقِ وَالْقَاعِدِ وَالسَّكْرَانِ)۔۔۔ وَأَمَّا أَذَانُ الْمَرْأَةِ فَلِأَنَّهَا مَنْهِيَّةٌ عَنْ رَفْعِ صَوْتِهَا؛ لِأَنَّهُ يُؤَدِّي إلَى الْفِتْنَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْخُنْثَى كَالْمَرْأَةِ،وَذَكَرَ الشَّارِحُ أَنَّ إعَادَةَ أَذَانِ الْمَرْأَةِ وَالسَّكْرَانِ مُسْتَحَبَّةٌ فَصَارَ الْحَاصِلُ عَلَى هَذَا أَنَّ الْعَدَالَةَ وَالذُّكُورَةَ وَالطَّهَارَةَ صِفَاتُ كَمَالٍ لِلْمُؤَذِّنِ لَا شَرَائِطُ صِحَّةٍ فَأَذَانُ الْفَاسِقِ وَالْمَرْأَةِ وَالْجُنُبِ صَحِيحٌ حَتَّى يَسْتَحِقَّ الْمُؤَذِّنُ مَعْلُومَ وَظِيفَةِ الْأَذَانِ الْمُقَرَّرَةِ فِي الْوَقْفِ وَيَصِحُّ تَقْرِيرُ الْفَاسِقِ فِيهَا وَفِي صِحَّةِ تَقْرِيرِ الْمَرْأَةِ فِي الْوَظِيفَةِ تَرَدُّدٌ لَكِنْ ذُكِرَ فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ إذَا لَمْ يُعِيدُوا أَذَانَ الْمَرْأَةِ فَكَأَنَّهُمْ صَلَّوْا بِغَيْرِ أَذَانٍ فَلِهَذَا كَانَ عَلَيْهِمْ الْإِعَادَةُ وَهُوَ يَقْتَضِي عَدَمَ صِحَّتِهِ[2]

ترجمہ : اور جنبی شخص کی اذان واقامت دونوں مکروہ ہیں جبکہ بے وضو شخص کی صرف اقامت مکروہ ہے اذان نہیں، اور عورت ،فاسق، بیٹھنے والے، نشے والے اور خنثیٰ کی اذان مکروہ ہے۔ عورت کی اذان اس لیے مکروہ ہے کہ اس کے لیے آواز کا بلند کرنا ممنوع ہے کیونکہ اس کی آواز فتنے کی طرف لے کر جاتی ہے اور خنثیٰ عورت کی طرح ہے۔ شارح نے ذکر کیا ہے کہ عورت اور نشے والے کی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عادل ہونا، مذکر ہونا اور پاک ہونا مؤذن کے لیے کمال کی صفات ہیں اذان کی صحت کے لیے شرائط نہیں ہیں۔ لہٰذا فاسق، عورت اور جنبی کی اذان صحیح ہے یہاں تک کہ حکومت کی طرف سے مؤذن کے لیے مقرر کی ہوئی اجرت کے بھی یہ لوگ مستحق ہوں گے۔ اور اجرت پر فاسق کا خطاب بھی صحیح ہے لیکن اجرت پر عورت

---

[1] ابن عابدین ص 62ج2
[2] البحرالرائق ص 458ج1

مسئلہ 46 : اور ضروری ہے کہ مؤذن صاحب عقل ہو۔اگر کوئی بے وقوف شخص یا کمسن لڑکا یا دیوانہ یا بے ہوش آدمی اذان دے تو اذان دوبارہ دینی چاہیے۔
مسئلہ 47 : مؤذن کے لیے اذان دیتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور باوضو اذان دینا مستحب ہے۔اور اقامت کہتے وقت چھوٹے اور بڑے دونوں حدثوں سے پاکیزگی سنت ہے۔حدث اکبر کی حالت میں اذان دینا مکروہ تحریمی ہے۔اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔اسی طرح حدث کی حالت میں اقامت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔چاہے حدث اکبر ہو یا اصغر، لیکن اقامت کا اعادہ نہیں ہے کیونکہ تکرار اقامت مشروع نہیں ہے۔

کے خطاب کے بارے میں تردد ہے لیکن السِّرَاجِ الوَہَّاجِ میں ہے کہ لوگوں نے اگر عورت کی اذان کا اعادہ نہ کیا تو گویا کہ انھوں نے بغیر اذان کے نماز پڑھیں لہٰذا ان پر عورت کی اذان کا اعادہ ضروری ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ عورت کی اذان صحیح نہیں ہے

مسئلہ 46 :وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُؤَذِّنُ رَجُلًا عَاقِلًا صَالِحًا تَقِيًّا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ .أَذَانُ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ صَحِيحٌ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَكِنْ أَذَانُ الْبَالِغِ أَفْضَلُ وَأَذَانُ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ لَا يَجُوزُ وَيُعَادُ وَكَذَا الْمَجْنُونُ .هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ .وَيُكْرَهُ أَذَانُ السَّكْرَانِ وَيُسْتَحَبُّ إعَادَتُهُ .كَذَا فِي التَّبْيِينِ .[1]

مؤذن کے لیے مرد ہونا، صاحب عقل ہونا، متقی ہونا اور سنت کا عالم ہونا ضروری ہے۔ عقلمند بچے کی اذان بغیر کسی کراہت کے صحیح ہے مگر بالغ کی اذان افضل ہے اور غیر عاقل بچے کی اذان جائز نہیں ہے اس لیے اس کا اعادہ کیا جائے گا۔اور اسی طرح مجنون کی اذان کا بھی اعادہ کیا جائے گا(.هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ)۔اور نشے والے کی اذان مکروہ ہے اور اس کا اعادہ مستحب ہے(كَذَا فِي التَّبْيِينِ)

مسئلہ 47 : وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُؤَذِّنُ رَجُلًا عَاقِلًا صَالِحًا تَقِيًّا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ .كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَهِيبًا وَيَتَفَقَّدَ أَحْوَالَ النَّاسِ وَيَزْجُرَ الْمُتَخَلِّفِينَ عَنْ الْجَمَاعَاتِ .[2]

ترجمہ: مؤذن کے لیے مرد ہونا، صاحب عقل ہونا، متقی ہونا اور سنت کا عالم ہونا ضروری ہے۔(كَذَا فِي النِّهَايَةِ) اور مناسب یہ ہے کہ مؤذن رعب دار ہو، لوگوں کے احوال سے واقف ہو اور جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو ڈانٹتا ہو۔
(وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ وَإِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ مُحْدِثٍ لَا أَذَانُهُ) عَلَى الْمَذْهَبِ(قَوْلُهُ: وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ) لِأَنَّهُ يَصِيرُ دَاعِيًا إلَى مَا لَا يُجِيبُ إلَيْهِ، وَإِقَامَتُهُ أَوْلَى بِالْكَرَاهَةِ. وَصَرَّحَ فِي الْخَانِيَّةِ بِأَنَّهُ تَجِبُ الطَّهَارَةُ فِيهِ عَنْ أَغْلَظِ الْحَدَثَيْنِ. وَظَاهِرُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَحْرِيمِيَّةٌ بَحْرٌ.(قَوْلُهُ: عَلَى الْمَذْهَبِ) رَاجِعٌ لِقَوْلِهِ وَإِقَامَةُ مُحْدِثٍ لَا أَذَانُهُ. وَأَمَّا الْجُنُبُ فَيُكْرَهَانِ مِنْهُ رِوَايَةً وَاحِدَةً كَمَا فِي الْبَحْرِ[3]

ترجمہ: اور جنبی شخص کی اذان و اقامت دونوں مکروہ ہیں جبکہ بے وضو شخص کی صرف اقامت مکروہ ہے اذان نہیں۔(قَوْلُهُ: وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ) اس لیے کہ وہ ایسے عمل کی طرف بلا رہا ہے جسے وہ خود نہیں کر سکتا۔اور اس کی اقامت بطریق اولی مکروہ ہے مسئلہ

---

[1] ہندیہ ص 60ج1
[2] ہندیہ ص 60ج1
[3] ابن عابدین ص 75ج2

48: مؤذن کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے کہ اوقات نماز اور ضروری مسائل سے واقف ہو۔ اگر جاہل آدمی اذان دے گا تو اُسے مؤذن جتنا ثواب حاصل نہیں ہوگا۔

مسئلہ 49 : اذان دینے کے لئے وہ آدمی بہتر ہے جسکی آواز اونچی ہو۔

مسئلہ 50 : مؤذن ایسا شخص ہونا چاہیے جو پرہیز گار ہو اور لوگوں کے حالات سے واقف ہو اور جو لوگ نماز کو نہ آئیں ان کو ملامت کر سکتا ہو۔ بشرطیکہ فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ 51 : بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے۔ اِس کا اعادہ کرنا چاہیے۔ ہاں اگر حالت سفر میں مسافر گھوڑے پر سوار ہو یا کوئی شخص اکیلے اپنی نماز کے لیے بیٹھ کر اذان دے تو دوبارہ اذان دینے کی ضرورت نہیں۔

اور خانیہ میں ہے کہ دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے (بَحْرٌ.) (قَوْلُهُ: عَلَى الْمَذْهَبِ) یہ راجع ہے اس قول کی طرف کہ ایک روایت کے مطابق بے وضو شخص کی صرف اقامت مکروہ ہے اذان نہیں اور جنبی شخص کی اذان و اقامت دونوں مکروہ ہیں۔ (كَمَا فِي الْبَحْرِ)

مسئلہ 48 :وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُؤَذِّنُ رَجُلًا عَاقِلًا صَالِحًا تَقِيًّا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ .كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَهِيبًا وَيَتَفَقَّدَ أَحْوَالَ النَّاسِ وَيَزْجُرَ الْمُتَخَلِّفِينَ عَنْ الْجَمَاعَاتِ[1]

ترجمہ: مؤذن کے لیے مرد ہونا، صاحب عقل ہونا، نیک ہونا، متقی ہونا اور سنت کا عالم ہونا ضروری ہے۔(كَذَا فِي النِّهَايَةِ) اور مناسب یہ ہے کہ مؤذن رعب دار ہو، لوگوں کے احوال سے واقف ہو اور جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو ڈانٹ سکتا ہو۔

مسئلہ 49 :وفی سراج الوہاج وینبغی للموءذن ان یوءذن فی موضع یکون اسمع للجیران ویرفع صوتہ ولا یجھد نفسہ لانہ یتضرر بذالک[2]

ترجمہ: اور سراج الوہاج میں ہے کہ مؤذن کو ایسی جگہ پر اذان دینی چاہیے جہاں سے پڑوسیوں کو خوب سنائی دے، اس کی آواز اتنی بلند ہونی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو مشکل میں نہ ڈالے اس لیے کہ ایسا کرنے میں ضرر کا خدشہ ہے ۔

مسئلہ 50 : وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُؤَذِّنُ رَجُلًا عَاقِلًا صَالِحًا تَقِيًّا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ .كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَهِيبًا وَيَتَفَقَّدَ أَحْوَالَ النَّاسِ وَيَزْجُرَ الْمُتَخَلِّفِينَ عَنْ الْجَمَاعَاتِ[3]

ترجمہ: مؤذن کے لیے مرد ہونا، صاحب عقل ہونا، نیک ہونا، متقی ہونا اور سنت کا عالم ہونا ضروری ہے۔(كَذَا فِي النِّهَايَةِ) اور مناسب یہ ہے کہ مؤذن رعب دار ہو، لوگوں کے احوال سے واقف ہو اور جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو ڈانٹ سکتا ہو۔

مسئلہ 51 :ویکرہ اذان --- وقاعد اذا اذن لنفسہ وراکب الالمسافر[1]

---

[1] ہندیہ ص 60ج1
[2] البحرالرئق ص 444ج1
[3] ہندیہ 60ج1

مسئلہ 52 : جوانی کو پہنچنے والا لڑکا اگر اذان دے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔اِسی طرح نابینا، حرامی اور دیہاتی کی اذان میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ 53 :ایک مؤذن کے لیے بیک وقت دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض نماز پڑھنے کی نیت ہو، اُسی میں اذان دیا کرے ۔

مسئلہ 54 : جو شخص اذان دے اقامت بھی اُسی کا حق ہے اگر وہ حاضر نہ ہو یا حاضر ہو لیکن دوسرے کی اقامت پڑھنے پر راضی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ترجمہ :اور مکروہ ہے اذان۔۔۔۔۔اور بیٹھنے والے کی۔ مگر جب وہ اپنی نماز کے لیے بیٹھ کر اذان دے اور سوار کی اذان مکروہ ہے مگر مسافر سوار کی نہیں۔

مسئلہ52 : (وَيَجُوزُ) بِلَا كَرَاهَةٍ (أَذَانُ صَبِيٍّ مُرَاهِقٍ وَعَبْدٍ)وَلَا يَحِلُّ إلَّا بِإِذْنٍ كَأَجِيرٍ خَاصٍّ (وَأَعْمَى وَوَلَدِ زِنًى وَأَعْرَابِيٍّ) (قَوْلُهُ: صَبِيٍّ مُرَاهِقٍ) الْمُرَادُ بِهِ الْعَاقِلُ وَإِنْ لَمْ يُرَاهِقْ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ،[2]

ترجمہ : اور بغیر کسی کراہت کے جوانی کو پہنچنے والے لڑکے اور غلام کی اذان جائز ہے مگر اجیرِ خاص کی اجازت کے بغیر نہیں۔اور نابینا، حرامی اور دیہاتی کی اذان میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔(قَوْلُهُ: صَبِيٍّ مُرَاهِقٍ) سے مراد عقلمند ہے اگرچہ جوانی کو نہ پہنچا ہو(كَمَا هُوَ ظَاهِرُ الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ،)

مسئلہ53 :یکرہ لہ ان یؤذن فی المسجدین ۔وقال ابن عابدین لانہ اذا صلی فی المسجد الاول یکون متنفلا بالاذان فی المسجد الثانی والتنفل بالاذان غیر مشروع[3]

ترجمہ : ایک مؤذن کے لیے بیک وقت دو مسجدوں میں اذان دینی مکروہ ہے۔اور علامہ شامی نے کراہت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جب اس نے پہلی مسجد میں نماز ادا کی تو دوسری مسجد میں اس کی نماز نفل ہو گی اور نفل کے لیے اذان مشروع نہیں ہے۔

مسئلہ54 :ولا بأس بان یؤذن رجل ویقیم غیرہ باذن الاول ویکرہ ان لم یرض بہ الاول [4]

ترجمہ : اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اذان ایک آدمی دے اور اس کی اجازت سے اقامت دوسرا آدمی کہے۔اور اگر وہ پہلا آدمی اس پر راضی نہ ہو تو دوسرے کی اقامت مکروہ ہے۔

---

[1] ابن عابدین ص 75ج2
[2] ابن عابدین ص 75ج2
[3]ابن عابدین ص 88ج2
[4] قاضی خان ص 38ج1

مسئلہ55 : بعض شہروں میں بڑی بڑی مسجدیں ہوتی ہیں۔ جن میں کئی مؤذن مختلف مقامات سے بیک وقت اذان دیتے ہیں یا پے درپے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

مسئلہ55 : ذَكَرَ الْمُؤَذِّنِينَ بِلَفْظِ الْجَمْعِ إخْرَاجًا لِلْكَلَامِ مَخْرَجَ الْعَادَةِ، فَإِنَّ الْمُتَوَارَثَ فِيهِ اجْتِمَاعُهُمْ لِتَبْلُغَ أَصْوَاتُهُمْ إلَى أَطْرَافِ الْمِصْرِ الْجَامِعِ اهـ.

ترجمہ: کلام کو عادت کے موافق کرنے کے لیے مؤذنین کو جمع کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اس لیے کہ مؤذنین عادۃً مسجد میں زیادہ ہوتے ہیں تاکہ ان کی آوازیں شہر کے اطراف تک پہنچیں۔

ف : فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مَكْرُوهٍ؛ لِأَنَّ الْمُتَوَارَثَ لَا يَكُونُ مَكْرُوهًا،[1]

ف : اس میں دلیل عدم کراہت کی ہے اس لیے کہ پے درپے اذان دینا مکروہ نہیں ہے۔

---

[1] ابن عابدین ص 21ج2

اذان اور اقامت کا طریقہ اور دوسرے احکام:

56 : اذان دینے کا مسنونہ طریقہ یہ ہے کہ مؤذن اونچی جگہ کھڑا ہو جائے اور دونوں شہادت کی اُنگلیاں کانوں میں ٹھونس دے۔ اور پھیپھڑوں کی پوری طاقت کے ساتھ اُونچی آواز سے یہ الفاظ پڑھے (لیکن اِس قدر طاقت سے نہ ہو کہ اُسے تکلیف محسوس ہو) اللہ اکبر چار مرتبہ پھر اشھدان لاالہ الااللہ دو مرتبہ پھر اشھدان محمد رسول اللہ، دو مرتبہ پھر حی علی الصلوۃ دو مرتبہ پھر حی علی الفلاح دو مرتبہ، اُس کے بعد اللہ اکبر دو مرتبہ، پھر ایک بار لا الہ الا اللہ پڑھے، حی علی الصلوۃ پڑھتے وقت چہرہ دائیں جانب اور حی علی الفلاح پڑھتے وقت بائیں طرف موڑے لیکن ایسے طریقے سے کہ سینہ بدستور قبلے کی طرف رہے۔ یعنی صرف گردن سے اوپر والا حصہ گردن سمیت موڑنا چاہیے۔ صبح کی اذان دیتے وقت حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ اور خیال رکھے کہ اذان گانے کے طرز پر نہ ہو۔ اور نہ اس طرح کہ کچھ اذان اونچی آواز سے اور کچھ آہستہ کہے، البتہ ویسے خوش آوازی سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

---

56 : وَمِنْ السُّنَّةِ أَنْ يَأْتِيَ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ جَهْرًا رَافِعًا بِهِمَا صَوْتَهُ إلَّا أَنَّ الْإِقَامَةَ أَخْفَضُ مِنْهُ .هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْبَدَائِعِ .وَيَنْبَغِي أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى الْمِئْذَنَةِ أَوْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ وَلَا يُؤَذِّنَ فِي الْمَسْجِدِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .وَالسُّنَّةُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي مَوْضِعٍ عَالٍ يَكُونُ أَسْمَعَ لِجِيرَانِهِ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ وَلَا يُجْهِدُ نَفْسَهُ .كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .وَيُكْرَهُ لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ فَوْقَ الطَّاقَةِ .كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ وَيُقِيمُ عَلَى الْأَرْضِ .هَكَذَا فِي الْقُنْيَةِ وَفِي الْمَسْجِدِ .هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .وَلَا تَرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ وَهُوَ أَنْ يَأْتِيَ بِالشَّهَادَتَيْنِ مَرَّتَيْنِ مُخَافَتَةً ثُمَّ يَرْجِعُ بَعْدَ قَوْلِهِ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ خُفْيًا إلَى قَوْلِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ رَافِعًا صَوْتَهُ فَيُكَرِّرُ الشَّهَادَتَيْنِ فَيَقُولُ كُلًّا مِنْ الشَّهَادَتَيْنِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ مَرَّتَيْنِ عَلَى سَبِيلِ الْإِخْفَاءِ وَمَرَّتَيْنِ عَلَى سَبِيلِ الْجَهْرِ كَذَا فِي الْكِفَايَةِ .[1]

الْأَذَانُ خَمْسَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَآخِرُهُ عِنْدَنَا لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَهِيَ : اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ ، أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ .هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ .وَالْإِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً خَمْسَ عَشْرَةَ مِنْهَا كَلِمَاتُ الْأَذَانِ وَكَلِمَتَانِ قَوْلُهُ قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ مَرَّتَيْنِ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَيَزِيدُ بَعْدَ فَلَاحِ أَذَانِ الْفَجْرِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ .كَذَا فِي الْكَافِي ---وَيَتَرَسَّلُ فِي الْأَذَانِ وَيَحْدُرُ فِي الْإِقَامَةِ وَهَذَا بَيَانُ الِاسْتِحْبَابِ .كَذَا فِي الْهِدَايَةِ حَتَّى لَوْ تَرَسَّلَ فِيهِمَا أَوْ حَدَرَ فِيهِمَا أَوْ تَرَسَّلَ فِي الْإِقَامَةِ وَحَدَرَ فِي الْأَذَانِ جَازَ .كَذَا فِي الْكَافِي وَقِيلَ : يُكْرَهُ وَهُوَ الْحَقُّ .هَكَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَالتَّرَسُّلُ أَنْ يَقُولَ : اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَقِفَ ثُمَّ يَقُولَ مَرَّةً أُخْرَى مِثْلَهُ ، وَكَذَلِكَ يَقِفُ بَيْنَ كُلِّ كَلِمَتَيْنِ إلَى آخِرِ الْأَذَانِ وَالْحَدَرُ وَالْوَصْلُ وَالسُّرْعَةُ .كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ نَاقِلًا عَنْ الْيَنَابِيعِ وَيُسَكِّنُ كَلِمَاتِهِمَا عَلَى الْوَقْفِ لَكِنْ فِي الْأَذَانِ حَقِيقَةً وَفِي الْإِقَامَةِ يَنْوِي الْوَقْفَ .كَذَا فِي التَّبْيِينِ -- -وَيُكْرَهُ التَّلْحِينُ وَهُوَ التَّغَنِّي بِحَيْثُ يُؤَدِّي إلَى تَغَيُّرِ كَلِمَاتِهِ .كَذَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِابْنِ الْمَلَكِ ، وَتَحْسِينُ الصَّوْتِ لِلْأَذَانِ حَسَنٌ مَا لَمْ يَكُنْ لَحْنًا كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ وَهَكَذَافِي شَرْحِ الْوِقَايَةِ .[2]

ترجمہ: اور سنت یہ ہے کہ اذان اور اقامت کو جہر سے کہے اور ان دونوں میں آواز بلند کرے مگر اقامت اذان سے پست آواز میں کہے (هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْبَدَائِعِ)۔ اور اذان میذنہ میں یا مسجد سے باہر دینی چاہیے نا کہ مسجد میں (كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ) مؤذن کو ایسی جگہ پر اذان دینی سنت ہے جہاں سے پڑوسیوں کو خوب سنائی دے، اس کی آواز اتنی بلند ہونی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو مشکل میں نہ ڈالے (كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ) اور مؤذن کو طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنی مکروہ ہے (كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ)

---

[1] ایضا ہندیہ ص 62ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا محولہ بالہ

مسئلہ 57 : جو طریقہ اذان کا ہے وہی طریقہ اقامت کہنے کا بھی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اذان بآواز بلند اور اقامت آہستہ آہستہ پڑھی جاتی ہے۔ اور اقامت میں الصلوۃ خیر من النوم نہیں بلکہ اسکی بجائے پانچوں نمازوں میں قد قامت الصلوۃ پڑھتے ہیں۔ اذان میں کانوں میں انگلیاں دینی سنت ہے۔ لیکن اقامت میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حی علی الصلوۃ، وحی علی الفلاح پڑھتے وقت دائیں بائیں منہ موڑنا بھی نہیں ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر جگہ وسیع ہو پھر منہ موڑنا چاہیے۔

زمین پر اقامت کہے(هَكَذَا فِي الْقُنْيَةِ) اور مسجد میں اقامت کہے(.هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ) اور اذان میں ترجیع نہیں ہے اور ترجیع کہتے ہیں کہ جب شہادتین کو دو بار پست آواز سے کہے تو پھر أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ کو لوٹا دے اور شہادت کے دونوں کلموں کا تکرار کرے پس ہر کلمہ شہادت کا چار مرتبہ ہو جائے گا دو بار پست آواز سے اور دو بار بلند آواز سے (كَذَا فِي الْكِفَايَةِ) ۔اذان کے پندرہ کلمے ہیں اور ہمارے نزدیک آخری کلمہ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ ہے .(كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ) اور وہ کلمات یہ ہیں: اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ ، أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ (.هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ) اور اقامت کے سترہ کلمے ہیں پندرہ کلمے اذان کے اور دو کلمے قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ دو بار.(كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ) فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ دو بار زیادہ کرے۔ (كَذَا فِي الْكَافِي).اذان رک رک کے اور اقامت بلا توقف کہے یہ مستحب طریقہ ہے۔(كَذَا فِي الْهِدَايَةِ) یہاں تک کہ اگر دونوں کو رک رک کے کہتا جائے یا دونوں کو بلا توقف کہے یا اقامت کو رک کر اور اذان کو بلا توقف کہے تو جائز ہے(.كَذَا فِي الْكَافِي) اور بعض نے اس کو مکروہ کہا ہے اور یہی حق ہے (.هَكَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ) اور ترسل یہ ہے کہ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ کہے اور پھر کچھ دیر ٹھہر جائے اور دوسری بار بھی ایسے ہی کہے اس طرح اذان کے آخر تک دو کلموں کے درمیان توقف کرے۔ اور بلا توقف کے معنی ہیں ملانا اور جلدی کرنا (كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة نَاقِلًا عَنْ الْيَنَابِيعِ) اذان اور اقامت میں ہر کلمہ پر وقف کرتے ہوئے اس کو ساکن کرے لیکن اذان میں حقیقۃً سکون کرے اور اقامت میں سکون کی نیت کرے (كَذَا فِي التَّبْيِينِ) تلحین مکروہ ہے اور تلحین گانے کی ایسی آواز کو کہتے ہیں جس سے کلمات میں تغیر آجائے (كَذَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِابْنِ الْمَلَكِ) لیکن ایسی خوش آوازی سے اذان کہنا جس میں لحن نہ ہو بہتر ہے (كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ وَهَكَذَا فِي شَرْحِ الْوِقَايَةِ .)

مسئلہ 57 : (وَيَلْتَفِتُ فِيهِ) وَكَذَا فِيهَا مُطْلَقًا، وَقِيلَ إنَّ الْمَحَلَّ مُتَّسِعًا (يَمِينًا وَيَسَارًا) فَقَطْ؛ لِئَلَّا يَسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ (بِصَلَاةٍ وَفَلَاحٍ) وَلَوْ وَحْدَهُ أَوْ لِمَوْلُودٍ؛ لِأَنَّهُ سُنَّةُ الْأَذَانِ مُطْلَقًا (وَيَسْتَدِيرُ فِي الْمَنَارَةِ) لَوْ مُتَّسِعَةً وَيُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنْهَا (وَيَقُولُ) نَدْبًا (بَعْدَ فَلَاحِ أَذَانِ الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ) لِأَنَّهُ وَقْتُ نَوْمٍ (وَيَجْعَلُ) نَدْبًا (أُصْبُعَيْهِ فِي) صِمَاخِ (أُذُنَيْهِ) فَأَذَانُهُ بِدُونِهِ حَسَنٌ، وَبِهِ أَحْسَنُ(وَالْإِقَامَةُ كَالْأَذَانِ) فِيمَا مَرَّ (لَكِنْ هِيَ) أَيْ الْإِقَامَةُ وَكَذَا الْإِمَامَةُ (أَفْضَلُ مِنْهُ) فَتْحٌ (وَلَا يَضَعُ) الْمُقِيمُ (أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ) لِأَنَّهَا أَخْفَضُ (وَيَحْدُرُ) بِضَمِّ الدَّالِ: أَيْ يُسْرِعُ فِيهَا، فَلَوْ تَرَسَّلَ لَمْ يُعِدْهَا فِي الْأَصَحِّ (وَيَزِيدُ: قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ بَعْدَ فَلَاحِهَا مَرَّتَيْنِ) وَعِنْدَ الثَّلَاثَةِ هِيَ فُرَادَى.[1]

---

[1] ابن عابدين ص66 ج3

مسئلہ 58 : اذان اور اقامت کے لیے ضروری ہے کہ عربی زبان میں اُن الفاظ کے ساتھ کہے جو کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے منقول اور معروف ہیں۔ عربی کے سوا دوسری زبان میں صحیح نہیں ہے۔ اور عربی میں بھی دوسرے الفاظ میں پڑھنا بھی صحیح نہیں۔ اگرچہ لوگوں کو یہ معلوم بھی ہو جائے کہ یہ نماز کی خبرداری کے لیے ہے۔
مسئلہ 59 : اذان اس طریقے سے دینی چاہیے کہ پہلی بار جب دو مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ تو مؤذن اِتنے وقفے کے لیے چپ ہو جائے کہ سننے والا جواب دے سکے۔ اور اسی طرح دوسرے الفاظ کہنے کے بعد بھی اتنی دیر کے لیے چپ ہو جائے کہ سننے والا جواب دے سکے۔ اور اس طریقے کو ترسل کہتے ہیں اور اذان میں ترسل سنت ہے۔ اور جو اذان ترسل کے بغیر دی جائے اسکا اعادہ مستحب ہے اور اقامت میں تعجیل سنت ہے اور اگر کوئی اقامت میں ترسل کرے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں ہے۔
مسئلہ 60 : اذان کے لیے جو جگہ بنی ہو۔ اُسی پر کھڑے ہو کر اذان دینی چاہیے۔ یا مسجد سے باہر دینی چاہیے۔ اذان اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر دینی سنت ہے اور مسجد کے اندر اذان دینی مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ اقامت مسجد کے اندر ہونی چاہیے۔

ترجمہ : اور اذان میں منہ پھیرے دائیں اور بائیں طرف حی علی الصلٰوۃ اور حی علی الفلاح کہنے کے ساتھ۔ اور اسی طرح التفات کرے اقامت میں ہر حال میں یعنی جگہ میں وسعت ہو یا نہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اگر جگہ کشادہ ہو تو فقط دائیں اور بائیں جانب التفات کرے تاکہ قبلہ کی طرف پشت واقع نہ ہو۔ اور التفات مذکور ترک نہ کرے اگرچہ مؤذن اکیلا ہو یا بچے کے کان میں اذان کہ رہا ہو اس لیے کہ التفات ہر حال میں اذان کی سنت ہے۔ اور اگر اذان کا منارہ کشادہ ہو تو مؤذن اس میں گردش کرے اور اپنا سر اس سے نکالے۔ اور مستحب ہے فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ کہنا۔ یعنی نماز بہتر ہے نیند سے اس لیے کہ یہ نیند کا وقت ہے اور مستحب ہے اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخ میں رکھنا. اذان بغیر انگلیاں رکھنے کے بہتر ہے مگر انگلیاں کانوں میں رکھنے کے ساتھ بہت بہتر ہے۔ اقامت اذان کی طرح ہے لیکن اقامت اور اسی طرح امامت افضل ہے اذان سے (فتح) اور اقامت کہنے والا اپنی انگلیاں کانوں میں نہ رکھے اس لیے کہ اقامت کی آواز اذان سے پست ہوتی ہے۔ اور اقامت کہنے میں جلدی کرے۔ بحدر بضم الدال بمعنٰی یسرع ہے یعنی جلدی کرے۔ اگر اقامت اذان کی طرح ٹھہر ٹھہر کر کہے تو صحیح تر قول کے مطابق اس کا اعادہ نہ کرے۔ اور اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اقامت ایک ایک کلمہ ہے۔

مسئلہ 58 : (هُوَ) لُغَةً الْإِعْلَامُ. وَشَرْعًا (إعْلَامٌ مَخْصُوصٌ) لَمْ يَقُلْ بِدُخُولِ الْوَقْتِ لِيَعُمَّ الْفَائِتَةَ وَبَيْنَ يَدَيْ الْخَطِيبِ (عَلَى وَجْهٍ مَخْصُوصٍ بِأَلْفَاظٍ كَذَلِكَ) أَيْ مَخْصُوصَةٍ۔۔۔(قَوْلُهُ: بِأَلْفَاظٍ كَذَلِكَ) أَشَارَ إلَى أَنَّهُ لَا يَصِحُّ بِالْفَارِسِيَّةِ وَإِنْ عُلِمَ أَنَّهُ أَذَانٌ وَهُوَ الْأَظْهَرُ. وَالْأَصَحُّ كَمَا فِي السِّرَاجِ.[1]
ترجمہ :اذان لغت میں بمعنٰی اعلام ہے یعنی آگاہ و خبردار کرنا اور شریعت میں اذان ایک مخصوص خبردار کرنے کو کہتے ہیں یعنی نماز کے لیے مخصوص طریقہ پر مخصوص الفاظ سے خبردار کرنا، مصنف نے اذان کو اعلام مخصوص بدخول الوقت نہیں کہا تاکہ اذان

---

[1] ابن عابدین ص 58ج1

کی تعریف قضا کی اذان اور خطیب کے سامنے کی اذان کو بھی شامل ہو جائے۔اور الفاظ مخصوصہ کی قید سے اس طرف اشارہ کیا کہ فارسی میں اذان درست نہیں ہے اگرچہ لوگ جان لیں کہ اذان ہو رہی ہے اور یہی اظہر اور اصح قول ہے(کَمَا فِي السِّرَاجِ)

مسئلہ 59 : (وَيَتَرَسَّلُ فِيهِ) بِسَكْتَةٍ بَيْنَ كُلِّ كَلِمَتَيْنِ. وَيُكْرَهُ تَرْكُهُ، وَتُنْدَبُ إعَادَتُهُ (قَوْلُهُ: وَتُنْدَبُ إعَادَتُهُ) أَيْ لَوْ تَرَكَ التَّرَسُّلَ. [1]

ترجمہ :اور مؤذن اذان کو ٹھہر ٹھہر کر کہے اس طور پر کہ دو دو کلموں کے درمیان سکوت کرے۔اور ترسل یعنی دو کلموں کے درمیان سکتہ ترک کرنا مکروہ ہے اور اس کے ترک سے اذان کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ 60 :وَيَنْبَغِي أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى الْمِئْذَنَةِ أَوْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ وَلَا يُؤَذِّنَ فِي الْمَسْجِدِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ . وَالسُّنَّةُ أَنْ يُؤَذِّنَ فِي مَوْضِعٍ عَالٍ يَكُونُ أَسْمَعَ لِجِيرَانِهِ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ وَلَا يُجْهِدُ نَفْسَهُ .كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ . [2]

ترجمہ: اور اذان میذنہ میں یا مسجد سے باہر دینی چاہیے نا کہ مسجد میں (كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ) مؤذن کو ایسی جگہ پر اذان دینا سنت ہے

---

[1] ابن عابدین ص 366 ج1

[2] ایضا ہندیہ ص 62ج1

نوٹ: یہ حکم پانچوں وقت کی اذان کے لیے ہے۔اب رہی جمعے کی دوسری اذان تو اس کے متعلق فتاویٰ عبد الحئی میں لکھا ہے کہ خطیب کے ممبر پر چڑھنے کے بعد مؤذن اذان منارے سے دیا کرتے تھے۔ پھر ہاشم بن عبد الملک نے اُسے تبدیل کیا اور خطیب کے سامنے اذان دینے لگے تو یہ وہی ایجاد اور بدعت چلی آرہی ہے۔ لیکن مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ اس کے ساتھ توارث جاری ہو چکا ہے۔اور تمام اسلامی ممالک میں یہ معمول بن چکا ہے کہ تمام فقہاء کرامؒ جب بھی اس کا ذکر کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے سامنے کھڑے ہو کر دینی چاہیے۔

مسئلہ 61 : جمعہ کے خطبے کے لیے جو اذان دیجاتی ہے یہ اذان نبی علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہے اور اس سے پہلی والی اذان حضرت عثمان غنیؓ کے عہد سے شروع ہوئی ہے جو اب تک جاری ہے۔

مسئلہ 62 : اذان میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پڑھتے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا سنت ہے چاہے اذان انفرادی نماز کے لیے ہو یا باجماعت نماز کے لیے اور یا بچے کے کان میں دینے والی اذان ہو۔

جہاں سے پڑوسیوں کو خوب سنائی دے، اس کی آواز اتنی بلند ہونی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو مشکل میں نہ ڈالے (كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ)

مسئلہ 61 : وَالصَّحِيحُ قَوْلُ الْعَامَّةِ لِمَا رُوِيَ عَنْ السَّائِبِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: «كَانَ الْأَذَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَعَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - أَذَانًا وَاحِدًا حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا كَانَتْ خِلَافَةُ عُثْمَانَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَكَثُرَ النَّاسُ أَمَرَ عُثْمَانُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - بِالْأَذَانِ الثَّانِي عَلَى الزَّوْرَاءِ» وَهِيَ الْمَنَارَةُ، وَقِيلَ: اسْمُ مَوْضِعٍ بِالْمَدِينَةِ، وَصَلَاةُ الْعَصْرِ بِعَرَفَةَ تُؤَدَّى مَعَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ، وَلَا يُرَاعَى لِلْعَصْرِ أَذَانٌ عَلَى حِدَةٍ، لِأَنَّهَا شُرِعَتْ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ فِي هَذَا الْيَوْمِ فَكَانَ أَذَانُ الظُّهْرِ وَإِقَامَتُهُ عَنْهُمَا جَمِيعًا،[1]

ترجمہ: عام علماء کا صحیح قول جو حضرت سائب بن یزیدؓ سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنھما کے زمانے میں ایک ہی اذان ہوتی تھی اور وہ بھی اس وقت جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا پھر حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جب لوگ زیادہ ہو گئے تو آپؓ نے منارہ یا ایک مخصوص جگہ پر اذان ثانی کا حکم دیا۔اور عرفہ کے دن عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک ہی اذان کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور عصر کی نماز کے لیے الگ طور پر اذان کا اہتمام نہیں کیا جاتا اس لیے کہ اس دن میں عصر کی نماز ظہر کے وقت میں مشروع ہے لہٰذا ظہر کی اذان واقامت دونوں کے لیے ہوں گی۔

مسئلہ 62 : (وَيَلْتَفِتُ فِيهِ) وَكَذَا فِيهَا مُطْلَقًا، وَقِيلَ إنَّ الْمَحَلَّ مُتَّسِعًا (يَمِينًا وَيَسَارًا) فَقَطْ؛ لِئَلَّا يَسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ (بِصَلَاةٍ وَفَلَاحٍ) وَلَوْ وَحْدَهُ أَوْ لِمَوْلُودٍ؛ لِأَنَّهُ سُنَّةُ الْأَذَانِ مُطْلَقًا .[2]

ترجمہ: اور اذان میں منہ پھیرے دائیں اور بائیں طرف حی علی الصلٰوۃ اور حی علی الفلاح کہنے کے ساتھ۔اور اسی طرح التفات کرے اقامت میں ہر حال میں یعنی جگہ میں وسعت ہو یا نہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اگر جگہ کشادہ ہو تو فقط دائیں اور بائیں جانب

---

[1] علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ)بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ص377ج1 دار الكتب العلمية الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م

[2] ابن عابدين ص66ج1

مسئلہ 63 : اذان اور اقامت قبلہ رو دینی چاہیے۔ کسی اور سمت کیطرف منہ کر کے ان کا کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ سوائے اسوقت کے جب اذان دینے والا سوار ہو۔ مسئلہ

64: اذان اور اقامت کے الفاظ میں ترتیب قائم رکھنا سنت ہے۔ اگر کسی نے اذان کے الفاظ میں مؤخر کو مقدم کر لیا۔ مثلاً حی علی الصلوۃ سے پہلے حی علی الفلاح پڑھ لے تو اب اُسے چاہیے کہ حی علی الصلٰوۃ پڑھ کر دوبار حی علی الفلاح پڑھے۔ پوری اذان دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: 65: مؤذن کو چاہیے کہ اذان دیتے وقت کسی سے بات نہ کرے۔ اگرچہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اذان دیتے وقت کسی سے بات کی اور وہ بات طویل ہوگئی تو اذان دوبارہ دینی چاہیے۔

مسئلہ 66 : اذان اور اقامت سننے والوں کو چاہیے کہ نہ بات چیت کرے اور نہ کسی دوسرے کام میں مشغول ہوں۔ سوائے اذان اور اقامت کے جواب دینے کے۔ اور قرآن شریف پڑھنے والے کو چاہیے کہ قرآن بند کر کے اذان یا اقامت کا جواب دے۔

مسئلہ 67 : جو بھی اذان سنے خواہ مرد ہو یا عورت پاک ہو یا حالت جنابت میں ہو۔ اس کے لیے اذان کا لفظی جواب دینا مستحب ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ واجب ہے لیکن ہمارے اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور عورت اگر حالت حیض یا نفاس میں ہو تو اُس پر اذان کا جواب نہیں ہے۔

التفات کرے تا کہ قبلہ کی طرف پشت واقع نہ ہو۔ اور التفات مذکور ترک نہ کرے اگرچہ مؤذن اکیلا ہو یا بچے کے کان میں اذان کہہ رہا ہو اس لیے کہ التفات ہر حال میں اذان کی سنت ہے۔

مسئلہ 63 : (وَيَسْتَقْبِلُ) غَيْرُ الرَّاكِبِ (الْقِبْلَةَ بِهِمَا) وَيُكْرَهُ تَرْكُهُ تَنْزِيهًا،[1]

ترجمہ: اور سوار کے سوا ہر شخص اذان اور اقامت میں قبلہ کی طرف رخ کرے گا اور ترکِ استقبالِ قبلہ مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ 64 : وَلَوْ قَدَّمَ فِيهِمَا مُؤَخَّرًا أَعَادَ مَا قَدَّمَ فَقَطْ (قَوْلُهُ: أَعَادَ مَا قَدَّمَ فَقَطْ) كَمَا لَوْ قَدَّمَ الْفَلَاحَ عَلَى الصَّلَاةِ يُعِيدُهُ فَقَطْ أَيْ وَلَا يَسْتَأْنِفُ الْأَذَانَ مِنْ أَوَّلِهِ.[2]

ترجمہ : اور اگر کسی نے اذان اور اقامت میں مؤخر لفظ کو مقدم کیا تو فقط مقدم لفظ کا اعادہ کرے گا (قَوْلُهُ: أَعَادَ مَا قَدَّمَ فَقَطْ) مثلاً : حی علی الفلاح کو حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کہدیا تو صرف حی علی الفلاح کا اعادہ کرے گا تمام اذان کا شروع سے اعادہ نہیں کرے گا۔

مسئلہ 65 : (وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِمَا) أَصْلًا وَلَوْ رَدَّ سَلَامٍ، فَإِنْ تَكَلَّمَ اسْتَأْنَفَهُ (قَوْلُهُ: اسْتَأْنَفَهُ) إلَّا إذَا كَانَ الْكَلَامُ يَسِيرًا خَانِيَةٌ.[3]

ترجمہ: اور اذان واقامت میں بالکل کلام نہ کرے اگرچہ وہ کلام سلام کا جواب ہو پس اگر اذان واقامت میں کسی نے کلام کیا تو پھر سرے سے شروع کرے گا مگر یہ کہ کلام بہت مختصر ہو (خَانِيَةٌ)

---

[1] ایضا ص 69ج1
[2] محولہ بالہ
[3] ابن عابدین ص 69ج1

مسئلہ 68 : *لفظی جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ مؤذن سے سنے وہی الفاظ پڑھے۔ لیکن* حی علی الصلوۃ *اور* حی علی الفلاح *پڑھتے وقت* لا حول ولا قوۃ الا باللہ *پڑھے۔ اور* الصلوۃ خیر من النوم *کے جواب میں صدقت و بررت پڑھے۔ اذان ختم ہونے کے بعد اول درود شریف پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے* اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذي وعدتہ حلت لہ شفاعتي یوم القیامۃ۔ *اور یہ دعا اذان دینے والے اور سننے والے دونوں کے لیے مستحب ہے۔*

مسئلہ 66 : وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَكَلَّمَ السَّامِعُ فِي خِلَالِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَلَا يَشْتَغِلُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ الْأَعْمَالِ سِوَى الْإِجَابَةِ ، وَلَوْ كَانَ فِي الْقِرَاءَةِ يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ وَيَشْتَغِلَ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِجَابَةِ .[1]

ترجمہ: اور چاہیے کہ اذان و اقامت کو سننے والا درمیان میں بات نہ کرے اور قرآن نہ پڑھے اور سوائے جواب دینے کے کوئی کام نہ کرے۔ اور اگر قرآن پڑھ رہا ہو تو اس کو چھوڑ کر اذان یا اقامت کے جواب میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ 67 :۔(وَيُجِيبُ) وُجُوبًا ، وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ نَدْبًا ، وَالْوَاجِبُ الْإِجَابَةُ بِالْقَدَمِ (مَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ) وَلَوْ جُنُبًا لَا حَائِضًا وَنُفَسَاءَ وَسَامِعَ خُطْبَةٍ وَفِي صَلَاةِ جِنَازَةٍ وَجِمَاعٍ، وَمُسْتَرَاحٍ وَأَكْلٍ وَتَعْلِيمِ عِلْمٍ وَتَعَلُّمِهِ،[2]

ترجمہ: اور واجب ہے اذان کا جواب دینا اس پر جس نے اذان کو سنا اگرچہ وہ جنبی ہو۔ اور علامہ حلوانی نے کہا ہے کہ زبان سے جواب دینا واجب ہے اور قدم سے اجابت واجب ہے اور اذان کا جواب نہ دے اگر عورت حالت حیض یا نفاس میں ہو، اسی طرح خطبہ سننے والا، نماز پڑھنے والا، جنازہ پڑھنے والا، جماع کرنے والا، قضائے حاجت کرنے والا، کھانے والا، علم سیکھنے اور سکھانے والا

مسئلہ 68 :۔صفة الإجابة أن يقول كما "قال" مجيبا له فيكون قوله "مثله" أي مثل ألفاظ المؤذن "و" لكن "حوقل" أي قال لا حول ولا قوة إلا بالله أي لا حول لنا عن معصية ولا قوة لنا على طاعة إلا بفضل الله "في" سماعه "الحيعلتين" هما حي على الصلاة حي على الفلاح كما ورد لأنه لو قال مثلها صار كالمستهزئ لأن من حكى لفظ الآمر بشيء كان مستهزئا به بخلاف باقي الكلمات لأنه ثناء والدعاء مستجاب بعد إجابته بمثل ما قال "و" في أذان الفجر "قال" المجيب "صدقت وبررت" بفتح الراء الأولى وكسرها "أو" يقول "ما شاء الله" كان وما لم يشأ لم يكن "وعند قول المؤذن" في أذان الفجر "الصلاة خير من النوم" تحاشيا عمايشبه الاستهزاء. واختلف أئمتنا في حكم الإجابة بعضهم صرح بوجوبها وصرح بعضهم باستحبابها "ثم دعا" المجيب والمؤذن "بالوسيلة" بعد صلاته على النبي صلى الله عليه وسلم عقب الإجابة "فيقول" كما رواه جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته حلت له شفاعتي يوم القيامة" وعن ابن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي صلاة فإنه من صلى علي صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله إلي الوسيلة فإنها منزلة في الجنة لا تنبغي إلا لعبد مؤمن من عباد الله وأرجو أن أكون أنا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت له الشفاعة"[3]

ترجمہ: اور جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ مؤذن کے کلمات کے مثل کہے گا لیکن حي على الصلاة **اور** حي على الفلاح **کے جواب میں کہے گا** لا حول ولا قوة إلا بالله **یعنی اللہ کے فضل کے بغیر نہ ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اور نہ نیکی کر سکتے ہیں اس لیے کہ**

---

[1] ہندیہ ص 64ج1

[2] ابن عابدین ص 81 ج1

[3] حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح ص 204الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الأجزاء: 1

مسئلہ 69 : **بعض علماء کہتے ہیں کہ اقامت کا جواب بھی مستحب ہے۔اور قد قامت الصلوۃ کے جواب میں**اقامها الله و ادامها **کہنا چاہیے۔لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اقامت کا جواب ضروری نہیں ہے۔**

مسئلہ 70 : **مندرجہ ذیل صورتوں میں اذان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔خطبہ کے دوران۔چاہے خطبہ نماز جمعہ کا ہو یا کوئی اور،حالت جماع میں اور پیشاب کرتے وقت اور تعلیم و تعلم کی حالت میں اور کھانے کے وقت۔**

حیعلتین کے جواب میں وہی کلمات کہنا یہ مثل مذاق کے ہو جائے گا اس لیے کہ امر کا جواب ان ہی کلمات کے ساتھ دینا یہ استہزاء ہے جبکہ باقی کلمات میں ایسا نہیں ہے اس لیے کہ وہ سب ثناء کے کلمات ہیں اور اس جواب کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔اور فجر کی اذان میں "الصلاة خير من النوم" **کے جواب میں** "صدقت وبررت" **کہے گا** "ما شاء الله" كان وما لم يشأ لم يكن **" کہے گا استہزاء کے تشبہ سے بچنے کے لیے۔اذان کے جواب کے حکم میں ائمہ کا اختلاف ہے بعض نے اس کو**

واجب کہا ہے اور بعض نے مستحب ، پھر جواب دینے کے بعد مؤذن اور جواب دینے والا دونوں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ کر وسیلہ کی دعا کریں گے جیسا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان کے کلمات سن کر یہ دعا مانگی، اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته **تو میری شفاعت اس کے لیے واجب ہو گئی۔اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن کو سنو تو اس کے مثل کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک مردِ مومن کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہو گا ۔جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔**

مسئلہ 69 : (وَيُجِيبُ الْإِقَامَةَ) نَدْبًا إجْمَاعًا (كَالْأَذَانِ) وَيَقُولُ عِنْدَ: قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ: أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا (وَقِيلَ لَا) يُجِيبُهَا، وَبِهِ جَزَمَ الشُّمُنِّيُّ.[1]

ترجمہ: اور اقامت کا جواب دینا بالاجماع اذان کی طرح مستحب ہے اور قَدْ قَامَتْ الصَّلَاة **کے وقت** أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا **کے ساتھ جواب دیگا ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اقامت کا جواب نہ دے(** وَبِهِ جَزَمَ الشُّمُنِّيُّ **) اور اسی قول کا یقین کیا ہے شمنی نے۔**

مسئلہ 70 : وَفِي الْمُجْتَبَى فِي ثَمَانِيَةِ مَوَاضِعَ إذَا سَمِعَ الْأَذَانَ لَا يُجِيبُ فِي الصَّلَاةِ وَاسْتِمَاعِ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ وَثَلَاثِ خُطَبِ الْمَوْسِمِ وَالْجِنَازَةِ وَفِي تَعَلُّمِ الْعِلْمِ وَتَعْلِيمِهِ وَالْجِمَاعِ وَالْمُسْتَرَاحِ وَقَضَاءِ الْحَاجَةِ وَالتَّغَوُّطِ، قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُثْنِي بِلِسَانِهِ وَكَذَا الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ لَا يَجُوزُ أَذَانُهُمَا وَكَذَا ثَنَاؤُهُمَا. اهـ.[2]

ترجمہ(وَفِي الْمُجْتَبَى **) آٹھ جگہوں میں اذان سننے والا جواب نہ دے: ، نماز پڑھنے والا، جمعہ کا خطبہ سننے والا اور موسمِ حج کے تینوں خطبے سننے والا، جنازہ پڑھنے والا، علم سیکھنے اور سکھانے والا۔، جماع کرنے والا، قضائے حاجت کر والا، اور امام ابو حنیفہ فرما**

---

[1] ابن عابدين ص 87 ج 1

[2] زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص452ج1الناشر: دار الكتاب الإسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ

مسئلہ 71 : جمعہ کے روز خطیب کے سامنے جو اذان دی جاتی ہے اُس کا جواب زبان سے نہیں دیناچاہیے۔
مسئلہ 72 : اگر بیک وقت کوئی شخص کئی اذانیں سن لے تو جواب دینے کا حق صرف اس اذان کا ہے جس مسجد میں اس نے نماز ادا کرنی ہے۔

نوٹ: بعض علماء کہتے ہیں کہ جو اذان پہلے سنائی دے اور واضح ہو۔ اُسی کا جواب دینا چاہیے۔

مسئلہ 73 : اگر اذان کا جواب دینا کوئی بھول جائے یا یونہی جواب نہ دے اور اذان ختم ہونے کے بعد جواب دینے کا ارادہ کرے تو اگر وقفہ زیادہ نہ ہوا ہو تو چاہیے کہ جواب دے دے۔

تے ہیں کہ زبان سے اللہ کی تعریف نہیں کریگا اور اسی طرح اگر عورت حالت حیض یا نفاس میں ہو تو ان دونوں حالتوں میں اذان کا جواب اور تعریفی کلمات جائز نہیں ہیں۔

مسئلہ 71 :وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يُجِيبَ بِلِسَانِهِ اتِّفَاقًا فِي الْأَذَانِ بَيْنَ يَدَيْ الْخَطِيبِ، وَأَنْ يُجِيبَ بِقَدَمِهِ اتِّفَاقًا فِي الْأَذَانِ الْأَوَّلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِوُجُوبِ السَّعْيِ بِالنَّصِّ.[1]

ترجمہ: اور چاہیئے کہ زبان سے جواب نہ دے خطیب کے سامنے کی اذان میں جمعہ کے دن، یہ قول اتفاقی ہے۔اور جمعہ کے دن پہلی اذان میں اجابت بالقدم کرے اس لیے کہ اس کے لیے سعی نص قرآنی سے ثابت ہے یہ قول بھی اتفاقی ہے۔

مسئلہ 72 : وَفِي التَّفَارِيقِ إذَا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ أَكْثَرُ مِنْ مُؤَذِّنٍ أَذَّنُوا وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَالْحُرْمَةُ لِلْأَوَّلِ. وَسُئِلَ ظَهِيرُ الدِّينِ عَمَّنْ سَمِعَ فِي وَقْتٍ مِنْ جِهَاتٍ مَاذَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: إجَابَةُ أَذَانِ مَسْجِدِهِ بِالْفِعْلِ، وَهَذَا لَيْسَ مِمَّا نَحْنُ فِيهِ إذْ مَقْصُودُ السَّائِلِ أَيُّ مُؤَذِّنٍ يُجِيبُ بِاللِّسَانِ اسْتِحْبَابًا أَوْ وُجُوبًا ، وَالَّذِي يَنْبَغِي إجَابَةُ الْأَوَّلِ سَوَاءٌ كَانَ مُؤَذِّنَ مَسْجِدِهِ أَوْ غَيْرَهُ لِأَنَّهُ حَيْثُ يَسْمَعُ الْأَذَانَ نُدِبَ لَهُ الْإِجَابَةُ أَوْ وَجَبَتْ.[2]

ترجمہ: اور تفاریق میں ہے کہ جب مسجد میں کئی مؤذن یکے بعد دیگرے اذان دیں تو پہلی اذان کا احترام لازم ہے۔اور ظہیر الدین سے سوال ہوا کہ جو شخص ایک ہی وقت میں کئی طرف سے اذان سنے تو اس پر کیا واجب ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس پر اپنی مسجد کی اذان کی اجابت فعلی یعنی قدم سے چل کر جانا واجب ہے۔اور یہ ہماری مراد نہیں ہے اس لیے کہ سائل کا مقصد یہ تھا کہ کس مؤذن کی اذان کا جواب دینا مستحب یا واجب ہے؟ تو مناسب جواب یہ ہے کہ پہلی اذان کا جواب دینا مستحب یا واجب ہے چاہے وہ اپنی مسجد کی ہو یا کسی اور مسجد کی اس لیے کہ اذان سنتے ہی اس پر اذان کا جواب دینا مستحب یا واجب ہو گیا۔

مسئلہ 73 :وَلَمْ أَرَ حُكْمَ مَا إذَا فَرَغَ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ يُتَابِعْهُ السَّامِعُ هَلْ يُجِيبُ بَعْدَ فَرَاغِهِ وَيَنْبَغِي أَنَّهُ إنْ طَالَ الْفَصْلُ لَا يُجِيبُ وَإِلَّا يُجِيبُ وَفِي الْمُجْتَبَى فِي ثَمَانِيَةِ مَوَاضِعَ إذَا سَمِعَ الْأَذَانَ لَا يُجِيبُ فِي الصَّلَاةِ وَاسْتِمَاعِ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ وَثَلَاثِ خُطَبِ الْمَوْسِمِ وَالْجِنَازَةِ وَفِي تَعَلُّمِ الْعِلْمِ وَتَعْلِيمِهِ وَالْجِمَاعِ وَالْمُسْتَرَاحِ وَقَضَاءِ الْحَاجَةِ وَالتَّغَوُّطِ، قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُثْنِي بِلِسَانِهِ وَكَذَا الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ لَا يَجُوزُ أَذَانُهُمَا وَكَذَا ثَنَاؤُهُمَا. اهـ.[3]

---

[1] ابن عابدین ص 87ج1

[2] كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) فتح القدير ص 254ج1 الناشر: دار الفكر الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ

[3] ایضا بحرالرائق ص452ج1

مسئلہ 74 : اگر کوئی مؤذن اذان ختم کرنے سے پہلے مر جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اسکی آواز بند ہو جائے یا اذان کے الفاظ بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو۔ یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو تازہ کرنے کے لیے وقت نہ ہو۔ تو ان تمام صورتوں میں از سر نو اذان کا اعادہ ضروری ہے۔ کیونکہ سنت مؤکدہ کی ادائیگی تب ہوگی جب اذان کا اعادہ ہو جائے گا۔ اب اگر اُس مؤذن کی جگہ کوئی اور اذان دے گا تو ابتداء سے شروع کرے گا۔

مسئلہ 75 : اگر اذان دیتے ہوئے مؤذن کا وضو ٹوٹ جائے۔ تو اُس کے لیے بہتر یہی ہے کہ اذان پوری کرے۔

مسئلہ 76 : اذان کا جواب سعی الی الصلوۃ کے ساتھ دینا واجب ہے۔ یعنی سننے والا اگر مسجد سے باہر ہے تو نماز کے لیے پہنچنا اور جانا اُس پر واجب ہے۔ تاکہ نماز باجماعت ادا کر لے۔ اب اگر وہ قدم اٹھائے بغیر زبانی جواب دے تو اس قسم کے جواب کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ترجمہ: اور میری نظر سے اس کا حکم نہیں گزرا کہ جب مؤذن فارغ ہو جائے اور سامع اس کی متابعت نہ کر سکے تو کیا فراغت کے بعد وہ اذان کا جواب دے گا؟ تو اگر وقفہ زیادہ نہ ہوا ہو تو چاہیے کہ جواب دے دے۔ و گرنہ جواب نہ دے (وَفِي الْمُجْتَبَى) آٹھ جگہوں میں اذان سننے والا جواب نہ دے: ، نماز پڑھنے والا، جمعہ کا خطبہ سننے والا اور موسم حج کے تینوں خطبے سننے والا، جنازہ پڑھنے والا، علم سیکھنے اور سکھانے والا۔، جماع کرنے والا، قضائے حاجت کر والا، اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ زبان سے اللہ کی تعریف نہیں کریگا اور اسی طرح اگر عورت حالت حیض یا نفاس میں ہو تو ان دونوں حالتوں میں اذان کا جواب اور تعریفی کلمات جائز نہیں ہیں۔

مسئلہ 74 : وَيَجِبُ اسْتِقْبَالُهُمَا لِمَوْتِ مُؤَذِّنٍ وَغُشْيِهِ وَخَرَسِهِ وَحَصَرِهِ، وَلَا مُلَقِّنَ وَذَهَابِهِ لِلْوُضُوءِ لِسَبْقِ حَدَثٍ خُلَاصَةٌ، لَكِنْ عَبَّرَ فِي السِّرَاجِ بِيُنْدَبُ...[1]

ترجمہ: اور واجب ہے اذان اور اقامت کو شروع سے کہنا مؤذن کے مر جانے کی وجہ سے، اس پر غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے، اس کے گونگا ہو جانے کی وجہ سے، اس کے چھپ ہو جانے کی وجہ سے جہاں کوئی بتانے والا نہ ہو اور وضو ٹوٹ جانے پر اس کے لیے جانے کی وجہ سے۔ اور السراج میں اس کو لفظِ یندب کے ساتھ تعبیر کیا ہے یعنی ان تمام صورتوں میں اذان و اقامت کو شروع سے کہنا مندوب ہے واجب نہیں ہے

مسئلہ 75 : (قَوْلُهُ: وَذَهَابِهِ لِلْوُضُوءِ) لَكِنَّ الْأَوْلَى أَنْ يُتَمِّمَهُمَا ثُمَّ يَتَوَضَّأَ؛ لِأَنَّ ابْتِدَاءَهُمَا مَعَ الْحَدَثِ جَائِزٌ، فَالْبِنَاءُ أَوْلَى، بَدَائِعُ.[2]

ترجمہ: دوران اذان و اقامت وضو ٹوٹ جانے پر اس کے لیے جانے سے بہتر یہ کہ ان کو مکمل کر کے پھر وضو کرے اس لیے کہ ان دونوں کو حدث کے ساتھ جب شروع کرنا جائز ہے تو بناء بطریقِ اولی جائز ہے۔ (بَدَائِعُ)

مسئلہ 76 : (وَلَوْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ حِينَ سَمِعَهُ لَيْسَ عَلَيْهِ الْإِجَابَةُ، وَلَوْ كَانَ خَارِجَهُ أَجَابَ) بِالْمَشْيِ إلَيْهِ (بِالْقَدَمِ، وَلَوْ أَجَابَ بِاللِّسَانِ لَا بِهِ لَا يَكُونُ مُجِيبًا) وَهَذَا (بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْإِجَابَةَ الْمَطْلُوبَةَ بِقَدَمِهِ لَا بِلِسَانِهِ)[1]

---

[1] ابن عابدین ص 75ج1
[2] محولہ بالہ

مسئلہ 77 : اذان اور اقامت کے لیے نیت کی شرط نہیں ہے۔ لیکن ثواب حاصل کرنے کے لیے نیت ضروری ہے کہ میں رضائے الٰہی کے لیے دے رہا ہوں۔[1]

مسئلہ 78 : اذان اور اقامت کے درمیان اس قدر وقفہ ہونا چاہیے کہ نمازی پہنچ جائیں اور نماز مناسب وقت پر ہو جائے۔ اور مغرب کی اذان دینے کے بعد اس قدر وقفہ کافی ہے جس میں صرف تین آیتیں پڑھی جا سکیں۔

ترجمہ :اور اگر اذان سننے والا مسجد میں ہو جس وقت اس نے اذان سنی تو اس پر جواب دینا لازم نہیں ہے اور اگر مسجد سے باہر ہو تو قدم کے ساتھ چل کر اس کا جواب دے اور اگر اس نے صرف زبان کے ساتھ جواب دیا اور قدم سے چل کر مسجد نہ گیا تو وہ شخص جواب دینے والا تصور نہیں ہو گا۔ یہ حکم اس قول کی بنیاد پر ہے کہ مطلوب جواب، قدم سے ہے نا کہ زبان سے۔

مسئلہ 77 : (قَوْلُهُ: وَلَوْ غَيْرَ مُحْتَسِبٍ) رَدٌّ عَلَى مَا فِي الْفَتْحِ حَيْثُ قَالَ: لَوْ لَمْ يَكُنْ عَالِمًا بِأَوْقَاتِ الصَّلَاةِ لَمْ يَسْتَحِقَّ ثَوَابَ الْمُؤَذِّنِينَ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ، فَفِي أَخْذِ الْأُجْرَةِ أَوْلَى، وَرَدَّهُ فِي النَّهْرِ تَبَعًا لِلْبَحْرِ بِأَنَّ فِي أَذَانِ الْجَاهِلِ جَهَالَةً مُوقِعَةً فِي الْغَرَرِ، بِخِلَافِ غَيْرِ الْمُحْتَسِبِ عَلَى أَنَّ عَدَمَ حِلِّ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى الْأَذَانِ وَالْإِمَامَةِ رَأْيُ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَالْمُتَأَخِّرُونَ يُجَوِّزُونَ ذَلِكَ عَلَى مَا سَيَأْتِي فِي الْإِجَارَاتِ. اهـ .أَقُولُ: لَا يَلْزَمُ مِنْ حِلِّ الْأُجْرَةِ الْمُعَلَّلِ بِالضَّرُورَةِ حُصُولُ الثَّوَابِ وَلَا سِيَّمَا إذَا كَانَ لَوْلَا الْأُجْرَةُ لَا يُؤَذِّنُ فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ عَمَلَهُ لِلدُّنْيَا وَهُوَ رِيَاءٌ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَحْتَسِبْ عَمَلَهُ لِوَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى، فَهُوَ كَمُهَاجِرِ أُمِّ قَيْسٍ، وَإِذَا كَانَ الْجَاهِلُ الْمُحْتَسِبُ لَا يَنَالُ ذَلِكَ الْأَجْرَ فَهَذَا بِالْأَوْلَى.[2]

ترجمہ: (قَوْلُهُ: وَلَوْ غَيْرَ مُحْتَسِبٍ) یہ تردید ہے اس کی جو فتح القدیر میں ہے کہ اگر نماز کے اوقات کو نہ جانتا ہو تو مؤذنین کے ثواب کا مستحق نہیں ہو گا(كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ،) اور اجرت لینے میں بطریقِ اولی مستحق ثواب نہ ہو گا اس بنا پر کہ متقدمین کی رائے کے مطابق اذان اور امامت پر اجرت لینا حلال نہیں ہے اور متاخرین نے اس کو جائز قرار دیا ہے جیسا کہ اجارات میں آجائے گا (وَرَدَّهُ فِي النَّهْرِ تَبَعًا لِلْبَحْرِ) اس لیے کہ جاہل کی اذان میں دھوکہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے جبکہ ثواب کی نیت نہ کرنے والے کی اذان میں یہ اندیشہ نہیں ہے ۔

مسئلہ 78 : (وَيَجْلِسُ بَيْنَهُمَا) بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمُلَازِمُونَ مُرَاعِيًا لِوَقْتِ النَّدْبِ (إلَّا فِي الْمَغْرِبِ)فيَسْكُتُ قَائِمًا قَدْرَ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ، وَيُكْرَهُ الْوَصْلُ إجْمَاعًا:[3]

ترجمہ: اور مؤذن بیٹھ جائے اذان اور اقامت کے درمیان ہمیشہ آنے والوں کے وقت کے بقدر، مستحب وقت کی رعایت رکھتے ہوئے مگر مغرب میں مؤذن کھڑا رہے چھوٹی تین آیتوں کی مقدار اور بلا توقف اذان اور اقامت کا ملا دینا بالاتفاق مکروہ ہے

---

[1] ابن عابدین ص 85 ج1
[2] ابن عابدین ص 74ج1
[3] ابن عابدین ص 70ج1

مسئلہ 79 : اقامت کے بعد کافی وقت گزر جائے اور فوراً جماعت کھڑی نہ ہو تو اقامت دوبارہ کہنی چاہیے۔ اور اگر زیادہ وقت نہ گزرا ہو تو ضروری نہیں ہے۔ اگر صبح کی نماز کے لیے اقامت ہو جائے اور امام نے ابھی تک سنت نہ پڑھی ہو۔ تو سنت ادا کرنے کے بعد دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ یا اقامت کہنے کے بعد کوئی اور کام شروع کرے جو نماز کی جنس میں سے نہ ہو۔ مثلاً خوراک وغیرہ تو اقامت دوبارہ کہنی چاہیے۔

مسئلہ 79 :صَلَّى السُّنَّةَ بَعْدَ الْإِقَامَةِ أَوْ حَضَرَ الْإِمَامُ بَعْدَهَا لَا يُعِيدُهَا بَزَّازِيَّةٌ. وَيَنْبَغِي إنْ طَالَ الْفَصْلُ أَوْ وَجَدَ مَا يُعَدُّ قَاطِعًا كَأَكْلٍ أَنْ تُعَادَ. قَالَ فِي آخِرِ شَرْحِ الْمُنْيَةِ: أَقَامَ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ يُصَلِّ الْإِمَامُ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ يُصَلِّيهِمَا وَلَا تُعَادُ الْإِقَامَةُ؛ لِأَنَّ تَكْرَارَهَا غَيْرُ مَشْرُوعٍ إذَا لَمْ يَقْطَعْهَا قَاطِعٌ مِنْ كَلَامٍ كَثِيرٍ أَوْ عَمَلٍ كَثِيرٍ مِمَّا يَقْطَعُ الْمَجْلِسَ فِي سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ اھ[1]

ترجمہ: امام نے اقامت کے بعد سنت ادا کیے یا اقامت کے بعد امام حاضر ہوا تو اقامت کا اعادہ نہیں کیا جائے گا (بَزَّازِيَّةٌ.) اور مناسب ہے اقامت کا اعادہ اگر وقت زیادہ گزرا ہو یا مثل کھانے کے قاطعِ نماز کوئی کام کیا ہو قَالَ فِي آخِرِ شَرْحِ الْمُنْيَةِ: مؤذن نے اقامت کہی اس حال میں کہ امام نے ابھی تک فجر کی دو رکعتیں ادا نہیں کی تھیں تو وہ ان کو ادا کر لے اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے اس لیے کہ اس کا تکرار مشروع نہیں ہے جب تک مثل کلامِ کثیر یا عملِ کثیر کے کوئی ایسا قاطع اس کو قطع نہ کرے جس سے سجدہ تلاوت میں مجلس تبدیل ہوتی ہو۔

---

[1] ایضا ابن عابدین صفحہ 87ج1

مبحث چہارم: لباس اور بدن کی طہارت نماز کے لیے شرط ہے

80: نماز صحیح ہونے کے لیے چھ چیزیں ضروری ہیں۔ جنہیں شرائطِ نماز کہتے ہیں۔ اور وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں (1) بدن کا پاک ہونا (2) کپڑوں کا پاک ہونا (3) جگہ کا پاک ہونا (4) ستر کو چھپانا (5) نیت کرنا (6) قبلہ رو ہونا ۔

81: پہلی شرط بدن کا پاک ہونا۔ یعنی ضروری ہے کہ نماز ادا کرنے والے کا بدن حکمی نجاست سے پاک ہو اور ضروری ہے کہ نجاست حقیقی کی جو مقدار معاف نہیں ہے۔ خواہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ۔ اُس سے بھی پاک ہو۔

82: دوسری شرط کپڑوں کا پاک ہونا: یعنی کپڑے بھی نجاست حقیقی سے پاک ہو۔ اگر چادر اتنی لمبی ہو کہ اُس کا پاک حصہ نمازی اوڑھ چکا ہو۔ اور ناپاک حصہ زمین پر پڑا ہوا ہو۔ اور نماز میں اُٹھنے بیٹھنے سے وہ ناپاک حصہ نہ ہلے تو اس صورت میں بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

---

80 : وهي ست فرائض طهارة البدن من النجاستين،وطهارة الثوب،وطهارة المكان ،وسترالعورة،واستقبال القبلة،والنية[1]

ترجمہ: اور وہ چھ ہیں (1) بدن کا دونوں نجاستوں سے پاک ہونا (2) کپڑوں کا پاک ہونا (3) جگہ کا پاک ہونا (4) ستر کو چھپانا (5) قبلہ رو ہونا اور (6) نیت کرنا۔

81 : (طَهَارَةُ بَدَنِهِ) أَيْ جَسَدِهِ لِدُخُولِ الْأَطْرَافِ فِي الْجَسَدِ دُونَ الْبَدَنِ فَلْيُحْفَظْ (مِنْ حَدَثٍ) بِنَوْعَيْهِ، وَقَدَّمَهُ لِأَنَّهُ أَغْلَظُ (وَخَبَثٍ) مَانِعٍ كَذَلِكَ[2]

ترجمہ: نمازی کے بدن (جسد) کا دونوں قسم کے حدث سے پاک ہونا، جسد کی قید اس لیے لگائی ہے تاکہ اطراف یعنی ہاتھ اور پاؤں بھی اس میں داخل ہوں اس لیے کہ عربی لغت کے مطابق بدن میں اطراف داخل نہیں ہیں اس فرق کہ یاد رکھنا چاہیے۔ اور مصنف نے مقدم کیا ہے حدث یعنی نجاست حکمی کو نجاست حقیقی پر اس لیے کہ وہ نجاست حقیقی سے غلیظ تر اور سخت تر ہے۔ اور طہارت شرط ہے اسی طرح دونوں قسم کی نجاست حقیقی سے جو مانع نماز ہو۔

82: (وَثَوْبِهِ) وَكَذَا مَا يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتِهِ أَوْ يُعَدُّ حَامِلًا لَهُ كَصَبِيٍّ عَلَيْهِ نَجَسٌ إنْ لَمْ يَسْتَمْسِكْ بِنَفْسِهِ مَنَعَ وَإِلَّا لَا ـ (قَوْلُهُ وَثَوْبِهِ) أَرَادَ مَا لَابَسَ الْبَدَنَ، فَدَخَلَ الْقَلَنْسُوَةُ وَالْخُفُّ وَالنَّعْلُ ط عَنْ الْحَمَوِيِّ (قَوْلُهُ وَكَذَا مَا) أَيْ شَيْءٌ مُتَّصِلٌ بِهِ يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتِهِ كَمِنْدِيلٍ طَرَفُهُ عَلَى عُنُقِهِ وَفِي الْآخَرِ نَجَاسَةٌ مَانِعَةٌ إنْ تَحَرَّكَ مَوْضِعُ النَّجَاسَةِ بِحَرَكَاتِ الصَّلَاةِ مَنَعَ وَإِلَّا لا ،[3]

ترجمہ: اور اس کے کپڑوں کا پاک ہونا اور اسی طرح پاک ہونا اس چیز کا جو نمازی کے ہلنے سے ہلے یا نمازی اس چیز کا اٹھانے والا شمار کیا جائے جیسے وہ لڑکا جس پر نجاست ہو بشرطیکہ وہ نمازی کے تھامے بغیر خود نہ ٹھہر سکتا ہو تو نماز کا مانع ہے وگرنہ نمازی اس کا حامل نہ ٹھہرے گا اور وہ نماز کا مانع بھی نہ ہو گا۔ (قَوْلُهُ وَثَوْبِهِ) اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بدن کو پہنائے لہذا ٹوپی، موزہ اور جوتا بھی اس میں شامل ہیں (قَوْلُهُ وَكَذَا مَا) یعنی ایسی چیز جو

---

[1] الموصلی عبداللہ بن محمود کتاب الاختیار لتعلیل المختار ص 61ج1 قدیمی کتب خانہ کراچی بدون التاریخ
[2] ابن عابدین ص91ج2
[3] ایضاص91ج2

مسئلہ: 83: نماز کے دوران اگر نمازی کوئی ایسی چیز اٹھائے جو اپنی قوت سے تھمنے والی نہ ہو۔ اُس کا پاک ہونا ضروری ہے۔ مثلا کوئی عورت نماز کی ادائیگی کے دوران بچہ اٹھالے۔ اور وہ بچہ نوزائیدہ ہو۔ یا کمسن ہو اور خود اپنی قوت سے نہ تھم سکے۔ بلکہ وہ عورت اُسے تھامتی ہو تو اس صورت میں اگر اُس بچے کے جسم پر اتنی نجاست لگی ہو جس کی مقدار از روئے شریعت معاف نہیں ہے تو اُس بچے سمیت نماز ادا نہیں ہو گی۔ اگر بچہ بڑا ہو کہ اپنی قوت سے تھما ہوا ہو تو اُس کی ناپاکی سے عورت کی نماز میں فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے کہ بچہ اپنی قوت سے بیٹھا ہو تو نجاست کی نسبت بھی اُس کی طرف ہو گی۔ نہ کہ عورت کی طرف۔ اسی طرح نمازی کے بدن پر ایسی نجاست لگ جائے جو اپنے اصل مقام سے خارج نہ ہوئی ہو۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کتا آکر اس پر بیٹھ جائے اور کتے کا لعاب اسکے منہ سے خارج ہو کر نمازی پر گرے اتنی مقدار میں جو نماز کی ادائیگی میں مانع نہ ہو۔ تو نماز ادا ہو جائے گی ۔اِسی طرح اگر ناپاک انڈہ جیب میں ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر پیشاب بوتل میں بند ہو اور بوتل جیب میں رکھی ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ فرق یہ ہے کہ یہ پیشاب اپنے اصلی مقام سے خارج ہوا ہے اور انڈے کی پلید گی اصلی مقام سے جدا نہیں ہوئی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے نمازی کے پیٹ میں غلاظت۔

نمازی کے ہلنے سے ہلے مثلاً: رومال جس کا ایک کنارہ اس کے کندھے پر ہو اور دوسرے پر نجاست ہو پس اگر نماز کی حرکات سے وہ نجاست والی جگہ حرکت کرے تو مانع نماز ہے و گرنہ نہیں۔

مسئلہ83: أَوْ يُعَدُّ حَامِلًا لَهُ كَصَبِيٍّ عَلَيْهِ نَجَسٌ إنْ لَمْ يَسْتَمْسِكْ بِنَفْسِهِ مَنَعَ وَإِلَّا لَا كَجُنُبٍ وَكَلْبٍ إنْ شَدَّ فَمَه فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ كَانَ يَسْتَمْسِكُ بِنَفْسِهِ لَا يَمْنَعُ لِأَنَّ حَمْلَ النَّجَاسَةِ حِينَئِذٍ يُنْسَبُ إلَيْهِ لَا إلَى الْمُصَلِّي (قَوْلُهُ كَجُنُبٍ) تَنْظِيرٌ لَا تَمْثِيلٌ، أَيْ فَإِنَّ الْجَنَابَةَ أَيْضًا تُنْسَبُ إلَى الْمَحْمُولِ لَا إلَى الْمُصَلِّي، وَلَوْ كَانَ تَمْثِيلًا لَلَزِمَ اشْتِرَاطُ أَنْ يَكُونَ الْجُنُبُ مُسْتَمْسِكًا بِنَفْسِهِ بِأَنْ لَا يَكُونَ زَمِنًا مَثَلًا مَعَ أَنَّهُ غَيْرُ نَجِسٍ حَقِيقَةً، فَلَوْ حَمَلَ الْمُصَلِّي جُنُبًا لَا يَمْنَعُ صَلَاتَهُ مُطْلَقًا لِأَنَّ نَجَاسَتَهُ حُكْمِيَّةٌ فَافْهَمْ (قَوْلُهُ وَكَلْبٍ إنْ شَدَّ فَمَه) لَوْ قَالَ وَكَلْبٍ إنْ لَمْ يَسِلْ مِنْهُ مَا يَمْنَعُ الصَّلَاةَ لَكَانَ أَوْلَى لِأَنَّهُ لَوْ عَلِمَ عَدَمَ السَّيَلَانِ أَوْ سَالَ مِنْهُ دُونَ الْقَدْرِ الْمَانِعِ لَا يُبْطِلُ الصَّلَاةَ وَإِنْ لَمْ يَشُدَّ فَمَه أَفَادَهُ ح وَقَدَّمْنَا نَحْوَهُ قُبَيْلَ فَصْلِ الْبِئْرِ عَنْ الْحِلْيَةِ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الظَّهِيرِيَّةِ: لَوْ جَلَسَ عَلَى الْمُصَلِّي صَبِيٌّ ثَوْبُهُ نَجَسٌ وَهُوَ يَسْتَمْسِكُ بِنَفْسِهِ أَوْ حَمَامٌ نَجَسٌ جَازَتْ صَلَاتُهُ لِأَنَّ الَّذِي عَلَى الْمُصَلِّي مُسْتَعْمِلٌ لِلنَّجَسِ، فَلَمْ يَصِرْ الْمُصَلِّي حَامِلًا لِلنَّجَاسَةِ اهـ. أَقُولُ: وَالظَّاهِرُ أَنَّ مَسْأَلَةَ الْكَلْبِ مَبْنِيَّةٌ عَلَى أَرْجَحِ التَّصْحِيحَيْنِ، مِنْ أَنَّهُ لَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ، بَلْ هُوَ طَاهِرُ الظَّاهِرِ كَغَيْرِهِ مِنْ الْحَيَوَانَاتِ سِوَى الْخِنْزِيرِ فَلَا يَنْجُسُ إلَّا بِالْمَوْتِ وَنَجَاسَةُ بَاطِنِهِ فِي مَعْدِنِهَا فَلَا يَظْهَرُ حُكْمُهَا كَنَجَاسَةِ بَاطِنِ الْمُصَلِّي، كَمَا لَوْ صَلَّى حَامِلًا بَيْضَةً مَذِرَةً صَارَ مُحُّهَا دَمًا جَازَ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ، وَالشَّيْءُ مَا دَامَ فِي مَعْدِنِهِ لَا يُعْطَى لَهُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ، بِخِلَافِ مَا لَوْ حَمَلَ قَارُورَةً مَضْمُومَةً فِيهَا بَوْلٌ فَلَا تَجُوزُ صَلَاتُهُ لِأَنَّهُ فِي غَيْرِ مَعْدِنِهِ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمُحِيطِ[1]

ترجمہ: یا نمازی اس چیز کا اٹھانے والا شمار کیا جائے جیسے وہ لڑکا جس پر نجاست ہو بشرطیکہ وہ نمازی کے تھامے بغیر خود نہ ٹھہر سکتا ہو تو نماز کا مانع ہے و گرنہ نمازی اس کا حامل نہ ٹھہرے گا اور وہ نماز کا مانع بھی نہ ہو گا۔ جس طرح مانعِ نماز نہیں اگر نمازی پر جنبی اور کتا ہو مگر اس کا منہ باندھا ہو صحیح تر قول کے مطابق۔ اور اگر وہ نمازی کے تھامے بغیر تھم سکتا ہو تو مانعِ نماز نہیں ہو گا اس لیے کہ اس وقت نجاست اٹھانے کی نسبت اس کی طرف ہو گی نمازی کی طرف نہیں ہو گی(قَوْلُهُ كَجُنُبٍ) یہ تنظیر ہے تمثیل نہیں ہے اس لیے کہ جنابت بھی محمول کی طرف منسوب ہوتی ہے نا کہ مصلی کی طرف پس اگر نمازی نے جنبی کو اٹھایا تو کسی طرح بھی اس

---

[1] ابن عابدین ص 91ج2

....

کی نماز کے لیے مانع نہیں ہے اس لیے کہ اس کی نجاست حکمی ہے (قَوْلُهُ وَكَلْبٍ إِنْ شَدَّ فَمَه) اگر شارح یوں کہتا تو زیادہ بہتر ہوتا کہ کتا بشرطیکہ اس سے مانعِ نماز کچھ نہ بہے۔ اس لیے کہ اگر عدمِ سیلان یا مقدارِ مانع سے کم سیلان کا علم ہوتا تو اس سے نماز باطل نہ ہوتی اگرچہ اس کا منہ نہ باندھا ہو۔ اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو بحر میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ اگر نمازی پر ایسا بچہ بیٹھ گیا جس پر نجاست ہو اور وہ بذاتِ خود ٹھہرا ہو یا اس پر ناپاک کبوتر بیٹھ گیا تو اس کی نماز جائز ہے اس لیے کہ جو نمازی پر ہے وہ خود نجاست اٹھانے والا ہے لہٰذا نمازی حاملِ نجاست نہ ہوا (اأقُولُ:) بظاہر کتے کا مسئلہ دو وضاحتوں پر مبنی ہے (۱) کتا نجس العین نہیں ہے بلکہ خنزیر کے علاوہ دیگر حیوانات کی طرح وہ بظاہر پاک ہے پس وہ صرف مرنے سے ہی ناپاک ہو گا (۲) اس کی باطنی ناپاکی اس کے لعاب میں ہے لہٰذا اس کا حکم نمازی کی باطنی ناپاکی کی طرح ظاہر نہیں ہو گا جیسا کہ نمازی کے پاس وہ انڈا ہو جو اندر سے خون ہو گیا ہو تو نماز جائز ہے اس لیے کہ وہ اپنے معدن میں ہے برخلاف اس شیشے کے جس میں پیشاب ہو یعنی وہ مانعِ نماز ہے اس لیے کہ وہ غیرِ معدن میں ہے (كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمُحِيطِ)

مبحث پنجم: طہارت مکان(مقام)

مسئلہ: 84:صحتِ نماز کے لیے تیسری شرط جگہ کا پاک ہونا ہے۔یعنی جس جگہ پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا چاہے وہ جگہ نجاست سے پاک ہو۔اگر نجاست تھوڑی ہو یعنی اتنی مقدار شریعت میں معاف ہو تو نماز ادا ہو سکتی ہے۔اور جگہ کے پاک ہونے سے مراد وہ جگہ ہے جہاں پر نمازی کے پاؤں ہوں۔اور جس جگہ پر حالتِ سجدہ میں دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، ناک اور پیشانی لگیں۔

مسئلہ:85:اگر کوئی شخص خاص زمین پر نماز نہ پڑھتا ہو۔بلکہ چادر وغیرہ بچھا کر اُس پر نماز ادا کرتا ہو تو اُس کے لیے پوری چادر کی پاکی ضروری نہیں بلکہ نماز کے متعلق گذشتہ مسئلے میں بیان شدہ مقامات پاک ہونے چاہئیں۔چاہے چادر چھوٹی ہو یا بڑی۔

مسئلہ: 86:اگر ایک پاؤں کی جگہ ناپاک ہو۔اور وہ شخص نجاست پر پاؤں رکھے بغیر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو نماز ادا ہو جائیگی۔ نوٹ: بغیر عذر کے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ 84:ومنها طهارة الجسد والثوب والمكان من نجس غير معفو عنه حتى انه يشترط طهارة موضع القدمين واليدين والركبتين على الصحيح لافتراض السجود على سبعة اعظم والجبهة على الاصح الخ[1]

ترجمہ: اور نماز کی شرائط میں سے جسم، کپڑے اور جگہ کا اتنی نجاست سے پاک ہونا شرط ہے جو شریعت میں معاف نہیں ہے یہاں تک کہ دونوں پاؤں، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور پیشانی رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے اس لیے کہ صحیح قول کے مطابق ان سات اعضا پر سجدہ فرض ہے۔

مسئلہ :85 : بخلاف ما لو كانت النجاسة فى بعض اطراف البساط حيث تجوز الصلاة على الطاهر منه ،ولو تحرك لان البساط بمنزلة الارض فيشترط فيه طهارة مكان المصلى فقط كما فى الخانيه[2]

ترجمہ: بر خلاف اس صورت کے کہ بستر کے ایک حصے پر نجاست ہو تو اس کے پاک حصے پر نماز پڑھنی جائز ہے اس لیے کہ وہ بمنزلہ زمین کے ہے لہٰذا اس میں صرف نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے

مسئلہ 86: فان وضع احد القدمين التى موضعها طاهر ورفع القدم الاخرى التى موضعها نجس وصلى فان صلاته جائز ة كذا فى المحيط[3]

ترجمہ: اگر نمازی نے ایک پاؤں کو پاک جگہ پر رکھ کر اور دوسرے پاؤں کو نجاست والی جگہ سے اٹھا کر نماز پڑھی تو اس کی نماز ہو گئی۔(كذا فى المحيط)

---

[1] مراقی الفلاح ص 207
[2] الطحطاوی احمد بن محمد طحطاوی علی مراقی الفلاح ص 208 قدیمی کتب خانہ کراچی
[3] ہندیہ ص68ج1

مسئلہ:87: اگر نماز کی جگہ پاک ہو۔ لیکن سجدہ کرتے وقت کپڑے کیساتھ ناپاکی لگ جائے تو نماز اس شرط کے ساتھ ادا ہو گی۔ کہ وہ ناپاکی اتنی مقدار سے زیادہ نہ ہو جتنی مقدار معاف ہے۔

مسئلہ:88: اگر خشک ناپاکی زمین پر پڑی ہو اور اُس پر پاک چادر بچھائی جائے۔ تو اِس صورت میں اگر چادر اتنی باریک ہو کہ اُس کے نیچے نجاست نظر آئے یا اُس کی بدبو محسوس ہو تو اُس پر نماز نہیں ہو گی۔ اگر چادر موٹی ہو تو ہو جائے گی۔

مسئلہ:87: وافاد انہ لو کانت تقع ثیابہ علی ارض نجسۃ عند السجود لا یضر [1]

ترجمہ: اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر سجدہ کرتے وقت نمازی کے کپڑے کو زمین سے نجاست لگ گئی تو وہ ضرر رساں نہیں ہے (بشرطیکہ اتنی مقدار سے زیادہ نہ ہو جتنی مقدار معاف ہے)

مسئلہ:88: وکذا الثوب اذا فرش علی النجاسۃ الیابسۃ ان کان رقیقا یشف ما تحتہ او تو جد منہ رائحۃ النجاسۃ علی تقدیر ان لھا رائحۃ لا تجوز الصلاۃ علیہ وان کان غلیظا بحیث لا یکون کذالک جازت [2]

ترجمہ: اسی طرح اگر خشک نجاست زمین پر پڑی ہو اور اُس پر پاک چادر بچھائی جائے۔ تو اِس صورت میں اگر چادر اتنی باریک ہو کہ اُس کے نیچے نجاست نظر آئے یا اُس کی بدبو محسوس ہو اگر وہ بدبودار ہو تو اُس پر نماز نہیں ہو گی۔ اور اگر چادر موٹی ہو تو اس پر نماز جائز ہے۔

---

[1] ابن عابدین ص92ج2

[2] طحطاوی ص208

مبحث ششم: ستر عورت کے بیان میں:

مسئلہ: 89 : شرط چہارم ستر کا چھپانا ہے۔ مرد کا ستر ناف سے نیچے گھٹنوں تک کا حصہ ہے۔ گھٹنے بھی ستر میں شامل ہیں۔ البتہ ناف داخل ستر نہیں اور باندی کا ستر مذکورہ حصے کے سمیت اُس کا پیٹ، پشت اور پسلیاں بھی شامل ہیں۔ اور جو عورت آزاد ہو۔ یعنی باندی نہ ہو اُس کا تمام جسم ستر میں شامل ہے۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اُس کے سر کے بال جو لٹکتے ہوں وہ بھی ستر میں داخل ہیں۔ البتہ اُس کا چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اندرونی اور بیرونی حصے اور دونوں قدم ستر میں شامل نہیں۔ لیکن اس کے اندازے میں اختلاف ہے۔

مسئلہ: 90: بدن کے جس حصے کا ستر فرض ہے۔ اگر اُس میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ ظاہر ہو۔ اور کوئی نماز شروع کرے تو یہ نماز صحیح نہیں ہے۔ اور اگر نماز پڑھنے کے دوران اس قدر حصہ برہنہ ہو جائے۔ اور اتنے وقفے کے لیے ہو جتنے وقفے میں تین بار سبحان اللہ پڑھی جا سکے۔ تو بھی نماز ادا نہیں ہوتی۔ مثلاً اُن کا چوتھائی حصہ وغیرہ یا عورت کے سر کا چوتھائی حصہ یا گردن، پیٹ یا پشت کا چوتھائی حصہ یا کسی دوسرے ستر میں شامل عضو کا چوتھائی حصہ برہنہ ہو جائے تو اُس کی نماز ادا نہیں ہو گی۔

مسئلہ: 89: (وَ) الرَّابِعُ (سَتْرُ عَوْرَتِهِ) وَوُجُوبُهُ عَامٌّ وَلَوْ فِي الْخَلْوَةِ عَلَى الصَّحِيحِ إلَّا لِغَرَضٍ صَحِيحٍ، وَلَهُ لُبْسُ ثَوْبٍ نَجِسٍ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ (وَهِيَ لِلرَّجُلِ مَا تَحْتَ سُرَّتِهِ إلَى مَا تَحْتَ رُكْبَتِهِ) وَشَرَطَ أَحْمَدُ سَتْرَ أَحَدِ مَنْكِبَيْهِ أَيْضًا. وَعَنْ مَالِكٍ هِيَ الْقُبُلُ وَالدُّبُرُ فَقَطْ (وَمَا هُوَ عَوْرَةٌ مِنْهُ عَوْرَةٌ مِنْ الْأَمَةِ) وَلَوْ خُنْثَى أَوْ مُدَبَّرَةً أَوْ مُكَاتَبَةً أَوْ أُمَّ وَلَدٍ (مَعَ ظَهْرِهَا وَبَطْنِهَا؛ (وَلِلْحُرَّةِ) وَلَوْ خُنْثَى (جَمِيعُ بَدَنِهَا) حَتَّى شَعْرُهَا النَّازِلُ فِي الْأَصَحِّ (خَلَا الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ) فَظَهْرُ الْكَفِّ عَوْرَةٌ عَلَى الْمَذْهَبِ والقدمين على المعتمد [1]

ترجمہ: اور نماز کی چوتھی شرط اپنی شرمگاہ کو ڈھکنا ہے اور سترِ عورت کا واجب ہونا علی العموم ہے اگرچہ آدمی خالی مکان میں ہو صحیح قول کے مطابق مگر غرضِ صحیح کے لیے شرمگاہ کا کھولنا جائز ہے۔ اور نماز کی حالت کے علاوہ میں ناپاک کپڑا پہننا جائز ہے۔ اور مرد کی شرمگاہ ناف کے نیچے سے دونوں گھٹنوں کے نیچے تک ہے اور امام احمد نے ڈھکنا ایک کندھے کا بھی نماز میں شرط کیا ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ شرمگاہ صرف فرج اور مقعد ہے اور جو مرد کی شرمگاہ ہے وہی لونڈی کی شرمگاہ ہے مگر اس کی پیٹھ اور پیٹ بھی اس میں داخل ہیں اگرچہ لونڈی خنثیٰ، مدبرہ، مکاتبہ یا ام ولد ہو۔ اور خاتون کا تمام بدن شرمگاہ ہے یہاں تک کہ اس کے لٹکے ہوئے بال بھی صحیح تر قول میں اگرچہ حرہ خنثیٰ ہو مگر اس کا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم عورت نہیں ہیں معتمد قول کے مطابق۔

مسئلہ 90: (وَيُمْنَعُ) حَتَّى انْعِقَادَهَا (كَشْفُ رُبْعِ عُضْوٍ) قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ بِلَا صُنْعِهِ (مِنْ) عَوْرَةٍ غَلِيظَةٍ أَوْ خَفِيفَةٍ عَلَى الْمُعْتَمَدِ (قَوْلُهُ قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ) أَيْ بِسُنَّتِهِ مُنْيَةٌ. قَالَ شَارِحُهَا: وَذَلِكَ قَدْرُ ثَلَاثِ تَسْبِيحَاتٍ اهـ وَكَأَنَّهُ قَيَّدَ بِذَلِكَ حَمْلًا لِلرُّكْنِ عَلَى الْقَصِيرِ مِنْهُ لِلِاحْتِيَاطِ، وَإِلَّا فَالْقُعُودُ

---

[1] ابن عابدین ص93 ج2

مسئلہ: 91: اگر نماز میں ایک عضو کئی جگہ سے برہنہ ہو جائے تو وہ سب ایک ہی عضو حساب ہوگا۔ اور یہ سب ملا کر عضو کے چوتھائی حصہ کے برابر ہوں تو نماز ادا نہیں ہو گی۔ اگر اس سے کم ہو تو ہو سکتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ران کا آٹھواں حصہ دو جگہ سے برہنہ ہو جائے۔ تو یہ چوتھائی برہنہ حصہ ہوگا۔ جس کے ساتھ نماز نہیں ہوتی۔ البتہ اس سے کم ہو تو ہو سکتی ہے

یہ حکم تب نافذ ہوگا جب مقامات ستر میں سے کوئی ایک عضو کئی جگہ سے برہنہ ہو جائے۔ یعنی ایک اندام کا قدرے حصہ برہنہ ہو اور دوسرے اندام کا قدرے حصہ بھی برہنہ ہو۔ تو مذکورہ دونوں میں سے چھوٹے اندام کا اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی دونوں کے برہنہ حصوں کو اگر ملایا جائے تو آیا چھوٹے عضو کے چوتھائی حصے کے مساوی ہوگا یا نہیں۔ اگر مساوی ہو تو نماز نہیں ہو سکتی۔ ورنہ ہو سکتی ہے۔ مثلاً کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو۔ اور حالت نماز میں اُس کی ران کا سولھواں حصہ برہنہ ہو جائے۔ اور کسی کان کا بھی سولھواں حصہ برہنہ ہو۔ تو اب ملا کر حساب کرنے میں اگر کان کے چوتھائی حصے کے برابر برہنگی بنتی ہو۔ تو نماز نہیں ہوتی۔ اس باب میں بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر دونوں اعضا کے مجموعی حیثیت کے چوتھائی حصے کے برابر برہنگی ہو تو تب اُس کے ساتھ نماز نہیں ہو سکتی۔ لیکن احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اول الذکر طریقے پر عمل کیا جائے۔

الْأَخِيرُ وَالْقِيَامُ الْمُشْتَمِلُ عَلَى الْقِرَاءَةِ الْمَسْنُونَةِ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، [1]

ترجمہ: اور منع کرتا ہے نماز کے انعقاد کو عورتِ غلیظہ یا خفیفہ میں سے چوتھائی عضو کے بقدر کھل جانا، نماز پڑھنے والے کے فعل کے بغیر ایک رکن ادا کرنے کی مقدار میں معتمد قول پر۔ (قَوْلُهُ قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ) یعنی سنت کے مطابق ایک رکن کو ادا کرنے کی مقدار اور شارح منیہ کے قول کے مطابق یہ تین تسبیحات کی مقدار ہے گویا کہ احتیاط کی بنیاد پر اس کو سب سے چھوٹے رکن پر محمول کیا ہے وگرنہ قعدہ اخیرہ اور ایسا قیام جو مسنون قراءت پر مشتمل ہو اس سے بڑے ارکان ہیں۔

مسئلہ: 91: وَتُجْمَعُ بِالْأَجْزَاءِ لَوْ فِي عُضْوٍ وَاحِدٍ، وَإِلَّا فَبِالْقَدْرِ؛ فَإِنْ بَلَغَ رُبْعَ أَدْنَاهَا كَأُذُنٍ مُنِعَ (قَوْلُهُ بِالْأَجْزَاءِ) الْمُرَادُ بِهَا الْكُسُورُ الْمُصْطَلَحُ عَلَيْهَا فِي الْحِسَابِ وَهِيَ النِّصْفُ وَالرُّبْعُ وَالثُّلُثُ إلَخْ. مِثَالُهُ انْكَشَفَ ثُمُنُ فَخِذِهِ مِنْ مَوْضِعٍ وَثُمُنُ ذَلِكَ الْفَخِذِ مِنْ مَوْضِعٍ آخَرَ يُجْمَعُ الثُّمُنُ إلَى الثُّمُنِ حِسَابًا فَيَكُونُ رُبْعًا فَيَمْنَعُ، وَلَوْ انْكَشَفَ ثُمُنٌ مِنْ مَوْضِعٍ مِنْ فَخِذِهِ وَنِصْفُ ثُمُنِ ذَلِكَ الْفَخِذِ مِنْ مَوْضِعٍ آخَرَ لَا يَمْنَعُ ح (قَوْلُهُ وَإِلَّا فَبِالْقَدْرِ) أَيْ الْمِسَاحَةِ، فَإِنْ بَلَغَ الْمَجْمُوعُ بِالْمِسَاحَةِ رُبْعَ أَدْنَاهَا: أَيْ أَدْنَى الْأَعْضَاءِ الْمُنْكَشِفِ بَعْضُهَا، كَمَا لَوْ انْكَشَفَ نِصْفُ ثُمُنِ الْفَخِذِ وَنِصْفُ ثُمُنِ الْأُذُنِ مِنْ الْمَرْأَةِ فَإِنَّ مَجْمُوعَهُمَا بِالْمِسَاحَةِ أَكْثَرُ مِنْ رُبْعِ الْأُذُنِ الَّتِي هِيَ أَدْنَى الْعُضْوَيْنِ الْمُنْكَشِفَيْنِ، وَهَذَا التَّفْصِيلُ ذَكَرَهُ ابْنُ مَالِكٍ فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ مُوَافِقًا لِمَا فِي الزِّيَادَاتِ، وَقَوْلُهُ فِي الْبَحْرِ أَنَّهُ تَفْصِيلٌ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ مَمْنُوعٌ كَمَا حَقَّقَهُ فِي النَّهْرِ ح. قُلْت: وَعَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ أَعْنِي اعْتِبَارَ رُبْعِ أَدْنَى الْأَعْضَاءِ الْمُنْكَشِفَةِ لَا رُبْعِ مَجْمُوعِهَا مَشَى فِي الْقُنْيَةِ وَالْحِلْيَةِ وَشَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ وَالْإِمْدَادِ [2]

ترجمہ: اور چند جگہ سے برہنگی کو جمع کیا جائے گا اگر ایک عضو میں ہو پس اگر کھلے ہوئے اعضاء میں سے کمتر عضو کی چوتھائی کو پہنچ جائے جیسا کہ کان تو یہ مانعِ نماز ہوگا (قَوْلُهُ بِالْأَجْزَاءِ) سے مراد کسورِ حسابیہ ہیں مثلاً: نصف، ربع اور ثلث وغیرہ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ران کا آٹھواں، آٹھواں حصہ دو جگہ سے برہنہ ہو جائے۔ تو یہ چوتھائی برہنہ حصہ ہوگا۔ جس کے ساتھ نماز نہیں ہوتی۔ البتہ اس سے کم ہو تو ہو سکتی ہے (قَوْلُهُ وَإِلَّا فَبِالْقَدْرِ) اور اگر متفرق کھلی ہوئی ستر ایک عضو میں نہ ہو تو پیمائش کے ذریعہ اس

---

[1] ابن عابدین ص100 ج

[2] ابن عابدین ص102 ج2

مسئلہ: 92: اگر نابالغ لڑکی سر پر چادر اوڑھے بغیر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ سر ڈھانپ لے۔

مسئلہ: 93: اگر کوئی شخص کپڑے یا چادر کے ہوتے ہوئے اندھیرے میں برہنہ ہو کر نماز پڑھے تو نماز ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 94: کوئی شخص لمبی قمیص پہن کر نماز ادا کرے اور اس کے بٹن وغیرہ کھلے ہوئے ہوں۔ اس طریقے سے کہ نمازی کو اوپر سے اپنا ستر نظر آئے تو اس صورت میں بھی نماز ہو سکتی ہے لیکن مکروہ ہے بہتر یہی ہے کہ نماز سے پہلے بٹن وغیرہ بند کرے۔

کو جمع کیا جائے گا مثلاً کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو۔ اور حالت نماز میں اُس کی ران کا سولہواں حصہ برہنہ ہو جائے۔ اور کسی کان کا بھی سولہواں حصہ برہنہ ہو۔ تو اب ملا کر حساب کرنے میں اگر کان کے چوتھائی حصے کے برابر برہنگی بنتی ہو۔ تو نماز نہیں ہوتی(وَهَذَا التَّفْصِيلُ ذَكَرَهُ ابْنُ مَالِكٍ فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ مُوَافِقًا لِمَا فِي الزِّيَادَاتِ) اور بحر میں جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ بلا دلیل ہے (قُلْت)اور یہ تفصیل کہ کھلے ہوئے اعضاء میں سے کمتر عضو کی چوتھائی کا اعتبار ہو گا مجموعہ کے ربع کا نہیں ہو گا بیان کی گئی ہے الْقُنْيَةِ ، الْحِلْيَةِ ، شَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ اور ا لْإِمْدَادِ میں۔

مسئلہ:92: وَفِي أَحْكَامِ الصِّغَارِ لِلْأُسْرُوشَنِيِّ: وَجَوَازُ صَلَاةِ الصَّغِيرَةِ بِغَيْرِ قِنَاعٍ اسْتِحْسَانٌ لِأَنَّهُ لَا خِطَابَ مَعَ الصِّبَا. وَالْأَحْسَنُ أَنْ تُصَلِّيَ بِقِنَاعٍ لِأَنَّهَا إنَّمَا تُؤْمَرُ بِالصَّلَاةِ لِلتَّعَوُّدِ، فَتُؤْمَرُ عَلَى وَجْهٍ يَجُوزُ أَدَاؤُهَا بَعْدَ الْبُلُوغِ، ثُمَّ قَالَ: الْمُرَاهِقَةُ إذَا صَلَّتْ بِغَيْرِ قِنَاعٍ لَا تُؤْمَرُ بِالْإِعَادَةِ اسْتِحْسَانًا ، وَإِنْ صَلَّتْ بِغَيْرِ وُضُوءٍ تُؤْمَرُ، وَلَوْ صَلَّتْ عُرْيَانَةً تُعِيدُ، وَفِي كُلِّ مَوْضِعٍ تُعِيدُ الْبَالِغَةُ الصَّلَاةَ فَهِيَ تُعِيدُ عَلَى سَبِيلِ الِاعْتِيَادِ. اهـ.[1]

ترجمہ :(وَفِي أَحْكَامِ الصِّغَارِ لِلْأُسْرُوشَنِيِّ:) اگر نابالغ لڑکی سر پر چادر اوڑھے بغیر نماز پڑھ لے تو اس کی نماز استحساناً جائز ہو جائے گی اس لیے کہ نماز کا خطاب بچوں کو نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھے اس لیے کہ نماز پڑھنے کا حکم تو اس کو اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس کی عادت بنے۔ لہذا ایسے طریقے پر اس کو حکم دینا چاہیے جس پر بلوغت کے بعد نماز جائز ہو۔ اور اگر قریب البلوغ لڑکی نے سر پر چادر اوڑھے بغیر نماز پڑھی تو استحساناً اُس کو اعادے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور اگر بغیر وضو کے پڑھی تو اسے نماز لوٹانے کا کہا جائے گا اور اگر وہ برہنہ ہو کر نماز پڑھ لے تو اعادہ کریگی خلاصہ یہ ہے کہ جن جن جگہوں میں بالغہ نماز کا اعادہ کرتی ہے وہ بھی کرے گی تاکہ اس کی عادت بن جائے

مسئلہ: 93 :وکذا لو صلی الانسان عریانا فی بیت فی لیلۃ مظلمۃ ولہ ثوب طاہر وھو قادر علی اللبس لاتجوز صلوتہ بالاجماع[2]

ترجمہ: اور اسی طرح اگر انسان برہنہ ہو کر رات کی تاریکی میں کسی کمرے میں نماز پڑھ لے حالانکہ وہ پاک کپڑوں کے پہننے پر قادر ہو تو اس کی نماز بالاتفاق جائز نہیں ہے

مسئلہ: 94: (وَالشَّرْطُ سَتْرُهَا عَنْ غَيْرِهِ) وَلَوْ حُكْمًا كَمَكَانٍ مُظْلِمٍ (لَا) سَتْرُهَا (عَنْ نَفْسِهِ) بِهِ يُفْتَى، فَلَوْ رَآهَا مِنْ زِيقِهِ لَمْ تَفْسُدْ وَإِنْ كُرِهَ.(قَوْلُهُ وَإِنْ كُرِهَ) لِقَوْلِهِ فِي السِّرَاجِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَزُرَّهُ، لِمَا رُوِيَ عَنْ «سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قُلْت يَا رَسُولَ اللَّهِ أُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ: زُرَّهُ عَلَيْك وَلَوْ بِشَوْكَةٍ» بَحْرٌ.[3]

---

[1] ابن عابدین ص108 ج2

[2] الحلبی محمد غنیۃ المستملی ص210 سھیل اکیڈمی لاہور بدون التاریخ

[3] ابن عابدین شامی ص102 ج2

مسئلہ:95: اگر مسافر شخص کے بدن کو کوئی ناپاکی لگ جائے اور پانی نہ ملے جس سے وہ مذکورہ مقام کو پاک کر لے یا گندگی کو کم کرے یہ وہی مجبوری ہے جو باب تیمم میں بیان ہو چکی ہے۔ تو اس کے لیے جائز ہے کہ اُس سمیت نماز ادا کرے اور اگر کپڑے وغیرہ ناپاک ہوں تو چاہیے کہ وہ کپڑے اُتار دے۔ تاکہ پاک کپڑے سے ستر کو ڈھانپ لے۔ نماز کے لیے یہی کافی ہے۔ اور اگر ستر چھپانے کے لیے اُسے کوئی پاک کپڑا وغیرہ نہ ملے تو اپنے اُس ناپاک کپڑے کو دیکھے کہ کم سے کم چوتھائی حصہ اُس کا پاک ہو۔ اور تین حصے ناپاک ہوں تو اس کے ساتھ نماز ادا کرنی واجب ہے اور اگر کپڑے کا پاک حصہ چوتھائی سے بھی کم ہو تو اس کی مرضی ہے کہ برہنہ ہو کر نماز پڑھے یا اس کپڑے کے ساتھ ادا کرے۔ لیکن برہنگی سے بہتر یہ ہے کہ اُن کپڑوں سمیت ہی نماز پڑھ لے۔ اور اگر پاک کپڑا اس قدر مل جائے جس سے ایک عضو کا ستر چھپ سکتا ہو مثلاً شرمگاہ یا مقعد تو اس کا استعمال واجب ہے اور اگر عورت کو اتنا کپڑا پاک میسر ہو کہ سب بدن اور سر کے چوتھائی حصے کو ڈھانپنے کے لیے کافی ہو تو دونوں کا ڈھانپنا واجب ہے۔ اس صورت میں اگر سر کو ڈھانپے بغیر نماز ادا کی گئی تو نماز ادا نہیں ہوئی۔

ترجمہ: اور غیر شخص سے برہنگی کو چھپانا شرط ہے اگرچہ ستر حکمی موجود ہو جیسا کہ کوئی شخص اندھیرے مکان میں نماز ادا کر رہا ہو (اگرچہ وہ مستور ہے مگر شرعاً مستور نہیں ہے اس لیے اس پر کپڑے وغیرہ سے ستر کو چھپانا واجب ہے) مگر اپنی ذات سے برہنگی کو چھپانا شرط نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے پس نمازی نے اگر اپنی شرمگاہ کو گریبان سے دیکھا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ دیکھنا مکروہ ہے (قَوْلُهُ وَإِنْ كُرِهَ) پر دلیل نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان ہے جو السراج میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے گریبان کو بند کرنا تم پر لازم ہے اگرچہ کانٹے کے ساتھ ہو (بَحْرٌ)

مسئلہ: 95: (وَلَوْ وَجَدَتْ) الْحُرَّةُ الْبَالِغَةُ (سَاتِرًا يَسْتُرُ بَدَنَهَا مَعَ رُبْعِ رَأْسِهَا يَجِبُ سَتْرُهُمَا) فَلَوْ تَرَكَتْ سَتْرَ رَأْسِهَا أَعَادَتْ بِخِلَافِ الْمُرَاهِقَةِ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا سَقَطَ بِعُذْرِ الرِّقِّ فَبِعُذْرِ الصِّبَا أَوْلَى (وَلَوْ) كَانَ يَسْتُرُ (أَقَلَّ مِنْ رُبْعِ الرَّأْسِ لَا) يَجِبُ بَلْ يُنْدَبُ، لَكِنْ قَوْلُهُ (وَلَوْ وَجَدَ) الْمُكَلَّفُ (وَمَا يَسْتُرُ بِهِ بَعْضَ الْعَوْرَةِ وَجَبَ اسْتِعْمَالُهُ) ذَكَرَهُ الْكَمَالُ: زَادَ الْحَلَبِيُّ: وَإِنْ قَلَّ يَقْتَضِي وُجُوبَهُ مُطْلَقًا فَتَأَمَّلْ (وَيَسْتُرُ الْقُبُلَ وَالدُّبُرَ) أَوَّلًا (فَإِنْ وَجَدَ مَا يَسْتُرُ أَحَدَهُمَا) قِيلَ (يَسْتُرُ الدُّبُرَ) لِأَنَّهُ أَفْحَشُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. وَقِيلَ الْقُبُلَ حَكَاهُمَا فِي الْبَحْرِ بِلَا تَرْجِيحٍ. وَفِي النَّهْرِ: الظَّاهِرُ أَنَّ الْخِلَافَ فِي الْأَوْلَوِيَّةِ وَالتَّعْلِيلُ يُفِيدُ أَنَّهُ لَوْ صَلَّى بِالْإِيمَاءِ تَعَيَّنَ سَتْرُ الْقُبُلِ ثُمَّ فَخِذِهِ ثُمَّ بَطْنِ الْمَرْأَةِ وَظَهْرِهَا ثُمَّ الرُّكْبَةِ ثُمَّ الْبَاقِي عَلَى السَّوَاءِ. (وَإِذَا لَمْ يَجِدْ) الْمُكَلَّفُ الْمُسَافِرُ (مَا يُزِيلُ بِهِ نَجَاسَتَهُ) أَوْ يُقَلِّلُهَا لِبُعْدِهِ مِيلًا أَوْ لِعَطَشٍ (صَلَّى مَعَهَا) أَوْ عَارِيًّا (وَلَا إعَادَةَ عَلَيْهِ)[1]

ترجمہ: اور اگر عورت کو اتنا کپڑا پاک میسر ہو کہ سب بدن اور سر کے چوتھائی حصے کو ڈھانپنے کے لیے کافی ہو تو دونوں کا ڈھانپنا واجب ہے۔ اس صورت میں اگر سر کو ڈھانپے بغیر نماز ادا کی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے۔ بخلاف قریب البلوغ لڑکی کے، ایسی صورت میں اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے اس لیے کہ سر چھپانے کی شرط جب لونڈی سے ساقط ہے تو بچی سے بطریقِ اولیٰ ساقط ہو گی۔ اور چوتھائی سے کم سر ڈھانپنے کی صورت میں اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور اگر مکلف آدمی کو اتنا کپڑا مل جائے جس سے وہ ستر کے کچھ حصے کو ڈھانپ سکے تو اس پر اس کا استعمال واجب ہے (ذَكَرَهُ الْكَمَالُ) سب سے پہلے وہ

---

[1] محولہ بالہ ص108 ج2

مسئلہ:96اگر کپڑے پہننے پر لوگوں کیطرف سے پابندی ہو ہو تو برہنہ ہو کر نماز پڑھے اور مجبوری دور ہونے کے بعد نماز دوبارہ ادا کرے۔ مثلاً فرض کیجئے نماز کا وقت ہو اور کسی شخص کو کوئی دشمن کہہ دے۔ کہ اگر تم کپڑے پہنو گے تو تمہیں قتل کردوں گا یا وہ شخص قیدی ہو۔ اور سپاہیوں نے اُس کے کپڑے اتارے ہوں اور پہننے کو نہ دیتے ہوں۔ اب وہ فرض نماز برہنہ ہونے کی حالت میں ادا کرلے۔ اور مجبوری ختم ہونے کے بعد یہ نماز دوبارہ ادا کرے۔ اگر مجبوری لوگوں کی وجہ سے نہ ہو۔ مثلاً کپڑے وغیرہ پاس نہ ہو تو دوبارہ ادائیگی اُس پر واجب نہیں ہے

مسئلہ 97 : مرد کیلئے آٹھ جگہوں کو چھپانا ضروری ہے۔ (1) مقعد اور اُس کے ارد گرد کا حصہ (2) آلہ تناسل اور اس کے ارد گرد کا حصہ (3) خصیتین اور ان کے ارد گرد دونوں چوتڑ (4) (5) دونوں ران معہ گھٹنوں کے (6) ناف سے نیچے کا حصہ آگے اور پیچھے دونوں طرف۔ نماز میں ان آٹھوں مقامات کو ڈھانپنا ضروری ہے اور نماز کے علاوہ بھی لوگوں سے اس کا چھپانا فرض ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ آدمی پر تنہائی میں بھی ستر چھپانا فرض ہے۔ لیکن کسی صحیح غرض کے لیے تنہائی میں برہنہ کرلے تو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مثلاً پیشاب یا پاخانہ کے لیے۔

قبل اور دبر کو چھپائے گا۔ اور اگر اس کو اتنی چیز میسر ہو جس سے وہ ایک شرمگاہ کو چھپا سکے تو بعض نے کہا ہے کہ وہ دبر کو چھپائے گا اس لیے کہ رکوع اور سجود میں اس کا کھلنا فاحش تر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ قبل کو چھپائے گا

(حكاهُما فِي الْبَحْرِ) یعنی ان دونوں قولوں کو البحر الرائق نے نقل کیا ہے اور نہر الفائق میں ہے کہ ظاہراً دونوں قولوں کا اختلاف اولی ہونے میں ہے اور علت جو بیان ہوئی ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ رکوع اور سجود کے بغیر اگر اشارے سے نماز پڑھے تو قُبل کا چھپانا متعین ہوگا پھر اس کے بعد ران کا پھر عورت کے پیٹ اور پیٹھ کا پھر گھٹنے کا اور پھر تمام بدن برابر ہے اور اگر مکلف حالتِ سفر میں نجاست کو دور کرنے والی یا اسکو کم کرنے والی چیز نہ پائے ایک میل کی مسافت دور ہونے کی وجہ سے یا پیاس کی شدت کی وجہ سے تو وہ نماز پڑھے اس نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہو کر اور اس پر اس نماز کا اعادہ نہیں ہے.

مسئلہ:96: وينبغي ان تلزمه الاعادة عندنا اذا كان العجز لمنع من العباد [1]

ترجمہ: اور اگر کپڑے پہننے سے عاجز آنا لوگوں کی طرف سے ہو تو ہمارے نزدیک مجبوری دور ہونے کے بعد نماز دوبارہ ادا کرے

وينبغي لزومها لو العجز عن مزيل وعن ساتر بفعل العباد كما مر في التيمم[2]

ترجمہ: اگر کوئی شخص بندوں کے فعل کی وجہ سے مزیلِ نجاست اور ساتر چیز کو پانے سے عاجز ہو تو ایسی صورت میں اداشدہ نماز اسے دوبارہ ادا کرنی چاہیے جیسا کہ تیمم میں گزر گیا ہے

مسئلہ97 : (وَ) الرَّابِعُ (سَتْرُ عَوْرَتِهِ) وَوُجُوبُهُ عَامٌّ وَلَوْ فِي الْخَلْوَةِ عَلَى الصَّحِيحِ إلَّا لِغَرَضٍ صَحِيحٍ، (قَوْلُهُ وَوُجُوبُهُ عَامٌّ) أَيْ فِي الصَّلَاةِ وَخَارِجِهَا (قَوْلُهُ وَلَوْ فِي الْخَلْوَةِ) أَيْ إذَا كَانَ خَارِجَ الصَّلَاةِ يَجِبُ السَّتْرُ بِحَضْرَةِ النَّاسِ إجْمَاعًا وَفِي الْخَلْوَةِ عَلَى الصَّحِيحِ. وَأَمَّا لَوْ صَلَّى فِي الْخَلْوَةِ عُرْيَانًا وَلَوْ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَلَهُ ثَوْبٌ طَاهِرٌ لَا يَجُوزُ إجْمَاعًا كَمَا فِي الْبَحْرِ. ثُمَّ إنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ الْمُرَادَ بِمَا يَجِبُ سَتْرُهُ فِي الْخَلْوَةِ خَارِجَ الصَّلَاةِ هُوَ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ فَقَطْ،۔۔۔[تَتِمَّةٌ] أَعْضَاءُ عَوْرَةِ الرَّجُلِ ثَمَانِيَةٌ: الْأَوَّلُ الذَّكَرُ وَمَا حَوْلَهُ. الثَّانِي الْأُنْثَيَانِ وَمَا حَوْلَهُمَا. الثَّالِثُ

---

[1] بحرالرائق ص479ج1

[2] الحصکفی درمختار ص110ج2علی صدر ردالمحتار

مسئلہ:98 : اگر ضرورت اور مجبوری سے کوئی شخص برہنہ ہو کر نماز پڑھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے رکوع و سجود کے اشاروں کیساتھ۔اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں قبلہ کی جانب پھیلائے اور دونوں ہاتھ ستر غلیظہ پر رکھے۔ واضح رہے کہ پیشاب اور پاخانے کی جگہ اور ان دونوں کے گرد مقامات کو ستر غلیظہ کہتے ہیں اور ستر کے دوسرے اندراموں کو ستر خفیفہ کہتے ہیں۔ایک ہی بات ہے چاہے رات ہو یا دن،اندھیرا ہو یا روشنی،گھر میں تنہا ہو یا جنگل میں ہو۔نماز چاہے بیٹھ کر پڑھے رکوع و سجود کیساتھ یا کھڑے ہو کر سب طرح جائز ہے لیکن بہتر طریقہ وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔

الدُّبُرُ وَمَا حَوْلَهُ. الرَّابِعُ وَالْخَامِسُ الْأَلْيَتَانِ. السَّادِسُ وَالسَّابِعُ الْفَخِذَانِ مَعَ الرُّكْبَتَيْنِ. الثَّامِنُ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ إلَى الْعَانَةِ مَعَ مَا يُحَاذِي ذَلِكَ مِنْ الْجَنْبَيْنِ وَالظَّهْرِ وَالْبَطْنِ. وَفِي الْأَمَةِ ثَمَانِيَةٌ أَيْضًا: الْفَخِذَانِ مَعَ الرُّكْبَتَيْنِ، وَالْأَلْيَتَانِ وَالْقُبُلُ مَعَ مَا حَوْلَهُ، وَالدُّبُرُ كَذَلِكَ، وَالْبَطْنُ وَالظَّهْرُ مَعَ مَا يَلِيهِمَا مِنْ الْجَنْبَيْنِ. وَفِي الْحُرَّةِ هَذِهِ الثَّمَانِيَةُ، وَيُزَادُ فِيهَا سِتَّةَ عَشَرَ: السَّاقَانِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ، وَالثَّدْيَانِ الْمُنْكَسِرَانِ، وَالْأُذُنَانِ، وَالْعَضُدَانِ مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ، وَالذِّرَاعَانِ مَعَ الرُّسْغَيْنِ وَالصَّدْرُ، وَالرَّأْسُ، وَالشَّعْرُ، وَالْعُنُقُ، وَظَهْرُ الْكَفَّيْنِ. وَيَنْبَغِي أَنْ يُزَادَ فِيهَا أَيْضًا الْكَتِفَانِ وَلَا يُجْعَلَانِ مَعَ الظَّهْرِ عُضْوًا وَاحِدًا، بِدَلِيلِ أَنَّهُمْ جَعَلُوا ظَهْرَ الْأَمَةِ عَوْرَةً دُونَ كَتِفَيْهَا وَكَذَلِكَ بَطْنَا الْقَدَمَيْنِ عَوْرَةٌ فِي رِوَايَةٍ أَيْ وَهِيَ الْأَصَحُّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ إعَانَةِ الْحَقِيرِ لِلْمُصَنِّفِ، فَتَصِيرُ ثَمَانِيَةً وَعِشْرِينَ [1]

ترجمہ: اور نماز کی چوتھی شرط اپنی شرمگاہ کو ڈھکنا ہے اور سترِ عورت کا واجب ہونا علی العموم ہے اگرچہ آدمی خالی مکان میں ہو صحیح قول کے مطابق مگر غرضِ صحیح کے لیے شرمگاہ کا کھولنا جائز ہا سے (قَوْلُهُ وَوُجُوبُهُ عَامٌّ) یعنی حالتِ نماز میں بھی اور اس سے باہر بھی (قَوْلُهُ وَلَوْ فِي الْخَلْوَةِ) یعنی نماز سے باہر لوگوں کی موجودگی کَذَا حَرَّرَهُ میں بالاتفاق ستر کو چھپانا واجب ہے اور صحیح قول کے مطابق خلوت میں بھی۔اگر کسی نے پاک کپڑوں کی موجودگی میں کسی تاریک کمرے میں بھی نماز پڑھی تو بالاتفاق اس کی نماز نہیں ہوئی (كَمَا فِي الْبَحْرِ.) نماز سے باہر خلوت میں بھی جس حصے کا چھپانا واجب ہے اس سے مراد صرف ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا بدن ہے۔۔[تَتِمَّةٌ] مرد کیلئے جن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے وہ آٹھ ہیں۔(1) آلہ تناسل اور اس کے ارد گرد حصہ (2) خصیتین اور ان کے ارد گرد کا حصہ (3) مقعد اور اس کے ارد گرد کا حصہ (4) (5) دونوں چوتڑ (6) (7) دونوں ران معہ گھٹنوں کے (8) ناف سے نیچے کا حصہ آگے اور پیچھے دونوں طرف اور پیٹھ اور پیٹ۔اور لونڈی کے لیے بھی ان آٹھ اعضاء کا چھپانا ضروری ہے دونوں ران،دونوں چوتڑ، قبل اور دبر مع ارد گرد کے حصوں کے،اور پیٹ اور پیٹھ پہلووں سمیت۔اور آزاد عورت کے لیے ان سولہ اعضاء کا چھپانا لازمی ہے دونوں پنڈلیاں گھٹنوں سمیت، دونوں لٹکے ہوئے پستان،دونوں کان، دونوں کندھے کہنیوں سمیت، دونوں بازوں گٹوں تک، سینہ، سر، بال گردن اور دونوں ہتھیلیوں کا ظاہر مگر مناسب یہ ہے کہ اس سے دونوں کندھے مراد لیے جائیں اور ان کو پیٹھ کے ساتھ ایک عضونہ شمار کیا جائے اس دلیل کی بنیاد پر کہ لونڈی کی پیٹھ کے ساتھ کندھوں کو شامل نہیں کیا گیا ہے اور اسی طرح ایک صحیح قول کے موافق دونوں قدموں کا باطن بھی اس میں شامل ہے اس طور پر یہ سولہ اعضاء ہو گئے (كَذَا حَرَّرَهُ) .

مسئلہ: 98:(وَعَادِمُ سَاتِرٍ) لَا يَصِفُ مَا تَحْتَهُ، وَلَا يَضُرُّ الْتِصَاقُهُ وَتَشَكُّلُهُ وَلَوْ حَرِيرًا أَوْ طِينًا يَبْقَى إلَى تَمَامِ صَلَاةٍ أَوْ مَاءً كَدِرًا إلَّا صَافِيًا

---

[1] ابن عابدین ص93ج2

....

إنْ وَجَدَ غَيْرَهُ. وَهَلْ تَكْفِيهِ الظُّلْمَةُ؟ فِي مَجْمَعِ الْأَنْهُرِ بَحْثًا، نَعَمْ فِي الِاضْطِرَارِ لَا الِاخْتِيَارِ (يُصَلِّي قَاعِدًا) كَمَا فِي الصَّلَاةِ، وَقِيلَ مَادًّا رِجْلَيْهِ (مُومِيًا بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ، وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ)۔۔۔ (قَوْلُهُ وَقِيلَ مَادًّا رِجْلَيْهِ) أَيْ وَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى عَوْرَتِهِ الْغَلِيظَةِ وَالْأَوَّلُ أَوْلَى لِأَنَّهُ أَكْثَرُ سَتْرًا مَعَ مَا فِي هَذَا مِنْ مَدِّ الرِّجْلَيْنِ إلَى الْقِبْلَةِ بَحْرٌ وَحِلْيَةٌ،[1]

ترجمہ: اور ایسی ساتر چیز (جو اپنے نیچے کی چیز کو ظاہر نہ کرے یعنی جس میں بدن نظر نہ آئے) کے نہ پانے والے کو اس کا چپٹنا اور عضو کی شکل اختیار کرنا ضرر رساں نہیں ہے یعنی نماز ایسے کپڑے میں درست ہو جائے گی اگرچہ وہ ریشمی کپڑا یا ایسی گلی مٹی ہو جو نماز پوری ہونے تک بدن پر باقی رہے یا گدلا پانی ہو نا کہ صاف پانی اگر اس کے سوا کوئی چیز پائے۔ کیا برہنہ شخص کو اندھیرے میں نماز کفایت کرتی ہے؟ مجمع الانہر میں اس پر بحث کر کے یوں جواب دیا گیا ہے کہ حالتِ اضطرار میں کافی ہے مگر حالتِ اختیار میں نہیں۔ کسی ساتر چیز کو نہ پانے والا بیٹھ کر نماز پڑھے جس طرح کہ نماز میں بیٹھتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ دونوں پاؤں پھیلا کر بیٹھے، رکوع اور سجود کا اشارہ کرتے ہوئے نماز پڑھے اور یہ افضل ہے رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھنے سے۔ (قَوْلُهُ وَقِيلَ مَادًّا رِجْلَيْهِ) یعنی عورتِ غلیظہ پر ہاتھ رکھ لے مگر راجح پہلا قول ہے اس لیے کہ کثرتِ استتار اس میں ہے اور قبلہ کی طرف پاؤں کرنے سے بھی وہ خالی ہے (بَحْرٌ وَحِلْيَةٌ)

[1] ابن عابدین ص103 ج2

مبحث ہفتم: نیت برائے نماز:

99: پانچویں شرط نماز کی نیت ہے یعنی دل میں نماز کا پختہ ارادہ کرنا اللہ کی رضا کے لیے۔ اور دل میں نیت کرنے کے بعد زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر کوئی کہہ لے تو اچھی بات ہے۔

مسئلہ: 100: فرض اور واجب کی نیت میں تعیین ضروری ہے۔ یعنی جب فرض نماز ادا کرنی ہو تو اُس وقت اور فرض کی تعیین نیت میں ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہے فرض نماز، آج صبح کی یا آج ظہر کی۔ رکعتوں کی تعیین اگر نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص دل میں ظہر کی نماز کا ارادہ کرے اور بھولے سے زبان سے عصر کہے تو بھی خیر ہے۔ ظہر کی نماز ہو جائیگی۔ اس طرح اگر بھول سے نیت میں چار رکعات کی بجائے تین رکعات یا چھ کہہ جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

99:(وَ) الْخَامِسُ (النِّيَّةُ) بِالْإِجْمَاعِ (وَهِيَ الْإِرَادَةُ) الْمُرَجِّحَةُ لِأَحَدِ الْمُتَسَاوِيَيْنِ أَيْ إرَادَةُ الصَّلَاةِ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى الْخُلُوصِ(لَا) مُطْلَقُ (الْعِلْمِ) فِي الْأَصَحِّ، أَلَا تَرَى أَنَّ مَنْ عَلِمَ الْكُفْرَ لَا يَكْفُرُ، وَلَوْ نَوَاهُ يَكْفُرُ (وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ اللَّازِمِ لِلْإِرَادَةِ) فَلَا عِبْرَةَ لِلذِّكْرِ بِاللِّسَانِ إنْ خَالَفَ الْقَلْبَ لِأَنَّهُ كَلَامٌ لَا نِيَّةَ ---(وَالتَّلَفُّظُ) عِنْدَ الْإِرَادَةِ (بِهَا مُسْتَحَبٌّ) هُوَ الْمُخْتَارُ،[1]

ترجمہ: اور نماز کی پانچویں شرط بالاجماع نیت یعنی پختہ ارادہ ہے اور وہ دو برابر چیزوں میں سے ایک کو ترجیح دینے کا ارادہ ہے یعنی نماز کا ارادہ خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے، یعنی صحیح تر قول میں نیت سے مراد ارادہ مذکورہ ہے مطلقاً علم نہیں ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ جس نے کفر کو جانا وہ کافر نہیں ہوتا اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جاتا ہے اور نیت میں معتبر دل کا عمل ہے جس کو ارادہ لازم ہے لہٰذا کوئی اعتبار نہیں ہے زبان کے ذکر کا اگرچہ وہ دل کے مخالف ہو اس لیے کہ زبانی ذکر کلام ہے نیت نہیں ہے اور ارادہ نماز کے وقت زبان سے نیت کرنا مستحب ہے یہی قول مختار ہے۔

مسئلہ: 100:(وَلَا بُدَّ مِنْ التَّعْيِينِ عِنْدَ النِّيَّةِ) فَلَوْ جَهِلَ الْفَرْضِيَّةَ لَمْ يَجُزْ؛--- (لِفَرْضٍ) أَنَّهُ ظُهْرٌ أَوْ عَصْرٌ قَرَنَهُ بِالْيَوْمِ أَوْ الْوَقْتِ أَوْ لَاهُوَ الْأَصَحُّ (وَلَوْ) الْفَرْضُ (قَضَاءً) (وَوَاجِبٍ) أَنَّهُ وِتْرٌ أَوْ نَذْرٌ أَوْ سُجُودُ تِلَاوَةٍ وَكَذَا شُكْرٍ، بِخِلَافِ سَهْوٍ(دُونَ) تَعْيِينِ (عَدَدِ رَكَعَاتِهِ) لِحُصُولِهَا ضِمْنًا، فَلَا يَضُرُّ الْخَطَأُ فِي عَدَدِهَا[2]

ترجمہ: اور فرض نماز میں نیت کے وقت متعین کر لینا ضروری ہے پس اگر کوئی نماز کے فرض ہونے سے ناواقف ہو گا تو اس کی نماز جائز نہیں ہو گی یعنی نیت کے وقت اتنی تعیین ضروری ہے کہ وہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی، دن اور وقت کو ملانا اختیاری ہے ضروری نہیں ہے اگرچہ وہ فرض نماز قضاء ہو اور ضروری ہے نیت کا متعین کرنا واجب میں اس طور پر کہ وہ وتر کی نماز ہے یا نذر

---

[1] در مختار ص111 ج2

[2] در مختار ص117 ج2

مسئلہ :101a: اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کی نیت کرے اور نماز پڑھے اور نماز کے بعد اُسے معلوم ہو جائے کہ ظہر کا وقت گذر گیا تھا اور عصر کا وقت داخل ہو چکا تھا۔ تو اسکی نماز ہو گئی۔ کیونکہ ادا کی نیت سے قضا اور قضا کی نیت سے ادا ہو جاتی ہے اور اگر نیت میں آج ظہر کی نماز کے الفاظ نہ کہے ہوں بلکہ یہ کہے کہ اس حاضر وقت کی نماز ادا کر رہا ہوں۔ اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ وقت گذر چکا ہے پھر اُسے معلوم ہو جائے کہ وقت گذر چکا ہے تو اب اس نماز کو دوبارہ لوٹانا واجب ہے۔ اگر کسی کو ظہر کے وقت میں شک ہو کہ وقت گذر چکا ہے یا نہیں۔ تو وہ فرض نماز کی نیت اسطرح کرے کہ آج ظہر کی نماز پڑھتا ہوں۔

مسئلہ :101b: اگر کوئی قصداً وقت داخل ہونے سے پہلے مذکورہ وقت کی نماز ادا کرے تو نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر اُسے یہ خیال ہو کہ وقت ہو چکا ہے اور نماز پڑھ لے اور وقت ابھی داخل نہ ہوا ہو تو بھی نماز نہیں ہوتی۔ یہ اس لیے کہ وقت کا داخل ہونا نماز کے لیے شرط ہے۔ بلکہ وقت کے داخل ہونے کا معلوم ہونا بھی شرط ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی کو پتہ نہ ہو کہ عصر کا وقت ہو چکا ہے یا نہیں۔ بلکہ اُسے شک ہو اور عصر کی نماز پڑھ لی تو نماز ادا نہیں ہوتی اور وقت داخل ہونے کا پتہ کسی عادل مؤذن کی اذان دینے سے بھی چل جاتا ہے۔ اور وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی سوائے ایک صورت کے جس کا ذکر اگلے مسئلے میں آئے گا۔

کی یا سجدہ تلاوت کی اور اسی طرح ضروری ہے نیت کا متعین کرنا سجدہ شکر میں بخلاف سجدہ سہو کے کہ اس میں تعیین ضروری نہیں ہے اور اسی طرح عددِ رکعات متعین کرنے کے لیے نیت ضروری نہیں ہے ہے اس لیے کہ رکعات تو ضمناً حاصل ہیں (اللہ کی طرف سے رکعات کی تعیین ہو چکی ہے) لہٰذا اس میں خطا واقع ہونے کا کوئی نقصان نہیں ہے

مسئلہ: a101: (وَلَوْ نَوَى فَرْضَ الْوَقْتِ) مَعَ بَقَائِهِ (جَازَ إلَّا فِي الْجُمُعَةِ) لِأَنَّهَا بَدَلٌ (إلَّا أَنْ يَكُونَ عِنْدَهُ) فِي اعْتِقَادِهِ (أَنَّهَا فَرْضُ الْوَقْتِ) كَمَا هُوَ رَأْيُ الْبَعْضِ فَتَصِحُّ.(وَلَوْ نَوَى ظُهْرَ الْوَقْتِ فَلَوْ مَعَ بَقَائِهِ) أَيْ الْوَقْتِ (جَازَ) وَلَوْ فِي الْجُمُعَةِ (وَلَوْ مَعَ عَدَمِهِ) بِأَنْ كَانَ قَدْ خَرَجَ(وَهُوَ لَا يَعْلَمُهُ لَا) يَصِحُّ فِي الْأَصَحِّ وَمِثْلُهُ فَرْضُ الْوَقْتِ، فَالْأَوْلَى نِيَّةُ ظُهْرِ الْيَوْمِ لِجَوَازِهِ مُطْلَقًا لِصِحَّةِ الْقَضَاءِ بِنِيَّةِ الْأَدَاءِ كَعَكْسِهِ هُوَ الْمُخْتَارُ [1]

ترجمہ: اگر نمازی نے وقت کے ہوتے ہوئے وقت کے فرض کی نیت کی تو اس نیت سے نماز درست ہو گی مگر جمعہ کی نماز نہیں ہو گی اس لیے کہ جمعہ کی نماز بدل ہے اس روز کے ظہر کی نماز کا مگر یہ کہ اس کا اعتقاد یہ ہو کہ جمعہ وقت کی فرض نماز ہے جمعہ کا بدل نہیں ہے جیسا کہ بعض فقہاء کی رائے ہے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے وقتِ ظہر کی نیت کی تو وقت کے باقی رہنے کے ساتھ جائز ہو گی اگرچہ جمعہ ہو۔ اور اگر وقتِ ظہر کی نیت وقت نکلنے کے بعد کی اور نمازی کو وقت کے نکلنے کا علم نہ ہو تو صحیح تر قول میں نماز درست نہیں ہو گی اور اسی کے مثل ہے فرض الوقت کا مسئلہ بھی۔ پس بہتر یہ ہے کہ نیت آج ظہر کی کرے اس لیے یہ مطلقاً جائز ہے لہٰذا اگر وقت نکل بھی گیا ہو تب بھی ادا کی نیت سے قضاء جائز ہے جیسا کہ قضاء کی نیت سے ادا جائز ہے۔ یہی قول مختار ہے

مسئلہ: 101b:[تَتِمَّةٌ] يُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ الصَّلَاةِ دُخُولُ الْوَقْتِ وَاعْتِقَادُ دُخُولِهِ كَمَا فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَغَيْرِهِ، فَلَوْ شَكَّ فِي دُخُولِ وَقْتِ الْعِبَادَةِ فَأَتَى بِهَا فَبَانَ أَنَّهُ فَعَلَهَا فِي الْوَقْتِ لَمْ يُجْزِهِ كَمَا فِي الْأَشْبَاهِ فِي بَحْثِ النِّيَّةِ، وَيَكْفِي فِي ذَلِكَ أَذَانُ الْوَاحِدِ لَوْ عَدْلًا، وَإِلَّا تَحَرَّى وَبَنَى عَلَى غَالِبِ ظَنِّهِ، [2]

---

[1] ابن عابدین ص123ج2

[2] ابن عابدین ص70ج2

مسئلہ: 102:اعرفات اور مزدلفہ میں حاجی لوگ جمع بین الصلواتین پڑھتے ہیں۔اِس طریقے سے کہ ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نمازیں عرفات میں اور پھر عشا کے وقت مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ادا کرتے ہیں۔آگے چل کر کتاب الحج میں اس کا ذکر تفصیلاً آئے گا۔ حنفیوں کے نزدیک سوائے مذکورہ مقامات کے کسی اور جگہ جمع بین الصلواتین جائز نہیں ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسافر کے لیے اس قسم کی جمع بین الصلواتین جائز ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک مسافر نمازی جمع بین الصلواتین ادا کر سکتا ہے لیکن اُس طریقے سے جسے ظاہری جمع بین الصلواتین کہتے ہیں۔ ظاہری کا مطلب یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں پڑھے لیکن متصل متصل،یعنی ظہر کی نماز ظہر کے آخری وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے شروع وقت میں۔اسی طرح مغرب کی نماز مغرب کے آخری وقت میں اور عشاء کی نماز عشاء کے شروع وقت میں پڑھے۔ تو اس قسم کی نمازیں بظاہر جمع بین الصلواتین ہیں۔ لیکن حقیقت میں جمع بین الصلواتین نہیں ہیں۔

مسئلہ:103: اگر کسی شخص نے نیت باندھنے کے بعد نماز شروع نہ کی اور کسی ایسے کام میں مشغول ہو گیا کہ جسے نماز کی حالت میں کرنا مناسب نہ ہو مثلاً کھانا پینا وغیرہ تو اب یہ نیت ضائع ہو گئی اور نماز پڑھنے سے پہلے دوبارہ نیت کرے گا۔

ترجمہ: نماز کی صحت کے لیے وقت کا داخل ہونا اور وقت کے دخول کا یقین ہونا ضروری ہے۔(كَمَا فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَغَيْرِهِ،)پس اگر کسی کو عبادت کے وقت کے داخل ہونے کے بارے میں شک ہو پھر اسی کیفیت میں وہ عبادت ادا کر لے بعد میں اسے پتہ چلے کہ صحیح وقت میں اس نے وہ عبادت ادا کی ہے تب بھی جائز نہیں ہے(كَمَا فِي الْأَشْبَاهِ فِي بَحْثِ النِّيَّةِ،) اور ایک ہی اذان اس کے لیے کافی ہے بشرطیکہ مؤذن عادل ہو۔ وگرنہ تحری کرے گا اور اپنے غالب گمان پر عمل کرے گا۔

مسئلہ:102: ومنع عن الجمع بین صلاتین فی وقت لعذر خلافا للشافعی فانہ یجوز الجمع بین الظھر والعصر وبین المغرب والعشاء بعذرالمطر والمرض والسفر الابعرفۃ فان الحاج یجمع بین الظھر والعصر فی وقت الظھر ومزدلفۃ فانہ یجمع بین المغرب والعشاء فی وقت العشاء[1]

ترجمہ: اور کسی عذر کی وجہ سے ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا ممنوع ہے بخلاف شوافع کے کہ ان کے ہاں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کرنا جائز ہے بارش، بیماری اور سفر کی وجہ سے مگر عرفات میں حاجی ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت جمع کرے گا۔

مسئلہ:103:قولہ والنیۃ بلا فصل یعنی من شروط الصلاۃ والمراد بقولہ بلا فصل ای بین النیۃ والتکبیر الفاصل الاجنبی وھو عمل لایلیق فی الصلاۃ کالاکل والشرب لان ھذہ الافعال تبطل الصلاۃ فتبطل النیۃ [2]

---

[1] مجمع الانھر 112ج1
[2] البحر الرائق ص480ج1

مسئلہ: 104: بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے علاوہ جو نمازیں ہیں اُن کے لیے مطلق نیت کافی ہے۔ وقت کی تخصیص کی ضرورت نہیں کہ سنت نماز آج فجر کی یا سنت نماز آج ظہر کی۔ یا تراویح یا کسوف یا خسوف نفل وغیرہ۔ لیکن بہتر اور احتیاط کی بات یہ ہے کہ نیت میں یہاں بھی تخصیص کرے۔ البتہ نوافل میں وقت حاضر کی تخصیص کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: 105: مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ امام کے پیچھے اقتداء کی نیت کرے اور یہ کہے کہ نماز پڑھتا ہوں اس حاضر امام کے پیچھے۔

مسئلہ: 106: اور ضروری نہیں ہے کہ مقتدی امام کا نام لے مثلاً اس زید کے پیچھے یا بکر کے پیچھے بلکہ صرف اس قدر کافی ہے کہ اس حاضر امام کے پیچھے۔ لیکن اگر نام سے مخصوص کرے اور بعد میں معلوم ہو جائے کہ وہ نہیں ہے جس کا نام لیا گیا تھا تو مقتدی کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ لیکن اگر نیت باندھتے وقت یہ کہا ہو کہ نماز پڑھتا ہوں اس حاضر امام کے پیچھے جو کہ زید ہے اور بعد میں پتہ لگے کہ وہ زید نہیں بکر ہے تو بھی نماز ہو گئی۔

ترجمہ: اور نیت اور تکبیر کے درمیان اجنبی فاصل (ایسا عمل جو نماز کے لائق نہ ہو) کا نہ ہونا شرط ہے جیسا کہ کھانا اور پینا، ان اعمال سے چونکہ نماز باطل ہوتی ہے لہٰذا نیت بھی باطل ہو گی۔

مسئلہ: 104:(وَكَفَى مُطْلَقُ نِيَّةِ الصَّلَاةِ) وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلَّهِ (لِنَفْلٍ وَسُنَّةٍ) رَاتِبَةٍ (وَتَرَاوِيحَ) عَلَى الْمُعْتَمَدِ، إذْ تَعْيِينُهَا بِوُقُوعِهَا وَقْتَالشُّرُوعِ، وَالتَّعْيِينُ أَحْوَطُ [1]

ترجمہ: اور معتمد قول کے مطابق نفل، سنت مؤکدہ اور تراویح میں نماز کی مطلق نیت کافی ہے اگرچہ اس نے نہ کہا ہو کہ اللہ کے واسطے نیت کرتا ہوں اس لیے کہ ان کا متعین ہونا شروع کرنے کے وقت ان کے واقع ہونے سے ثابت ہو جاتا ہے۔ اور نفل یا سنت کا متعین کر لینا زیادہ احتیاط پر مبنی ہے

مسئلہ: 105:ویشترط لصحۃ التحریمۃ اثنا عشر شرطا۔۔۔ والخامس منھا نیۃ المتابعۃ مع نیۃ اصل الصلاۃ للمقتدی [2]

ترجمہ: اور تکبیرِ تحریمہ کے صحیح ہونے کے لیے بارہ شرطیں ہیں جن میں سے پانچویں شرط مقتدی کے لیے امام کی اتباع کی نیت کرنا ہے۔

مسئلہ: 106:(كَنِيَّةِ تَعْيِينِ الْإِمَامِ فِي صِحَّةِ الِاقْتِدَاءِ) فَإِنَّهَا لَيْسَتْ بِشَرْطٍ؛ فَلَوْ ائْتَمَّ بِهِ يَظُنُّهُ زَيْدًا فَإِذَا هُوَ بَكْرٌ صَحَّ إلَّا إذَا عَيَّنَهُ بِاسْمِهِ فَبَانَ غَيْرُهُ إلَّا إذَا عَرَفَهُ بِمَكَانٍ كَالْقَائِمِ فِي الْمِحْرَابِ أَوْ إشَارَةٍ كَهَذَا الْإِمَامِ الَّذِي هُوَ زَيْدٌ، [3]

---

[1] در مختار ص116 ج2

[2] مراقی الفلاح ص221

[3] در مختار ص129 ج2

مسئلہ: 107 : اگر یہ گمان ہو کہ امام زید ہے اور اُس کے پیچھے نیت باندھ لے۔ اور اس طرح کہے کہ اس حاضر امام کے پیچھے اور بعد میں یہ معلوم ہو کہ وہ زید نہیں بکر ہے تو بھی نماز اس کے پیچھے ہوگئی۔
مسئلہ: 108 : امام کے لیے اپنی نماز کی نیت ضروری ہے۔ مرد مقتدیوں کی نیت ضروری نہیں (اگر کرے تو ثواب ہے) اگر عورت بھی پیچھے نماز پڑھ رہی ہو تو اگر نماز جنازہ کی ہو تو بھی اُس کی نیت امام کے لیے ضروری نہیں اور اگر کوئی دوسری نماز ہو اور وہ عورت مرد کے ساتھ محاذی (برابر) کھڑی ہو تو امام کے پیچھے اُس کی اقتداء تب صحیح ہوگی جب امام پہلے اُس کی امامت کی نیت کرے اگر محاذی (برابر) کھڑی نہ ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے کہ اقتدائے عورت کے لیے امام کی نیت ضروری ہے یا نہیں
مسئلہ: 109 : اگر امام امامت کے لیے آگے ہو کر امامت کی نیت باندھ لے۔ اور نیت باندھتے وقت یہ کہے کہ میں زید کی امامت نہیں کرتا ہوں اور پھر کہیں سے زید بھی آ کر مقتدی بن جائے تو زید کی نماز بھی ادا ہو جائے گی۔

ترجمہ: اقتداء کی درستی کے لیے امام کی تعیین شرط نہیں ہے پس اگر کسی نے امام کی اقتداء کی اس کو زید سمجھ کر پھر وہ بکر نکلا تو اقتداء درست ہے مگر اس صورت میں اقتداء درست نہیں ہے کہ امام کو اس کے نام سے معین کیا پھر کوئی غیر نکلا مگر نام کے ساتھ تعیین میں اس وقت اقتداء درست ہو سکتی ہے جب امام کی جگہ درست بتائے مثلاً: یوں کہے کہ زید جو محراب میں کھڑا ہے یا اشارہ سے اس کو بتادے کہ یہ امام جو زید ہے۔

مسئلہ: 107:(كَنِيَّةِ تَعْيِينِ الْإِمَامِ فِي صِحَّةِ الِاقْتِدَاءِ) فَإِنَّهَا لَيْسَتْ بِشَرْطٍ؛ فَلَوْ ائْتَمَّ بِهِ يَظُنُّهُ زَيْدًا فَإِذَا هُوَ بَكْرٌ صَحَّ[1]
ترجمہ: اقتداء کی درستی کے لیے امام کی تعیین شرط نہیں ہے پس اگر کسی نے امام کی اقتداء کی اس کو زید سمجھ کر پھر وہ بکر نکلا تو اقتداء درست ہے۔

مسئلہ: 108:وَالْإِمَامُ يَنْوِي صَلَاتَهُ فَقَطْ) وَ (لَا) يُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ الِاقْتِدَاءِ نِيَّةُ (إمَامَةِ الْمُقْتَدِي) بَلْ لِنَيْلِ الثَّوَابِ عِنْدَ اقْتِدَاءِ أَحَدٍ بِهِ لَا قَبْلَهُ كَمَا بَحَثَهُ فِي الْأَشْبَاهِ (لَوْ أَمَّ رِجَالًا) فَلَا يَحْنَثُ فِي لَا يَؤُمُّ أَحَدًا مَا لَمْ يَنْوِ الْإِمَامَةَ (وَإِنْ أَمَّ نِسَاءً، فَإِنْ اقْتَدَتْ بِهِ) الْمَرْأَةُ (مُحَاذِيَةً لِرَجُلٍ فِي غَيْرِ صَلَاةِ جِنَازَةٍ، فَلَا بُدَّ) لِصِحَّةِ صَلَاتِهَا (مِنْ نِيَّةِ إمَامَتِهَا) لِئَلَّا يَلْزَمَ الْفَسَادُ بِالْمُحَاذَاةِ بِلَا الْتِزَامٍ (وَإِنْ لَمْ تَقْتَدِ مُحَاذِيَةً اُخْتُلِفَ فِيهِ) فَقِيلَ يُشْتَرَطُ وَقِيلَ لَا كَجِنَازَةٍ إجْمَاعًا،(قوله لصحة الاقتداء)اى بل يشترط نية امامة المقتدى لنيل الامام ثواب الجماعة(قوله كجنازة) فانه لايشترط لصحة اقتداء المرءاة فيها نية امامتهااجماعا[2]

ترجمہ: اور امام صرف اپنی نماز کی نیت کریگا اور اقتداء کی درستی کے لیے امام کو مقتدی کی امامت کی نیت کرنی شرط نہیں ہے بشرطیکہ امام مردوں کا ہو بلکہ ثواب حاصل کرنے کے لیے اقتداء کے وقت نیت شرط ہے نا کہ اس سے پہلے (كَمَا بَحَثَهُ فِي الْأَشْبَاه) لہٰذا وہ آدمی حانث نہیں ہوگا جو قسم کھائے کہ میں کسی کا امام نہیں بنوں گا جب تک وہ امامت کی نیت نہ کرے اور اگر کوئی عورتوں کا امام ہو اور اس کی اقتداء کوئی ایسی عورت کرے جو کسی مرد کے برابر کھڑی ہو اور نماز بھی جنازہ کے علاوہ ہو تو اس عورت کی نماز درست ہونے کے لیے اس کی امامت کی نیت ضروری ہوگی تاکہ عورت کی برابری کی وجہ سے نماز کی خرابی بلاالتزام لازم نہ آئے اور اگر عورت نے مرد کے محاذی ہو کر اقتداء نہ کی تو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ اقتداء کی صحت

---

[1] محولہ بالہ

[2] ابن عابدین شامی ص128ج2

مسئلہ :110: اگر کسی شخص کی ایک دن میں کئی نمازیں قضا ہو جائیں۔ اور وہ قضا نمازیں ادا کرنا چاہے تو نیت میں وقت کی تعیین ضروری ہے۔ مثلاً کہے کہ آج صبح کی قضا نماز ادا کر رہا ہوں یا آج ظہر کی قضا نماز ادا کر رہا ہوں۔ اگر کہے کہ قضا نماز ادا کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ وقت کی تعیین نہ کرے تو نیت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ 111: مطلب یہ کہ وقت کی تعیین نیت میں ضروری ہے اور اگر نمازیں گذشتہ دنوں کی قضا ہو چکی ہوں مثلاً ہفتہ، اتوار، سوموار کی قضا نمازیں منگل کے روز کوئی ادا کر رہا ہے تو وقت کے ساتھ دن کی تعیین بھی ضروری ہے۔ نیت باندھتے وقت یوں کہنا چاہیے کہ بروزِ ہفتہ کی فجر کی قضا نماز ادا کر رہا ہوں۔ جو کہ میرے ذمے باقی ہے یا مثلاً چار رکعت نماز بروزِ ہفتہ ظہر کے وقت کی اب پڑھ رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ مدعا یہ ہے کہ وقت کے ساتھ دن بھی یاد کرے گا۔ اگر مہینوں یا کئی سالوں کی نمازیں قضا ہو چکی ہوں تو مہینہ اور سال بھی ساتھ یاد کرے گا۔ مثلاً فلاں سال فلاں مہینے کے فلاں دن کے وقت عشاء کی تین رکعت نماز وتر قضا پڑھ رہا ہوں اور اگر کسی کو تاریخ یا مہینہ یاد نہ ہو تو نیت میں صرف اس قدر کہے کہ فجر کی قضا نمازوں میں سے سب سے پہلی فجر کی قضا نماز پڑھ رہا ہوں جو کہ میرے ذمے واجب الادا ہے۔ اسی طرح جس وقت کی نماز کی ادائیگی مطلوب ہو تو ایسا کہے۔ علی ہذا القیاس۔ غرض یہ ہے کہ قضا نمازوں میں سے پہلی قضا نماز ادا کر رہا ہوں کہا کرے اور اگر کوئی پہلی قضا نہ کہے بلکہ آخری وقت یاد کرے مثلاً یوں کہے کہ آخری عشاء کی قضا نماز ادا کر رہا ہوں۔ تو یہ نیت بھی صحیح ہے۔ اس لیے کہ مطلب ایک ہی ہے۔

کے لیے امامت کی نیت شرط ہے اور بعض نے کہا ہے کہ شرط نہیں ہے جیسے جنازے میں بالاتفاق شرط نہیں ہے۔

مسئلہ :109: والامام ینوی ما ینوی المنفرد ولا یحتاج الی نیۃ الامامۃ حتی لو نوی ان لا یوم فلانا فجاءفلان واقتدی بہ جاز ھکذافی فتاوی قاضی خان [1]

ترجمہ: اور امام بھی ویسی ہی نیت کرے گا جیسی نیت منفرد کرتا ہے اور اس کے لیے امامت کی نیت کی ضرورت نہیں ہے یہاں تک کہ اگر امام نیت کر لے کہ وہ فلاں کی امامت نہیں کرتا ہے پھر وہی شخص آکر اس کی اقتداء کر لے تو جائز ہے (ھکذافی فتاوی قاضی خان)

مسئلہ :110: ولو کان الفوائت کثیرۃ فاشتغل بالقضاء یحتاج الی تعین الظھر والعصر ونحوھما لان بینۃ قضا ء الفائتۃ لایتعین البعض وینوی ایضا ظھر یوم کذا وعصر یوم کذا لان عند اجتماع الظھرین فی الذمۃ لایتعین احداھا [2]

ترجمہ: اور اگر فوت شدہ نمازیں زیادہ ہوں اور ان کو ادا کرنا چاہے تو ظہر اور عصر وغیرہ متعین کرنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ فوت شدہ نماز صرف قضاء کی نیت سے متعین نہیں ہوتی اسی طرح یہ نیت بھی کرے گا کہ فلاں دن کی ظہر یا عصر کی نماز پڑھتا ہوں اس لیے کہ ذمہ میں اگر ظہر کی دو نمازیں جمع ہو جائیں تو تعین کیے بغیر ان میں سے کوئی ایک متعین نہیں ہوتی۔

---

[1] ہندیہ ص73 ج1

[2] قاضی خان ص41 ج1 حافظ کتب خانہ کوئٹہ

مطلب یہ ہے کہ قضا نمازیں اگر آخری تاریخ اور وقت سے شمار کی جائیں تو اس صورت میں جو پہلی قضا نماز ہے وہ آخری شمار ہو گی۔ مطلب یہ کہ قضا کی نیت میں وقت اور تاریخ معین کرنا ضروری ہے یا کم از کم پہلی قضا نماز یا آخری قضا نماز کہنا ضروری ہے لیکن اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ صرف وقت کی تعیین کافی ہے لیکن معتمد بہ قول وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے وہی احتیاط پر مبنی ہے۔

مسئلہ:111: (وَلَا بُدَّ مِنْ التَّعْيِينِ عِنْدَ النِّيَّةِ) فَلَوْ جَهِلَ الْفَرْضِيَّةَ لَمْ يَجُزْ؛ وَلَوْ عَلِمَ وَلَمْ يُمَيِّزْ الْفَرْضَ مِنْ غَيْرِهِ، إنْ نَوَى الْفَرْضَ فِي الْكُلِّ جَازَ، وَكَذَا لَوْ أَمَّ غَيْرَهُ فِيمَا لَا سُنَّةَ قَبْلَهَا (لِفَرْضٍ) أَنَّهُ ظُهْرٌ أَوْ عَصْرٌ قَرَنَهُ بِالْيَوْمِ أَوْ الْوَقْتِ أَوْ لاهُوَ الْأَصَحُّ (وَلَوْ) الْفَرْضُ (قَضَاءً) لَكِنَّهُ يُعَيِّنُ ظُهْرَ يَوْمِ كَذَا عَلَى الْمُعْتَمَدِ، وَالْأَسْهَلُ نِيَّةُ أَوَّلِ ظُهْرٍ عَلَيْهِ أَوْ آخِرِ ظُهْرٍ. (قَوْلُهُ لَكِنَّهُ يُعَيِّنُ إلَخْ) أَيْ يُعَيِّنَ الصَّلَاةَ وَيَوْمَهَا أَشْبَاهٌ، وَهَذَا عِنْدَ وُجُودِ الْمُزَاحِمِ، أَمَّا عِنْدَ عَدَمِهِ فَلَا[1]

ترجمہ: اور نیت کے وقت فرض کو متعین کر لینا ضروری ہے پس اگر کوئی نماز کے فرض ہونے سے لاعلم ہو گا تو اس کی نماز جائز نہ ہو گی اگرچہ اسے نماز کا علم ہو مگر فرض کو غیر فرض سے جدا نہ کر سکا ہو لہذا اس نے اگر سب نمازوں میں فرض کی نیت کی تو جائز ہے (بقدر فرض کے فرض ہو گی اور باقی نفل) اور اسی طرح نماز جائز ہے اگر اس نے غیر کی امامت کی نیت کی اس نماز میں جس سے پہلے سنت نہیں ہے (لِفَرْضٍ) یعنی فرض نماز کو اس طور پر متعین کرنا ضروری ہے کہ وہ ظہر کی ہے یا عصر کی ہے وقت اور دن کو ملائے یا نہ ملائے صحیح تر قول یہی ہے اور فرض کو متعین کرنا ضروری ہے اگرچہ فرض قضا ہو لیکن قضا پڑھنے والا معتمد قول کے مطابق دن کا بھی تعین کرے گا۔ اور بہت سی قضا نمازوں کی صورت میں تعیین نیت کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ ظہر کی پہلی نماز کی نیت کرے یا آخری کی نیت کرے جو اس پر واجب ہے۔ (قَوْلُهُ لَكِنَّهُ يُعَيِّنُ إلَخْ) یعنی نماز اور اس کے دن کو متعین کرے گا مشتبہ ہو نے کی صورت میں اگر اس کا کوئی مزاحم موجود ہو و گرنہ بصورت دیگر تعیین ضروری نہیں ہے

---

[1] ابن عابدین ص117ج2

مبحث ہشتم: قبلہ رو ہونے کا بیان :

مسئلہ: 112: نماز میں چھٹی شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے اگر کوئی شخص کسی ایسے مقام پر ہو کہ اُسے سمت قبلہ کا پتہ نہ لگے اور کوئی دوسرا بھی نہ ہو کہ اُس سے پوچھ لے۔ تو حکم یہ ہے کہ غور و فکر سے کام لے۔ جس طرف اُسے قبلہ ہونے کا غالب گمان ہو۔ اُس طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر نماز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے تو کوئی حرج نہیں اُس کی نماز ہو چکی ہے لیکن اگر نماز پڑھتے ہوئے اُسے معلوم ہو جائے یا غالب گمان ہو جائے کہ قبلہ دوسری طرف کو ہے تو چاہیے کہ نماز پڑھتے ہوئے مڑ کر منہ اُس طرف کر لے اور اگر اُس طرف کو نہ مڑے اور بیچ میں تین بار سبحان اللہ پڑھنے کی مقدار وقفہ گذر جائے تو اسکی نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: 113: فرض کیجئے کہ ایک شخص جنگل میں غور و فکر کرنے کے بعد شمال کی طرف رُخ کر کے نماز کی نیت باندھ لیتا ہے اور پھر دوسری رکعت میں اُسے غالب گمان ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے اور مشرق کو مڑے اور تیسری رکعت میں جنوب کو اور چوتھی رکعت میں مغرب کو مڑے۔ یعنی ایک ایک رکعت ہر طرف منہ کر کے پڑھے تو بھی نماز ادا ہو گئی۔

مسئلہ: 112:(وَ) السَّادِسُ (اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ) حَقِيقَةً أَوْ حُكْمًا كَعَاجِزٍ، وَالشَّرْطُ حُصُولُهُ لَا طَلَبُهُ، وَهُوَ شَرْطٌ زَائِدٌ لِلِابْتِلَاءِ يَسْقُطُ لِلْعَجْزِ، حَتَّى لَوْ سَجَدَ لِلْكَعْبَةِ نَفْسِهَا كَفَر------(وَيَتَحَرَّى) هُوَ بَذْلُ الْمَجْهُودِ لِنَيْلِ الْمَقْصُودِ (عَاجِزٌ عَنْ مَعْرِفَةِ الْقِبْلَةِ) بِمَا مَرَّ (فَإِنْ ظَهَرَ خَطَؤُهُ لَمْ يُعِدْ) لِمَا مَرَّ (وَإِنْ عَلِمَ بِهِ فِي صَلَاتِهِ أَوْ تَحَوَّلَ رَأْيُهُ) وَلَوْ فِي سُجُودِ سَهْوٍ (اسْتَدَارَ وَبَنَى) حَتَّى لَوْ صَلَّى كُلَّ رَكْعَةٍ لِجِهَةٍ جَازَ وَلَوْ بِمَكَّةَ أَوْ مَسْجِدٍ مُظْلِمٍ، وَلَا يَلْزَمُهُ قَرْعُ أَبْوَابٍ ومس جدران ---- وَأَمَّا إذَا تَحَوَّلَ رَأْيُهُ فَلِأَنَّ الِاجْتِهَادَ الْمُتَجَدِّدَ لَا يَنْسَخُ حُكْمَ مَا قَبْلَهُ فِي حَقِّ مَا مَضَى شَرْحُ الْمُنْيَةِ، وَيَنْبَغِي لُزُومُ الِاسْتِدَارَةِ عَلَى الْفَوْرِ، حَتَّى لَوْ مَكَثَ قَدْرَ رُكْنٍ فَسَدَتْ[1]

ترجمہ: اور نماز کی چھٹی شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے خواہ حقیقت میں ہو یا حکما جیسے عاجز اور شرط قبلہ رخ ہونا ہے نہ کہ اس کا طلب کرنا اور قبلہ رخ ہونا ایک زائد شرط ہے بندوں کے امتحان کے لئے جو کہ عاجزی کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اگر عین کعبہ کو سجدہ کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔۔۔اور تحری (مقصود کو حاصل کرنے کے لئے کوشش) کرے گا وہ آدمی جو قبلہ معلوم کرنے سے عاجز ہو بذریعہ ان چیزوں کے جن کا ذکر ہو چکا پس اگر نماز کے بعد تحری میں خطاء ظاہر ہوئی تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اس وجہ سے جو کہ گزر چکی ہے (عبادت بقدرِ طاقت ہوتی ہے) اور اگر اسے اپنی خطاء نماز کے اندر معلوم ہوئی یا اس کی رائے بدل گئی اگرچہ سہو کے سجدوں میں بدلی ہو تو اسی وقت پھر جائے اور بنا کرے حتی کہ اگر ہر رکعت الگ الگ جہت پر ادا کی تو اس کی نماز درست ہو گئی اگرچہ نمازی مکہ میں ہو یا کسی تاریک مسجد میں ہو اور قبلہ معلوم کرنے کے لئے دروازوں پر دستک دینا اور دیواروں کو ٹٹولنا لازم نہیں ہے۔۔اور جب اس کی رائے تبدیل ہو گئی تو اس کا یہ نیا اجتہاد اس سے پہلے ادا شدہ کے حق میں ناسخ نہیں ہے اور اس کے لئے فوری طور پر پھرنا لازم ہے حتی کہ اگر وہ ایک رکن کے بقدر ٹھہرا رہا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔

---

[1] ابن عابدین ص133ج2

مسئلہ: 114: اگر کوئی ایسی جگہ پر ہو جہاں سمت قبلہ کا پتہ نہ لگے اور کوئی دوسرا آدمی وہاں موجود ہو کہ اُس سے وہ قبلہ کی سمت پوچھ سکے اور یہ اُس سے نہ پوچھے بلکہ خود ہی تحری (غور و فکر) کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ قبلہ بھی اُسی جانب کو تھا تو نماز ہو گئی۔ دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکے اور کوئی موجود بھی نہ ہو کہ اُس سے پوچھ لے اور بغیر تحری کیئے نماز ادا کرلے تو نماز نہیں ہوتی۔ البتہ نماز کے بعد اگر معلوم ہو جائے کہ قبلہ بھی اُسی طرف کو ہے جس طرف منہ کر کے اُس نے نماز ادا کی تھی تو نماز ہو چکی ہے۔
مسئلہ: 115: اگر کسی شخص نے قبلہ رو ہو کر نماز ادا کی لیکن نیت میں یہ الفاظ نہ کہے کہ منہ کرتا ہوں قبلہ کی طرف تو کوئی حرج نہیں اُس کی نماز ہو چکی ہے۔ مستحب قول یہ ہے کہ قبلے کی نیت ضروری نہیں ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضروری ہے۔

مسئلہ: 113:(وَيَتَحَرَّى) هُوَ بَذْلُ الْمَجْهُودِ لِنَيْلِ الْمَقْصُودِ (عَاجِزٌ عَنْ مَعْرِفَةِ الْقِبْلَةِ) بِمَا مَرَّ (فَإِنْ ظَهَرَ خَطَؤُهُ لَمْ يُعِدْ) لِمَا مَرَّ (وَإِنْ عَلِمَ بِهِ فِي صَلَاتِهِ أَوْ تَحَوَّلَ رَأْيُهُ) وَلَوْ فِي سُجُودِ سَهْوٍ (اسْتَدَارَ وَبَنَى) حَتَّى لَوْ صَلَّى كُلَّ رَكْعَةٍ لِجِهَةٍ جَازَ [1]

ترجمہ: اور تحری (مقصود کو پانے کی کوشش) کرے گا وہ آدمی جو قبلہ معلوم کرنے سے عاجز ہو بذریعہ ان چیزوں کے جن کا ذکر ہو چکا پس اگر نماز کے بعد تحری میں خطاء ظاہر ہوئی تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اس وجہ سے جو کہ گزر چکی ہے (عبادت بقدرِ طاقت ہوتی ہے) اور اگر اسے اپنی خطاء نماز کے اندر معلوم ہوئی یا اس کی رائے بدل گئی اگرچہ سہو کے سجدوں میں بدلی ہو تو اسی وقت پھر جائے اور بنا کرے حتی کہ اگر ہر رکعت الگ الگ جہت پر ادا کی تو اس کی نماز درست ہو گئی۔

مسئلہ: 114:وان كان بحضرته من يساله عنها فلم يساله وتحرى وصلى فان اصاب القبلة جاز والا فلا كذا فى منية المصلى وهذا فى شرح الطحاوى [2]

ترجمہ: اور اگر ایسا شخص موجود ہو جس سے وہ قبلہ کے بارے میں پوچھ سکے مگر اس سے پوچھے بغیر تحری کر کے وہ نماز پڑھ لے تو اگر وہ قبلہ کی درست سمت کو پہنچ چکا ہو تو اس کی نماز ہو گئی ورنہ نہیں ۔(كذا فى منية المصلى وهذا فى شرح الطحاوى)

اور درمختار میں ہے
(وَإِنْ شَرَعَ بِلَا تَحَرٍّ لَمْ يَجُزْ وَإِنْ أَصَابَ) لِتَرْكِهِ فَرْضَ التَّحَرِّي إلَّا إذَا عَلِمَ إصَابَتَهُ بَعْدَ فَرَاغِهِ فَلَا يُعِيدُ اتِّفَاقًا، [3]
اور اگر اس نے تحری کیے بغیر نماز شروع کی تو اس کی نماز نہیں ہوئی اگرچہ اس نے درست سمت میں نماز پڑھی ہو اس لیے کہ تحری جو فرض تھی وہ اس کا تارک ہے مگر نماز سے فراغت کے بعد اگر اسے معلوم ہو کہ اس نے درست سمت نماز ادا کی ہے تو بالاتفاق اس نماز کا اعادہ نہیں کرے گا

---

[1] ایضا ص143ج2
[2] ہندیہ ص71ج1
[3] درمختار ص147ج2

مسئلہ: 115:(وَنِيَّةُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ مُطْلَقًا) عَلَى الرَّاجِحِ،(قَوْلُهُ مُطْلَقًا) أَيْ لِلْقَرِيبِ الْمُشَاهَدِ وَغَيْرِهِ لِأَنَّ إصَابَةَ الْجِهَةِ تَحْصُلُ بِلَا نِيَّةِ الْعَيْنِ وَهِيَ شَرْطٌ، فَلَا يُشْتَرَطُ لَهَا النِّيَّةُ كَبَاقِي الشَّرَائِطِ[1]

ترجمہ :اور قبلہ کی طرف منہ کرنے کی نیت کسی بھی حال میں شرط نہیں ہے راجح قول کے مطابق،(قَوْلُهُ مُطْلَقًا) **یعنی** نمازی خواہ کعبہ کے قریب ہو یا دور اس لیے کہ جہت کی درستی شرط ہے اور وہ قبلہ کی نیت کے بغیر حاصل ہو جاتی ہے لہذا قبلہ کی نیت شرط نہیں ہے دیگر شرائط کی طرح۔

---

[1] شامی ص129ج2

مبحث نہم: نماز کا مستحب طریقہ:

116: نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے۔ پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر کانوں تک لے جائے۔ اور انگوٹھے دونوں کانوں کے نچلے کناروں سے لگائے اور ساتھ ہی اللہ اکبر کہے۔ اور اس تکبیر کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔ اس طرح کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چنگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لے۔ اور باقی تین انگلیاں کلائی کے اوپر آجائیں۔ پھر ثنا یعنی سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالی جدک ولا الہ غیرک کے بعد تعوذ وتسمیہ پڑھے۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اور ساتھ کوئی سورت پڑھے۔ یا کم سے کم تین آیتیں پڑھے۔

116:(وإذا أراد الشروع في الصلاة كبر) لو قادرا (للافتتاح) أي قال وجوبا الله أكبر ولا يصير شارعا بالمبتدأ فقط كالله، ولا بأكبر فقط هو المختار، فلو قال: الله مع الامام وأكبر قبله، أو أدرك الامام راكعا فقال: لله قائما وأكبر راكعا، لم يصح في الاصح، كما لو فرغ من الله قبل الامام، ولو ذكر الاسم بلا صفة صح عند الامام خلافا لمحمد (بالحذف) إذ مد إحدى الهمزتين مفسد،وتعمده كفر، وكذا الباء في الاصح.ويشترط كونه (قائما) فلو وجد الامام راكعا فكبر منحنيا، إن إلى القيام أقرب صح ولغت نية تكبيرة الركوع.فروع كبر غير عالم بتكبير إمامه، إن أكبر رأيه أنه كبر قبله لم يجز وإلا جاز.محيط، ولو أراد بتكبيره التعجب أو متابعة المؤذن لم يصر شارعا، ويجزم الراء لقوله (ص) الاذان جزم، والاقامة جزم، والتكبير جزم منح، ومر في الاذان (و) إنما (يصير شارعا بالنية عند التكبير لا به) وحده ولا بها وحدها بل بهما (ولا يلزم العاجز عن النطق) كأخرس وأمي (تحريك لسانه) وكذا في حق القراءة هو الصحيح لتعذر الواجب، فلا يلزم غيره إلا بدليل فتكفي النية، لكن ينبغي أن يشترط فيها القيام وعدم تقديمها لقيامها مقام التحريمة، ولم أره ثم في الاشباه في قاعدة التابع تابع، فالمفتي به لزومه في تكبيرة وتلبية لا قراءة (ورفع يديه) قبل التكبير، وقيل معه (ماسا بإبهاميه شحمتي أذنيه) هو المراد بالمحاذاة لانها لا تتيقن إلا بذلك، ويستقبل بكفيه القبلة، وقيل خديه (والمرأة) ولو أمة كما في البحر، لكن في النهر عن السراج أنها هنا كالرجل وفي غيره كالحرة (ترفع) بحيث يكون رؤوس أصابعها (حذاء منكبيها) وقيل ---(ووضع) الرجل (يمينه على يساره تحت سرته آخذا رسغها بخنصره وإبهامه) وهو المختار وتضع المرأة والخنثى الكف على الكف تحت ثديها (كما فرغ من التكبير) بلا إرسال في الاصح (وهو سنة قيام) ظاهره أن القاعد لا يضع ولم أره. ثم رأيت في مجمع الانهر: المراد من القيام ما هو الاعم، لان القاعد يفعل كذلك (له قرار فيه ذكر مسنون فيضع حالة الثناء، وفي القنوت وتكبيرات الجنازة لا) يسن (في قيام بين ركوع وسجود) لعدم القرار (و) لا بين (تكبيرات العيد) لعدم الذكر ما لم يطل القيام فيضع.سراجية (وقرأ) كما كبر (سبحانك اللهم تاركا) وجل ثناؤك إلا في الجنازة (مقتصرا عليه) فلا يضم وجهت وجهي إلا في النافلة، ولا تفسد بقوله.(وأنا أول المسلمين).(الانعام: (14) في الاصح (إلا إذا) شرع الامام في القراءة، سواء (كان مسبوقا) أو مدركا (و) سواء كان (إمامه يجهر بالقراءة) أو لا (فإنه) (لا يأتي به) لما في النهر عن الصغرى: أدرك الامام في القيام يثني ما لم يبدأ بالقراءة، وقيل في المخافتة: يثني، ولو أدركه راكعا أو ساجدا، إن أكبررأيه أنه يدركه أتى به (و) كما استفتح (نعوذ) بلفظ أعوذ على المذهب (سرا) قيد للاستفتاح أيضا، فهو كالتنازع (للقراءة) فلو تذكره بعد الفاتحة تركه، ولو قبل إكمالها تعوذ، وينبغي أن يستأنفها، ذكره الحلبي: ولا يتعوذ التلميذ إذا قرأ على أستاذه.ذخيرة: أي لا يسن، فليحفظ (فيأتي به المسبوق عند قيامه لقضاء ما فاته) لقراءته (لا المقتدي) لعدمها (ويؤخر) الامام التعوذ (عن تكبيرات العيد) لقراءته بعدها (و) كما تعوذ (سمى) غير المؤتم بلفظ البسملة، لا مطلق الذكر كما(سرا في) أول (كل ركعة) ولو جهرية (لا) تسن (بين الفاتحة والسورة مطلقا) ولو سرية، ولا تكره اتفاقا، وما صححه الزاهدي من وجوبها ضعفه في البحر (وهي آية) واحدة (من القرآن) كله (أنزلت للفصل بين السور) فما في النمل بعض آية إجماعا (وليست من الفاتحة ولا من كل سورة) في الاصح، فتحرم على الجنب (ولم تجز الصلاة بها) احتياطا (ولم يكفر جاحدها لشبهة) اختلاف مالك (فيها، و) كما سمى (قرأالمصلي لو إماما أو منفردا الفاتحة، و) قرأ بعدها وجوبا (سورة أو ثلاث آيات) ولو كانت الآيةأو الآيتان تعدل ثلاث آيات قصار انتفت كراهة التحريم.ذكره الحلبي.ولا تنتفي التنزيهية إلا بالمسنون (وأمن) بمد وقصر وإمالة، ولا تفسد

....

مد مع تشديد أو حذف ياء بل بقصر مع أحدهما أو بمد معها، وهذا مما تفردت بتحريره(الامام سرا كمأموم ومنفرد) ولو في السرية[1]

ترجمہ: اور جب نمازی نماز شروع کرنا چاہے تو نماز کو شروع کرنے کے لئے تکبیر کہے اگر کہنے پر قادر ہو یعنی بطورِ وجوب اللہ اکبر کہے اور نماز کا شروع کرنے والا نہ ہو گا صرف مبتداء کہنے سے مثلاً صرف اللہ کہے اور خبر کچھ نہ کہے اور صرف اکبر کہنے سے بھی شروع کرنے والا نہ ہو گا یہی قول مختار ہے پس اگر مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا اور لفظ اکبر امام کے فارغ ہونے سے پہلے کہہ دیا یا مقتدی نے امام کو رکوع میں پا کر قیام کی حالت میں اللہ کہا اور حالتِ رکوع میں اکبر کہا تو مذکورہ دونوں صورتوں میں صحیح تر قول کے مطابق اس کی اقتداء درست نہ ہو گی جیسے اقتداء صحیح نہیں ہے اس مقتدی کی جو امام کے شروع کرنے سے پہلے لفظِ اللہ کہے اور اگر صرف اسمِ ذات کو بغیر صفت کے ذکر کیا تو امام کے نزدیک صحیح ہے بر خلاف امام محمد کے، اللہ اکبر کو وجو باد ونوں ہمزوں کے حذف کرنے کے ساتھ کہے اس لئے کہ ان ہمزوں میں سے ایک کو بھی مد کے ساتھ پڑھنا مفسدِ نماز ہے اور جان کر ان میں مد کرنا کفر ہے اور اسی طرح، ب، کا بڑھانا لفظِ اکبر میں صحیح تر قول کے مطابق، اور اللہ اکبر کو کھڑے ہو کر کہنا شرط ہے پس اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھک کر تکبیر کہی تو یہ تکبیرا گر قیام کے قریب ہو گی تو نماز کو شروع کرنا صحیح ہو گا اور تکبیرِ رکوع کی نیت لغو ہو گی. مقتدی نے اللہ اکبر کہا اور اسے علم نہیں ہے کہ امام تکبیر کہہ چکا ہے یا نہیں تو اس کی غالب رائے اگر یہ ہو کہ اس نے امام سے پہلے تکبیر کہی ہے تو اس کی اقتداء درست نہ ہو گی ورنہ جائز ہو گی(محیط،) اور اگر نمازی نے تعجب یا مؤذن کا جواب دینے کے ارادے سے تکبیر کہی تو اس سے وہ نماز شروع کرنے والا تصور نہ ہو گا۔ اور اکبر کی، ر، کو مجزوم کرے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اذان جزم ہے، اقامت جزم ہے اور تکبیر جزم ہے(منح، ومر في الاذان) **اصل بات یہ ہے** کہ نمازی تکبیر کہتے وقت نیت کرنے سے نماز شروع کرنے والا ہوتا ہے نہ صرف تکبیر کہنے سے اور نہ صرف نیت کرنے سے بلکہ دونوں سے۔ اور جو شخص بولنے سے عاجز ہو جیسے گونگا اور امی اس کو تکبیر کہنے کے لئے زبان کا ہلانا ضروری نہیں ہے اور اسی طرح صحیح قول کے مطابق قرأت کے لئے بھی زبان کا ہلانا ضروری نہیں ہے واجب کے دشوار ہونے کی وجہ سے لہذا واجب کا غیر بغیر کسی دلیل کے لازم نہ ہو گا لیکن مناسب یہی ہے کہ عاجز کی نیت میں قیام شرط ہو اور نماز سے پہلے نہ ہو اس لئے کہ نیت اس صورت میں قائم مقام تحریمہ کے ہے اور میں نے اس کو دیکھا نہیں ہے پھر الاشباہ میں اس قاعدے کے تحت کہ تابع تابع رہتا ہے درج ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ تکبیر اور تلبیہ کہتے وقت عاجز پر زبان کا ہلانا لازم ہے اور قرأت میں لازم نہیں ہے۔ اور اٹھائے اپنے دونوں ہاتھوں کو تکبیر کہنے سے پہلے اور بعض نے کہا ہے کہ تکبیر کے ساتھ ہی اٹھائے اس طور پر کہ دونوں انگوٹھوں کو دونوں کانوں کی لو کے ساتھ لگائے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو قبلہ رخ رکھے اور بعض نے کہا ہے کہ ان کا رخ رخساروں کی طرف رکھے۔ اور عورت اگر لونڈی ہو چنانچہ بحر میں ہے لیکن النہر میں سراج سے منقول ہے کہ لونڈی اس مقام میں مرد کی طرح ہے اور دیگر افعال میں آزاد عورت کی طرح ہے۔ عورت ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ اس کی انگلیوں کے سرے اس کے

---

[1] در مختار ص66

شانوں کے برابر ہو جائیں اور بعض نے کہا ہے کہ عورت ہاتھ اٹھانے میں مرد کی طرح ہے اور نماز کو تسبیح، تہلیل اور تحمید کے ساتھ شروع کرنا بھی صحیح ہے مگر مکروہ تحریمی ہے اور اسی طرح ان تمام تعظیمی کلمات کے ساتھ جو اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہیں اگر چہ مشترک ہوں مثلاً: رحیم اور کریم اصح قول کے مطابق، اور مخصوص کیا ہے شروع کو امام ابو یوسف نے لفظ اکبر اور کبیر کے ساتھ خواہ معرفہ ہو یا نکرہ اور خلاصہ میں کبار کو بھی تخفیف اور تشدید کے ساتھ بڑھایا ہے جیسا کہ نماز کو غیر عربی میں شروع کرنا صحیح ہے اور مرد اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے اس طریقے سے رکھے گا کہ خنصر اور ابہام سے کلائی کو پکڑے گا یہی مختار مذہب ہے اور عورت اور خنثی رکھیں گی ہتھیلی کو ہتھیلی پر پستان کے نیچے۔ تکبیر بلا ارسال سے فارغ ہوئے اور ہاتھوں کا باندھنا سنت ہے قیام کی اور اس کو سنتِ قیام قرار دینے سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بیٹھنے والا ہاتھ نہ باندھے حالانکہ میں نے اس کو دیکھا نہیں ہے پھر میں نے مجمع الانہر میں دیکھا کہ قیام سے مراد عام ہے اس لئے کہ بیٹھنے والا بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ ہاتھوں کا باندھنا اس قیام کی سنت ہے جس میں قرار ہو اور اس میں کوئی ذکر مشروع ہو لہذا ہاتھ باندھے ثناء کی حالت میں، قنوت پڑھتے ہوئے اور جنازے کی تکبیرات میں اور مسنون نہیں ہے ہاتھ باندھنا رکوع اور سجود کے درمیان کے قیام میں طوالت نہ ہونے کی وجہ سے اور عیدین کی تکبیرات کے درمیان میں بھی مسنون نہیں ہے ذکر نہ ہونے کی وجہ سے جب تک کہ قیام کو طول نہ دے اور اگر طول دے تو ہاتھ باندھ لے (سراجیة) اور تکبیر کہنے کے بعد سبحانک اللھم کہے مگر و جل ثناءک صرف جنازے میں کہے اس حال میں کہ صرف اسی ثناء پر اکتفاء کرنے والا ہو اس میں وجھت وجھی الخ نہ ملائے سوائے نفل نماز کے کہ اس میں اس کا ملانا جائز ہے اور صحیح تر قول کے مطابق وانا من المسلمین کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مگر جب امام قرأت کرنے لگے تو اس وقت مقتدی ثناء نہ پڑھے خواہ مقتدی مسبوق ہو یا مدرک اور برابر ہے کہ امام قرأت بلند آواز سے کر رہا ہو یا آہستہ ،اس لیے کہ نہر الفائق میں صغری سے منقول ہے کہ مقتدی نے امام کو قیام میں پایا تو ثناء پڑھے جب تک کہ امام نے قرأت شروع نہ کی ہو اور بعض نے کہا ہے کہ امام کے آہستہ پڑھنے کی صورت میں ثناء پڑھ لے اور اگر امام کو رکوع یا سجدہ کرتے ہوئے پایا تو اگر مقتدی کا غالب گمان ہو کہ ثناء پڑھ کر امام سے مل جائے گا تو ثناء پڑھ لے اور جب ثناء پڑھ چکے تو قوی مذہب کے مطابق لفظِ اعوذ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے۔ اعوذ آہستہ کہے شارح نے ثناء کے ساتھ بھی سراً کی قید لگائی ہے تو یہ لفظ مثل تنازعِ فعلین کے ہوا۔ اعوذ قرأت کے لئے پڑھے اس سے یہ نکلا کہ الحمد کے بعد اگر تعوذ کا نہ پڑھنا یاد آیا تو اس کو ترک کرے اور اگر اس کے پورا کرنے سے پہلے یاد آیا تو اعوذ پڑھ لے اور الحمد کو از سر نو پڑھنا زیادہ مناسب ہے(ذكره الحلبي) اور شاگرد جب اپنے استاد کے پاس سبق پڑھے تو تعوذ نہ پڑھے (ذخيرة:)یعنی تعوذ پڑھنا اس کے لئے مسنون نہیں ہے اس مسئلہ کو یاد رکھنا چاہئیے پس اعوذ پڑھے مسبوق جس وقت وہ اپنی باقی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو اس لیے کہ اس نے قرأت کرنی ہے اور مقتدی نہ پڑھے اس لیے کہ اس نے قرأت نہیں کرنی۔ اور امام تعوذ کو عید کی تکبیرات کے بعد کہے اس لیے کہ اس نے قرأت بعد میں کرنی ہے۔ اور غیر مقتدی تعوذ کی طرح اللہ کا نام لے لفظِ بسم اللہ کے ساتھ ،مطلقاً ذکر کافی نہیں ہے اور بسم اللہ کو ہر رکعت کے شروع میں آہستہ کہے اگر چہ رکعت جہری ہو۔ اور سورت اور فاتحہ کے درمیان تسمیہ پڑھنا کسی بھی حال میں مسنون نہیں ہے اگر چہ نماز سری

119:اس کے بعد تکبیر کہے اور رکوع میں جائے۔اور رکوع کی حالت میں کمر بالکل سیدھی ہو اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی گھٹنوں پر رکھے۔اس حالت میں تین یا پانچ بار سبحان ربی العظیم پڑھے پھر سمع اللہ لمن حمدہ پڑھتے ہوئے رکوع سے اٹھے اور ربنا لک الحمد پڑھے، اس کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ پھر سیدھا کھڑے ہونے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں اس طرح جائے کہ گھٹنے پکڑے ہوئے ہو اور حالت قومہ میں تکبیر اسطرح کہے کہ سجدے تک پہنچ کر ختم ہو جائے۔اور سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے لگائے۔ پھر دونوں ہاتھ پھر ناک اور پھر پیشانی۔دونوں ہاتھوں کے درمیان چہرہ اِس طریقے سے رکھے کہ انگوٹھے کانوں کے برابر آجائیں۔ اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں سیدھی ملی ہوئی قبلہ کی جانب ہوں۔ اور دونوں پاؤں کو انگلیوں کے بل کھڑے کر کے ان کی انگلیاں قبلہ کی جانب ہونی چاہیے اور کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں۔ بازو اور بغل ملے ہوئے نہ ہوں۔ دونوں ران پنڈلیوں اور پیٹ سے جدا ہوں۔ پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بیچ میں سے بکری کا چھوٹا بچہ گذر سکے۔ لیکن اگر کوئی صف میں شامل ہو تو اتنی کشادگی مناسب نہیں ہے جس سے دوسرے کو تکلیف ہو۔اور حالت سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے اُٹھ کر بیٹھ جائے۔اس بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ جلسے کا طریقہ یہ ہے کہ دایاں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں کو زمین پر بچھالے۔اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے۔اطمینان سے جلسہ کرنے کے بعد دوبارہ سجدہ کرے اور ساتھ ہی اللہ اکبر کہے۔یہ دوسرا سجدہ حسب سابق کرنے کے بعد دوسری رکعت پڑھنے کے لیے اُٹھے۔

ہو مگر اس مقام پر بسم اللہ پڑھنا مکروہ بھی نہیں ہے اس بات پر علماء کا اتفاق ہے اور زاہدی نے جو اس کے وجوب کی بات کی ہے بحر الرائق میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ بسم اللہ قرآن کی ایک آیت ہے جو سورتوں میں فصل کے لیے نازل ہوئی ہے البتہ سورہ نمل میں جو بسم اللہ ہے وہ بالاتفاق آیت کا ٹکڑا ہے اور بسم اللہ الحمد کا جزء نہیں ہے اور نہیں کسی اور سورت کا جزء ہے صحیح تر قول میں پس بسم اللہ کہنا جنبی کے لیے حرام ہے اور احتیاط کی بنا پر صرف بسم اللہ سے نماز جائز نہیں ہے اور بسم اللہ کا منکر کافر نہیں ہے اس لیے کہ اس میں امام مالک کے اختلاف کا شبہ ہے۔ نمازی اگر امام یا منفرد ہو تو بسم اللہ پڑھتے ہی سورہ فاتحہ پڑھ لے اور الحمد پڑھنے کے بعد بطور وجوب کوئی سورت یا تین آیات پڑھ لے اور تین آیات کے برابر ایک یا دو آیات پڑھنے سے کراہتِ تحریمی زائل ہو جاتی ہے جبکہ کراہتِ تنزیہی صرف مسنون قرأت سے زائل ہوتی ہے۔اور آمین کہے مد کے ساتھ، قصر کے ساتھ اور امالہ کے ساتھ۔اور نماز فاسد نہیں ہوتی مد اور میم پر تشدید پڑھنے سے یا، ی، کو حذف کرنے سے بلکہ فاسد ہوتی ہے تشدید یا حذف کے ساتھ قصر پڑھنے سے اور دونوں کے ساتھ مد کرنے سے، یہ وہ تحریر ہے جس میں، میں تنہا ہوں۔اور امام مقتدی اور منفرد کی طرح آمین آہستہ کہے اگرچہ سری نماز ہو۔

119:(ثم) كما فرغ (يكبر) مع الانحطاط (للركوع).ولا يكره وصل القراءة بتكبيره، ولو بقي حرف أو كلمة فأتمه حال الانحناءلا بأس به عند البعض.منية المصلي (ويضع يديه) معتمدا بهما (على ركبتيه ويفرج أصابعه) للتمكن، ويسن أن يصلق كعبيه وينصب ساقيه (ويبسط ظهره) ويسوي ظهره بعجزه (غير رافع ولا منكس رأسه وسبح فيه) وأقله (ثلاثا) فلو تركه أو نقصه كره تنزيها،وكره تحريما إطالة ركوع أو قراءة لادراك الجائي: أي إن عرفه وإلا فلا بأس به، ولو أراد التقرب إلى الله تعالى لم يكره اتفاقا، لكنه نادر وتسمى مسألة الرياء، فينبغي التحرز عنها.(و) اعلم أنه مما يبتني على لزوم المتابعة في الاركان أنه (لو رفع الامام رأسه) من الركوع أو السجود (قبل أن يتم المأموم

....

التسبيحات) الثلاث (وجب متابعته) وكذا عكسه فيعود ولا يصير ذلك ركوعين (بخلاف سلامه) أو قيامه لثالثة (قبل تمام المؤتم التشهد) فإنه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه، ولو لم يتم جاز، ولو سلم والمؤتم في أدعية التشهد تابعه لانها سنة والناس عنه غافلون (ثم يرفع رأسه من ركوعه مسمعا) في الولوالجية: لو أبدل النون لاما تفسد، وهل يقف بجزم أو تحريك؟ قولان (ويكتفي به الامام) وقالا: يضم التحميد سرا (و) يكتفي (بالتحميد المؤتم) وأفضله: اللهم ربنا ولك الحمد، ثم حذف الواو، ثم حذف اللهم فقط (ويجمع بينهما لو منفردا) على المعتمد يسمع رافعا ويحمد مستويا (ويقوم مستويا) لما مر من أنه سنة أو واجب أو فرض (ثم يكبر) مع الخرور (ويسجد واضعا ركبتيه) أولا لقربهما من الارض (ثم يديه) إلا لعذر (ثم وجهه) مقدما أنفه لما مر (بين كفيه) اعتبارا لآخر الركعة بأولها ضاما أصابع يديه لتتوجه للقبلة (ويعكس نهوضه وسجد بأنفه) أي على ما صلب منه (وجبهته) حدها طولا من الصدغ إلى الصدغ، وعرضا من أسفل الحاجبين إلى القحف ووضع أكثرها واجب، وقيل فرض كبعضها وإن قل. (وكره اقتصاره) في السجود (على أحدهما) ومنعا الاكتفاء بالانف بلا عذر وإليه صح رجوعه وعليه الفتوى كما حررناه في شرح الملتقى وفيه يفترض وضع أصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة وإلا لم تجز، والناس عنه غافلون (كما يكره تنزيها بكور عمامته) إلا بعذر (وإن صح) عندنا بشرط كونه على جبهته) كلها أو بعضها كما مر (أما إذا كان) الكور (على رأسه فقط وسجد عليه مقتصرا) أي ولم تصب الارض جبهته ولا أنفه على القول به (لا) يصح لعدم السجود على محله، وبشرط طهارة المكان، وأن يجد حجم الارض والناس عنه غافلون (ولو سجد على كمه أو فاضل ثوبه صح لو المكان) المبسوط عليه ذلك (طاهرا) وإلا لا، ما لم يعد سجوده على طاهر، فيصح اتفاقا، وكذا حكم كل متصل ولو بعضه ككفه في الاصح وفخذه لو بعذر، لا ركبته، لكن صحح الحلبي أنها كفخذه (وكره) بسط ذلك (إن لم يكن ثمة تراب أو حصاة) أو حر أو برد، لانه ترفع (وإلا) يكن ترفعا، فإذا لم يخف أذى (لا) بأس به فيكره تنزيها، وإن خافه كان مباحا. وفي الزيلعي: إن لدفع تراب عن وجهه كره، وعن عمامته لا، وصحح الحلبي عدم كراهة بسط الخرقة ولو بسط القباء جعل كتفه تحت قدميه وسجد على ذيله لانه أقرب للتواضع (وإن سجد للزحام على ظهر) هل هو قيد احترازي لم أره (مصل صلاته) التي هو فيها (جاز) للضرورة (وإن لم يصلها) بل صلى غيرها، أو لم يصل أصلا أو كان فرجة (لا) يصح، وشرط في الكفاية كون ركبتي الساجد على الارض وشرط في المجتبى سجود المسجود عليه على الارض، فالشروط خمسة، لكن نقل القهستاني الجواز ولو الثاني على ظهر الثالث وعلى ظهر غير المصلي، بل على ظهر كل مأكول بل على غير الظهر كالفخذين للعذر (ولو كان موضع سجوده أرفع من موضع القدمين بمقدار لبنتين منصوبتين جاز) سجوده (وإن أكثر لا) إلا لزحمة كما مر، والمراد لبنة بخارى، وهي ربع ذراع عرض ستة أصابع، فمقدار ارتفاعهما نصف ذراع ثنتا عشرة أصبعا، ذكره الحلبي (ويظهر عضديه) في غير زحمة (ويباعد بطنه عن فخذيه) ليظهر كل عضو بنفسه، بخلاف الصفوف، فإن المقصود اتحادهم حتى كأنهم جسد واحد (ويستقبل بأطراف أصابع رجليه القبلة، ويكره إن لم يفعل) ذلك، كما يكره لو وضع قدما ورفع أخرى بلا عذر (ويسبح فيه ثلاثا) كما مر (والمرأة تنخفض) فلا تبدي عضديها (وتلصق بطنها بفخذيها) لانه أستر، وحررنا في الخزائن أنها تخالف الرجل في خمسة وعشرين (ثم يرفع رأسه مكبرا ويكفي فيه) مع الكراهة (أدنى ما يطلق عليه اسم الرفع) كما صححه في المحيط لتعلق الركنية بالادنى كسائر الاركان، بل لو سجد على لوح فنزع فسجد بلا رفع أصلا صح، وصحح في الهداية أنه إن كان إلى القعود أقرب صح وإلا لا، ورجحه في النهر والشرنبلالية، ثم السجدة الصلاتية تتم بالرفع عند محمد وعليه الفتوى كالتلاوية اتفاقا مجمع (ويجلس بين السجدتين مطمئنا) لما مر، ويضع يديه على فخذيه كالتشهد. منية المصلي (وليس بينهما ذكر مسنون، وكذا) ليس (بعد رفعه من الركوع) دعاء، وكذا لا يأتي في ركوعهوسجوده بغير التسبيح (على المذهب)، وما ورد محمول على النفل (ويكبر ويسجد) ثانية (مطمئنا ويكبر للنهوض) على صدور قدميه (بلا اعتماد وقعود) استراحة ولو فعل لا بأس. ويكره تقديم إحدى رجليه عند النهوض (والركعة الثانية كالاولى) فيما مر (غير أنه لا يأتي بثناء ولا تعوذ فيها) إذ لم يشرعا إلا مرة.[1]

وقال الشامی : (قولہ بین کفیہ) ای بحیث یکون ابھاماہ حذاء اذنیہ کما فی القھسطانی [2]

---

[1] درمختار ص70 محولہ بالا

[2] شامی ص239ج2

ترجمہ :امام شامی فرماتے ہیں کہ اپنی ہتھیلیوں کو اس طریقے سے رکھے کہ اس کے دونوں انگوٹھے اس کے کانوں کے برابر آجائیں (کما فی القهسطانی)

ترجمہ: پھر قرأت سے فارغ ہو کر رکوع کے لیے جھکتے ہوئے اللہ اکبر کہے اور قرأت کا رکوع کی تکبیر کے ساتھ ملادینا مکروہ نہیں ہے اور اگر قرأت میں سے کوئی حرف یا کلمہ باقی رہا اور اس کو جھکنے کی حالت میں پورا کیا تو بعض کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے(منية المصلي) اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوں پر سہارا دے کر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو تمکن کے لیے کشادہ رکھے اور مسنون ہے رکوع میں ٹخنوں کا ملانا، پنڈلیوں کا سیدھا کھڑا رکھنا، پشت کا پھیلانا اور پشت کو سرین کے برابر رکھنا۔اور رکوع میں تسبیح کہے اور کم از کم تین بار کہے لہذا تسبیح کو ترک کرنا یا کم کرنا مکروہ تنزیہی ہو گا اور رکوع یا قرأت کو اس غرض سے طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے کہ آنے والا نماز میں شامل ہو جائے بشرطیکہ امام اس کو پہچان کر طول دے ورنہ مکروہ نہیں ہے اور اگر امام نے طولِ قرأت یا رکوع سے تقرب کا ارادہ کیا تو بالاتفاق مکروہ نہ ہو گا اور اس مسئلے کو مسئلہ ءریا کہتے ہیں لہذا اس سے بچنا چاہیئے۔اور جان لے کہ ارکان میں امام کی اتباع جو لازم ہے یہ مسئلہ مبنی ہے کہ امام نے اگر اپنا سر اٹھایا رکوع یا سجدے سے مقتدی کی تین بار تسبیح پوری کرنے سے پہلے تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے اور اس کے عکس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ دو رکوع نہ ہوں گے بخلاف اس صورت کے کہ مقتدی کی التحیات پوری کرنے سے پہلے امام سلام پھیر دے یا تیسری رکعت کے لیے اٹھ جائے تو مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ التحیات پوری کرے اس لیے کہ التحیات واجب ہے اور اگر وہ اسے مکمل کیے بغیر امام کی متابعت کرلے تو بھی جائز ہو گا (التحیات کی طرح متابعت بھی واجب ہے) اور اگر امام سلام پھیر دے اس حال میں کہ مقتدی تشہد کی دعائیں پڑھ رہا ہو تو امام کی متابعت کرے اس لیے کہ وہ مسنون ہیں واجب نہیں ہیں اور لوگ اس سے غافل ہیں پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھائے اور اس میں نون کو لام سے تبدیل کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی حمدہ کی ہ پر وقف کرنے کی صورت میں دو قول ہیں (جزم اور حرکت) اور امام سمع اللہ لمن حمدہ کہنے پر اکتفا کرے اور صاحبین کے نزدیک ربنا و لک الحمد بھی آہستہ سے کہے اور مقتدی صرف ربنا ولک الحمد کہے اور تحمید کے کلمات میں سب سے افضل اللہم ربنا ولک الحمد ہے پھر واو کے حذف کے ساتھ اور پھر صرف اللہم کے حذف کے ساتھ ،اور منفرد دونوں کہے گا اور معتمد مذہب کے مطابق سر اٹھاتے ہوئے تسمیع اور اور سیدھا ہو کر تحمید کہے اور سیدھا برابر کھڑا ہو اس لیے کہ اس کے سنت ، فرض یا واجب کا اختلاف اس سے پہلے گزر چکا ہے پھر جھکتے ہوئے تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اس طور پر کہ سب سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے اس لیے کہ زمین سے قریب تر وہی ہیں پھر ہاتھ رکھے مگر عذر کی وجہ سے ہاتھ پہلے رکھنے میں مضائقہ نہیں ہے پھر اپنا منہ رکھے اس طرح کہ پہلے ناک رکھے پھر پیشانی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں اس طریقے پر کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں تاکہ رکعت کے آخر میں بھی اول کی متابعت ہو جائے اور سجدے سے اٹھنے میں اس کا عکس کرے ،اور سجدہ کرے ناک کے سخت مقام پر اور پیشانی پر اور پیشانی کی حد طول میں ایک کنپٹی سے دوسری تک ہے اور عرض میں بھوؤں سے کھوپڑی تک ہے اور پیشانی کے اکثر کا سجدے میں رکھنا واجب ہے جبکہ بعض کے نزدیک فرض ہے اگرچہ قلیل ہو اور سجدے میں ان دونوں

میں سے ایک پر اکتفا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور صاحبین نے بلا عذر صرف ناک پر اکتفا کرنے سے منع کیا ہے اسی کی طرف امام صاحب کا رجوع ہے اور اسی پر فتوی ہے (کما حررناہ في شرح الملتقى) اور اسی میں ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رخ رکھنا فرض ہے اگرچہ ایک ہی ہو ورنہ سجدہ درست نہ ہوگا اور لوگ اس سے غافل ہیں جیسا کہ اپنی پگڑی کے پیچ پر بلا عذر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ ہمارے درست ہے بشرطیکہ پیچ ساری یا کچھ پیشانی پر ہو کما مر اور جس صورت میں پیچ صرف نمازی کے سر پر ہو اور اسی پر اکتفا کر کے وہ سجدہ کرے یعنی زمین پر اس کی پیشانی اور ناک نہ لگے تو سجدہ درست نہ ہوگا اس لیے کہ سجدہ اپنے محل پر نہیں ہوا اور پیچ پر سجدہ کرنے کی شرط یہ ہے کہ سجدے کی جگہ پاک ہو اور زمین کی سختی نمازی کو محسوس ہوتی ہو اور لوگ اس شرط سے غافل ہیں اور آستین اور زائد کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ بچھانے کی جگہ پاک ہو ورنہ سجدہ درست نہ ہوگا جب تک پاک جگہ پر دوبارہ سجدہ نہ کرلے ،اور یہی حکم ہے ہر اس چیز کا جو نمازی سے ملی ہوا گرچہ وہ متصل چیز نمازی کا جزء ہو مثلاً: اسکی ہتھیلی اور ران اگر کسی عذر کی وجہ سے ان پر سجدہ کرے اور گھٹنے پر سجدہ درست نہیں ہے مگر حلبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اس لیے کہ گھٹنا بھی مثل ران کے ہے اور مذکورہ (متصل چیز) اکا بچھانا مکروہ ہے اگر وہاں پر مٹی، کنکری، گرمی یا سردی نہ ہو اس لیے کہ یہ فعلِ تکبر ہے اور اگر بچھائے نابقصدِ تکبر نہ ہو تو مٹی وغیرہ سے نہ ڈرنے کی صورت میں مکروہ تنزیہی ہوگا اور ڈرنے کی صورت میں مباح ہوگا، اگر بچھانا چہرے سے مٹی دور کرنے کے لیے ہو تو مکروہ ہے اور اگر عمامہ سے خاک دور کرنے کے لیے ہو تو مکروہ نہیں ہے اور حلبی نے کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کے مکروہ نہ ہونے کی تصحیح کی ہے اور اگر نمازی قباء بچھائے تو اس کے شانوں کو پاؤں کے نیچے کر کے اس کے دامن پر سجدہ کرے اس لیے کہ ایسا کرنا تواضع کے زیادہ قریب ہے اور اگر رش کی وجہ سے وہی نماز پڑھنے والے کسی نمازی کی پشت پر سجدہ کرلے تو ضرورت کی وجہ سے جائز ہوگا۔ شارح نے کہا ہے کہ پشت کی قید احترازی ہے یا نہیں ہے اس کا حکم میں نے کہیں دیکھا نہیں ہے اور اگر وہ دوسرا شخص کوئی اور نماز پڑھ رہا ہو یا سرے سے نماز ہی نہ پڑھ رہا ہو یا رش کے باوجود نمازی کے سامنے کشادگی ہو تو ان تمام صورتوں میں دوسرے شخص کی پشت پر سجدہ درست نہ ہوگا اور کفایہ میں سجدہ کرنے والے کے دونوں گھٹنوں کا زمین پر ہونے کی شرط لگائی گئی ہے جبکہ مجتبی میں یہ شرط بھی لگائی گئی ہے کہ جس شخص کی پشت پر سجدہ کیا جارہا ہے وہ خود زمین پر سجدہ کرنے والا ہو لہذا یہ شرطیں کل پانچ ہو گئیں ہیں اور قہستانی نے سجدے کا جواز نقل کیا ہے اگرچہ دوسرا شخص تیسرے کی پشت پر کرے اور اگرچہ غیر نمازی کی پشت پر کرے بلکہ ہر ماکول کی پشت پر بلکہ پشت کے سوا پر بھی مثلاً اپنی دونوں رانوں پر رش کے عذر کی وجہ سے جواز نقل کیا ہے اور اگر نمازی کے سجود کی جگہ اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے دو کھڑی اینٹوں کے برابر بلند ہو تو اس کا سجدہ درست ہوگا اور اگر سجدہ کی جگہ اس مقدار سے زیادہ بلند ہوگی تو سجدہ درست نہ ہوگا مگر رش کی وجہ سے درست ہوگا کما مر۔ اور اینٹ سے مراد بخارا کی اینٹ ہے جس کی اونچائی ربع ہاتھ یعنی چھ انگشت ہوتی ہے لہذا دونوں کی اونچائی کی مقدار نصف ہاتھ یعنی بارہ انگشت ہے (ذکرہ الحلبي) اور ازدحام نہ ہونے کی صورت میں اپنے بازو ظاہر کرے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے دور رکھے تاکہ ہر عضو خود بخود ظاہر ہو جائے بخلاف صفوں کے کہ ان کے اندر اپنے بازو چمٹائے رکھے

120 : سجدے سے اُٹھتے وقت پہلے سر اٹھائے، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے اور بغیر عذر کے زمین کو ہاتھ نہ لگائے۔ اُٹھتے وقت دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوئے ہونے چاہیے۔ پھر جب کھڑا ہو جائے تو بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ معہ سورۃ پڑھے اور حسب سابق رکوع اور سجدہ ادا کرے۔ دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد جیسا کہ دونوں سجدوں کے مابین بیٹھنے کا طریقہ بیان ہو چکا ہے۔ اسی کے مطابق بیٹھے تا کہ تشہد پڑھے اور تشہد مندرجہ ذیل ہے۔التحیات للہ والصلوۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین o اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور جس وقت اشھد پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنائے اور چوتھی انگلی اور چھنگلی دونوں کو ملائے۔ اور لاالہ پڑھتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائے اور الا اللہ پڑھتے وقت گرائے۔ اب اگر نیت چار رکعات نماز پڑھنے کی ہو تو تشہد پڑھنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔ اور دو رکعات نماز اور پڑھ لے۔ لیکن ان آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اور چوتھی رکعت کے آخری سجدے کے بعد بیٹھے اور بیٹھ کر التحیات اور تشہد پڑھے اور اس کے بعد درود شریف پڑھے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔ درود شریف :اللھم صل علی محمد وعلی أل محمدکما صلیت علی ابراھیم وعلی أل ابراھیم انک حمید مجیدط اللھم بارک علی محمدوعلی أل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی أل ابراھیم انک حمید مجیدط اس کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھے: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» یا یہ دعا پڑھے اللھم اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات

اس لیے کہ صفوں سے مقصود لوگوں کا اتحاد ہے یہاں تک کہ گویا سب ایک ہی جسم ہیں۔ اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرے اور ایسا نہ کرنا مکروہ ہے جیسا کہ ایک پاؤں کو رکھنا اور دوسرے کو بغیر عذر کے اٹھانا مکروہ ہے اور سجدے میں تین بار تسبیح کہے کما مر۔ اور عورت سجدے میں پست ہو یعنی اپنے بازو ظاہر نہ کرے اور پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر رکھے اس لیے کہ یہ عمل اس کے لیے زیادہ پردے کا ہے اور ہم نے خزائن الاسرار میں لکھا ہے کہ عورت پچیس باتوں میں مرد کے خلاف کرے گی۔ پھر نمازی تکبیر کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھائے اور سر اٹھانے میں نہایت کم سر اٹھانا جس پر نام اٹھانے کا بولا جائے کراہتِ تحریمی کے ساتھ کافی ہے (کما صححه في المحيط) بلکہ اگر سجدہ کیا تختی پر پھر وہ سر کے نیچے سے نکالی گئی پھر بغیر سر اٹھائے سجدہ کیا تو صحیح ہے یعنی کراہتِ تحریمی کے ساتھ۔ اور ہدایہ میں اس کی تصحیح کی ہے کہ سر اٹھانے میں نمازی اگر بیٹھنے کے قریب ہو گا تو سر اٹھانا درست ہو گا ورنہ نہیں (ورجحه في النهر والشرنبلالية،) پھر نماز کا سجدہ پورا ہوتا ہے امام محمد کے نزدیک سر اٹھانے سے اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ بالاتفاق سجدہ تلاوت پورا ہوتا ہے سر اٹھانے سے اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھے اس دلیل کی وجہ سے جو گزر چکی ہے اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے جیسا کہ تشہد میں رکھتے ہیں (منية المصلي) اور دونوں سجدوں کے درمیان میں کوئی ذکر مسنون نہیں ہے اور اسی طرح رکوع کے بعد بھی اور اسی طرح رکوع اور سجود میں بھی تسبیح کے سوا کچھ نہ کہے معتمد مذہب کے مطابق اور جو ذکر یا دعائیں ان مواضع میں وارد ہیں وہ نفل نماز پر محمول ہیں۔ اور جلسہ کے بعد تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ اطمینان سے کرے اس کے بعد دونوں پاؤں کے پنجوں کے بل تکبیر کہتے ہوئے زمین پر سہارا دیئے اور جلسہ استراحت کیے بغیر اٹھ جائے اور سہارا دینے میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور اٹھتے وقت دونوں پاؤں میں سے ایک کو آگے کرنا مکروہ ہے اور دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ہے ان تمام باتوں میں جو گزر گئیں ہیں سوائے اس کے کہ دوسری رکعت میں ثنا اور تعوذ نہ پڑھے اس لیے کہ

الاحیاء منهم والاموات۔ **یا کوئی اور ایسی دعا پڑھے جو قرآن شریف میں مذکور ہو اور اس کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے پہلے دائیں جانب اور پھر بائیں جانب سلام پھیر دے۔ یہ نماز کا طریقہ ہے۔**

---

120 **یہ دونوں صرف ایک بار مشروع ہوئے ہیں:**(وبعد فراغه من سجدتي الركعة الثانية يفترش) الرجل (رجله اليسرى) فيجعلها بين أليتيه (ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه أصابعه) في المنصوبة (نحو القبلة) هو السنة في الفرض والنفل (ويضع يمناه على فخذه اليمنى ويسراه على اليسرى، ويبسط أصابعه) مفرجة قليلا (جاعلا أطرافها عند ركبتيه) ولا يأخذ الركبة، هو الاصح لتتوجه للقبلة (ولا يشير بسبابته عند الشهادة وعليه الفتوى) كما في الولوالجية والتجنيس وعمدة المفتي وعامة الفتاوى، لكن المعتمد ما صححه الشراح، ولا سيما المتأخرون كالكمال والحلبي والبهنسي والباقاني وشيخ الاسلام الجد وغيرهم أنه يشير لفعله عليه الصلاة والسلام، ونسبوه لمحمد والامام بل في متن درر البحار وشرحه غرر الاذكار: المفتى به عندنا أنه يشير باسطا أصابعه كلها، وفي الشرنبلالية عن البرهان: الصحيح أنه يشير بمسبحته وحدها، يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات.واحترز بالصحيح عما قيل لا يشير لانه خلاف الدراية والرواية، وبقولنا بالمسبحة عما قيل يعقد عند الاشارة اهـ. وفي العيني عن التحفة: الاصح أنها مستحبة.وفي المحيط سنة (ويقرأ تشهد ابن مسعود) وجوبا كما بحثه في البحر، لكن كلام غيره يفيد ندبه، وجزم شيخ الاسلام الجد بأن الخلاف في الافضلية ونحوه في مجمع الانهر (ويقصد بألفاظ التشهد) معانيها مرادة له على وجه (الانشاء) كأنه يحيي الله تعالى ويسلم على نبيه وعلى نفسه وأوليائه (لا الاخبار) عن ذلك، ذكره في المجتبى، وظاهره أن ضمير علينا۔۔ودعا (بالادعية المذكورة في القرآن والسنة، لا بما يشبه كلام الناس) اضطرب فيه كلامهم ولا سيما المصنف، والمختار كما قاله الحلبي أن ما هو في القرآن أو في الحديث لا يفسد، وما ليس في أحدهما إن استحال طلبه من الخلق لا يفسد، وإلا يفسد لو قبل قدر التشهد، وإلا تتم به ما لم يتذكر سجدة فلا تفسد بسؤال المغفرة مطلقا ولو لعمي أو لعمرو، وكذا الرزق ما لم يقيده بمال ونحوه لاستعماله في العباد مجازا (ثم يسلم عن يمينه ويساره) حتى يرى بياض خده، ولو عكس سلم عن يمينه فقط، ولو تلقاء وجهه سلم عن يساره أخرى، ولو نسي اليسار أتى به ما لم يستدبر القبلة في الاصح، وتنقطع به االتحريمة بتسليمة وا حدة، برهان، وقد مر.وفي التاترخانية، ما شرع في الصلاة مثنى فللواحد حكم المثنى، فيحصل التحليل بسلام واحد كما يحصل بالمثنى، وتتقيد الركعة بسجدة واحدة كما تتقيد بسجدتين (مع الامام) إن أتم التشهد كما مر.ولا يخرج المؤتم بنحو سلام الامام بل بقهقهته وحدثه عمدا لانتفاء حرمتها فلا يسلم، ولو أتمه قبل إمامه فتكلم جاز وكره، فلو عرض مناف تفسد صلاة الامام فقط (كالتحريمة) مع الامام.وقالا: الافضل فيهما بعده (قائلا السلام عليكم ورحمة الله) هو السنة، وصرح الحدادي بكراهة: عليكم السلام (و) أنه (لا يقول) هنا (وبركاته) وجعله النووي بدعة، ورده الحلبي. وفي الحاوي أنه حسن.(وسن جعل الثاني أخفض من الاول) خصه في المنية بالامام وأقره المصنف(وينوي) الامام بخطابه (السلام على من في يمينه ويساره) ممن معه في صلاته، ولو جنا أو نساء، أما سلام التشهد فيعم لعدم الخطاب (والحفظة فيهما) بلا نية عدد كالايمان بالانبياء،(ودعاء) بالعربية وحرم بغيرها.نهر، لنفسه وأبويه وأستاذه والمؤمنين. ودعا (بالادعية المذكورة في القرآن والسنة، لا بما يشبه كلام الناس) اضطرب فيه كلامهم ولا سيما المصنف، والمختار كما قاله الحلبي أن ما هو في القرآن أو في الحديث لا يفسد، وماليس في أحدهما إن استحال طلبه من الخلق لا يفسد، وإلا يفسد لو قبل قدر التشهد، وإلا تتم به ما لم يتذكر سجدة فلا تفسد بسؤال المغفرة مطلقا ولو لعمي أو لعمرو، وكذا الرزق ما لم يقيده بمال ونحوه لاستعماله في العباد مجازا (ثم يسلم عن يمينه ويساره) حتى يرى بياض خده،[1]

وقال الشامی : وفی القھسطانی وعن اصحابنا جمیعا انہ سنۃ فیحلق ابھام الیمنی ووسطاھا ملصقاراسھابراسھاویشیربالسبابۃ فھذہ النقول کلھا صریحۃ بان الاشارۃ المسنونۃ انما ھی علی کیفیۃ خاصۃ وھی العقد اوالتحلیق[2]

---

[1] درمختار ص72 محولہ بالہ

[2] شامی ص265ج2

ترجمہ: اور دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد مرد اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اسے سرین کے نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرکے اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے یہی سنت ہے فرض اور نفل میں۔ اور اپنا داہنا ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے اور تھوڑی سی کشادگی رکھ کر انگلیوں کو پھیلائے اور انگلیوں کے سرے گھٹنوں پر رکھے اور صحیح تر قول یہی ہے کہ گھٹنوں کو نہ پکڑے تاکہ سب انگلیاں قبلہ رخ رہیں۔ اور شہادت کے وقت اپنی سبابہ انگلی سے اشارہ نہ کرے اور اسی پر فتوی ہے (كما في الولوالجية والتجنيس وعمدة المفتي وعامة الفتاوى،) مگر معتمد قول وہی ہے جس کی تصحیح کی ہے شارحین نے خصوصاً متاخرین میں سے کمال، حلبی، بہنسی، باقانی اور شیخ الاسلام الجد وغیرہم نے کہ اشارہ کرے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے اشارہ کیا ہے اور ان لوگوں نے اس قول کو امام محمد اور امام اعظم کی طرف منسوب کیا ہے بلکہ درر البحار اور اس کی شرح غرر الاذکار میں ہے کہ ہمارے نزدیک مفتی بہ قول یہ ہے کہ سب انگلیوں کو کھلا رکھ کر اپنی سبابہ سے اشارہ کرے۔ اور الشرنبلالیہ میں برھان سے منقول ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تنہا انگشتِ شہادت سے اشارہ کرے اور اشارہ کرنے میں شہادت کی انگلی کو نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت رکھ دے اور ہم نے صحیح کی قید غیر صحیح سے احتراز کے لیے لگائی ہے اس لیے کہ اشارہ نہ کرنا عقل اور نقل کے خلاف ہے اور تنہا انگشتِ شہادت کی قید عقد بنانے سے احتراز کے لیے ہے۔ اور عینی میں تحفہ سے منقول ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اشارہ کرنا مستحب ہے اور محیط میں ہے کہ سنت ہے۔ اور حضرت ابنِ مسعود سے مروی تشہد بطور وجوب کے پڑھے گا (كما بحثه في البحر) لیکن دیگر کا کلام اس کے مستحب ہونے کا فائدہ دیتا ہے اور شیخ الاسلام الجد نے یقین سے کہا ہے کہ خلاف افضلیت میں ہے اور اسی کے مثل مجمع الانہر میں ہے اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے ان کے معنی کا جو بطور انشاء کے مقصود ہے یعنی ان کا ایجاد اسی وقت تصور کرے گویا کہ وہ اللہ تعالی کو تحیت پہنچاتا ہے، اپنے نبی، اپنے نفس اور عباد صالحین پر سلام بھیجتا ہے اور تشہد کے الفاظ سے خبر دینے اور حکایت کرنے کا قصد نہ کرے اور ظاہر کلام یہ ہے کہ علینا میں ضمیر حاضرین کے لیے ہے اللہ کے سلام کو بطور حکایت نقل کرنے کے لیے نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ تشہد میں انی رسول اللہ فرمایا کرتے تھے اور فرض میں التحیات پر قعدہ اولی میں کوئی چیز زیادہ نہ کرے اس پر اجماع ہے اور اگر التحیات میں جان کر کچھ بڑھائے گا تو تشہد مکروہ ہو کر واجب الاعادہ ہو گا یا بھول کر تشہد پر صرف اللھم صل علی محمد کا اضافہ کر دیا تو سجدہ سہو واجب ہو گا مفتی بہ مذہب کے مطابق اور اس کی وجہ درود کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ قیام میں تاخیر ہے۔ اور اگر مقتدی امام سے پہلے التحیات پڑھ کر فارغ ہو جائے تو بالاتفاق چپ رہے اور مسبوق اتنا ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرتے وقت فارغ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ التحیات پورا کرنے کے بعد چپ ہو جائے اور بعض نے کہا ہے کہ کلمہ شہادت کو مکرر پڑھتا رہے۔ اور فرض نماز پڑھنے والا پہلی دو رکعتوں کی بعد والی نماز میں صرف الحمد پر اکتفا کرے اس لیے کہ ان رکعات میں الحمد کا پڑھنا سنت ہے ظاہر الروایت کے مطابق اور الحمد سے زیادہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور نمازی کو اختیار ہے چاہے الحمد پڑھے اور اس کے وجوب کی علامہ عینی نے تصحیح کی ہے اور چاہے تین بار تسبیح کہے اور چاہے تو تین بار تسبیح کہنے کے بقدر چپ رہے اور نہایہ میں ہے کہ چپ رہنے کی مقدار ایک بار تسبیح کہنے کے ہے لہذا چپ رہنے والا برا کرنے والا نہ ہو گا اس لیے کہ یہ اختیار دینا حضرت علی اور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے اور دوسرے قعدے میں قعدہ اولی کی طرح پاؤں بچھا کر التحیات پڑھے اور پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھی پڑھے۔ اور دعا پڑھے ان دعاؤں میں سے جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں اور وہ نہ پڑھے جو لوگوں کے کلام کے مشابہ ہیں۔ دعا کے باب میں فقہاء کا کلام پریشان کن ہے خصوصاً مصنف کا اور پسندیدہ قول حلبی کا ہے کہ جو دعا قرآن یا حدیث میں ہے وہ مفسدِ نماز نہیں ہے اور جو ان میں نہیں ہے اس کا مانگنا اگر مخلوق سے محال ہو تو مفسد نہیں ورنہ مفسد ہے بشرطیکہ التحیات کی مقدار سے پہلے ہو اور اگر اس مقدار کے بعد ہو تو نماز پوری ہو جائے گی جب تک اسے سجدہ یاد نہ آئے۔ اور مغفرت مانگنے سے مطلقاً نماز فاسد نہ ہو گی اگرچہ اپنے چچا کے لیے ہو یا عمرو کے لیے اور اسی طرح رزق طلب کرنے سے فاسد نہ ہو گی جب تک اس کو مال کے ساتھ مقید نہ کرے اس لیے کہ بندوں میں مجازاً یہ مستعمل ہے۔ اور پھر دائیں اور بائیں سلام پھیرے اس قدر کہ اس کے رخسار کی سفیدی پچھلے نمازی کو دکھائی دے اور اگر برعکس کیا تو صرف اپنے دائیں طرف سلام پھیرے اور اگر سامنے کی طرف سلام پھیرا تو دوسرا سلام بائیں طرف پھیر دے۔ اور اگر بائیں طرف سلام پھیرنا بھول گیا تو جب تک قبلہ کی طرف پشت نہ کی ہو اس کو ادا کر لے۔ اور ایک طرف سلام پھیرنے سے تحریمہ منقطع ہو جاتی ہے کذا فی البرھان اور یہ مسئلہ اس سے پہلے گذر چکا ہے (وفي التاتارخانية) جو چیز نماز میں دو مشروع ہوئی ہے تو اس میں سے ایک کے لیے دو کا حکم ہے لہذا نماز سے حلال ہونا ایک سلام سے حاصل ہو جاتا ہے جیسے دو سے حاصل ہوتا ہے اور رکعت ایک سجدے سے مقید ہو جاتی ہے جیسے دو سے ہوتی ہے اور مقتدی سلام پھیرے امام کے ساتھ ہی اگر التحیات پڑھ چکا ہو کما مر اور مقتدی نماز سے نہیں نکلتا امام کے سلام جیسی چیز سے بلکہ نکلتا ہے اس کے قہقہے اور قصداً بے وضو ہو جانے سے اس لیے کہ نماز کی حرمت نہ رہی لہذا مقتدی سلام نہ پھیرے اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے تشہد کو پورا کیا پھر بول پڑا تو نماز درست ہو گی اور یہ فعل مکروہ ہو گا لہذا اب اگر نماز کے منافی کوئی کام امام کو درپیش ہو گا تو اس سے صرف امام کی نماز فاسد ہو گی۔ سلام پھیرے امام کے ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کی طرح اور صاحبین نے کہا ہے کہ تحریمہ اور سلام میں افضل یہی ہے کہ امام کے بعد ہو۔ یہ کہتے ہوئے سلام پھیرے السلام علیکم ورحمۃ اللہ ان الفاظ کا کہنا سنت ہے اور حدادی نے تصریح کی ہے کہ علیکم السلام اور یہاں وبرکاتہ کہنا مکروہ ہے اور نووی نے اس کے کہنے کو بدعت قرار دیا ہے اور حلبی نے اس قول کو رد کیا ہے۔ اور دوسرے سلام کو بہ نسبت پہلے کے پست کہنا مسنون ہے۔ منیہ میں اس قول کو امام کے لیے خاص کیا ہے اور مصنف نے اس قول کو برقرار رکھا ہے۔ اور امام اپنے خطاب السلام علیکم سے ان لوگوں پر سلام کی نیت کرے جو اس کے دائیں اور بائیں نماز میں شریک ہوں اگرچہ جن یا عورتیں ہوں اور تشہد کا سلام خطاب نہ ہونے کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر عام ہے اور دونوں سلاموں میں محافظ فرشتوں کی نیت کرے ان کو شمار کیے بغیر جیسا کہ ایمان لانا واجب ہے تمام انبیاء پر ان کو شمار کیے بغیر۔

ترجمہ: امام شامی فرماتے ہیں قہستانی ہیں ہمارے تمام اصحاب سے منقول ہے کہ دائیں ہاتھ کے ابہام اور وسطی کے سروں کو ملا کر سبابہ سے اشارہ کرنا سنت ہے یہ تمام نقول اس بات میں صریح ہیں کہ اشارہ مسنونہ ایک خاص کیفیت پر ہے اور وہ عقد اور تحلیق ہے۔

121: لیکن اُس صورت میں جب مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو۔ تو مقتدی تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور قرأت نہیں کرے گا۔ اور امام کے رکوع سے اٹھنے کے وقت جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے، تب مقتدی خاموشی سے ربنا لک الحمد پڑھے گا۔ امام بآواز بلند تکبیر کہے گا اور مقتدی خاموشی سے تکبیر کہے گا۔ باقی سب طریقہ ایک ہی ہے۔ چار اور تین رکعات والی فرض نماز میں پہلی دو رکعتیں پُر ہیں یعنی ان میں فاتحہ کے ساتھ سورۃ بھی پڑھی جائے گی اور آخری دو رکعتیں خالی ہیں یعنی ان میں صرف فاتحہ پڑھی جائے گی۔ باقی نمازوں کی سب رکعتیں پُر ہیں اور سب کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے جو طریقہ نماز کا بیان ہوا ان میں سے بعض چیزیں فرض، بعض سنت، بعض واجب اور بعض مستحب ہیں ان میں سے ہر ایک سے متعلق تفصیلی بیان اپنے اپنے باب میں آئے گا

121:ويستفتح كل مصل ثم تعوذ للقراءة فيأتي به المسبوق لا المقتدي ويؤخر عن تكبيرات العيدين ثم يسمي سرا ويسمي في كل ركعة قبل الفاتحة فقط, ثم قرألفاتحة وأمن الإمام والمأموم سرا ثم قرأ سورة أو ثلاث آيات ثم كبر راكعا مطمئنا مسويا رأسه بعجزه آخذا ركبتيه بيديه مفرجا أصابعه وسبح فيه ثلاثا وذلك أدناه ثم رفع رأسه واطمأن قائلا سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد لو أماما أو منفردا والمقتدي يكتفي بالتحميد ثم كبر خارا للسجود ثم وضع ركبتيه ثم يديه ثم وجهه بين كفيه وسجد بأنفه وجبهته مطمئنا مسبحا ثلاثا وذلك أدناه وجافى بطنه عن فخذيه وعضديه عن إبطيه في غير زحمة موجها أصابع يديه"والمقتدى يكتفي بالتحميد" اتفاقا للأمر في الحديث: "إذا قال الإمام: سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد" رواه الشيخان[1]

ترجمہ: ہر نماز پڑھنے والا سبحنک اللہم پڑھ کر قرأت کے لیے تعوذ پڑھے لیکن اسے مسبوق کہے مقتدی نہیں اور عیدین کی تکبیرات سے اس کو مؤخر کرے پھر آہستہ سے تسمیہ کہے اور اسے ہر رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھے گا پھر فاتحہ پڑھے گا اور امام اور مقتدی دونوں آہستہ سے آمین کہیں گے پھر کوئی سورۃ یا تین آیات پڑھے گا پھر تکبیر کہہ کر اطمینان سے رکوع کرے اس حال میں کہ اس کا سر اس کی کمر کے برابر ہو اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی کشادہ انگلیوں سے اپنے دونوں گھٹنوں کو پکڑنے والا ہو اور کم از کم اس میں تین بار تسبیح کہے پھر سر اٹھائے اور اطمینان سے سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد کہے اگر امام یا منفرد ہو اور مقتدی صرف تحمید کہے پھر سجدے کے لیے جھکتے ہوئے تکبیر کہے پھر اپنے دونوں گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ، پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اپنا چہرہ رکھے اور اپنی ناک اور پیشانی کے ساتھ اطمینان سے سجدہ کرے اور اس میں کم از کم تین بار تسبیح کہے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو بغلوں سے جدا رکھے بغیر کسی مجبوری کے اس حال میں کہ انگلیاں قبلہ رخ ہوں ۔"والمقتدى يكتفي بالتحميد" یہ ایک اتفاقی بات ہے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ امام جب سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا لك الحمد کہو۔" (رواه الشيخان)

---

[1] مراقی الفلاح ص281

مسئلہ: 122: عورت کی نماز کا بھی وہی طریقہ ہے جو بیان ہو چکا ہے البتہ چند باتوں میں فرق ہے۔ایک تو یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت مرد چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر دونوں انگوٹھے کانوں کے نچلے کناروں سے لگائے گا اگر کچھ عذر ہو۔ مثلاً سخت سردی، تو وہ اور بات ہے اور عورت دونوں ہاتھ ظاہر کیے بغیر انگوٹھوں کو کانوں سے لگائے گی۔
123: دوم فرق یہ ہے کہ مرد حالت قیام میں دونوں ہاتھ ناف سے نیچے باندھے گا اور عورت دونوں ہاتھ سینے پر رکھے گی۔ اس طریقے سے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی، بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر ہو۔ ناف کے نیچے رکھنا اور حلقہ باندھنا عورت کے لیے نہیں ہے۔

124: سوم فرق یہ ہے کہ مرد کو رکوع میں پورا جھکنا چاہیے اور عورت صرف اس قدر جھکے گی کہ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچیں۔ اور مرد کو رکوع کی حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی گھٹنوں پر رکھنی چاہیے۔ اور عورت کو ملی ہوئیں رکھنی چاہئیں۔ مرد کی حالت رکوع میں بازو اور بغل ملے ہوئے نہ ہوں اور عورت متصل رکھے گی۔

مسئلہ: 122: فمنها "إخراج الرجل كفيه من كميه عند التكبير" للإحرام لقربه من التواضع إلا لضرورة كبرد. والمرأة تستر كفيها حذرا من كشف ذراعيها(اى فانه عورة على الصحيح)[1]

ترجمہ: ان میں سے ایک، مرد کا ہتھیلیوں کو آستینوں سے نکالنا ہے تکبیرِ تحریمہ کے وقت اس لیے کہ یہ تواضع کے زیادہ قریب ہے مگر ضرورت کے وقت نہ نکالے مثلاً سخت سردی ہو اور عورت اپنی ہتھیلیوں کو چھپائے گی اپنی کہنیوں کے کھل جانے کے خوف سے اس لیے کہ صحیح قول کے مطابق وہ ستر ہے۔

123:(وَوَضَعَ) الرَّجُلُ (يَمِينَهُ عَلَى يَسَارِهِ تَحْتَ سُرَّتِهِ آخِذًا رُسْغَهَا بِخِنْصَرِهِ وَإِبْهَامِهِ) هُوَ الْمُخْتَارُ، وَتَضَعُ الْمَرْأَةُ وَالْخُنْثَى الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ ثَدْيِهَا(قَوْلُهُ تَحْتَ ثَدْيِهَا) كَذَا فِي بَعْضِ نُسَخِ الْمُنْيَةِ، وَفِي بَعْضِهَا عَلَى ثَدْيِهَا. قَالَ فِي الْحِلْيَةِ: وَكَانَ الْأَوْلَى أَنْ يَقُولَ عَلَى صَدْرِهَا كَمَا قَالَهُ الْجَمُّ الْغَفِيرُ لَا عَلَى ثَدْيِهَا[2]

ترجمہ: اور مرد اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے اس طریقے سے رکھے گا کہ خنصر اور ابہام سے کلائی کو پکڑے گا یہی مختار مذہب ہے اور عورت اور خنثی رکھیں گی ہتھیلی کو ہتھیلی پر پستان کے نیچے،(قَوْلُهُ تَحْتَ ثَدْيِهَا) یہ منیہ کے بعض نسخوں میں ہے اور کچھ نسخوں میں عَلَى ثَدْيِهَا (پستانوں پر رکھنے کا ذکر) ہے(قَالَ فِي الْحِلْيَةِ:) اور اولی یہ تھا کہ عَلَى صَدْرِهَا کہتے جیسا کہ جمِ غفیر نے کہا ہے اور عَلَى ثَدْيِهَا نہ کہتے۔

124 :(وَيَضَعُ يَدَيْهِ) مُعْتَمِدًا بِهِمَا (عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَيُفَرِّجُ أَصَابِعَهُ) لِلتَّمَكُّنِ. وَيُسَنُّ أَنْ يُلْصِقَ كَعْبَيْهِ. وَيَنْصِبَ سَاقَيْهِ (وَيَبْسُطَ ظَهْرَهُ) وَيُسَوِّيَ ظَهْرَهُ بِعَجُزِهِ (غَيْرَ رَافِعٍ وَلَا مُنَكِّسٍ رَأْسِهِ وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَتَنْحَنِي فِي الرُّكُوعِ يَسِيرًا وَلَا تُفَرِّجُ وَلَكِنْ تَضُمُّ وَتَضَعُ يَدَيْهَا عَلَى رُكْبَتَيْهَا وَضْعًا وَتَحْنِي

---

[1] مراقی الفلاح ص276
[2] ابن عابدین ص228ج2

125: چہارم فرق یہ ہے کہ حالت سجدہ میں مرد کی کلائیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں گی۔اور عورت کی زمین سے ملی ہوئی ہو نگی۔ مرد پیٹ کو رانوں سے اور بازووں کو بغلوں سے دُور رکھے گا اور عورت متصل رکھے گی۔ مرد حالت سجدہ میں دونوں پاؤں کھڑے رکھے گا۔اور عورت دونوں پاؤں دائیں طرف نکالکر رکھے گی۔ مرد رکوع اور سجود کشادہ کرے گا اور عورت غیر کشادہ۔

126: پنجم فرق یہ ہے کہ مرد حالت جلسہ میں اس طرح بیٹھے گا کہ بائیں پاؤں کو لٹا کر اُس پر بیٹھے گا اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے گا۔ عورت بائیں چوتڑ پر بیٹھے گی۔اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکالے ہوئے رکھے گی۔اس طریقے سے کہ دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی کے اوپر ہو۔

رُكْبَتَيْهَا وَلَا تُجَافِي عَضُدَيْهَا لِأَنَّ ذَلِكَ أَسْتَرُ لَهَا.[1]

ترجمہ: اور مرد اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر مضبوطی کے ساتھ اس طریقے سے رکھے گا کہ ان کی انگلیاں کشادہ ہوں اور دونوں ٹخنوں کو ملانا، پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا اور کمر کو اس طور پر پھیلانا کہ سر سے نہ بلند ہو اور نہ پست، مسنون ہے۔ جبکہ عورت سمٹ کر رکوع کے لیے تھوڑا سا جھکے گی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر صرف رکھے گی، گھٹنوں کو جھکائے گی اور بازؤوں کو بغل کے ساتھ ملا کر رکھے گی اس لیے کہ ایسا کرنے میں اس کے لیے پردہ زیادہ ہے

125:"و" يسن "مجافاة الرجل" أي مباعدته "بطنه عن فخذيه و" مجافاة "مرفقيه عن جنبيه و" مجافاة "ذراعيه عن الأرض" في غير زحمة حذرا عن الإيذاء المحرم لأنه صلى الله عليه وسلم كان إذا سجد جافى حتى لو شاءت بهمة أن تمر بين يديه لمرت وكان صلى الله عليه وسلم يجنح حتى يري وضع إبطيه أي بياضهما "و" يسن "انخفاض المرأة ولزقها بطنها بفخذيها"[2]

ترجمہ: اور سنت ہے مرد کے لیے پیٹ کو اپنی رانوں سے، کہنیوں کو پہلووں سے اور بازؤوں کو زمین سے دور رکھنا عذر نہ ہونے کی حالت میں ایذاء سے بچنے کے لیے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اتنا فاصلہ رکھتے کہ اگر بکری کا چھوٹا بچہ درمیان سے گزرنا چاہتا تو وہ گزر جاتا اور آپ ﷺ کہنیوں کو اتنا دور رکھتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔اور عورت کے لیے جھک کر پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملانا مسنون ہے۔

126:"و" يسن "افتراش" الرجل "رجله اليسرى ونصبه اليمنى" وتوجيه أصابعها نحو القبلة كما ورد عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه "و" يسن "تورك المرأة" بأن تجلس على أليتها وتضع الفخذ على الفخذ وتخرج رجلها من تحت وركها اليمنى لأنهأستر لها[3]

---

[1] ابن عابدین ص240ج2
[2] مراقی الفلاح ص268
[3] مراقی الفلاح269

127: ششم فرق یہ ہے کہ عورت ہمیشہ قرأت بالجہر کی بجائے قرأت بالسر کرے گی۔

ترجمہ: اور مرد کے لیے بائیں پاؤں کو پھیلا کر دائیں کو کھڑا رکھنا اور انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا سنت ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جبکہ عورت کے لیے تورک یعنی سرین پر بیٹھ کر، ران پر ران رکھ کر دونوں پاؤں باہر نکالنا سنت ہے اس لیے کہ اس میں پردہ زیادہ ہے

127:ولا تجهر في الجهرية ۔[1]

ترجمہ: اور عورت جہری نماز میں قرأت بالجہر نہیں کرے گی۔

---

[1] ابن عابدین ص269ج2

فصل دوم: نماز کے ارکان وواجبات:

مبحث اول: نماز کے فرائض

128: نماز میں سات فرائض ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) تکبیر تحریمہ (2) قیام یعنی کھڑا ہونا اس طریقے سے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں (3) قرأت یعنی قرآن شریف کی تلاوت کرنا (4) رکوع کرنا اس طریقے سے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں (5) سجدہ کرنا (6) قعدہ اخیرہ یعنی نماز کے آخر میں تشہد کی مقدار بیٹھنا (7) اپنے عمل سے نماز سے نکلنا (ختم کرنا) لیکن اس آخری فرض میں اختلاف ہے کہ فرض ہے یا نہیں؟

مسئلہ :129: تکبیر کہتے وقت اللہ اکبر کے ہمزہ یا باء کو لمبا نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ :130: اگر کوئی نمازی امام کے کے پیچھے نیت باندھے۔ اور تکبیر تحریمہ کہہ دے لیکن اُسے یہ علم نہ ہو کہ امام تکبیر تحریمہ ادا کر چکا ہے یا نہیں۔ اب اگر اُسے یہ غالب گمان ہو کہ میں امام سے پہلے تکبیر تحریمہ ادا کر چکا ہوں۔ تو تکبیر ادا نہیں ہوئی اور اگر غالب گمان ہوا کہ امام کی تکبیر ادا کرنے کے بعد میں نے تکبیر کہی ہے۔ یا اُسے شک ہو تو ان صورتوں میں اُس کی تکبیر ادا ہو گئی ہے۔ لیکن آخری صورت میں ایسے شخص کے لیے بہتر ہے کہ دوبارہ تکبیر تحریمہ ادا کرے تاکہ شک یقین میں بدل جائے۔

128:من فرائضها التحريمة ومنها القيام بحيث لو مد يديه لاينال ركبتيه ومنها القراءة ومنها الركوع بحيث لو مد يديه نال ركبتيه ومنها السجود ومنها القعود الاخير قدر ادنى التشهد الى عبده ورسوله بلا شرط موالاة وعدم فاصل ومنها الخروج بصنعه والصحيح انه ليس بفرض اتفاقا قاله الزيلعي وغيره وقال شامی (قوله ومنها القراءة) ای قراة آية من القران [1]

ترجمہ: اور نماز کے فرائض میں سے ہیں تکبیر تحریمہ کہنا، قیام یعنی کھڑا ہونا اس طریقے سے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں ،قرأت کرنا، رکوع کرنا اس طریقے سے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں، سجود کرنا، قعدہ اخیرہ یعنی نماز کے آخر میں تشہد کی مقدار بیٹھنا موالاۃ اور عدمِ فاصل کی شرط کے بغیر اور اپنے ارادے سے نماز سے نکلنا، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ فرض نہیں ہے بالاتفاق اس کے قائل زیلعی وغیرہ ہیں (قوله ومنها القراءة) امام شامی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قرآن کی کسی ایک آیت کی تلاوت ہے

مسئلہ :129:واذا اراد الشروع فی الصلاة كبر لو قادر اللافتتاح -- بالحذف اذ مد احد الهمزتين مفسد وتعمده كفر وكذا الباء فی الاصح -- ويجزم الراء [2]

ترجمہ: اور جب نمازی نماز شروع کرنا چاہے تو نماز کو شروع کرنے کے لئے تکبیر کہے اگر کہنے پر قادر ہو۔۔ اللہ اکبر کو وجوبا دونوں ہمزوں کے حذف کرنے کے ساتھ کہے اس لئے کہ ان ہمزوں میں سے ایک کو بھی مد کے ساتھ پڑھنا مفسدِ نماز ہے اور

---

[1] ابن عابدین ص158ج2

[2] درمختار ص217ج2شامی

مسئلہ: 131: جو نماز فرض ہے یا فرض سے ملحق ہے مثلاً واجب اور فجر کی سنت۔ اُس میں قیام فرض ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بشر طیکہ نمازی قیام اور سجدہ کرنے پر قادر ہو۔ اگر قیام اور سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اُس پر قیام فرض نہیں ہے۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ قیام تو کر سکتا ہو لیکن سجدہ نہ کر سکتا ہو۔ تو اِس صورت میں اُس کے لیے بہتر یہ ہے کہ بیٹھے بیٹھے اشارے سے نماز پڑھے۔ اور اگر کھڑے کھڑے اشارے سے نماز پڑھی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر کوئی شخص مجبور ہو قیام کرنے سے اس وجہ سے کہ قیام کی حالت میں ستر کا حصہ چوتھائی سے زیادہ برہنہ ہوتا ہو یا اُس کے زخم سے خون بہتا رہتا ہو یا قرأت کرنے سے عاجز ہو یا پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہوں اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں یہ عذر نہ ہو تو اس صورت میں قیام فرض نہیں بلکہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا۔

مسئلہ: 132: اگر کوئی نمازی اُس وقت پہنچے کہ امام رکوع کی حالت میں ہو اور وہ نمازی جلدی سے جھک کر تکبیر تحریمہ کہے اور رکوع میں شامل ہو جائے۔ جیسا کہ بعض لوگ بوجہ تعجیل ایسا کرتے ہیں تو اس صورت میں اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ کیونکہ تکبیر تحریمہ فرض ہے جس کے لیے قیام ضروری ہے۔ البتہ اگر تکبیر تحریمہ پڑھتے وقت اُس کا جھکاؤ کم ہو یعنی اُس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں تو نماز ادا ہوتی ہے اور اگر اس وقت صرف ایک تکبیر کہی ہو تو وہی تکبیر تکبیرِ تحریمہ تصور ہو گی۔

جان کران میں مد کرنا کفر ہے اور اسی طرح، ب، کا بڑھانا لفظِ اکبر میں صحیح تر قول کے مطابق۔۔۔ اور اکبر کی، ر، کو مجزوم کرے۔

مسئلہ: 130: کبر غیر عالم بتکبیر امامہ ان کبر رایہ انہ کبر قبلہ لم یجز والاجاز محیط (قولہ والاجاز) ای بان کا اکبر رایہ انہ مع الامام او بعدہ او لم یکن لہ رای اصلا ، والجواز فی الثالثۃ لحمل امرہ علی الصواب ولکن الاحوط کما فی شرح المنیۃ ان یکبر ثانیا لیقطع الشک بالیقین [1]

ترجمہ: اگر کوئی نمازی امام کے کے پیچھے تکبیر تحریمہ کہہ لے لیکن اُسے یہ علم نہ ہو کہ امام تکبیر تحریمہ ادا کر چکا ہے یا نہیں۔ اب اگر اُسے یہ غالب گمان ہو کہ وہ امام سے پہلے تکبیر تحریمہ ادا کر چکا ہے تو تکبیر ادا نہیں ہوئی ورنہ ادا ہو گئی ہے یہ محیط میں ہے (قولہ والاجاز) یعنی اسے غالب گمان ہو کہ اس نے تکبیر امام کے ساتھ کہی ہے یا بعد میں کہی ہے یا وہ بالکل کوئی رائے قائم نہ کر سکے۔ لیکن آخری صورت میں ایسے شخص کے لیے بہتر ہے کہ دوبارہ تکبیر تحریمہ ادا کرے تاکہ شک یقین میں بدل جائے۔

مسئلہ: 131: من فرائضها--- التحریمۃ قائما وھی شرط --- ومنها القیام --- فی فرض وملحق بہ کنذر وسنۃ فجر فی الاصح لقادر علیہ وعلی السجود ،فلو قدر علیہ دون السجود ندب ایماءہ قاعدا وکذا من یسیل جرحہ لو سجد وقد یتحم القعود کمن یسیل جرحہ اذا قام او یسلس بولہ او یبدوربع عورتہ او یضعف عن القراءۃ اصلا[2]

ترجمہ: نماز کے فرائض میں سے ایک حالتِ قیام میں تکبیر تحریمہ کہنا ہے اور ایک قیام ہے جو کہ فرض ہے ہر فرض نماز میں اور ملحق بالفرض مثلاً: نذر اور فجر کی سنت میں اصح قول کے مطابق ہر اس نمازی کے لیے جو قیام اور سجدہ کرنے پر قادر ہو۔ پس اگر قیام پر قادر ہو اور سجود پر نہ ہو تو مستحب ہے بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز پڑھنا اور اسی طرح مستحب ہے اس شخص کو جس کا زخم

---

[1] شامی ص219ج2
[2] ردالمحتار ص158ج2

مسئلہ: 133: اگر سجدے میں کوئی نمازی ناک نہ لگائے۔ بلکہ ہاتھ صرف زمین سے لگائے تو اس صورت میں اُس کی نماز تو ادا ہوجاتی ہے لیکن کراہت کیساتھ۔ اور بغیر کسی عذر کے صرف ہاتھ یا ناک لگانے پر اکتفا کرنا منع ہے۔
مسئلہ: 134: سجدہ کی حالت میں پاؤں کے انگوٹھے زمین سے لگانا ضروری ہے۔ اس لیے کہ اگر کوئی دونوں پاؤں اٹھائے ہوئے ہو تو سجدہ ادا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر ایک پاؤں اُٹھا ہوا ہو تو ادا ہوجاتی ہے۔ لیکن کراہت کیساتھ۔ البتہ اس مسئلے میں علماء کرامؒ کا اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین سے لگانا فرض ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ ایک پاؤں کا بعض اسے واجب کہتے ہیں اور بعض سنت بتلاتے ہیں۔

سجدہ کرنے سے بہنے لگے اور کبھی لازم ہوتا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنا مثلاً: کھڑے ہونے سے کسی شخص کا زخم بہنے لگے یا پیشاب جاری ہوجائے یا چوتھائی شرم گاہ کھل جائے اور یا قرأت سے بالکل عاجز ہوجائے

مسئلہ: 132: ولا يصير شارعا بالتكبير الا فى حالة القيام او فيما هو اقرب اليه من الركوع هكذا فى الزاهدى[1]

ترجمہ: اور تکبیر تحریمہ شروع کرنے والا نہ ہوگا مگر قیام کی حالت میں یا جو رکوع کی بہ نسبت قیام سے قریب تر ہو (هكذا فى الزاهدى)

ومنها القيا م فلو كبر قائما فركع ولم يقف صح لان ما اتى به من القيام الى ان يبلغ الركوع يكفيه قنيه (قوله ومنها القيام) يشمل التام منه وهو الانتصاب مع الاعتدال وغير التام وهو الانحناء القليل بحيث لا تنال يداه ركبتيه[2]

ترجمہ: اور ان ہی میں سے قیام ہے پس اگر قیام کی حالت میں تکبیر کہی اور فوراً رکوع کیا اور کھڑا نہیں ہوا تو صحیح ہے اس لیے کہ رکوع تک پہنچنے کے لیے اس نے جتنا قیام کیا وہی کافی ہے قنیہ (قوله ومنها القيام) یہ تام اور غیر تام دونوں کو شامل ہے قیام تام سے مراد اعتدال کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا ہے اور غیر تام سے مراد اتنا تھوڑا جھکنا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکے۔

مسئلہ: 133: وكره الاقتصار فى السجود على احدهما ومنعا الاكتفاء بالانف بلا عذر واليه صح رجوعه وعليه الفتوى كما حررناه فى شرح المتلقى[3]

ترجمہ: اور سجود میں دونوں (ناک اور پیشانی) میں سے ایک پر اکتفا کرنا مکروہ ہے اور بلا عذر صرف ناک پر اکتفا کرنا ممنوع ہے اور اسی قول کی طرف ان کا رجوع درست ہے اور اسی پر فتوی ہے (كما حررناه فى شرح المتلقى)

مسئلہ: 134: وَأَمَّا وَضْعُ الْقَدَمَيْنِ فَقَدْ ذَكَرَ الْقُدُورِيُّ أَنَّهُ فَرْضٌ فِي السُّجُودِ. اهـ. فَإِذَا سَجَدَ وَرَفَعَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ لَا يَجُوزُ، كَذَا ذَكَرَهُ الْكَرْخِيُّ وَالْجَصَّاصُ، وَلَوْ وَضَعَ إحْدَاهُمَا جَازَ. قَالَ قَاضِي خَانْ: وَيُكْرَهُ. وَذَكَرَ الْإِمَامُ التُّمُرْتَاشِيُّ أَنَّ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَوَاءٌ فِي عَدَمِ الْفَرْضِيَّةِ، وَهُوَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَيْهِ كَلَامُ شَيْخِ الْإِسْلَامِ فِي مَبْسُوطِهِ، وَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْعِنَايَةِ. قَالَ فِي الْمُجْتَبَى: قُلْت ظَاهِرُ مَا فِي مُخْتَصَرِ الْكَرْخِيِّ وَالْمُحِيطِ وَالْقُدُورِيِّ أَنَّهُ إذَا رَفَعَ إحْدَاهُمَا دُونَ الْأُخْرَى لَا يَجُوزُ. وَقَدْ رَأَيْت فِي بَعْضِ النُّسَخِ فِيهِ رِوَايَتَانِ. اهـ. وَمَشَى عَلَى رِوَايَةِ الْجَوَازِ

---

[1] ہندیہ ص76 ج1
[2] در مختار مع رد المحتار ص163 ج2
[3] ابن عابدین ص249 ج2

مسئلہ: 135: ضروری ہے کہ سجدے کی جگہ پاؤں کی جگہ سے شرعی گز کی مقدار سے زیادہ اونچی نہ ہو۔ مگر ضرورت کے وقت اس کی گنجائش ہے۔ مثلاً: بڑی مسجد میں نمازی اس قدر قریب قریب کھڑے ہوں کہ آدمی زمین پر سجدہ نہ کر سکے۔ تو اگلے نمازی کی پشت پر سجدہ کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں نے ایک ہی نماز کی نیت باندھی ہو۔ اور بعض علماء کرام اس سے بھی زیادہ نرمی کرتے ہیں کہ شرط کو ضروری نہیں ٹھہراتے اور بعض اس سے بھی زیادہ سختی کرتے ہیں۔

بِرَفْعِ إِحْدَاهُمَا فِي الْفَيْضِ وَالْخُلَاصَةِ وَغَيْرِهِمَا، فَصَارَ فِي الْمَسْأَلَةِ ثَلَاثَ رِوَايَاتٍ: الْأُولَى فَرْضِيَّةُ وَضْعِهِمَا. الثَّانِيَةُ فَرْضِيَّةُ إِحْدَاهُمَا. الثَّالِثَةُ عَدَمُ الْفَرْضِيَّةِ، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ سُنَّةٌ.[1]

ترجمہ: قدوری نے ذکر کیا ہے کہ سجود میں دونوں پاؤں کا رکھنا فرض ہے پس اگر سجدہ کیا اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو اٹھالیا تو جائز نہ ہوگا (كَذَا ذَكَرَهُ الْكَرْخِيُّ وَالْجَصَّاصُ) اور اگر دونوں میں سے ایک کو رکھا تو جائز ہے۔ اور قاضی خان نے اسے مکروہ کہا ہے اور امام تمرتاشی نے ذکر کیا ہے کہ دونوں ہاتھ اور دونوں قدم فرض نہ ہونے میں برابر ہیں اور اسی پر شیخ الاسلام کا کلام دلالت کرتا ہے جو ان کے مبسوط میں ہے، (وَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْعِنَايَةِ.) مجتبی میں ہے کہ میں کہتا ہوں مختصر الکرخی، محیط اور قدوری میں جو ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب دونوں میں سے ایک کو اٹھایا اور دوسرے کو نہ اٹھایا تو سجدہ جائز نہ ہوگا۔ اور میں نے بعض نسخوں میں اس بارے میں دو روایتیں دیکھی ہیں۔ فیض اور خلاصہ وغیرہما دونوں میں سے ایک کے اٹھانے کی صورت میں جواز کی طرف گئے ہیں چنانچہ اس مسئلہ میں تین روایتیں ہو گئیں ہیں (۱) دونوں کا رکھنا فرض ہے (۲) دونوں میں سے ایک کا رکھنا فرض ہے (۳) دونوں کا رکھنا فرض نہیں ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ سنت ہے

مسئلہ: 135: (وَإِنْ سَجَدَ لِلزِّحَامِ عَلَى ظَهْرٍ) هَلْ هُوَ قَيْدٌ احْتِرَازِيٌّ لَمْ أَرَهُ (مُصَلٍّ صَلَاتَهُ) الَّتِي هُوَ فِيهَا (جَازَ) لِلضَّرُورَةِ (وَإِنْ لَمْ يُصَلِّهَا) بَلْ صَلَّى غَيْرَهَا أَوْ لَمْ يُصَلِّ أَصْلاً أَوْ كَانَ فُرْجَةً (لَا) يَصِحُّ، (وَلَوْ كَانَ مَوْضِعُ سُجُودِهِ أَرْفَعَ مِنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِمِقْدَارِ لَبِنَتَيْنِ مَنْصُوبَتَيْنِ جَازَ) سُجُودُهُ (وَإِنْ أَكْثَرَ لَا) إِلَّا لِزَحْمَةٍ كَمَا مَرَّ، وَالْمُرَادُ لَبِنَةُ بُخَارَى، وَهِيَ رُبْعُ ذِرَاعٍ عَرْضُ سِتَّةِ أَصَابِعَ، فَمِقْدَارُ ارْتِفَاعِهِمَا نِصْفُ ذِرَاعٍ ثِنْتَا عَشْرَةَ أُصْبُعًا، ذَكَرَهُ الْحَلَبِی[2]

اور اگر رش کی وجہ سے نماز پڑھنے والا اسی نماز کو پڑھنے والے کسی دوسرے نمازی کی پشت پر سجدہ کر لے تو ضرورت کی وجہ سے جائز ہوگا۔ شارح نے کہا ہے کہ پشت کی قید احترازی ہے یا نہیں ہے اس کا حکم میں نے کہیں دیکھا نہیں ہے اور اگر وہ دوسرا شخص کوئی اور نماز پڑھ رہا ہو یا سرے سے نماز ہی نہ پڑھ رہا ہو یا رش کے باوجود نمازی کے سامنے کشادگی ہو تو ان تمام صورتوں میں دوسرے شخص کی پشت پر سجدہ درست نہ ہوگا اور اگر نمازی کے سجود کی جگہ اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے دو کھڑی اینٹوں کے برابر بلند ہو تو اس کا سجدہ درست ہوگا اور اگر سجدہ کی جگہ اس مقدار سے زیادہ بلند ہوگی تو سجدہ درست نہ ہوگا مگر رش کی وجہ سے درست ہوگا کما مر۔ اور اینٹ سے مراد بخارا کی اینٹ ہے جس کی اونچائی ربع ہاتھ یعنی چھ انگشت ہوتی ہے لہذا دونوں کی اونچائی

---

[1] ردالمحتار ص249ج2

[2] شامی ص256ج2

مسئلہ :136: اگر کوئی نمازی ایک سجدہ کرے اور دوسرا بھول جائے۔ پھر نماز میں ہی اُسے یاد آجائے تو یاد آتے ہی دوسرا سجدہ کرلے۔اس سے قبل نماز کا جو حصہ ادا کر چکا ہو اُس کی ادائیگی دوبارہ لازم نہیں ہے،اسکے بعد بقایا نماز پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ تو نماز ہو جائے گی۔البتہ نماز کے جس رکن میں اُسے یاد آیا ہو۔اور اسی سے سجدے میں گیا ہو۔ مثلاً دوسری رکعت کے رکوع کی حالت میں اُسے یاد آیا ہو کہ پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا ہوں۔ تو رکوع سے سجدے میں جائے اور سجدہ کرلے۔ تو آیا، بعد میں اُس رُکن کی دوبارہ ادائیگی لازم ہے یا نہیں ؟اس میں اختلاف ہے۔ لیکن معتمد بات یہ ہے کہ اس رکن کی ادائیگی دوبارہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

کی مقدار نصف ہاتھ یعنی بارہ انگشت ہے(ذكره الحلبي) ۔

مسئلہ : 136:(وَرِعَايَةُ التَّرْتِيبِ) (فِيمَا يَتَكَرَّرُ) (فِي كُلِّ رَكْعَةٍ كَالسَّجْدَةِ) حَتَّى لَوْ نَسِيَ سَجْدَةً مِنْ الْأُولَى قَضَاهَا وَلَوْ بَعْدَ السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ لَكِنَّهُ يَتَشَهَّدُ ثُمَّ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ ثُمَّ يَتَشَهَّدُ لِأَنَّهُ يَبْطُلُ بِالْعَوْدِ إلَى الصُّلْبِيَّةِ وَالتِّلَاوِيَّةِقَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ حَتَّى لَوْ تَرَكَ سَجْدَةً مِنْ رَكْعَةٍ ثُمَّ تَذَكَّرَهَا فِيمَا بَعْدَهَا مِنْ قِيَامٍ أَوْ رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ فَإِنَّهُ يَقْضِيهَا وَلَا يَقْضِي مَا فَعَلَهُ قَبْلَ قَضَائِهَا مِمَّا هُوَ بَعْدَ رَكْعَتِهَا مِنْ قِيَامٍ أَوْ رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ، بَلْ يَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ فَقَطْ، لَكِنْ اُخْتُلِفَ فِي لُزُومِ قَضَاءِ مَا تَذَكَّرَهَا فَقَضَاهَا فِيهِ، كَمَا لَوْ تَذَكَّرَ وَهُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ أَنَّهُ لَمْ يَسْجُدْ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا فَإِنَّهُ يَسْجُدُهَا، وَهَلْ يُعِيدُ الرُّكُوعَ أَوْ السُّجُودَ الْمُتَذَكَّرَ فِيهِ، فَفِي الْهِدَايَةِ أَنَّهُ لَا تَجِبُ إعَادَتُهُ بَلْ تُسْتَحَبُّ مُعَلَّلًا بِأَنَّ التَّرْتِيبَ لَيْسَ بِفَرْضٍ بَيْنَ مَا يَتَكَرَّرُ مِنْ الْأَفْعَالِ وَفِي الْخَانِيَّةِ أَنَّهُ يُعِيدُهُ وَإِلَّا فَسَدَتْ صَلَاتُهُ مُعَلَّلًا بِأَنَّهُ ارْتَفَضَ بِالْعَوْدِ إلَى مَا قَبْلَهُ مِنْ الْأَرْكَانِ لِأَنَّهُ قَبْلَ الرَّفْعِ مِنْهُ يَقْبَلُ الرَّفْضَ، بِخِلَافِ مَا لَوْ تَذَكَّرَ السَّجْدَةَ بَعْدَ مَا رَفَعَ مِنْ الرُّكُوعِ لِأَنَّهُ بَعْدَ مَا تَمَّ بِالرَّفْعِ لَا يَقْبَلُ الرَّفْضَ. اهـ. وَمِثْلُهُ فِي الْفَتْحِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: فَعُلِمَ أَنَّ الِاخْتِلَافَ فِي الْإِعَادَةِ لَيْسَ بِنَاءً عَلَى اشْتِرَاطِ التَّرْتِيبِ وَعَدَمِهِ، بَلْ عَلَى أَنَّ الرُّكْنَ الْمُتَذَكَّرَ فِيهِ هَلْ يَرْتَفِضُ بِالْعَوْدِ إلَى مَا قَبْلَهُ مِنْ الْأَرْكَانِ أَوْ لَا اهـ تَأَمَّلْ وَالْمُعْتَمَدُ مَا فِي الْهِدَايَةِ، [1]

ترجمہ :اور واجب ہے ترتیب کالحاظ رکھنا ان تمام افعال میں جو ہر رکعت میں مکرر ہوتے ہیں مثلاً: سجدہ، یہاں تک کہ اگر ایک سجدہ پہلی رکعت میں بھول گیا تو اس کو قضاء کرے اگرچہ سلام پھیرنے کے بعد کلام کرنے سے پہلے ہو لیکن اس سجدہ کی قضاء کے بعد صرف التحیات پڑھے پھر سجدہ سہو کرے پھر التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔ التحیات دوبارہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ صلبی اور سجدہ تلاوت کی طرف عود کرنے سے تشہد باطل ہو جاتا ہے (قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ) یہاں تک کہ اگر کسی رکعت میں ایک سجدہ رہ گیا پھر بعد والی رکعت کے قیام، رکوع یا سجود میں اسے یاد آیا تو اس کو ادا کرلے اور اس سجدے کو ادا کرنے سے پہلے بعد والی رکعت میں جو قیام، رکوع اور سجود وہ ادا کر چکا ہے انہیں دوبارہ ادا نہ کرے اس پر صرف سجدہ سہو لازم ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ جب اسے رکوع یا سجدے کی حالت میں یاد آیا کہ پچھلی رکعت میں اس نے سجدہ نہیں کیا ہے اور وہ فوری طور پر وہ سجدہ کرلے تو کیا وہ اس رکوع یا سجدے کا بھی اعادہ کرے گا جس میں اسے یاد آیا ہے ؟ تو ہدایہ میں ہے کہ اس کا اعادہ اس پر واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور علت اس کی یہ ہے کہ مکرر افعال میں ترتیب فرض نہیں ہے اور خانیہ میں ہے کہ وہ اعادہ کرے گا ورنہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ اس کو پورا کرنے سے پہلے ما قبل رکن کی طرف جانے سے وہ ختم

---

[1] ابن عابدین ص188ج2

مسئلہ: 137: فرض کیجئے کہ کسی نمازی کو سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا کہ پہلی رکعت میں ایک سجدہ رہ گیا ہے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد ابھی تک اس نے بات چیت نہ کی ہو۔ تواب سجدہ کرکے تشہد پڑھ لے۔ اور پھر سجدہ سہو کرلے تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔

ہو گیا۔ بخلاف اس صورت کے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسے پچھلی رکعت کا سجدہ یاد آیا تواب اس سجدے کی ادائیگی سے اس کا رکوع ختم نہیں ہو گا(وَمِثْلُهُ فِي الْفَتْحِ.) بحر میں کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اعادہ میں اختلاف ترتیب اور عدم ترتیب کی شرط کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس بنیاد پر ہے کہ متذکر فیہ رکن ما قبل کی طرف جانے سے ختم ہوتا ہے یا نہیں ؟اس میں غور و فکر کرو مگر معتمد بات وہی ہے جو ہدایہ میں ہے(اعادہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے)

مسئلہ: 137:(وَرِعَايَةُ التَّرْتِيبِ) (فِيمَا يَتَكَرَّرُ) (فِي كُلِّ رَكْعَةٍ كَالسَّجْدَةِ) حَتَّى لَوْ نَسِيَ سَجْدَةً مِنْ الْأُولَى قَضَاهَا وَلَوْ بَعْدَ السَّلَامِ قَبْلَ الْكَلَامِ لَكِنَّهُ يَتَشَهَّدُ ثُمَّ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ ثُمَّ يَتَشَهَّدُ لِأَنَّهُ يَبْطُلُ بِالْعَوْدِ إلَى الصُّلْبِيَّةِ وَالتِّلَاوِيَّةِ، قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ حَتَّى لَوْ تَرَكَ سَجْدَةً مِنْ رَكْعَةٍ ثُمَّ تَذَكَّرَهَا فِيمَا بَعْدَهَا مِنْ قِيَامٍ أَوْ رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ فَإِنَّهُ يَقْضِيهَا وَلَا يَقْضِي مَا فَعَلَهُ قَبْلَ قَضَائِهَا مِمَّا هُوَ بَعْدَ رَكْعَتِهَا مِنْ قِيَامٍ أَوْ رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ، بَلْ يَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ فَقَطْ، لَكِنْ اُخْتُلِفَ فِي لُزُومِ قَضَاءِ مَا تَذَكَّرَهَا فَقَضَاهَا فِيهِ، كَمَا لَوْ تَذَكَّرَ وَهُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ أَنَّهُ لَمْ يَسْجُدْ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا فَإِنَّهُ يَسْجُدُهَا، وَهَلْ يُعِيدُ الرُّكُوعَ أَوْ السُّجُودَ الْمُتَذَكَّرَ فِيهِ، فَفِي الْهِدَايَةِ أَنَّهُ لَا تَجِبُ إعَادَتُهُ بَلْ تُسْتَحَبُّ مُعَلَّلًا بِأَنَّ التَّرْتِيبَ لَيْسَ بِفَرْضٍ بَيْنَ مَا يَتَكَرَّرُ مِنْ الْأَفْعَالِ وَفِي الْخَانِيَّةِ أَنَّهُ يُعِيدُهُ وَإِلَّا فَسَدَتْ صَلَاتُهُ مُعَلَّلًا بِأَنَّهُ ارْتَفَضَ بِالْعَوْدِ إلَى مَا قَبْلَهُ مِنْ الْأَرْكَانِ لِأَنَّهُ قَبْلَ الرَّفْعِ مِنْهُ يَقْبَلُ الرَّفْضَ، بِخِلَافِ مَا لَوْ تَذَكَّرَ السَّجْدَةَ بَعْدَ مَا رَفَعَ مِنْ الرُّكُوعِ لِأَنَّهُ بَعْدَ مَا تَمَّ بِالرَّفْعِ لَا يَقْبَلُ الرَّفْضَ. اهـ. وَمِثْلُهُ فِي الْفَتْحِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: فَعُلِمَ أَنَّ الِاخْتِلَافَ فِي الْإِعَادَةِ لَيْسَ بِنَاءً عَلَى اشْتِرَاطِ التَّرْتِيبِ وَعَدَمِهِ، بَلْ عَلَى أَنَّ الرُّكْنَ الْمُتَذَكَّرَ فِيهِ هَلْ يَرْتَفِضُ بِالْعَوْدِ إلَى مَا قَبْلَهُ مِنْ الْأَرْكَانِ أَوْ لَا اهـ تَأَمَّلْ وَالْمُعْتَمَدُ مَا فِي الْهِدَايَةِ،[1]

ترجمہ: اور واجب ہے ترتیب کالحاظ رکھنا ان تمام افعال میں جو ہر رکعت میں مکرر ہوتے ہیں مثلاً: سجدہ، یہاں تک کہ اگر ایک سجدہ پہلی رکعت میں بھول گیا تو اس کو قضاء کرے اگرچہ سلام پھیرنے کے بعد کلام کرنے سے پہلے ہو لیکن اس سجدہ کی قضاء کے بعد صرف التحیات پڑھے پھر سجدہ سہو کرے پھر التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔ التحیات دوبارہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ صلبی اور سجدہ تلاوت کی طرف عود کرنے سے تشہد باطل ہو جاتا ہے(قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ) یہاں تک کہ اگر کسی رکعت میں ایک سجدہ رہ گیا پھر بعد والی رکعت کے قیام، رکوع یا سجود میں اسے یاد آیا تو اس کو ادا کرلے اور اس سجدے کو ادا کرنے سے پہلے بعد والی رکعت میں جو قیام، رکوع اور سجود وہ ادا کر چکا ہے انہیں دوبارہ ادا نہ کرے اس پر صرف سجدہ سہو لازم ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ جب اسے رکوع یا سجدے کی حالت میں یاد آیا کہ پچھلی رکعت میں اس نے سجدہ نہیں کیا ہے اور وہ فوری طور پر وہ سجدہ کرلے تو کیا وہ اس رکوع یا سجدے کا بھی اعادہ کرے گا جس میں اسے یاد آیا ہے ؟ تو ہدایہ میں ہے کہ اس کا اعادہ اس پر واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور علت اس کی یہ ہے کہ مکرر افعال میں ترتیب فرض نہیں ہے اور خانیہ میں ہے کہ وہ اعادہ کرے گا ورنہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ اس کو پورا کرنے سے پہلے ما قبل رکن کی طرف جانے سے وہ ختم

---

[1] محولہ بالہ

مسئلہ: 138: نماز میں رکوع سے پہلے قیام اور سجدہ سے پہلے رکوع اور قعدہ اخیرہ آخر میں ادا کرنا یہ ترتیب بھی فرض ہے۔اس لیے کہ اگر رکوع سے پہلے کوئی سجدہ کر جائے تو یہ سجدہ معتبر نہیں ہے۔ نماز ادا نہیں ہوتی۔ہاں اگر رکوع کے بعد پھر باقاعدہ سجدہ کرلے تو نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن سجدہ سہو بھی کرے گا۔ یہ اس لیے کہ جو ترتیب فرض ہے اس کا لحاظ تو ہو چکا لیکن زائد سجدہ کرنے سے ترتیب میں جو فرق آیا ہے۔اس کی تلافی سجدہ سہو سے ہو جائے گی۔

ہو گیا۔بخلاف اس صورت کے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسے پچھلی رکعت کا سجدہ یاد آیا تو اب اس سجدے کی ادائیگی سے اس کا رکوع ختم نہیں ہوگا(وَمِثْلُهُ فِي الْفَتْحِ.) بحر میں کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اعادہ میں اختلاف ترتیب اور عدم ترتیب کی شرط کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس بنیاد پر ہے کہ متذکر فیہ رکن ماقبل کی طرف جانے سے ختم ہوتا ہے یا نہیں؟اس میں غور وفکر کرو مگر معتمد بات وہی ہے جو ہدایہ میں ہے(اعادہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے)

مسئلہ:138: (وَرِعَايَةُ التَّرْتِيبِ) بَيْنَ الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ و (فِيمَا يَتَكَرَّرُ) أَمَّا فِيمَا لَا يَتَكَرَّرُ فَفَرْضٌ كَمَا مَرَّ(قَوْلُهُ بَيْنَ الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ) يَعْنِي فِي الْفَرْضِ الْغَيْرِ الثُّنَائِيِّ، وَمَعْنَى كَوْنِهِ وَاجِبًا أَنَّهُ لَوْ رَكَعَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ صَحَّ رُكُوعُ هَذِهِ الرَّكْعَةِ لِأَنَّهُ لَا يُشْتَرَطُ فِي الرُّكُوعِ أَنْ يَكُونَ مُتَرَتِّبًا عَلَى قِرَاءَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، بِخِلَافِ التَّرْتِيبِ بَيْنَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مَثَلًا فَإِنَّهُ فَرْضٌ، حَتَّى لَوْ سَجَدَ قَبْلَ الرُّكُوعِ لَمْ يَصِحَّ سُجُودُ هَذِهِ الرَّكْعَةِ، لِأَنَّ أَصْلَ السُّجُودِ يُشْتَرَطُ تَرَتُّبُهُ عَلَى الرُّكُوعِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ كَتَرَتُّبِ الرُّكُوعِ عَلَى الْقِيَامِ كَذَلِكَ لِأَنَّ الْقِرَاءَةَ لَمْ تُفْرَضْ فِي جَمِيعِ رَكَعَاتِ الْفَرْضِ، بَلْ فِي رَكْعَتَيْنِ مِنْهُ بِلَا تَعْيِينٍ، أَمْ الْقِيَامُ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ فَإِنَّهَا مُعَيَّنَةٌ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ نَعَمْ الْقِرَاءَةُ فَرْضٌ وَمَحَلُّهَا الْقِيَامُ مِنْ حَيْثُ هُوَ، فَإِذَا ضَاقَ وَقْتُهَا بِأَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِي الْأُولَيَيْنِ صَارَ التَّرْتِيبُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الرُّكُوعِ فَرْضًا لِعَدَمِ إمْكَانِ تَدَارُكِهِ، وَلَكِنَّ فَرْضِيَّةَ هَذَا التَّرْتِيبِ عَارِضَةٌ بِسَبَبِ التَّأْخِيرِ، فَلِذَا لَمْ يَنْظُرُوا إلَيْهِ، وَاقْتَصَرُوا عَلَى أَنَّ التَّرْتِيبَ بَيْنَهَا وَاجِبٌ لِأَنَّ إيقَاعَ الْقِرَاءَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ وَاجِبٌ، هَذَا تَوْضِيحُ مَا حَقَّقَهُ فِي الدُّرَرِ.[1]

ترجمہ: قرأت، رکوع اور مکرر افعال میں ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے اور غیر مکرر میں فرض ہے کما مر(قَوْلُهُ بَيْنَ الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ) یعنی ترتیب کا لحاظ غیر ثنائی فرض میں واجب ہے اور واجب ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر قرأت سے پہلے رکوع کیا تو اس رکعت کا یہ رکوع صحیح ہے اس لیے کہ رکوع کے لیے ہر رکعت میں قرأت پر مرتب ہونے کی شرط نہیں ہے بخلاف رکوع اور سجود میں ترتیب کے کہ وہ فرض ہے یہاں تک کہ اگر اس نے رکوع سے پہلے سجدہ کیا تو اس رکعت کا سجدہ ادا نہ ہوگا اس لیے کہ سجود میں ہر رکعت کے رکوع پر مرتب ہونا شرط ہے جیسا کہ رکوع قیام پر مرتب ہوتا ہے۔اس لیے کہ قرأت فرض کی ہر رکعت میں فرض نہیں ہے بلکہ بلا تعیین دو رکعتوں میں فرض ہے۔ کیا قیام، رکوع اور سجود ہر رکعت میں معین ہیں؟ جی ہاں قرأت فرض ہے اور اس کا محل قیام ہے لہذا اگر وقت تنگ پڑ جانے کی وجہ سے پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کر سکے تو رکوع اور قرأت میں ترتیب فرض ہو گی اس لیے کہ اس کے تدارک کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن اس ترتیب کی فرضیت تاخیر کی وجہ سے عارضی ہے اسی وجہ سے انھوں نے اس طرف دیکھا نہیں ہے اور اس پر اکتفا کیا ہے کہ ان میں ترتیب واجب ہے اس لیے کہ پہلی دو رکعتوں قرأت واجب ہے، (هَذَا تَوْضِيحُ مَا حَقَّقَهُ فِي الدُّرَرِ)

---

[1] ابن عابدین ص188ج2

مبحث دوم: نماز کے واجبات

مسئلہ::139: مختلف نمازوں میں بیس واجبات ہیں۔ اگر کسی نے نماز میں قصداً واجبات میں سے کسی نماز کے ایک واجب کو چھوڑ دیا(بغیر کسی عذر کے شامی کے بقول) تو نماز ناقص ہوگئی۔اور ایسے نماز کا اعادہ واجب ہے تاکہ مکمل ہوجائے۔ اور نماز کے بیس واجبات مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلہ:140:(1) فرض کی اول دو رکعتوں میں ، واجب، سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں فاتحہ پڑھنا(2) فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا (3) فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا(4) جہری نمازوں میں امام کیلئے بآواز بلند قرأت کرنا۔(5) مقتدی کا امام کے پیچھے خاموش کھڑا ہونا(6) تین رکعات اور چار رکعات والی فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے متعین کرنا(7) سری نمازوں میں قرأت خاموشی سے کرنا(8) مقتدی کے لیے امام کی متابعت(9) ہر رکعت کے دوسرے سجدے اور مابعد میں ترتیب اور اسی طرح رکعتوں کی ترتیب(10) فرائض اور واجبات کو اپنے محل میں ادا کرنا(11) تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجود کو اتنے اطمینان سے کرنا۔ کہ ہر عضو ایک تسبیح پڑھنے کے بقدر اپنی جگہ پر برقرار رہے (12) قومہ اور(13) جلسہ کرنا (14) اور اُن کی تعدیل(15) پہلا قعدہ(16) قعدہ اولی میں تشہد پڑھنا(17) آخری قعدہ میں تشہد (18) سلام پھیرتے وقت لفظ السلام کہنا(19) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور(20) عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

139:(ولها واجبات) لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد له، وإن لم يعدها يكون فاسقا آثما،وكذا كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها. والمختار أنه جابر للاول.[1]

ترجمہ: نماز کے کچھ واجبات ہیں جن کے ترک سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی مگر خطاء اور عمد دونوں صورتوں میں واجب الاعادہ ہوتی ہے بشرطیکہ اس کے لیے سجدہ سہو نہ کیا جائے اور اگر کسی نے اس کا اعادہ نہ کیا تو گناہگار اور فاسق ہوگا۔اور اسی طرح ہر وہ نماز جو کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا اعادہ واجب ہے اور یہ پسندیدہ بھی ہے اس لیے کہ اس سے پہلی نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔

140:(وهي) على ما ذكره أربعة عشر (قراءة فاتحة الكتاب) فيسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها، لكن في المجتبى: يسجد بترك آية منها، وهو أولى.قلت: وعليه فكل آية واجبة ككل تكبيرة عيد وتعديل ركن وإتيان كل وترك تكرير كل كما يأتي فليحفظ (وضم) أقصر (سورة) كالكوثر أو ما قام مقامها، وهو ثلاثة آيات قصار، نحو * (ثم نظر) * (المدثر: 12) * (ثم عبس وبسر) * (المدثر: 22) * (ثم أدبر واستكبر) * (المدثر: 32) وكذا لو كانت الآية أو الآيتان تعدل ثلاثا قصارا. ذكره الحلبي (في الاولين من الفرض) وهل يكره في الاخريين؟ المختار لا (و) في (جميع) ركعات (النفل) لان كل شفع منه صلاة (و) كل (الوتر) احتياطا وتعيين القراءة (في الاولين) من الفرض على المذهب (وتقديم الفاتحةعلى كل السورة)وكذا ترك تكريرها قبل سورة الاولين (ورعاية الترتيب) بين القراءة والركوع و (فيما يتكرر) أما فيما لا يتكرر فرض كما مر(في كل ركعة كالسجدة) أو في كل الصلاة كعدد ركعاتها،حتى لو نسي سجدة من الاولى قضاها ولو

[1] درمختار ص64

مسئلہ: 141: سورۃ فاتحہ قراٗت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر بھول سے کوئی قرأت، فاتحہ سے پہلے کر لے اور پھر یاد آنے پر فاتحہ پڑھ پھر سورت پڑھے۔ تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہے۔

بعد السلام قبل الكلام، لكنه يتشهد ثم يسجد للسهو ثم يتشهد، لانه يبطل بالعود الصلبية والتلاوية، أما السهوية فترفع التشهد لا القعدة، حتى لو سلم بمجرد رفعه منها لم تفسد، بخلاف تلك السجدتين (وتعديل الاركان) أي تسكين الجوارح قدر تسبيحة في الركوع والسجود، وكذا في الرفع منهما على ما اختاره الكمال،لكن المشهور أن مكمل الفرض واجب ومكمل الواجب سنة،وعند الثاني الاربعة فرض (والقعود الاول) ولو في نفل في الاصح، وكذا ترك الزيادة فيه على التشهد، وأراد بالاول غير الاخير، لكن يرد عليه لو استخلف مسافر سبقه الحدث مقيما فإن القعود الاول فرض عليه، وقد يجاب بأنه عارض (والتشهدان) ويسجد للسهو بترك بعضه ككله، وكذا في كل قعدة في الاصح إذ قد يتكرر عشرا، كمن أدرك الامامفي تشهدي المغرب وعليه سهو فسجد معه وتشهد ثم تذكر سجود تلاوة فسجد معه وتشهد ثم سجد للسهو وتشهد معه ثم قضى الركعتين بتشهدين ووقع له كذلك.قلت: ومثل التلاوية تذكر الصلبية، فلو فرضنا تذكرها أيضا لهما زيد أربع أخر لما مر، ولو فرضنا تعمد التلاوة والصلبية لهما أيضا زيد ست أيضا، ولو فرضنا إدراكه للامام ساجداولم يسجدهما معه (ولفظ السلام) مرتين، فالثاني واجب على الاصح. برهان، دون عليكم، وتنقضي قدوة بالاول قبل عليكم على المشهور عندنا وعليه الشافعية خلافا للتكملة (و) قراءة (قنوت الوتر) وهو مطلق الدعاء، وكذا تكبير قنوته وتكبيرة ركوع الثالثة. زيلعي (وتكبيرات العيدين) وكذا أحدها، وتكبير ركوع ركعته الثانية كلفظ التكبير في افتتاحه، لكن الاشبه وجوبه في كل صلاة. بحر، فليحفظ (والجهر) للامام (والاسرار) للكل (فيما يجهر) فيه (ويسر) وبقي من الواجبات إتيان كل واجب أو فرض في محله، فلو أتم القراءة فمكث متفكرا سهوا ثم ركع أو تذكر السورة راكعا فضمها قائما أعاد الركوع وسجد للسهو وترك تكرير ركوع وتثليث سجود وترك قعود قبل ثانية أو رباعة، وكل زيادة تتخلل بين الفرضين وإنصات المقتدي ومتابعة الامام:ِّ (قَوْلُهُ وَكَذَا فِي الرَّفْعِ مِنْهُمَا) أَيْ يَجِبُ التَّعْدِيلُ أَيْضًا فِي الْقَوْمَةِ مِنْ الرُّكُوعِ وَالْجَلْسَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَتَضَمَّنَ كَلَامُهُ وُجُوبَ نَفْسِ الْقَوْمَةِ وَالْجَلْسَةِ أَيْضًا لِأَنَّهُ يَلْزَمُ مِنْ وُجُوبِ التَّعْدِيلِ فِيهِمَا وُجُوبُهُمَا [1]

ترجمہ: اور واجبات ان کے بیان کے مطابق چودہ ہیں (فاتحہ کا پڑھنا) لہذا اس کے اکثر کو ترک کرنے کی وجہ سے سجدہ سہو لازم آئے گا لیکن اقل کی وجہ سے نہیں آئے گا۔ لیکن مجتبی میں ہے کہ اس کی ایک آیت کو ترک کرنے کی وجہ سے سجدہ سہو آئے گا اور یہی اولی ہے (چھوٹی سورت کو ملانا فرض کی پہلی دو رکعتوں میں، نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں) مثلاً: کوثر یا جو اس کے قائم مقام ہو اور وہ تین چھوٹی آیتیں ہیں مثلاً: * (ثم نظر) * (المدثر: 12) * (ثم عبس وبسر) * (المدثر: 22) * (ثم أدبر واستكبر) * (المدثر: 32) اور اسی طرح ایک یا دو آیتیں جو چھوٹی تین آیات کے برابر ہوں (فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کے لیے متعین کرنا) (فاتحہ کو سورت پر مقدم کرنا) اور اسی طرح پہلی دو رکعتوں میں سورت سے پہلے اس کو مکرر نہ پڑھنا۔ (رکوع، قراءت اور جن ارکان میں تکرار ہے ان میں ترتیب کی رعایت رکھنا جیسا کہ ہر رکعت میں سجدہ) اور جن میں تکرار نہیں ہے ان میں ترتیب فرض ہے (کمامر) (اور تعدیلِ ارکان) یعنی رکوع، سجود اور ان دونوں سے اٹھنے میں اعضاء کو ایک تسبیح کے بقدر سکون پہنچانا۔ جیسا کہ کمال نے اس کو اختیار کیا ہے لیکن مشہور بات یہ ہے کہ فرض کی تکمیل کرنے والی چیز واجب ہے اور واجب کی تکمیل کرنے والی سنت ہے اور دیگر ائمہ کے نزدیک یہ چاروں فرض ہیں (پہلا قعدہ اگرچہ نفل نماز ہو) اور اسی طرح اس قعدہ میں تشہد سے زیادہ نہ پڑھنا (دونوں تشہد) اس کے بعض کو ترک کرنے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے گا اور صحیح قول کے مطابق اس کی تکرار کی دس صورتیں ہو سکتی ہیں۔

---

[1] ابن عابدین ص184ج2

مسئلہ: 142: فاتحہ سورت سے پہلے صرف ایک بار پڑھنا واجب ہے لہٰذا اگر بھولے سے کوئی دو مرتبہ پڑھ لے۔ یا نصف سے زیادہ پڑھنے کے بعد دوبارہ از سر نو پڑھنا شروع کرے تو بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اگر کوئی سورت سے ایک بار پہلے پڑھے اور ایک بار بعد میں تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: 143: اگر فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ بھولے سے کوئی دو بار پڑھے تو اُس پر سجدہ سہو لازم نہیں۔ اور اگر قصداً کوئی ایسا کرے تو اس میں بھی کراہت نہیں ہے۔ جب تک کہ جماعت پر بوجھ نہ ہو اور یہ رکعت پہلی رکعات سے طویل نہ ہو۔

مسئلہ: 144: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ پڑھنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ اِسی طرح ان رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔ اس لیے اگر بھولے سے ان رکعات میں کوئی نمازی سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ بھی پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔

مسئلہ: 141:(وَتَقْدِيمُ الْفَاتِحَةِ) عَلَى كُلِّ (السُّورَةِ) (قَوْلُهُ عَلَى كُلِّ السُّورَةِ) حَتَّى قَالُوا لَوْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ السُّورَةِ سَاهِيًا ثُمَّ تَذَكَّرَ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ السُّورَةَ، وَيَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ بَحْرٌ،[1]

ترجمہ: فاتحہ کو ہر سورت پر مقدم کرنا(قَوْلُهُ عَلَى كُلِّ السُّورَةِ) **یہاں تک کہ اگر کسی نے بھول کر کسی سورت کا ایک حرف بھی پڑھا پھر اسے یاد آیا تو فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے گا اور اس پر سجدہ سہو بھی لازم ہوگا۔**

مسئلہ:142:وَكَذَا تَرْكُ تَكْرِيرِهَا قَبْلَ سُورَةِ الْأَوَّلَيَيْنِ(قَوْلُهُ وَكَذَا تَرْكُ تَكْرِيرِهَا إلَخْ) فَلَوْ قَرَأَهَا فِي رَكْعَةٍ مِنْ الْأُولَيَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَجَبَ سُجُودُ السَّهْوِ لِتَأْخِيرِ الْوَاجِبِ وَهُوَ السُّورَةُ كَمَا فِي الذَّخِيرَةِ وَغَيْرِهَا، وَكَذَا لَوْ قَرَأَ أَكْثَرَهَا ثُمَّ أَعَادَهَا كَمَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ، أَمَّا لَوْ قَرَأَهَا قَبْلَ السُّورَةِ مَرَّةً وَبَعْدَهَا مَرَّةً فَلَا يَجِبُ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ[2]

ترجمہ: اور اسی طرح پہلی دو رکعتوں میں سورت سے پہلے اس کو مکرر نہ پڑھنا۔(قَوْلُهُ وَكَذَا تَرْكُ تَكْرِيرِهَا إلَخْ) **پس اگر کسی نے پہلی دو رکعتوں فاتحہ کو دو مرتبہ پڑھا تو تاخیرِ واجب کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو لازم ہو جائے گا** كَمَا فِي الذَّخِيرَةِ وَغَيْرِهَا **اور اسی طرح اس کے اکثر حصے کو مکرر پڑھنے کی وجہ سے بھی** كَمَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ **بہر حال اگر سورت سے پہلے ایک مرتبہ پڑھا اور ایک مرتبہ بعد میں تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔** كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ

مسئلہ:143: وقيد بالاولیین لان الاقتصارھی مرة واحدة فی کل رکعۃ مما بعدھما لیس بواجب حتی لو کررھا سھوالایجب سجود السھولان ما بعد الاولیین لایتعین فیہ القراءة بل ان شاء قرا وان شاءسبح وان شاء سکت فتکرار الفاتحۃ حینئذ ملحق بالتسبیح والثناء فلا یو جب سجود السھو علی ما صرحو ابہ ویلزم منہ انہ لو تعمدلا یکرہ مالم یود الیامر آخر مکروہ کتطویل الامام علی الجماعۃ او اطالۃالرکعۃ علی ما قبلھا [3]

ترجمہ: فاتحہ کے وجوب میں پہلی دو رکعتوں کی قید لگائی گئی ہے اس لیے کہ بعد والی دو رکعتوں اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے

---

[1] شامی ص187ج2

[2] ایضاص188ج2

[3] غنیۃالمستملی ص295

مسئلہ: 145: نماز میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی سورت پڑھنا واجب ہے۔اس سے مراد مختصر سورت ہے جو کہ کم از کم سورۃ کوثر کے برابر ہو یا کم از کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ یا ایک آیت جو اتنی لمبی ہو کہ تین آیتوں کے برابر ہو پڑھی جائے تو کافی ہے۔
146: نوٹ: فقہاء کرامؒ کے نزدیک مدرک اُس مقتدی کو کہا جاتا ہے کہ جس کو پوری نماز اول تا آخر امام کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس کو مؤتم بھی کہتے ہیں۔اور مسبوق اُس مقتدی کو کہتے ہیں جو کم از کم ایک رکعت نماز ادا ہونے کے بعد امام کے ساتھ شامل ہوا ہو۔اور لاحق وہ مقتدی ہے جو نیت امام کے پیچھے باندھ چکا ہو۔ پھر اُس کی سب یا بعض رکعتیں فوت ہو گئی ہوں۔ بوجہ سو جانے کے یا بوجہ وضو ٹوٹنے کے اور یا کسی اور وجہ سے۔اس سے متعلق تفصیلی بیان آگے آئے گا۔
مسئلہ: 147: مدرک پر قرأت پڑھنا نہیں ہے۔یعنی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ اور سورت نہیں پڑھے گا۔اس لیے کہ امام کی قرأت اُس کے لیے کافی ہے۔چاہے نماز بالسر ہو یا بالجہر۔اگر مقتدی مسبوق ہو تو اُسے چاہیے کہ نماز کی جو رکعتیں امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو اُن میں قرأت نہ کرے۔اور جو رکعتیں رہ گئی ہوں اُنہیں ادا کرتے وقت قرأت کرے۔اس لیے کہ اب وہ امام کی اقتداء کے بغیر ادا کر رہا ہے۔اس سے متعلق تفصیلی بیان مسائل مقتدی میں آئے گا۔

لہذا ان میں مکرر پڑھنے کی وجہ سے بھی سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا اس لیے کہ بعد والی دو رکعتیں قراءت کے لیے متعین نہیں ہیں بلکہ قراءت، تسبیح اور خاموشی میں اس کو اختیار دیا گیا ہے لہذا اس صورت میں تکرارِ فاتحہ تسبیح اور ثناء کے ساتھ ملحق ہو گی اور اس پر سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا اور جان بوجھ کر بھی ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے جب تک وہ کسی اور مکروہ کا ذریعہ نہ بنے جیسا کہ امام کا جماعت یا اس رکرت کو گذشتہ رکعتوں سے طویل کرنا۔

مسئلہ: 144: واکتفى المفترض فيما بعد الاولیین بالفاتحۃ فانها سنۃ علی الظاهر ولو زاد لا باس بہ[1]

ترجمہ: اور فرض پڑھنے والا بعد والی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنے پر اکتفا کرے اس لیے کہ ظاہری روایت کے مطابق اس کا پڑھنا سنت ہے اور زیادہ پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

145:(وَهِيَ) (قِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ) (وَضَمُّ) أَقْصَرِ (سُورَةٍ) كَالْكَوْثَرِ أَوْ مَا قَامَ مَقَامَهَا، هُوَ ثَلَاثُ آيَاتٍ قِصَارٍ ،وَكَذَا لَوْ كَانَتْ الْآيَةُ أَوْ الْآيَتَانِ تَعْدِلُ ثَلَاثًا قِصَارًا ذَكَرَهُ الْحَلَبِي[2]

ترجمہ: وہ ہے فاتحہ کا پڑھنا اور اسکے ساتھ کسی چھوٹی سورت کو ملانا مثلاً: کوثر یا جو اس کے قائم مقام ہو اور اسی طرح ایک یا دو آیتیں جو چھوٹی تین آیات کے برابر ہوں (ذَكَرَهُ الْحَلَبِي)

---

[1] در مختار ص78
[2] در مختار 77

146:اعلم ان المقتدی ثلاثۃ اقسام مدرک ولاحق ومسبوق فلمدرک من صلی الرکعات کلھا مع الامام،والاحق ھو من دخل معہ وفاتہ کلھا او بعضھا بان عرض لہ نوم او غفلۃ او زحمۃ او سبق حدث او کان مقیم خلف مسافر وحکمہ کموتم حقیقۃ والمسبوق ھو من سبقه الإمام بكلها أو بعضها [1]

ترجمہ: مقتدی تین قسم پر ہے مدرک،لاحق اور مسبوق پس مدرک وہ ہے جس نے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہو،لاحق وہ ہے جو امام کے ساتھ شامل ہوا ہو اور کسی عذر کی وجہ سے اس کی ساری یا جماعت سے رہ گئی ہو اور مسبوق وہ ہے جس کے آنے سے پہلے امام نے ساری یا کچھ نماز ادا کی ہو۔

مسئلہ:147:ولا یقرء الموتم خلف الامام --- لنا قول علیہ السلام " من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قرآءۃ " وعلیہ اجماع الصحابۃ [2]

ترجمہ: اور مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہیں کرے گا ہماری دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: جس کا امام ہو پس امام کی قراءت ہی اس کی قراءت ہے اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے۔

اور ہندیہ میں آخری جملہ کی تفصیل یوں کی گئی ہے۔

(وَمِنْهَا) أَنَّهُ يَقْضِي أَوَّلَ صَلَاتِهِ فِي حَقِّ الْقِرَاءَةِ وَآخِرَهَا فِي حَقِّ التَّشَهُّدِ حَتَّى لَوْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ الْمَغْرِبِ قَضَى رَكْعَتَيْنِ وَفَصَلَ بِقَعْدَةٍ فَيَكُونُ بِثَلَاثِ قَعَدَاتٍ وَقَرَأَ فِي كُلٍّ فَاتِحَةً وَسُورَةً وَلَوْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي إحْدَاهُمَا تَفْسُدُ . وَلَوْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ الرُّبَاعِيَّةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَقْضِيَ رَكْعَةً يَقْرَأُ فِيهَا الْفَاتِحَةَ وَالسُّورَةَ وَيَتَشَهَّدُ وَيَقْضِي رَكْعَةً أُخْرَى كَذَلِكَ وَلَا يَتَشَهَّدُ وَفِي الثَّالِثَةِ بِالْخِيَارِ وَالْقِرَاءَةُ أَفْضَلُ .هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ . [3]

ترجمہ: وہ اپنی نماز کو قراءت کے حق میں پہلے اور تشہد کے حق میں ثانیاً پورا کرے گا اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی کو مغرب کی ایک رکعت ملی ہو تو وہ اپنی دو رکعتیں پوری کرے گا اور ان میں قعدہ کے ساتھ فصل کرے گا تو اس کے قعدے تین ہو جائیں گے اور ہر رکعت میں وہ فاتحہ اور سورت پڑھے گا لہذا اس نے اگر ایک رکعت میں بھی قراءت نہیں کی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ۔اور اگر چار رکعت والی نماز میں اسے ایک رکعت ملی تو وہ بقایا نماز اس طریقے سے ادا کرے گا کہ پہلی رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھ کر وہ بیٹھ جائے گا تشہد پڑھے گا اور پھر دوسری رکعت کو بھی اسی طریقے سے ادا کرے گا مگر اس میں تشہد نہیں پڑھے گا اور پھر تیسری رکعت کو ادا کرے گا جس میں قراءت کرنے کا اسے اختیار ہے مگر قراءت افضل ہے .هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ

---

[1] طحطاوی علی مراقی الفلاح ص309

[2] ھدایہ ص344ج1

[3] ہندیہ ص101ج1

مسئلہ: 148: قرأت بالجہر کی کم سے کم حد فقہاء کرامؒ نے یہ مقرر کی ہے کہ اُس کے پیچھے دور کھڑا آدمی سن سکے۔ اور قرأت بالسر کی حد یہ ہے کہ خود سن سکے اور بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں صرف حروف کا صحیح ہونا کافی ہے۔ اگرچہ پڑھنے والا خود بھی نہ سُن سکے۔ لیکن بہتر اول الذکر ہے اور یہی حکم ہے۔ ہر اُس چیز کا جس کا تعلق پڑھنے سے ہو۔ مثلاً کلمہ پڑھنا بوقت ذبح یا سجدہ تلاوت کا واجب ہونا وغیرہ وغیرہ ۔

مسئلہ: 149: امام کے لیے صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں چاہے قضا ہو یا ادا اور جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتروں میں قرأت بالجہر واجب ہے۔

مسئلہ: 148: وادنی الجہر اسماع غیرہ وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ فی الصحیح وکذا کل ما یتعلق بالنطق کالطلاق والعتاق والاستثناء وغیرہا ۔وفی مجمع الانہر: (قولہ فی الصحیح) احتراز عما قلیل: ان ادنی الجہراسماع نفسہ وادنی المخالفۃ تصحیح الحروف وھو قول الکرخی[1]

ترجمہ: قراءت بالجہر کی کم سے کم حد دوسرے کو سنانا ہے اور بالسر کی کم سے کم حد اپنے آپ کو سنانا ہے اور یہی حکم ہے ان تمام چیزوں کا جن کا تعلق بولنے کے ساتھ ہو مثلاً: طلاق، عتاق اور استثناء وغیرہ ۔ (قولہ فی الصحیح) یہ قول اس سے احتراز کرنے کے لیے ہے کہ جہر کی ادنی حد اپنے آپ کو سنانا ہے اور سر کی ادنی حد حروف کی تصحیح ہے اور یہ قول امام کرخی کا ہے۔

مسئلہ: 149: (ويجهر الامام) وجوبا بحسب الجماعة، فإن زاد عليه أساء، ولو ائتم به بعد الفاتحة أو بعضها سرا أعادها جهرا، بحر. لكن في آخر شرح المنية: ائتم به بعد الفاتحة، يجهر بالسورة إن قصد الامامة، وإلا فلا يلزمه الجهر (في الفجر وأوليي العشاءين أداء وقضاء وجمعة وعيدين وتراويح ووتر بعدها) أي في رمضان فقط للتوارث.[2]

ترجمہ: اور امام بطور وجوب جماعت کے موافق بلند آواز سے قرأت کرے لہذا ضرورت سے زیادہ آواز کو بلند کرنا برا ہو گا اور اگر کسی نمازی کی کسی نے اس حال میں اقتداء کی کہ وہ سورۃ الفاتحہ مکمل یا اس کا کچھ حصہ آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو وہ بلند آواز سے فاتحہ کا اعادہ کرے (بحر) لیکن منیہ کی شرح کے آخر میں ہے کہ اگر فاتحہ پڑھنے کے بعد اقتداء کی ہے تو سورت بلند آواز سے پڑھے بشرطیکہ امام ہونے کا قصد کیا ہو ورنہ جہر سے پڑھنا لازم نہیں ہے۔ امام جہر کرے نمازِ فجر میں، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں چاہے ادا ہوں یا قضاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور اس کے بعد وتر میں یعنی صرف رمضان میں اس لیے کہ یہ توارث سے ثابت ہے

---

[1] ملتقی الابحر ص157 ج1

[2] در مختار ص73

مسئلہ:150: امام ہو یا منفرد اُس کے لیے ظہر اور عصر کی سب رکعتوں میں، مغرب کی تیسری اور نماز عشاء کی آخری دو رکعتوں میں قرأت بالسر واجب ہے۔

مسئلہ:151: منفرد کو نمازِ فجر میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے کہ قرأت بآواز بلند کرے یا خاموشی سے۔

مسئلہ:152: منفرد صبح کی یا مغرب اور عشاء کی قضا نماز دن کو ادا کرے۔ تو اُن میں قرأت آہستہ آواز سے کرنی واجب ہے۔ اور اگر رات کو ادا کرے تو اُسے اختیار ہے کہ خاموشی سے قراءت کرے یا بلند آواز سے۔

مسئلہ:153: نوافل کی جو نماز دن کو ادا کرے اُس میں قراءت خاموشی سے کرنی چاہیے۔ اور جو رات کو ادا کرے اُس میں اختیار ہے جیسے چاہے کرے۔

مسئلہ:150: ویجب الاسرار ---فی جمیع رکعات الظھر والعصر ولو فی جمعھما بعرفۃ والاسرار فیما بعد الاولی العشائین ای الثالثۃ من الغرب وھی و الرابعۃ من العشاء[1]

ترجمہ: ظہر اور عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی واجب ہے اگرچہ یہ دونوں نمازیں عرفہ میں جمع کی جارہی ہوں اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں بھی قرأت بالسر واجب ہے

مسئلہ:151:وان کان منفرد فھو مخیر ان شاء جھرواسمع نفسہ لانہامام فی حق نفسہ وان شاء خافت لانہ لیس خلفہ من یسمعہ والافضل ھو الجھرلیکون الاداء علی ھیئۃ الجماعۃ[2]

ترجمہ: اور منفرد کو اختیار ہے اگر چاہے تو اتنی بلند آواز سے قرأت کرے کہ خود سن لے اس لیے کہ وہ اپنے آپ کا امام ہے اور اگر چاہے تو آہستہ آواز سے قرأت کرے اس لیے کہ اس کے پیچھے کوئی سننے والا نہیں ہے اور افضل جہر ہے تاکہ اداء جماعت کے ہیئت پر ہو جائے۔

مسئلہ:152:ومن فاتتہ العشاء فصلاھا بعد طلوع الشمس ان ام فیھا جھر--- وان کان وحدہ خافت حتما ولا یتخیر[3]

ترجمہ: جس شخص کی عشاء کی نماز فوت ہو جائے اور اسے طلوعِ شمس کے بعد ادا کرنا چاہے تو باجماعت ادا کرنے کی صورت میں بالجہر قراءت کرے گا اور تنہا پڑھنے کی صورت میں صرف بالسر قراءت کرے گا اسے دونوں طرح کا اختیار نہیں ہوگا۔

مسئلہ:153:ویسر فی غیرھا-- کمتنفل بالنہار فانہ یسر ویخیر المنفرد فی الجھر --- کمتنفل باللیل[4]

ترجمہ: اور مذکورہ نمازوں اور رکعتوں کے علاوہ میں امام آہستہ قرأت کرے جیسا کہ دن کو نفل پڑھنے والا آہستہ قرأت کرتا ہے اور منفرد کو بلند

---

[1] مراقی الفلاح ص253
[2] ہدایہ ص332ج1
[3] ہدایہ ص306
[4] درمختار ص77

مسئلہ :.154: امام ہو یا منفرد کسی سری نماز میں بآواز بلند اور یا کسی جہری نماز میں خاموشی سے قرأت کرنے سے اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔ اگر پہلی صورت میں قرأت اونچی آواز سے کی ہو۔ مگر وہ اتنی مختصر ہو کہ صحت نماز کے لیے کافی نہ ہو۔ یا آخری صورت میں امام نے خاموشی سے اتنی ہی مختصر قرأت کی ہو تو صحیح بات یہ ہے کہ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: 155: اگر کوئی نمازی عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا بھول جائے تو تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت پڑھنا واجب ہے اور اگر امام ہو تو ان رکعتوں میں اُسے بآواز بلند قرأت کرنی واجب ہے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کرے گا۔

مسئلہ :156: اگر کوئی نمازی حالتِ قومہ میں سیدھا کھڑا نہ ہو بلکہ معمولی سا سر اُٹھا کر فوراً سجدے میں جائے۔ تو بھی اُس کی نماز ہو گئی۔ لیکن یہ کامل نماز نہیں ہے۔ بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ احتیاطاً یہ نماز دوبارہ ادا کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ اس بارے میں اختلاف موجود ہے۔ بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ تعدیل، قومہ میں سنت ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ واجب ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ فرض ہے۔

آواز سے پڑھنے میں رات کو نفل پڑھنے والے کی طرح اختیار ہے۔

مسئلہ: 154(والجهر فيما يخافت فيه) للامام(وعكسه) لكل مصل في الاصح، والاصح تقديره (بقدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين.وقيل) قائله قاضيخان، يجب السهو (بهما) أي بالجهر والمخافتة (مطلقا) أي قل أو كثر (وهو ظاهر الرواية) واعتمده الحلواني[1]

ترجمہ: (سجدہ سہو لازم ہوتا ہے) امام کے بلند آواز سے پڑھنے میں ان نمازوں میں جن میں امام آہستہ پڑھتا ہے اور اس کا عکس کرنے میں چاہے نماز پڑھنے والا کوئی بھی ہو اور دونوں صورتوں میں قرأت کی مقدار اتنی ہونی چاہیے جس سے نماز جائز ہو سکتی ہے (وقیل) اس کے قائل قاضی خان ہیں انھوں نے کہا ہے کہ دونوں صورتوں میں مطلقاً (قرأت کم ہو یا زیادہ) سجدہ سہو واجب ہے۔ اور یہی ظاہر الروایہ ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے حلوانی نے۔

مسئلہ155 :ولوترک سورہ اولیی العشاء مثلا ولو عمدا قراھا وجوبا--- مع الفاتحہ جھرا فی الاخرین[2]

ترجمہ: اگر کسی نے مثال کے طور پر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ چھوڑ دی اگرچہ جان بوجھ کر ہو تو آخری دو رکعتوں میں بطورِ وجوب فاتحہ سمیت اس کو بلند آواز سے پڑھے۔

---

[1] ایضا78

[2] در مختار78

مسئلہ: 157: کوئی نمازی پہلے سجدے سے سر اُٹھاتے ہی دوسرے سجدے میں جائے تو اگر دونوں سجدوں کے مابین صرف اس قدر اٹھا ہو کہ بیٹھنے کے قریب نہ ہو بلکہ حالت سجدے سے مشابہ ہو تو اس حالت میں صرف ایک سجدہ ہوا ہے۔ دو نہیں ہوئے۔ لہٰذا نماز بھی ادا نہیں ہوئی۔ اور اگر اتنا اٹھا ہو کہ بیٹھنے کے قریب ہو تو اِس صورت میں نماز تو ادا ہو چکی ہے لیکن اس بارے میں بھی وہی بیان ہے جو پہلے مسئلے سے متعلق ہو چکا ہے۔

مسئلہ: 158: مشہور مذہب یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ دونوں میں تعدیل سنت ہے لیکن دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعدیل واجب ہے۔ لہٰذا اِس میں احتیاط کرنی چاہیے بلکہ امام ابو یوسفؒ تو اتنی تاکید کر چکے ہیں کہ اس کو فرض کہہ گئے ہیں۔

مسئلہ: 156:" ثم إذا استوى قائما كبر وسجد " أما التكبير والسجود فلما بينا وأما الاستواء قائما فليس بفرض وكذا الجلسة بين السجدتين والطمأنينة في الركوع والسجود وهذا عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وقال أبو يوسف يفترض ذلك كله وهو قول الشافعي رحمه الله تعالى لقوله عليه الصلاة والسلام " قم فصل فإنك لم تصل " قاله لأعرابي حين أخف الصلاة ولهما أن الركوع هو الانحناء والسجود هو الانخفاض لغة فتتعلق الركنية بالأدنى فيهما ---ثم القومة والجلسة سنة عندهماوكذا الطمأنينة في تخريج الجرجاني رحمه الله تعالى وفي تخريج الكرخي رحمه الله واجبة حتى تجب سجدتا السهو بتركها ساهيا عنده[1]

ترجمہ: پھر جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے۔ تکبیر اور سجود کے بارے میں تو بیان ہو چکا ہے بہر حال سیدھا کھڑا ہونا فرض نہیں ہے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ اور رکوع اور سجود میں اطمینان بھی فرض نہیں ہیں طرفین کے نزدیک، اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ فرض ہیں اور یہی امام شافعی کا قول ہے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ کھڑے ہو کر دوبارہ نماز پڑھیے اس لیے کہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں ہے اور یہ ارشاد آپ ﷺ نے ایک اعرابی سے اس وقت فرمایا تھا جب اس نے نماز میں تخفیف کی تھی اور ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ باعتبار لغت کے رکوع نام ہے تھوڑے سے جھکنے کا اور سجدہ کہتے ہیں زیادہ جھکنے کو لہذا ان دونوں میں سے ادنی کے ساتھ بھی رکنیت متعلق ہو جاتی ہے پھر قومہ، جلسہ اور اسی طرح طمانینت جرجانی کی تخریج کے مطابق طرفین کے نزدیک سنت ہیں اور علامہ کرخی کی تخریج میں واجب ہیں یہاں تک کہ بھول کر ان کے ترک پر ان کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہو گا۔

مسئلہ: 157:وان رفع راسہ عن الارض من السجدۃ الاولی رفعا قلیلا ولم یستوی قاعدا ثم سجدا السجدۃ الثانیۃ نظر ان کان الی حال السجود اقرب منہ الی حال القعود لا یجزیہ ذالک الرفع ولا ذالک السجود الثانی وذکر فی الملتقط انہ یجزیہ ۔قال فی الھدایۃ والاصح ان الراس اذا کان الی السجود اقرب لا یجوز لانہ لا یعد جالسا فیتحقق الثانیۃ[2]

ترجمہ: اور اگر پہلے سجدے کے بعد زمین سے تھوڑا سا سر اٹھایا اور سیدھا نہ بیٹھا پھر دوسرا سجدہ کیا تو دیکھا جائے گا اگر اس کی حالت بیٹھنے کی بہ نسبت سجدے سے زیادہ قریب ہو تو اس کا یہ سر اٹھانا کافی نہ ہو گا اور دوسرا سجدہ بھی نہ ہو گا اور الملتقط میں مذکور

---

[1] ہدایہ ص107ج1

[2] کبیری ص322وہدایہ ص110ج1

مسئلہ :159 : تشہد پورا پڑھنا واجب ہے۔اگر کوئی نمازی پورا نہ پڑھے بلکہ کچھ حصہ بھول جائے تو اُس پر سجدہ سہو لازم ہے۔
مسئلہ :160 : نماز کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیرتے وقت السلام پڑھنا واجب ہے۔اور سلام کے بعد ہی آدمی نماز سے فارغ تصور ہوتا ہے۔لہذا پہلے سلام کے بعد امام کی اقتداء کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے۔اگرچہ السلام کے بعد اور علیکم سے پہلے ہی کیوں نہ ہو۔

ہے کہ کافی ہو جائے گا۔ہدایہ میں ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کا سرا گر سجود کے زیادہ قریب ہو تو یہ جائز نہیں ہے اس لیے کہ وہ بیٹھنے والا شمار نہیں ہوگا البتہ دوسرا سجدہ اس کا ہو جائے گا۔

مسئلہ:158:" ثم إذا استوى قائما كبر وسجد " أما التكبير والسجود فلما بينا وأما الاستواء قائما فليس بفرض وكذا الجلسة بين السجدتين والطمأنينة في الركوع والسجود وهذا عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وقال أبو يوسف يفترض ذلك كله وهو قول الشافعي رحمه الله تعالى لقوله عليه الصلاة والسلام " قم فصل فإنك لم تصل " قاله لأعرابي حين أخف الصلاة ولهما أن الركوع هو الانحناء والسجود هو الانخفاض لغة فتتعلق الركنية بالأدنى فيهما وكذا في الانتقال إذ هو غير مقصود وفي آخر ما روي تسميته إياه صلاة حيث قال " وما نقصت من هذا شيئا فقد نقصت من صلاتك " ثم القومة والجلسة سنة عندهماوكذا الطمأنينة في تخريج الجرجاني رحمه الله تعالى وفي تخريج الكرخي رحمه الله واجبة حتى تجب سجدتا السهو بتركها ساهيا عنده[1]

ترجمہ : پھر جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے۔تکبیر اور سجود کے بارے میں تو بیان ہو چکا ہے بہر حال سیدھا کھڑا ہونا فرض نہیں ہے اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ اور رکوع اور سجود میں اطمینان بھی فرض نہیں ہیں طرفین کے نزدیک ،اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ فرض ہیں اور یہی امام شافعی کا قول ہے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ کھڑے ہو کر دوبارہ نماز پڑھیے اس لیے کہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں ہے اور یہ ارشاد آپ ﷺ نے ایک اعرابی سے اس وقت فرمایا تھا جب اس نے نماز میں تخفیف کی تھی اور ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ باعتبار لغت کے رکوع نام ہے تھوڑے سے جھکنے کا اور سجدہ کہتے ہیں زیادہ جھکنے کو لہذا ان دونوں میں سے ادنی کے ساتھ بھی رکنیت متعلق ہو جاتی ہے پھر قومہ ،جلسہ اور اسی طرح طمانینت جرجانی کی تخریج کے مطابق طرفین کے نزدیک سنت ہیں اور علامہ کرخی کی تخریج میں واجب ہیں یہاں تک کہ بھول کر ان کے ترک پر ان کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ:159:والتشهد۔۔۔ ويسجد للسهو بترک بعضہ ککلہ ،وکذا فی کل قعدة فی الاصح[2]
ترجمہ : تشہد کا پڑھنا واجب ہے اور اس کے کل کو ترک کرنے کی طرح اس کے بعض کو ترک کرنے پر بھی سجدہ سہو ہے اور اصح قول کے مطابق ہر قعدے میں تشہد کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ:160:(وَلَفْظُ السَّلَامِ) مَرَّتَيْنِ فَالثَّانِي وَاجِبٌ عَلَى الْأَصَحِّ بُرْهَانٌ، دُونَ عَلَيْكُمْ؛ وَتَنْقَضِي قُدْوَةٌ بِالْأَوَّلِ قَبْلَ عَلَيْكُمْ عَلَى الْمَشْهُورِ عِنْدَنَا وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيَّةُ خِلَافًا لِلتَّكْمِلَةِ(قَوْلُهُ وَتَنْقَضِي قُدْوَةٌ بِالْأَوَّلِ) أَيْ بِالسَّلَامِ الْأَوَّلِ. قَالَ فِي التَّجْنِيسِ: الْإِمَامُ إذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلَمَّا قَالَ السَّلَامُ جَاءَ رَجُلٌ وَاقْتَدَى بِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ عَلَيْكُمْ لَا يَصِيرُ دَاخِلًا فِي صَلَاتِهِ لِأَنَّ هَذَا سَلَامٌ؛[3]

---

[1] ہدایہ ص107
[2] درمختار ص75
[3] شامی ص199ج2

مسئلہ:161: اگر دائیں طرف کوئی سلام پھیرے اور بائیں کو پھیرنا بھول جائے۔اب اگر قبلہ کی جانب سے منہ نہ پھرا ہو اور بات چیت بھی اس دوران نہ کی ہو تو اسے چاہیے کہ بائیں طرف سلام پھیرلے۔
مسئلہ:162: اگر سلام پھیرتے وقت لفظ السلام نہ کہے اور قصداً کسی سے بات چیت شروع کرے۔ یا جگہ سے اُٹھ کر چلا جائے یا کوئی اور ایسا کام کرے جس سے نماز ٹوٹ جائے تو نماز ادا ہو گئی لیکن تکمیل کے لیے دوبارہ ادا کرنا واجب ہے۔

ترجمہ: اور لفظِ السلام دو مرتبہ ہے اور صحیح تر قول کے مطابق دوسرا واجب ہے (بُرْهَانٌ) نہ کہ علیکم، اور ہمارے نزدیک مشہور قول کے مطابق پہلے سلام پر علیکم سے پہلے ہی اقتداء مکمل ہو جاتی ہے اور اسی پر شوافع ہیں یہ قول تکملہ کے خلاف ہے (قَوْلُهُ وَتَنْقَضِي قُدْوَةٌ بِالْأَوَّلِ) یعنی پہلے سلام پر اقتداء پوری ہو جاتی ہے۔ تجنیس میں ہے کہ جب امام اپنی نماز سے فارغ ہو کر السلام کہے اور علیکم سے پہلے کوئی شخص ان کی اقتداء کرلے تو وہ نماز میں داخل ہونے والا شمار نہ ہو گا اس لیے کہ یہی سلام ہے۔

مسئلہ:161:ولو نسی الیسار اتی بہ مالم یستدیرالقبلتفی الاصح[1]

ترجمہ: اور اگر کوئی شخص بائیں طرف سلام پھیرنا بھول جائے تو اصح قول کے مطابق جب تک اس نے قبلہ سے رخ نہ پھیرا ہو سلام پھیر دے۔

مسئلہ:162:(وَمِنْهَا الْخُرُوجُ بِصُنْعِهِ) كَفِعْلِهِ الْمُنَافِي لَهَا بَعْدَ تَمَامِهَا وَإِنْ كُرِهَ تَحْرِيمًا: (قَوْلُهُ وَمِنْهَا الْخُرُوجُ بِصُنْعِهِ إلَخْ) أَيْ بِصُنْعِ الْمُصَلِّي أَيْ فِعْلِهِ الِاخْتِيَارَ، بِأَيِّ وَجْهٍ كَانَ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ يُنَافِي الصَّلَاةَ بَعْدَ تَمَامِهَا كَمَا فِي الْبَحْرِ؛ وَذَلِكَ بِأَنْ يَبْنِيَ عَلَى صَلَاتِهِ صَلَاةً مَا فَرْضًا أَوْ نَفْلًا، أَوْ يَضْحَكُ قَهْقَهَةً، أَوْ يُحْدِثُعَمْدًا، أَوْ يَتَكَلَّمُ، أَوْ يَذْهَبُ، أَوْ يُسَلِّمُ تَتَارْخَانِيَّةٌ، ---وَاحْتُرِزَ بِصُنْعِهِ عَمَّا لَوْ كَانَ سَمَاوِيًّا كَأَنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ---وكذا كل صلاة اديت مع الكراهة التحريم تجبب اعادتها والمختار انه جابر للاول[2]

ترجمہ: اور واجباتِ نماز میں سے ایک خروج بصنع المصلی ہے یعنی نماز مکمل ہونے کے بعد ایسے کام کا ارتکاب کرنا جو نماز کے منافی ہو اگرچہ مکروہ تحریمی ہو(قَوْلُهُ وَمِنْهَا الْخُرُوجُ بِصُنْعِهِ إلَخْ)یعنی نماز مکمل ہونے کے بعد نمازی کا اپنے اختیار سے کسی ایسے طریقے سے نماز سے نکلنا جو نماز کے منافی ہو چاہے وہ قول ہو یا فعل ہو(كَمَا فِي الْبَحْرِ؛)اور اس کی صورتیں یہ ہیں: اپنی نماز پر کسی اور نماز کی بنا کرنا چاہے وہ فرض ہو یا نفل، قہقہہ لگا کر ہنسنا، عمداً بے وضو ہو جانا، بات کرنا، چل پڑنا اور یا سلام کرنا(تَتَارْخَانِيَّةٌ) --- اور بصنعہ کے لفظ سے احتراز ہے آفت سماوی سے جیسا کہ غیر اختیاری طور پر وضو ٹوٹ جانا۔--اور اسی طرح ہر وہ نماز جو کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو واجب الاعادہ ہے اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ یہ پہلی نماز کو پورا کرنے والی ہے۔

---

[1] در مختار ص73

[2] شامی ص182،170ج2

فصل سوم: نماز کے سنن، آداب اور مستحبات:

مبحث اول: نماز کے سنن:

164: نماز میں انیتس سنتیں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) تکبیر تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا۔(2) انگلیوں کو اپنی حالت پر کھلی ہوئی چھوڑنا(3) مرد کا ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا(4) دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنا(5) ثناپڑھنا(6) تعوذ پڑھنا(7) تسمیہ پڑھنا (8) اٰمین کہنا(9)-10-11-12) ان چاروں کو خاموشی سے پڑھنا(13) مغرب کی تیسری رکعت اور چار رکعات والی فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھنا(14) رکوع میں تین بار تسبیح پڑھنا(15) مرد کے لیے رکوع میں دونوں گھٹنوں کو پکڑنااور رکوع کشادہ کرنا(16) اور رکوع میں دونوں ٹخنے ملانا۔ پنڈلیاں سیدھی رکھنا(17) رکوع سے اٹھتے وقت امام کے لیے سمع اللہ لمن حمدہ، مقتدی کے لیے ربنالک الحمداور منفرد کے لیے دونوں کاپڑھنا(18) سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر پیشانی زمین پر رکھنا(19) سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح پڑھنا(20)انتقالات کی تکبیریں کہنا(21) امام کے لیے تکبیر تسمیع اور سلام جہر سے کہنا(22) جلسہ میں (23)اور قعدہ میں مرد کے لیے بائیں پاؤں پر بیٹھنااور دایاں پاؤں کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا (24) تشہد میں اشارہ کرنا(25) قعدہ میں درود شریف پڑھنا(26) دعاپڑھنا(27) سلام پھیرنا دائیں اور بائیں طرف (28) پہلا سلام اونچی آواز سے اور دوسرا آہستہ آواز کہنا (29) سلام پھیرتے وقت سلام کی نیت کرنا۔

164:(رفع اليدين للتحريمة) في الخلاصة: إن اعتاد تركه أثم (ونشر الاصابع) أي تركها بحالها(وأن لا يطأطئ رأسه عند التكبير) فإنه بدعة (وجهر الامام بالتكبير) بقدر حاجته للاعلام بالدخول والانتقال، وكذا بالتسميع والسلام.وأما المؤتم والمنفرد فيسمع نفسه (والثناء والتعوذ والتسميةوالتأمين) وكونهن (سرا، ووضع يمينه على يساره) وكونه (تحت السرة) للرجال، لقول علي رضي الله عنه: من السنة وضعهما تحت السرة، ولخوف اجتماع الدم في رؤوس الاصابع (وتكبير الركوع و) كذا (الرفع منه) بحيث يستوي قائما (والتسبيح فيه ثلاثا) وإلصاق كعبيه (وأخذ ركبتيه بيديه) في الركوع (وتفريج أصابعه) للرجل، ولا يندب التفريج إلا هنا، ولا الضم إلا في السجود (وتكبير السجود و) كذا نفس (الرفع منه) بحيث يستوي جالسا (و) كذا (تكبيره، والتسبيح فيه ثلاثا، ووضع يديه وركبتيه) في السجود،فلا تلزم طهارة مكانهما عندنا مجمع، إلا إذا سجد على كفه كما مر (وافتراش رجله اليسرى) في تشهد الرجل (والجلسة) بين السجدتين، ووضع يديه فيها على فخذيه كالتشهد للتوارث، وهذا مما أغفله أهل المتون والشروح كما في إمداد الفتاح للشرنبلالي. (والصلاة على النبي) في القعدة الاخيرة.وفرض الشافعي قول: اللهم صل على محمد ونسبوه إلى الشذوذ ومخالفة الاجماع (والدعاء) بما يستحيل سؤاله من العباد، وبقي بقية تكبيرات الانتقالات حتى تكبيرات القنوت على قول، والتسميع للامام، والتحميد لغيره، وتحويل الوجه يمنة ويسرة للسلام.واكتفى المفترض فيما بعد الاولين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر--- وسن جعل الثانى اخفض من الاول[1]

ترجمہ: سنت ہے دونوں ہاتھوں کو تکبیرِ تحریمہ کے لیے اٹھانا، خلاصہ میں ہے کہ اگر عادتاًہاتھوں کو نہیں اٹھائے گا تو گناہگار ہوگا۔ اور انگلیوں کو کشادہ یعنی اپنی حالت پر رکھنا، تکبیر کے وقت سر نہ جھکانا، اس لیے کہ یہ بدعت ہے۔امام کے لیے سنت ہے بقدرِ ضرورت بلند آواز سے تکبیراتِ انتقال و دخول، تسمیع اور سلام کہنا جبکہ مقتدی اور منفرد کو اتنی آواز سے کہنا سنت ہے کہ خود سن لیں ،ثناء، تعوذ، تسمیہ اور اٰمین آہستہ کہنا، مردوں کے لیے اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا، حضرت علیؓ کے

[1] شامی ص294،270،207ج2

مسئلہ:165: نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تکبیریں سنت ہیں اور دعائے قنوت کے لئے جو تکبیر کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کرامؒ اسے واجب کہتے ہیں اور بعض سنت۔

مسئلہ: 166: تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کا تعلق قرأت کیساتھ ہے۔ اس لیے جس نمازی پر قرأت فرض نہیں مثلاً مقتدی تو اس پر تعوذ اور تسمیہ کا پڑھنا بھی لازم نہیں۔ اگر وہ مسبوق ہو تو جس وقت امام سلام پھیرے اور یہ باقی رکعتوں کی ادائیگی کے لیے اُٹھے۔ تو اُسی وقت اُسے تعوذ اور تسمیہ پڑھنی چاہئیں۔

اس فرمان کی وجہ سے کہ دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے اور انگلیوں کے کشادہ نہ رکھنے میں پوروں میں خون کے جمع ہو جانے کا خوف ہے۔ رکوع کے لیے تکبیر کہنا، اس سے اس طرح سر اٹھانا کہ برابر کھڑا ہو جائے، رکوع میں تین بار تسبیح کہنا، دونوں ٹخنوں کو ملانا، رکوع میں دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا، مرد کے لیے اپنی انگلیوں کو پھیلانا، اور مستحب نہیں ہے انگلیوں کا کشادہ رکھنا مگر رکوع کے اندر اور مستحب نہیں ہے متصل رکھنا مگر سجدے کے اندر۔ سجدے کے لیے تکبیر کہنا، اس سے اتنا اٹھنا کہ برابر بیٹھ جائے، اس کے لیے تکبیر کہنا، سجدے میں تین بار تسبیح کہنا، دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں کو سجود میں رکھنا، پس ہم حنفیوں کے نزدیک ان دونوں کے رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا لازمی نہیں ہے۔ مگر اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرنے کی صورت میں اس کی رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے (کما مر) مرد کے لیے اپنے بائیں پاؤں کو تشہد میں بچھانا، دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا، جلسہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا، جیسا کہ تشہد میں سنت ہے توارث کی وجہ سے۔ اور یہ یعنی جلسہ میں مثل التحیات کے بیٹھنا اس قسم سے ہے جس کو متن اور شرح والوں نے ذکر نہیں کیا ہے۔ (کما في إمداد الفتاح للشرنبلالي)

اور مسنون ہے قعدہ اخیرہ میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا، امام شافعی کے نزدیک اللھم صل علی محمد کے بقدر درود پڑھنا فرض ہے جبکہ محدثین نے اس قول کو شاذ اور اجماع کے مخالف کہا ہے۔ اور ایسی دعاء مانگنا جس کا بندوں سے مانگنا محال ہو، باقی رہی ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تکبیریں، حتی کہ قنوت کی تکبیر ایک روایت میں سنت ہے، امام کے لیے تسمیع اور امام کے علاوہ کے لیے تحمید کہنا اور سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں منہ پھیرنا۔ فرض نماز پڑھنے والا آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھے گا اس لیے کہ یہ سنت ہے۔ اور مسنون ہے دوسرے سلام میں پہلے کی بہ نسبت آواز کو پست کرنا۔

مسئلہ:165: وبقي بقية تكبيرات الانتقالات حتى تكبيرات القنوت على قول،[1]

ترجمہ: اور (سنن میں سے) باقی ہیں ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تکبیریں، حتی کہ قنوت کی تکبیر بھی ایک روایت میں سنت ہے،

مسئلہ: 166:(قَوْلُهُ وَتَعَوَّذَ سِرًّا) أَيْ قَالَ الْمُصَلِّي: أَعُوذُ بِاَللَّهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَهُوَ اخْتِيَارُ أَبِي عَمْرٍو وَعَاصِمٍ وَابْنِ كَثِيرٍ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَنَا، وَهُوَ قَوْلُ الْأَكْثَرِ مِنْ أَصْحَابِنَا؛ لِأَنَّهُ الْمَنْقُولُ مِنْ اسْتِعَاذَتِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ --- وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ إبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَرْبَعٌ يُخْفِيهِنَّ الْإِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِيَةُ وَآمِينَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَقَوْلُهُ سِرًّا عَائِدٌ إلَى الِاسْتِفْتَاحِ وَالتَّعَوُّذِ (قَوْلُهُ لِلْقِرَاءَةِ فَيَأْتِي بِهِ الْمَسْبُوقُ لَا الْمُقْتَدِي وَيُؤَخِّرُ عَنْ تَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ) يَعْنِي أَنَّ التَّعَوُّذَ سُنَّةُ الْقِرَاءَةِ فَيَأْتِي بِهِ كُلُّ قَارِئٍ لِلْقُرْآنِ؛ لِأَنَّهُ شُرِعَ لَهَا صِيَانَةً عَنْ وَسَاوِسِ الشَّيْطَانِ فَكَانَ تَبَعًا لَهَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ هُوَ تَبَعٌ لِلثَّنَاءِ[1]

---

[1] در مختار ص76

مسئلہ:167: تعوذ تسمیہ سے پہلے پڑھنی چاہیے۔اگر کوئی شخص پہلے تسمیہ پڑھ لے تو اسے چاہیے کہ بعد میں تعوذ پڑھ کر پھر تسمیہ پڑھے ۔اگر فاتحہ پڑھنے کے بعد اُسے یاد آئے کہ تسمیہ نہیں پڑھی تو اب پڑھنے کا حکم نہیں ہے کیونکہ موقع گذر گیا ہے۔

مسئلہ:168: اگر کوئی نمازی امام کے ساتھ قیام میں اس وقت شریک ہو جائے۔ جس وقت امام بآواز بلند قرأت شروع کر چکا ہو تو یہ نمازی ثنا نہیں پڑھے گا۔

مسئلہ: 169: نماز میں ثنا، تعوذ اور تسمیہ کے کلمات کو خاموشی سے پڑھنا لازم ہے اور نماز میں ایک بار سے زیادہ ان کا پڑھنا مشروع نہیں ہے۔امام اور منفرد دونوں کے لیے تمام رکعتوں کے شروع میں صرف تسمیہ پڑھنا سنت ہے۔ چاہے نماز سری ہو یا جہری ہو۔البتہ سورۃ فاتحہ کے بعد سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ لیکن امام صاحبؒ سے یہ روایت بھی ہے کہ اس کا پڑھنا بہتر ہے۔

ترجمہ: (قَوْلُهُ وَتَعَوَّذَ سِرًّا) یعنی نمازی أَعُوذُ بِاَللَّهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے اور یہ ابو عمرو، عاصم اور ابن کثیر کا پسندیدہ ہے اور ہمارے نزدیک بھی پسندیدہ یہی ہے اور یہی ہمارے اکثر اصحاب کا قول ہے اس لیے کہ یہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے اور ابن ابی شیبہ بواسطہ ابراہیم النخعی حضرت ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ امام تعوذ، تسمیہ ،اٰمین اور ربنالک الحمد ان چاروں کو آہستہ کہے گا۔ماتن کا قول سراًیہ عائد ہے تعوذ اور استفتاح کی طرف۔ ماتن کا قول للقراءۃ، لہٰذا مسبوق اسے کہے گا مگر مقتدی نہیں کہے گا اور عیدین کی تکبیرات سے اس کو مؤخر کرے گا۔یعنی تعوذ قراءۃ کی سنت ہے لہٰذا ہر قرأن پڑھنے والا اس کو پڑھے گا اس لیے کہ اس کی مشروعیت شیطان کے وساوس سے بچنے کے لیے ہے اور یہ قراءت کے تابع ہے یہ طرفین کا قول ہے جبکہ امام ابویوسف کے نزدیک یہ ثناء کے تابع ہے۔

مسئلہ:167: (قَوْلُهُ ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ) أَيْ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ بِقَوْلِهِ وَالتَّعَوُّذُ إنَّمَا هُوَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، فَلَوْ نَسِيَهُ حَتَّى قَرَأَ الْفَاتِحَةَ لَا يَتَعَوَّذُ بَعْدَ ذَلِكَ، كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ، وَيُفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ لَوْ تَذَكَّرَ قَبْلَ إكْمَالِهَا يَتَعَوَّذُ، وَحِينَئِذٍ يَنْبَغِي أَنْ يَسْتَأْنِفَهَا اهـ. (قَوْلُهُ وَكَمَا تَعَوَّذَ سَمَّى) فَلَوْ سَمَّى قَبْلَ التَّعَوُّذِ أَعَادَهُ بَعْدَهُ لِعَدَمِ وُقُوعِهَا فِي مَحَلِّهَا، وَلَوْ نَسِيَهَا حَتَّى فَرَغَ مِنْ الْفَاتِحَةِ لَا يُسَمِّي لِأَجْلِهَا لِفَوَاتِ مَحَلِّهَا حِلْيَةٌ وَبَحْرٌ ،[2]

ترجمہ: منیہ کی شرح میں ہے کہ نماز کے شروع میں تعوذ پڑھے پس اگر اسے بھول جائے یہاں تک کہ فاتحہ پڑھ لے تو اس کے بعد تعوذ نہ پڑھے (كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ) اور اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آرہی ہے کہ اگر فاتحہ مکمل ہونے سے پہلے اسے یاد آجائے تو تعوذ پڑھ کر سورۃ الفاتحہ شروع سے پڑھ لے لہٰذا اگر تسمیہ، تعوذ سے پہلے پڑھ لے تو اس کے بعد اس کا اعادہ کرے اس لیے کہ اس کا وقوع اپنے محل میں نہیں ہوا ہے۔(قَوْلُهُ وَكَمَا تَعَوَّذَ سَمَّى) اور اگر وہ تسمیہ بھول جائے یہاں تک کہ فاتحہ سے فارغ ہو جائے تو اب تسمیہ نہ کہے اس لیے کہ اس کا محل فوت ہو چکا ہے (حِلْيَةٌ وَبَحْرٌ)

---

[1] البحر الرائق ص542ج1

[2] شامی ص233ج2

مسئلہ: 170: اگر ظہر، عصر اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اور یا مغرب کی تیسری رکعت میں کوئی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ بلکہ تین بار سبحان اللہ پڑھے یا کچھ بھی نہ پڑھے۔ اور اتنی دیر تک خاموش کھڑا رہے کہ جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو بھی نماز ادا ہو گئی۔ لیکن فاتحہ پڑھنا چونکہ سنت ہے۔ لہٰذا اُس نے سنت کی خلاف ورزی کی اور یہ ظاہر الروایت ہے۔ البتہ بعض علماء کرامؒ کے نزدیک ان رکعتوں میں بھی فاتحہ واجب ہے۔

مسئلہ: 171: نماز میں سورۃ فاتحہ ختم ہونے کے بعد امام اور منفرد دونوں کو آہستہ آواز سے اٰمین کہنا چاہیے۔ جہری نماز میں بھی مقتدیوں کے لیے خاموشی سے آمین کہنا سنت ہے۔

مسئلہ: 172: حالت رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھنا سنت ہے لیکن جو نمازی ز اور ظ کے تلفظ میں میں فرق نہ کر سکتا ہو اُسے چاہیے کہ سبحان ربی الکریم پڑھے۔ اس لیے کہ عظیم کی بجائے عزیم پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: 168: المسبوق لا یاتی بہ اذا کان الامام یجھر بالقراءۃ للاستماع وصححہ فی الذخیرہ[1]

ترجمہ: مسبوق اسے (ثناء) نہیں پڑھے گا جب امام باآواز بلند قرأت شروع کر چکا ہو تاکہ وہ غور سے سن سکے اور ذخیرہ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے.

مسئلہ: 169:(وَ) كَمَا تَعَوَّذَ (سَمَّى) غَيْرُ الْمُؤْتَمِّ بِلَفْظِ الْبَسْمَلَةِ، لَا مُطْلَقُ الذِّكْرِ كَمَا فِي ذَبِيحَةٍ وَوُضُوءٍ (سِرًّا فِي) أَوَّلِ (كُلِّ رَكْعَةٍ) وَلَوْ جَهْرِيَّةً (لَا) تُسَنُّ (بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ مُطْلَقًا) وَلَوْ سِرِّيَّةً، وَلَا تُكْرَهُ اتِّفَاقًا، (قَوْلُهُ وَلَا تُكْرَهُ اتِّفَاقًا) وَلِهَذَا صَرَّحَ فِي الذَّخِيرَةِ وَالْمُجْتَبَى بِأَنَّهُ إنْ سَمَّى بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ الْمَقْرُوءَةِ سِرًّا أَوْ جَهْرًا كَانَ حَسَنًا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَرَجَّحَهُ الْمُحَقِّقُ ابْنُ الْهُمَامِ وَتِلْمِيذُهُ الْحَلَبِيُّ لِشُبْهَةِ الِاخْتِلَافِ فِي كَوْنِهَا آيَةً مِنْ كُلِّ سُورَةٍ بَحْرٌ ١

ترجمہ: مقتدی کے علاوہ ہر نمازی ہر رکعت کے شروع میں آہستہ آواز سے تعوذ کی طرح لفظِ بسم اللہ کے ساتھ تسمیہ کہے گا ذبیحہ اور وضو کی طرح مطلقاً ذکر کافی نہیں ہے اگرچہ جہری نماز ہو۔ فاتحہ اور سورت کے درمیان مطلقاً تسمیہ نہیں کہے گا اگرچہ سری نماز ہو، اور بالاتفاق اس کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے ذخیرہ اور مجتبیٰ میں صراحت ہے کہ فاتحہ اور پڑھی جانے والی سورت کے درمیان آہستہ یا بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک بہتر ہے اور محقق ابن الہمام اور ان کے شاگرد حلبی نے اسے راجح قرار دیا ہے اس اختلاف کے شبہ کی وجہ سے کہ یہ ہر سورت کی ایک آیت ہے (بَحْرٌ)۔

مسئلہ: 170: (وَاكْتَفَى) الْمُفْتَرِضُ (فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ بِالْفَاتِحَةِ) فَإِنَّهَا سُنَّةٌ عَلَى الظَّاهِرِ، وَلَوْ زَادَ لَا بَأْسَ بِهِ (وَهُوَ مُخَيَّرٌ بَيْنَ قِرَاءَةِ) الْفَاتِحَةِ وَصَحَّحَ الْعَيْنِيُّ وُجُوبَهَا (وَتَسْبِيحٍ ثَلَاثًا) وَسُكُوتٍ قَدْرَهَا، وَفِي النِّهَايَةِ قَدْرُ تَسْبِيحَةٍ، فَلَا يَكُونُ مُسِيئًا بِالسُّكُوتِ (عَلَى الْمَذْهَبِ) لِثُبُوتِ التَّخْيِيرِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ الصَّارِفُ لِلْمُوَاظَبَةِ عَنْ الْوُجُوبِ[2]

ترجمہ: فرض نماز پڑھنے والا آخری دو رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھے گا اس لیے کہ یہ سنت ہے ظاہر الروایت کے مطابق اور اس پر اضافہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اسے اختیار ہے فاتحہ پڑھنے میں اور علامہ عینی نے اس کے وجوب کو صحیح قرار دیا ہے، تین بار تسبیح پڑھنے میں اور اس کی مقدار خاموش رہنے میں۔ اور نہایہ میں ہے کہ تین بار تسبیح کی مقدار

---

[1] بحر الرائق ص540 ج1

[2] در مختار ص79

مسئلہ:173،174:منفرد کیلئے رکوع سے سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنالک الحمد پڑھنا سنت ہے۔اگر امام ہو تو صرف سمع اللہ لمن حمدہ پڑھے اگر مقتدی ہو تو صرف ربنالک الحمد پڑھے۔صاحبین کا قول ہے کہ امام کو خاموشی سے ربنالک الحمد بھی پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ:175: ربنا لک الحمد پڑھنا کافی ہے لیکن ربنا ولک الحمد پڑھنا بہتر ہے۔اور اس سے بھی زیادہ بہتر ہے اللھم ربنا ولک الحمد پڑھنا۔

مسئلہ:176:اگر پگڑی کا کوئی بند پیشانی پر آجائے۔اور اُسی حالت میں سجدہ کرے تو ایسا کرنا بلاعذر مکروہ ہے لیکن سجدہ صحیح ہے بشرطیکہ جگہ پاک ہو اور زمین کا حجم پاسکے۔

خاموش رہنے میں کائی گناہ نہیں ہے صحیح مذہب کے مطابق،اس لیے کہ اس تخییر کا ثبوت حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے جو اس مواظبت کو وجوب سے پھیرنے والی ہے۔

مسئلہ:171:وامن الامام سرا کما موم ومنفرد ولو فی السریۃ اذا اسمعہ [1]

ترجمہ: اور امام منفرد اور مقتدی کی طرح آہستہ اٰمین کہے گا اگرچہ مقتدی سری نماز میں ہو بشرطیکہ وہ امام کی اٰمین سنے۔

مسئلہ:172، [تَنْبِيهٌ]السُّنَّةُ فِي تَسْبِيحِ الرُّكُوعِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ إلَّا إنْ كَانَ لَا يُحْسِنُ الظَّاءَ فَيُبَدِّلُ بِهِ الْكَرِيمَ لِئَلَّا يَجْرِيَ عَلَى لِسَانِهِ الْعَزِيمُ فَتَفْسُدُ بِهِ الصَّلَاةُ كَذَا فِي شَرْحِ دُرَرِ الْبِحَارِ، [2]

ترجمہ: [تَنْبِيهٌ] رکوع میں سبحان ربی العظیم کہنا سنت ہے مگر ظاء کو اگر اچھی طرح ادانہ کرسکے تو عظیم کو کریم سے تبدیل کردے تاکہ زبان پر عزیم جاری نہ ہو اس لیے کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے(كَذَا فِي شَرْحِ دُرَرِ الْبِحَارِ)

مسئلہ:173،174: (ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ رُكُوعِهِ مُسَمِّعًا) فِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ لَوْ أَبْدَلَ النُّونَ لَامًا يَفْسُدُ ۔۔(وَيَكْتَفِي بِهِ الْإِمَامُ) ،وَقَالَا يَضُمُّ التَّحْمِيدَ سِرًّا (وَ) يَكْتَفِي (بِالتَّحْمِيدِ الْمُؤْتَمُّ) وَأَفْضَلُهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَك الْحَمْدُ، ثُمَّ حَذْفُ الْوَاوِ، ثُمَّ حَذْفُ اللَّهُمَّ فَقَطْ (وَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا لَوْ مُنْفَرِدًا) عَلَى الْمُعْتَمَدِ [3]

ترجمہ: پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے رکوع سے اپنا سر اٹھائے۔الولوالجیہ میں ہے کہ اگر نون کو لام سے تبدیل کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔اور امام صرف تسمیع پر اکتفا کرے گا،اور صاحبین کہتے ہیں کہ آہستہ آواز میں تحمید بھی کہے گا،اور مقتدی صرف تحمید پر اکتفا کرے گا۔سب سے بہتر ہے اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَك الْحَمْدُ، پھر واو کے حذف کے ساتھ اور پھر صرف اللھم کے حذف کے ساتھ اور منفرد معتمد قول کے مطابق ان دونوں کو جمع کرے گا۔

مسئلہ:175: وَأَفْضَلُهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَك الْحَمْدُ، ثُمَّ حَذْفُ الْوَاوِ، ثُمَّ حَذْفُ اللَّهُمَّ فَقَطْ (وَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا لَوْ مُنْفَرِدًا) عَلَى الْمُعْتَمَدِ [4]

ترجمہ: سب سے بہتر ہے اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَك الْحَمْدُ، پھر واو کے حذف کے ساتھ اور پھر صرف اللھم کے حذف کے ساتھ اور منفرد معتمد قول کے مطابق ان دونوں (تسمیع اور تحمید) کو جمع کرے گا۔

---

[1] ایضاص78
[2] درمختار242ت2
[3] ایضاص80
[4] درمختار ص80

مسئلہ: 177: زمین کے حجم سے مراد یہ ہے کہ جس چیز پر ساجد سجدہ کرے وہ ایسی ہو کہ اگر ساجد سجدے میں مبالغہ کرے تو وہ مزید نہ دبے بلکہ اُسی حالت میں برقرار رہے۔ سجدہ تب صحیح ہے ورنہ نہیں۔ چارپائی میں سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور اسی طرح دو درختوں کے بیچ کسی اویزاں چیز پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح برف اور روئی کے ڈھیر پر بھی صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر زمین کا حجم پاسکے اور وہ ڈھیر برقرار رہ سکے۔ تو جائز ہے۔ تختہ پوش وغیرہ پر بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر گندم یا جو زمین پر پڑی ہو اور اُس پر سجدے کرلے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: 178: اپنی آستین یا کپڑوں کے کسی زائد حصے کو پاک جگہ پر بچھا کر اس پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ بھی پاک ہو۔ البتہ گرمی اور سردی کے علاوہ محض کپڑے کی طوالت کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: 176:(كَمَا يُكْرَهُ تَنْزِيهًا بِكَوْرِ عِمَامَتِهِ) إلَّا بِعُذْرٍ (وَإِنْ صَحَّ) عِنْدَنَا (بِشَرْطِ كَوْنِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ) كُلِّهَا أَوْ بَعْضِهَا كَمَا مَرَّ. (أَمَّا إذَا كَانَ) الْكَوْرُ (عَلَى رَأْسِهِ فَقَطْ وَسَجَدَ عَلَيْهِ مُقْتَصِرًا) أَيْ وَلَمْ تُصِبْ الْأَرْضُ جَبْهَتَهُ وَلَا أَنْفَهُ عَلَى الْقَوْلِ بِهِ (لَا) يَصِحُّ لِعَدَمِ السُّجُودِ عَلَى مَحَلِّهِ وَبِشَرْطِ طَهَارَةِ الْمَكَانِ وَأَنْ يَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ:[1]

ترجمہ: جیسا کہ عمامہ کے پیچ پر بلا عذر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اس شرط کے ساتھ صحیح ہے کہ وہ پوری پیشانی پر ہو یا اس کے کچھ حصے پر ہو (کمامر) بہرحال اگر عمامہ کا پیچ صرف سر پر ہو اور سجدہ کرنے میں صرف اسی پر اکتفا کیا یعنی نہ اس کی پیشانی زمین کو پہنچی اور نہ ناک تو سجدہ صحیح نہیں ہوگا اس قول کے مطابق کہ ناک پر اکتفا درست ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے محل پر نہیں ہوا ہے اور شرط ہے جگہ کا پاک ہونا اور زمین کے حجم کو پانا حالانکہ لوگ اس سے غافل ہیں۔

مسئلہ: 177:(قَوْلُهُ وَأَنْ يَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ) تَفْسِيرُهُ أَنَّ السَّاجِدَ لَوْ بَالَغَ لَا يَتَسَفَّلُ رَأْسُهُ أَبْلَغَ مِنْ ذَلِكَ، فَصَحَّ عَلَى طُنْفُسَةٍ وَحَصِيرٍ وَحِنْطَةٍ وَشَعِيرٍ وَسَرِيرٍ وَعَجَلَةٍ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى الْأَرْضِ لَا عَلَى ظَهْرِ حَيَوَانٍ كَبِسَاطٍ مَشْدُودٍ بَيْنَ أَشْجَارٍ،[2]

ترجمہ: اس کی تفسیر یہ ہے کہ سجدہ کرنے والے کا سر مبالغہ کرنے کے باوجود مزید نیچے نہ جائے لہٰذا چٹائی، گندم، جو، چارپائی اور آٹے پر سجدہ کرنا صحیح ہے اگرچہ یہ چیزیں زمین پر ہوں مگر جانور کی پیٹھ اور درختوں کے درمیان آویزاں چیز پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ: 178:(وَلَوْ سَجَدَ عَلَى كُمِّهِ أَوْ فَاضِلِ ثَوْبِهِ صَحَّ لَوْ الْمَكَانُ) الْمَبْسُوطُ عَلَيْهِ ذَلِكَ (طَاهِرًا) وَإِلَّا لَا، مَا لَمْ يُعِدْ سُجُودَهُ عَلَى طَاهِرٍ فَيَصِحُّ اتِّفَاقًا وَكَذَا حُكْمُ كُلِّ مُتَّصِلٍ وَلَوْ بَعْضَهُ كَكَفِّهِ فِي الْأَصَحِّ وَفَخِذِهِ لَوْ بِعُذْرٍ لَا رُكْبَتِهِ، لَكِنْ صَحَّحَ الْحَلَبِيُّ أَنَّهَا كَفَخِذِهِ (وَكُرِهَ) بَسْطُ ذَلِكَ (إنْ لَمْ يَكُنْ ثَمَّةَ تُرَابٌ أَوْ حَصَاةٌ) أَوْ حَرٌّ أَوْ بَرْدٌ لِأَنَّهُ تَرَفُّعٌ ــ(قَوْلُهُ لِأَنَّهُ تَرَفُّعٌ) أَيْ تَكَبُّرٌ فَيُكْرَهُ تَحْرِيمًا إنْ قَصَدَ ذَلِكَ[3]

---

[1] در مختار ص81

[2] شامی ص252ج2

[3] شامی ص253ج2

مسئلہ :179: قعدہ کی حالت میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ جس وقت اشہد پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی سے حلقہ بنائے۔ اور چھنگلی اور ساتھ والی انگلی ملائے۔ اور لا الہ پڑھتے وقت شہادت کی انگلی اونچی کر دے۔ اور الا اللہ پڑھتے وقت گرادے۔

مسئلہ :180: اشارہ کے لیے انگلیوں کو ملانے کے بعد اس عقد اور قبض کو آخر تک برقرار رکھے گا یا اشارے کے بعد ختم کر دے گا۔ اس میں اختلاف ہے لیکن احسن یہی ہے کہ آخر تک اس کو برقرار رکھے ۔
مسئلہ : 181: نماز کے لیے چادر وغیرہ بچھا کر اُس پر نماز ادا کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن زمین پر نماز ادا کرنا بہتر ہے۔

ترجمہ : اور اگر اپنی آستین یا بچے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو درست ہے بشر طیکہ وہ جگہ پاک ہو جس پر اسے بچھایا ہے ورنہ درست نہ ہو گا جب تک وہ پاک جگہ پر دوبارہ سجدہ نہ کرلے اور پاک جگہ پر سجدہ دوبارہ کرنے سے بالاتفاق درست ہو جائے گا۔ اور یہی حکم ہے ہر اس چیز کا جو نمازی سے ملی ہوا گرچہ وہ نمازی کا جزء ہو جیسا کہ اس کی ہتھیلی صحیح تر قول میں اور اس کی ران اگر مجبوری میں اس پر سجدہ کرے اور گھٹنے پر سجدہ صحیح نہیں ہے مگر حلبی نے تصحیح کی ہے کہ گھٹنا بھی مثل ران کے ہے اور متصل چیز کا بچھانا ایسی جگہ پر مکروہ ہے جہاں مٹی، کنکر، گرمی یا سردی نہ ہو اس لیے کہ یہ فعلِ تکبر ہے (قَوْلُهُ لِأَنَّهُ تَرَفُّعٌ) یعنی ترفع بمعنی تکبر ہے لہٰذا عمداً ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہو گا۔

مسئلہ :179: وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ. وَعَنْ أَصْحَابِنَا جَمِيعًا أَنَّهُ سُنَّةٌ، فَيُحَلِّقُ إِبْهَامَ الْيُمْنَى وَوُسْطَاهَا مُلْصِقًا رَأْسَهَا بِرَأْسِهَا، وَيُشِيرُ بِالسَّبَّابَةِ. اهـ. ـــ والصحيح المختار عند الجمهور اصحابنا انه يضع كفيه على فخذيه ثم بوصوله الى كلمة التوحيد يعقد الخنصر والبنصر ويحلق الوسطى والابهام ويشير بالمسبحة رافعا لها عند النفى واضعا لها عند الاثبات ثم يستمر على ذالک لانه ثبت العقد عند الاشارة بلا خلاف ولم يوجد امر بتغيره، والاصل بقاء الشىء على ما عليه[1]

ترجمہ : اور قہستانی میں ہے کہ ہمارے تمام اصحاب سے یہی روایت ہے کہ یہ سنت ہے پس اپنے دائیں ہاتھ کی ابہام اور وسطیٰ کو ملا کر حلقہ بنائے اور ابہام سے اشارہ کرے۔۔۔ ہمارے اصحاب میں سے جمہور کے نزدیک پسندیدہ اور صحیح یہ ہے کہ اپنی ہتھیلیوں کو رانوں پر رکھے پھر کلمہ توحید تک پہنچ کر خنصر اور بنصر سے عقد بنا کر وسطیٰ اور ابہام سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے نفی کے وقت اٹھاتے ہوئے اور اثبات کے وقت گراتے ہوئے پھر اسی حال پر برقرار رکھے اس لیے کہ اشارے کے وقت عقد بلا خلاف ثابت ہے اور اس کو تبدیل کرنے کا حکم نہیں پایا جاتا اور اصل بھی کسی چیز میں اس کو اپنی حالت پر برقرار رکھنا ہے۔

---

[1] شامی 266ج2

مسئلہ: 182:السلام علیکم ورحمۃاللہ کے معنی ہیں کہ تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت ہو۔ لہٰذا امام دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں طرف کے مقتدیوں کی نیت کرے اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف بیٹھے ہوئے مقتدیوں کی نیت کرے۔ نیز اس نیت میں دائیں اور بائیں اطراف کے فرشتوں کو بھی شامل کرے۔ جو کہ ہر انسان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ حکم امام کے لیے ہے اور مقتدیوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ البتہ مقتدی نیت میں امام کو بھی شامل کرے گا۔ اگر امام دائیں طرف ہو تو دائیں طرف کے سلام میں اور اگر بائیں طرف ہو تو بائیں طرف کے سلام میں اور اگر بالکل سامنے ہو تو دونوں سلاموں میں اسے شامل کرے گا۔ اور اگر نمازی منفرد ہو تو سلام کی نیت میں صرف فرشتوں کو شامل کرے گا۔
مسئلہ 183:: دائیں طرف سلام یوں پھیرنا چاہیے کہ جو آدمی اس کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہے اُس کو اس کے دائیں رُخسار کی سفیدی دکھائی دے اور بائیں طرف کے سلام میں بائیں جانب کی دکھائی دے۔

مسئلہ: 180:وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ. وَعَنْ أَصْحَابِنَا جَمِيعًا أَنَّهُ سُنَّةٌ، فَيُحَلِّقُ إبْهَامَ الْيُمْنَى وَوُسْطَاهَا مُلْصِقًا رَأْسَهَا بِرَأْسِهَا، وَيُشِيرُ بِالسَّبَّابَةِ. اهـ. --- والصحیح المختار عند الجمهور اصحابنا انه یضع کفیه علی فخذیه ثم بوصوله الی کلمة التوحید یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الوسطی والابهام ویشیر بالمسبحة رافعا لها عند النفی واضعا لها عند الاثبات ثم یستمر علی ذالک لانه ثبت العقد عند الاشارة بلا خلاف ولم یوجد امر بتغیره،والاصل بقاء الشیء علی ما علیه[1]

ترجمہ: اور قہستانی میں ہے کہ ہمارے تمام اصحاب سے یہی روایت ہے کہ یہ سنت ہے پس اپنے دائیں ہاتھ کی ابہام اور وسطیٰ کو ملا کر حلقہ بنائے اور ابہام سے اشارہ کرے۔۔۔ ہمارے اصحاب میں سے جمہور کے نزدیک پسندیدہ اور صحیح یہ ہے کہ اپنی ہتھیلیوں کو رانوں پر رکھے پھر کلمہ توحید تک پہنچ کر خنصر اور بنصر سے عقد بنا کر وسطیٰ اور ابہام سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے نفی کے وقت اٹھاتے ہوئے اور اثبات کے وقت گراتے ہوئے پھر اسی حال پر برقرار رکھے اس لیے کہ اشارے کے وقت عقد بلا خلاف ثابت ہے اور اس کو تبدیل کرنے کا حکم نہیں پایا جاتا اور اصل بھی کسی چیز میں اس کو اپنی حالت پر برقرار رکھنا ہے۔

مسئلہ: 181:وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي السُّجُودِ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا فُرِشَ عَلَى الْأَرْضِ مِمَّا لَا يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَةِ الْمُصَلِّي بِالْإِجْمَاعِ إلَخْ. اهـ. وَلَكِنَّ الْأَفْضَلَ عِنْدَنَا السُّجُودُ عَلَى الْأَرْضِ --كَمَا فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَمُنْيَةِ الْمُصَلِّي[2]

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر بچھائی ہوئی جو چیز نمازی کی حرکت سے حرکت نہ کرے تو بالاجماع اس پر سجدہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک زمین پر سجدہ کرنا افضل ہے(كَمَا فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَمُنْيَةِ الْمُصَلِّي)

---

[1] ردالمحتار ص266ج2
[2] شامی ص255ج2

مسئلہ: 184 :اگر کوئی نمازی پہلے بائیں طرف سلام پھیرے اور پھر اُسے یاد آئے تو اب دائیں طرف بھی پھیر دے اور بائیں طرف دوبارہ پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
مسئلہ 185:: اگر مسجد بڑی ہو، نمازی زیادہ ہوں تو مستحب ہے کہ مکبر ربنالک الحمد، تکبیریں اور سلام اونچی آواز سے کہے اور بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ :182:(قَائِلًا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ) هُوَ السُّنَّةُ،(وَيَنْوِي) الْإِمَامُ بِخِطَابِهِ (السَّلَامَ عَلَى مَنْ فِي يَمِينِهِ وَيَسَارِهِ) مِمَّنْ مَعَهُ فِي صَلَاتِهِ، وَلَوْ جِنًّاأَوْ نِسَاءً، أَمَّا سَلَامُ التَّشَهُّدِ فَيَعُمُّ لِعَدَمِ الْخِطَابِ (وَالْحَفَظَةُ فِيهِمَا) بِلَا نِيَّةِ عَدَدٍ كَالْإِيمَانِ بِالْأَنْبِيَاءِ.--- (وَيَزِيدُ) الْمُؤْتَمُّ (السَّلَامَ عَلَى إمَامِهِ فِي التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى إنْ كَانَ) الْإِمَامُ (فِيهَا وَإِلَّا فَفِي الثَّانِيَةِ، وَنَوَاهُ فِيهِمَا لَوْ مُحَاذِيًا وَيَنْوِي الْمُنْفَرِدُ الْحَفَظَةَ فَقَطْ) .[1]

ترجمہ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ کہتے ہوئے سلام پھیرے۔ان الفاظ کا کہنا سنت ہے اور اپنے خطاب میں ان لوگوں کی نیت کرے جو اس کے دائیں اور بائیں نماز میں اس کے ساتھ شریک ہیں اگرچہ جن یا عورتیں ہوں جب کہ تشہد میں حرفِ خطاب نہ ہونے کی وجہ سے سلام عام ہے۔اور دونوں سلاموں میں محافظ فرشتوں کی نیت کرے بغیر کسی شمار کے، تمام انبیاء پر ایمان لانے کی طرح ۔۔اگرامام مقتدی کے دائیں طرف ہو تو پہلے سلام میں اس کی نیت کا اضافہ کرے اور اگر بائیں جانب ہو تو دوسرے سلام میں اور اگر سامنے ہو تو دونوں سلاموں میں،اور منفرد صرف محافظ فرشتوں کی نیت کرے گا ۔

مسئلہ :183:ثم يسلم عن يمنه ويساره حتى يرى بياض خده [2]

ترجمہ: پھر دائیں اور بائیں سلام پھیرے اس حد تک کہ اسے دوسرے نمازی کے رخسار کی سفیدی نظر آجائے۔

مسئلہ :184 ثم يسلم عن يمنه ويساره حتى يرى بياض خده۔۔۔ولو عكس سلم عن يمنيه فقط [3]

ترجمہ: پھر سلام پھیرے پہلے دائیں اور پھر بائیں اس حد تک کہ اسے دوسرے نمازی کے رخسار کی سفیدی نظر آجائے۔۔اور اگر اس نے برعکس سلام پھیرا تو بعد میں صرف دائیں جانب سلام پھیر دے۔

مسئلہ :185: واعلم أن التكبير عند عدم الحاجة إليه بأن يبلغهم صوت الإمام مكروه ۔۔وأما عند الإحتياج إليه بأن كانت الجماعة لا يصل اليهم صوت الإمام إما لضعفه أو لكثرتهم فمستحب۔[4]

ترجمہ: جان لیجئے کہ بلاضرورت تکبیر کہنا بایں طور کہ امام کی آواز مقتدیوں تک پہنچ رہی ہو مکروہ ہے۔۔۔اور ضرورت کے وقت تکبیر کہنا مستحب ہے بایں طور کہ لوگوں تک امام کی آواز نہ پہنچ رہی ہو اس کے ضعف کی وجہ سے یا نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے ۔

---

[1] ردالمحتار ص293ج2
[2] در مختار ص80
[3] ایضاص80
[4] طحطاوی ص262

مبحث دوم: نماز کے آداب اور مستحبات:

مسئلہ: 186: نماز کے آداب اور مستحبات مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھوں کو آستینوں اور چادر وغیرہ سے نکالنا بشرطیکہ مجبوری نہ ہو۔(2) حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ رکھنا(3) حالت قیام میں سجدے کی جگہ پر، رکوع میں دونوں پاؤں کے ظاہر پر، سجدے میں ناک کے سرے پر اور قعدہ میں گود پر نظر رکھنا۔اور جس چیز کو دیکھنے سے نماز میں خلل آئے اُسکو نہ دیکھنا(4) حالت رکوع میں ہاتھوں کی انگلیاں منتشر رکھنا۔(5) اور حالت سجود میں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئیں رکھنا۔(6) انفرادی نماز میں تسبیح تین مرتبہ سے زیادہ پڑھنا(7) بقدر طاقت کھانسی کو دفع کرنااور جمائی کو روکنا۔اور اگر روکنے کی طاقت نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی پشت یا آستین سے منہ ڈھانپنا۔ یہ ساتوں نماز کے آداب ہیں۔اقامت میں حی علی الفلاح پر امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا۔ بشرطیکہ امام محراب کے نزدیک ہو اور قد قامت الصلوۃ پر نماز شروع کرنا یہ بھی نماز کے آداب میں سے ہے اور اگر اقامت ختم ہونے کے بعد نماز شروع کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ: 186:(وَلَهَا آدَابٌ) تَرْكُهُ لَا يُوجِبُ إسَاءَةً وَلَا عِتَابًا كَتَرْكِ سُنَّةِ الزَّوَائِدِ، لَكِنَّ فِعْلَهُ أَفْضَلُ (نَظَرُهُ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ حَالَ قِيَامِهِ، وَإِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوعِهِ،وَإِلَى أَرْنَبَةِ أَنْفِهِ حَالَ سُجُودِهِ، وَإِلَى حِجْرِهِ حَالَ قُعُودِهِ. وَإِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ عِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ) لِتَحْصِيلِ الْخُشُوعِ (وَإِمْسَاكُ فَمِهِ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ) فَائِدَةٌ لِدَفْعِ التَّثَاؤُبِ مُجَرَّبَةٌ وَلَوْ بِأَخْذِ شَفَتَيْهِ بِسِنِّهِ (فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ غَطَّاهُ) بِظَهْرِ (يَدِهِ) الْيُسْرَى، وَقِيلَ بِالْيُمْنَى لَوْ قَائِمًا وَإِلَّا فَيُسْرَاهُ مُجْتَبَى (أَوْ كُمِّهِ) لِأَنَّ التَّغْطِيَةَ بِلَا ضَرُورَةٍ مَكْرُوهَةٌ (وَإِخْرَاجُ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ) لِلرَّجُلِ إلَّا لِضَرُورَةٍ كَبَرْدٍ (وَدَفْعِ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ) (وَالْقِيَامُ) لِإِمَامٍ وَمُؤْتَمٍّ (حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) (إنْ كَانَ الْإِمَامُ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ وَإِلَّا فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِي إلَيْهِ الْإِمَامُ عَلَى الْأَظْهَرِ وَإِنْ) (وَشُرُوعِ الْإِمَامِ) فِي الصَّلَاةِ (مُذْ قِيلَ قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ) وَلَوْ أَخَّرَ حَتَّى أَتَمَّهَا لَا بَأْسَ بِهِ إجْمَاعًا ،قولہ ومنها القيام) وينبغى ان يكون بينهما مقدار اربع اصابع اليد لانہ اقرب الى الخشوع[1]

ترجمہ: اور نماز کے کچھ آداب ہیں جن کا ترک سنتِ زوائد کی طرح نہ برائی کا موجب ہے اور نہ عتاب کا، لیکن ان کا کرنا افضل ہے ۔ان آداب میں سے ہیں نمازی کا قیام کی حالت میں سجدہ گاہ کی طرف دیکھنا، حالتِ رکوع میں اپنے دونوں پاؤں کی پشت کی طرف ، سجدہ کرتے ہوئے اپنی ناک کی نوک کی طرف، قعود کی حالت میں اپنی گود کی طرف، پہلا سلام پھیرتے وقت اپنے داہنے شانے کی طرف اور دوسرا سلام پھیرتے وقت اپنے بائیں شانے کی طرف دیکھنا، خشوع حاصل کرنے کے لیے یہ سب آداب ہیں۔جمائی کے وقت اپنا منہ بند رکھنا اگرچہ ہونٹ کو دانت سے پکڑ کر بند کیا ہو پھر اگر منہ بند نہ ہو سکے تو اس کو اپنے بائیں ہاتھ کی پشت سے بند کرے اور بعض نے کہا ہے کہ قیام کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ کی پشت سے چھپائے ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت سے چھپائے (کذا فی المجتبیٰ) یا منہ کو اپنی آستین سے چھپائے مگر بلا ضرورت منہ کو چھپانا مکروہ ہے۔اور تکبیر کہتے وقت مرد کو اپنی آستینوں میں سے دونوں ہاتھوں کو باہر کرنا، مگر سردی کے مثل ضرورت کے وقت ہاتھوں کا باہر نکالنا مستحب نہیں رہتا، اور اپنی

---

[1] در مختار مع رد المحتار 163ج2

فائدہ:187: کہا جاتا ہے کہ جمائی کے وقت دل ہی دل میں یہ خیال اور تصور کر لینا کہ انبیاء علیہم السلام کو کبھی جمائی نہیں آتی تھی۔اس سے جمائی رک جاتی ہے۔

مسئلہ:188: نماز اگر عصر یا فجر کی ہو تو فرض نماز کے بعد اور اگر دوسرے وقت کی ہو۔ تو سنتوں کے بعد مستحب ہے تین بار استغفرا للہ الذی لا الہ الا ھو الحیی القیوم و اتوب الیہ پڑھنا۔ **پھر آیت الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ایک ایک بار پڑھ کر تینتیس بار** سبحان اللہ، **تینتیس بار** الحمد للہ **اور چونتیس بار** اللہ اکبر پڑھنا۔ **پھر** لا الہ الا اللہ وحد ہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیء قدیر پڑھنا

کوشش کے بقدر کھانسی کو دور کرنا اس لیے کہ بلا عذر کھانسنا مفسد نماز ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے، اور تکبیر میں حیّ علی الفلاح کے وقت امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا بشرطیکہ امام محراب کے پاس ہو ورنہ ظاہر قول میں جس صف میں امام پہنچے وہی کھڑی ہو جائے۔ اور اگر امام سامنے کی طرف سے داخل ہو تو لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب ان کی نظر امام پر پڑے مگر جب مسجد میں امام خود تکبیر کہے تو مقتدی اقامت پوری ہونے سے پہلے کھڑے نہ ہوں۔ اور قد قامت الصلٰوۃ پر امام کا نماز شروع کرنا اور اقامت مکمل ہونے تک نماز کو مؤخر کرنے میں بھی بالاتفاق کوئی مضائقہ نہیں ہے. مناسب یہ ہے کہ حالتِ قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کے بقدر فاصلہ ہو اس لیے کہ یہ خشوع کے زیادہ قریب ہے۔

187:[فَائِدَةٌ] رَأَيْت فِي شَرْحِ تُحْفَةِ الْمُلُوكِ الْمُسَمَّى بِهَدِيَّةِ الصُّعْلُوكِ مَا نَصُّهُ: قَالَ الزَّاهِدِيُّ: الطَّرِيقُ فِي دَفْعِ التَّثَاؤُبِ أَنْ يَخْطِرَ بِبَالِهِ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ - عَلَيْهِمْ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - مَا تَثَاءَبُوا قَطُّ. قَالَ الْقُدُورِيُّ: جَرَّبْنَاهُ مِرَارًا فَوَجَدْنَاهُ كَذَلِكَ. اهـ. قُلْت: وَقَدْ جَرَّبْته أَيْضًا فَوَجَدْته كَذَلِكَ [1]

ترجمہ: [فَائِدَ] میں نے تحفۃ الملوک کی شرح جس کا نام ہدیۃ الصعلوک ہے میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ علامہ زاہدی فرماتے ہیں کہ جمائی کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمائی کے وقت دل ہی دل میں یہ خیال اور تصور کر لینا کہ انبیاء علیہم السلام کو کبھی بھی جمائی نہیں آئی تھی۔ صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ ہم نے بہت مرتبہ اس کا تجربہ کیا اور اس کو ایسا ہی پایا۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے بھی اس کا تجربہ کیا اور اس کو ایسا ہی پایا۔

مسئلہ:188:ویستحب ان یستغفر ثلاثاویقراء آیۃ الکرسی والمعوذات ویسبح ویحمد ویکبر ثلاثہ وثلاثین ویھلل تمام المائۃویدعوویختم بسبحان ربک [2]

ترجمہ: اور مستحب ہے تین بار استغفار کرنا، آیۃ الکرسی اور معوذات پڑھنا، تینتیس، تینتیس بار تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھ کر سو پورا ہونے پر لاالٰہ الاّ اللہ پڑھنا اور پھر دعاء مانگ کر اسے سبحان ربک رب العزۃ۔۔الآیۃ پر ختم کرنا۔

---

[1] شامی ص215ج2

[2] در مختار ص82

فصل چہارم: قراءت کے احکام:

مبحث اول: قرأت کا بیان:

مسئلہ: 189: اگر حالتِ سفر ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو نمازی کو اختیار ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورت یا آیتیں چاہے پڑھے اور اگر ضرورت یا سفر کی حالت نہ ہو تو پھر صبح اور ظہر کی نمازوں میں طوال مفصل، عشاء اور عصر کی نمازوں میں اوساط مفصل اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل پڑھنا سنت ہے۔ سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک جتنی سورتیں ہیں۔ انہیں طوال مفصل کہتے ہیں اور سورۃ الطارق سے سورۃ البینۃ تک اوساط مفصل ہیں اور سورۃ الزلزال سے سورۃ الناس تک کی سورتوں کو قصار مفصل کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز میں طوال مفصل میں شامل کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ اور اسی طرح دوسری نمازوں میں بھی۔

مسئلہ: 190: قرآن پاک میں سورتوں کی جو ترتیب ہے نماز میں بھی اُسی ترتیب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اور عم یتساءلون کا جو علیحدہ پارہ ترتیب دیا گیا ہے وہ ترتیب صرف بچوں کی آسانی کے لیے ہے۔ نماز میں اُس ترتیب کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں جو سورۃ پڑھ چکا ہو۔ دوسری میں اُس کے بعد والی سورت پڑھے گا۔

مسئلہ :189: سُنَّتُهَا حَالَةَ الِاضْطِرَارِ فِي السَّفَرِ وَهُوَ أَنْ يَدْخُلَهُ خَوْفٌ أَوْ عَجَلَةٌ فِي سَيْرِهِ أَنْ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَيِّ سُورَةٍ شَاءَ وَحَالَةَ الِاضْطِرَارِ فِي الْحَضَرِ وَهُوَ ضِيقُ الْوَقْتِ أَوْ الْخَوْفُ عَلَى نَفْسٍ أَوْ مَالٍ أَنْ يَقْرَأَ قَدْرَ مَا لَا يَفُوتُهُ الْوَقْتُ أَوْ الْأَمْنُ .هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ . وَسُنَّتُهَا حَالَةَ الِاخْتِيَارِ فِي السَّفَرِ بِأَنْ كَانَ فِي الْوَقْتِ سَعَةٌ وَهُوَ فِي أَمْنَةٍ وَقَرَارٍ أَنْ يَقْرَأَ فِي الْفَجْرِ سُورَةَ الْبُرُوجِ أَوْ مِثْلَهَا لِيَحْصُلَ الْجَمْعُ بَيْنَ مُرَاعَاةِ سُنَّةِ الْقِرَاءَةِ وَتَخْفِيفِهَا الْمُرَخَّصِ فِي السَّفَرِ .كَذَا فِي شَرْحِ مُنْيَةِ الْمُصَلِّي لِابْنِ أَمِيرِ الْحَاجّ وَفِي الظُّهْرِ مِثْلُهُ وَفِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ دُونَهُ وَفِي الْمَغْرِبِ بِالْقِصَارِ جِدًّا هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ .وَاسْتَحْسَنُوا فِي الْحَضَرِ طِوَالَ الْمُفَصَّلِ فِي الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ وَأَوْسَاطَهُ فِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَقِصَارَهُ فِي الْمَغْرِبِ .كَذَا فِي الْوِقَايَةِ .وَطِوَالُ الْمُفَصَّلِ مِنْ الْحُجُرَاتِ إلَى الْبُرُوجِ وَالْأَوْسَاطُ مِنْ سُورَةِ الْبُرُوجِ إلَى لَمْ يَكُنْ وَالْقِصَارُ مِنْ سُورَةِ لَمْ يَكُنْ إلَى الْآخِرِ .هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ[1]

ترجمہ: اگر حالتِ سفر میں اضطرار ہو مثلاً کوئی خوف یا جلدی ہو تو سنت یہ ہے کہ الحمد کے ساتھ جو بھی سورت چاہے پڑھ لے اور اگر حالتِ حضر میں اضطرار ہو مثلاً: وقت تنگ ہو، اپنی جان یا مال کا خوف ہو تو سنت یہ ہے کہ اس قدر پڑھ لے کہ جس سے وقت اور امن فوت نہ ہو (هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ) اور سفر میں حالتِ اختیار ہو مثلاً: وقت میں وسعت، امن اور قرار ہو تو سنت یہ ہے کہ نمازِ فجر میں سورۃ البروج یا اس کے مثل کوئی سورت پڑھے۔ تاکہ سنت قراءت کی رعایت اور رخصتِ سفر کی تخفیف دونوں جمع ہو جائیں (كَذَا فِي شَرْحِ مُنْيَةِ الْمُصَلِّي لِابْنِ أَمِيرِ الْحَاجِّ) اور ظہر میں بھی اس قدر پڑھے اور عصر اور عشاء میں اس سے کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں پڑھے (هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ) اور فقہآء نے مستحسن قرار دیا ہے کہ حالتِ حضر میں فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھے اور مغرب میں قصار مفصل پڑھے (كَذَا فِي الْوِقَايَةِ) طوالِ مفصل حجرات سے سورۃ البروج تک کی سورتیں ہیں اور اوساط مفصل سورۃ البروج سے لم یکن تک کی سورتیں ہیں اور قصارِ مفصل لم یکن سے آخر تک کی سورتیں ہیں (هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ)۔

---

[1] ہندیہ ص75 ج1

مثلاً پہلی رکعات میں قل یاایھاالکفرون پڑھ لے تو دوسری میں اذاجاء یاسورۃ اخلاص یامعوذتین میں سے کوئی سورۃ پڑھے گا۔ قل یا ایھاالکافرون سے پہلی سورتیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ کیونکہ ایسا کرنا مکروہ ہے اسی طرح دو سورتوں کے درمیان ایک مختصر سورۃ چھوڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: 191: اگر کوئی نمازی بھولے سے پہلی رکعات میں آخری سورت پڑھ لے۔ اور دوسری میں پہلی پڑھ لے تو اس میں کراہت نہیں۔ اسی طرح اگر بھولے سے دو سورتوں کے درمیان ایک مختصر سورت چھوڑ دے تو اِس میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے اور نوافل میں یہ د ونوں جائز ہیں۔ چاہے قصداً ہو یا بھول سے ۔

مسئلہ: 192: اگر نمازی کا ارادہ کسی خاص سورت کے پڑھنے کا ہو لیکن کوئی اور سورت زبان پر آ جائے۔ اور ایک یا دو آیت پڑھ جائے تو اب اُسے چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھنا مکروہ ہے لہذا جس سورت کو وہ شروع کر چکا ہے بغیر کسی ضرورت کے اُسے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

مسئلہ: 190 وَيُكْرَهُ الْفَصْلُ بِسُورَةٍ قَصِيرَةٍ وَأَنْ يَقْرَأَ مَنْكُوسًاالا اذاختم فيقرأ من البقرة وَفِي الْقُنْيَةِ قَرَأَ فِي الْأُولَى الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّانِيَةِ - أَلَمْ تَرَ - أَوْ - تَبَّتْ ثم ذكر يتم وقيل يقطع ويبدأ[1]

ترجمہ: اور مکروہ ہے دونوں رکعتوں کی قرأت میں ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ رکھنا اور قرآن کو الٹا (خلافِ ترتیب) پڑھنا مگر ختمِ قرآن کے موقع پر سورۃ البقرہ سے پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ اور قنیہ میں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھی اور دوسری میں سورۃ الفیل (خلاف ترتیب) یا سورۃ اللھب (چھوٹی سورت رہ گئی) پھر یاد آیا کہ ترتیب بدل گئی یا چھوٹی سورت رہ گئی تو ان ہی سورتوں کو مکمل کرے اور قولِ ضعیف یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دے اور دوسری سورت پڑھے جس سے بے ترتیبی وغیرہ لازم نہ آئے ۔

مسئلہ:191:وَلَا يُكْرَهُ فِي النَّفْلِ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ،(قَوْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ يُتِمُّ) أَفَادَ أَنَّ التَّنْكِيسَ أَوْ الْفَصْلَ بِالْقَصِيرَةِ إنَّمَا يُكْرَهُ إذَا كَانَ عَنْ قَصْدٍ، فَلَوْ سَهْوًا فَلَا كَمَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ.[2]

ترجمہ: اور نفل نماز میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بھی مکروہ نہیں ہے ،(قَوْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ يُتِمُّ) **اس قول نے اس بات کا فائدہ دیا ہے کہ خلاف ترتیب پڑھنا اور چھوٹی سورت کا فصل یہ دونوں اگر عمداً ہوں تو مکروہ ہیں ورنہ سہواً ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے** (كَمَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ.)

مسئلہ:192:قوله ثم يتم--- افتتح سورة وقصد سورة اخرى فلما قرآ آية او آيتين اراد ان يترک تلک السورة ويفتتح التى اراد ها يكره[3]

---

[1] شامی ص330ج2

[2] شامی330ج2

[3] ایضاص330ج2

مسئلہ: 193: جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ نماز میں قصداً ترتیب کے خلاف بے ترتیب سورتیں پڑھنا، مکروہ ہے لیکن اگر ختم قرآن نماز تراویح میں کر رہا ہو اور پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے تو اب دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ کی آیتیں پڑھ سکتا ہے۔ اس میں کراہت نہیں ہے بلکہ بہتر ہے۔

مسئلہ: 194: اگر دوسری رکعت میں وہی سورۃ پڑھ لے جو کہ پہلی رکعت میں پڑھ چکا ہو۔ تو اس میں کوئی برائی نہیں لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں ہے بلکہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر پہلی رکعت میں سورۃ الناس پڑھ لے اور قرآن شریف کا ختم نہ ہو تو اب دوسری رکعت میں بھی یہی سورۃ پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ: 195: اگر پہلی رکعت میں کسی سورت کا پہلا حصہ یا درمیان والا حصہ پڑھ لے اور دوسری رکعت میں بھی کسی دوسری سورت کا پہلا یا درمیان والا حصہ پڑھ لے تو اس میں اگرچہ کوئی کراہت نہیں ہے لیکن عادتاً ایسا نہ کرے۔ اور اگر پہلی رکعت میں سورت کا پہلا حصہ اور دوسری رکعت میں باقی حصہ پڑھے۔ تو اس میں بھی کراہت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر دونوں رکعتوں میں دو سورتوں کا آخری آخری حصہ پڑھ لے۔ تو بھی مضائقہ نہیں لیکن بعض کتابوں میں اس کے متعلق کراہت کا ذکر بھی ہے۔

ترجمہ: نمازی نے کوئی سورت شروع کی حالانکہ اس کا ارادہ کسی اور سورت کو پڑھنے کا تھا پھر ایک یا دو آیتیں پڑھنے کے بعد اس کا ارادہ بنتا ہے کہ اس کو چھوڑ کر اس سورت کو شروع کرے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ،193:(قَوْلُهُ إلَّا إذَا خَتَمَ إلَخْ) قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَفِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ: مَنْ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي الصَّلَاةِ إذَا فَرَغَ مِنْ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى يَرْكَعُ ثُمَّ يَقْرَأُ فِي الثَّانِيَةِ بِالْفَاتِحَةِ وَشَيْءٍ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ «خَيْرُ النَّاسِ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ» أَيْ الْخَاتِمُ الْمُفْتَتِحُ اهـ[1]

ترجمہ: منیہ کی شرح اور الولوالجیہ مین فرمایا ہے کہ جو شخص نماز میں قرآن مکمل کرے اسے چاہیے کہ پہلی رکعت میں معوذتین پڑھنے کے بعد رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورۃ البقرہ کا بھی کچھ حصہ پڑھے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگوں میں سب سے بہترین انسان قرآن مکمل کر کے شروع کرنے والا ہے۔

مسئلہ: 194لَا بَأْسَ أَنْ يَقْرَأَ سُورَةً وَيُعِيدَهَا فِي الثَّانِيَةِ،(قَوْلُهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَقْرَأَ سُورَةً إلَخْ) أَفَادَ أَنَّهُ يُكْرَهُ تَنْزِيهًا، ---هَذَا إذَا لَمْ يُضْطَرَّ، فَإِنْ اُضْطُرَّ بِأَنْ قَرَأَ فِي الْأُولَى - {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} [الناس: 1]- أَعَادَهَا فِي الثَّانِيَةِ إنْ لَمْ يَخْتِمْ نَهْرٌ لِأَنَّ التَّكْرَارَ أَهْوَنُ مِنْ الْقِرَاءَةِ مَنْكُوسًا بَزَّازِيَّةٌ،[2]

---

[1] ردالمحتار ص330ج2

[2] ایضا محولہ بالہ

مسئلہ:196: اگر کسی کو قرأت نہ آتی ہو مثلاً کوئی شخص نیا نیا مسلمان ہوا ہو تو بجائے قرأت کے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے سے بھی اُس کی فرض نماز ادا ہو جائے گی بلکہ اور کچھ اگر اُسے یاد نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ رکوع و سجود، اور قعدہ وغیرہ میں بھی سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھے اور ساتھ ہی نماز سیکھنے کی مسلسل کوشش بھی کرتا رہے ورنہ سخت گناہ ہے۔

مسئلہ:197: گونگے کے لیے قرأت کی جگہ صرف زبان ہلانا کافی ہے۔ اسی طرح تکبیر تحریمہ میں بھی۔ البتہ اس میں اختلاف ہے۔ کہ زبان ہلانا اس کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟

مسئلہ: 198: امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ فرض نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد دو سورتیں پڑھنا میرے نزدیک بہتر نہیں ہے البتہ نوافل میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ترجمہ: جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی دوسری رکعت میں بھی اسی سورت کو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے (قَوْلُهُ لَا بَأْس أَنْ يَقْرَأَ سُورَةً إلَخْ) اس قول نے اس بات کا فائدہ دیا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔۔ یہ تب ہے جب مجبوری نہ ہو پس اگر مجبوری ہو اس طور پر کہ پہلی رکعت میں {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} پڑھی تو دوسری میں اس کا اعادہ کرے بشرطیکہ ختمِ قرآن کا موقع نہ ہو (نَہْرٌ) اس لیے کہ تکرار خلافِ ترتیب قرأت سے زیادہ آسان ہے (بَزَّازِيَّةٌ)

مسئلہ:195: والافضل ان يقراء فی کل رکعة سورة تامة ولو قراء بعض سورة فی رکعة وباقیها فی رکعة قیل یکره والصحیح انہ لا یکره --- وان قراء آخر سورة فی کل رکعة قیل یکره ان یقراء آخر سورة اخری فی رکعة الثانیة والصحیح انہ لایکره قالہ قاضی ایضا وکذا لو قراء فی الاولی من وسط سورة او من اولها ثم قراء فی الثانیة من وسط سورة اخری او من اولها او سورة قصیرة الاصح انہ لایکره لکن الاولی ان لا یفعل من غیر ضرورة وهذا اذا کان بین سورتین سورتان او اکثرفان کان بینهما سورة واحدة یکره الا من ضرورة [1]

ترجمہ: ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھنی افضل ہے اور اگر ایک رکعت میں کسی سورت کا ایک حصہ پڑھا اور دوسری رکعت میں اسی سورت کا باقی حصہ پڑھا تو بعض کے نزدیک مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔۔ اور اگر ہر رکعت میں سورت کا آخری حصہ پڑھا تو بعض کے نزدیک دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کا آخری حصہ پڑھنا مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے اسی کو قاضی خان نے بھی کہا ہے اور اسی طرح اگر پہلی رکعت میں کسی سورت کے درمیان یا شروع سے پڑھا پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کو درمیان یا آخر سے پڑھا اور یا کوئی چھوٹی سورت پڑھی تو صحیح یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے مگر افضل یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کیا جائے اور یہ اس وقت ہے جب دو سورتوں کے درمیان دو یا زیادہ سورتیں ہوں پس اگر ان دونوں کے درمیان ایک ہی سورت ہو تو بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

---

[1] کبیری ص493

مسئلہ: 199: نماز میں ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے۔ لہٰذا ہر مکلف کے لیے ایک آیت کو یاد رکھنا فرض عین ہے اور سورۃ فاتحہ اور اس کے علاوہ تین مختصر آیات کا یاد کرنا ہر مکلف پر واجب ہے۔ اور سارا قرآن شریف یاد کرنا فرض کفایہ ہے جو کہ نوافل سے افضل ہے، اور فقہی مسائل سیکھنا ان دونوں سے افضل ہے۔

مسئلہ: 200: امام کیلئے نماز میں مسنون مقدار سے زیادہ طویل سورتیں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح رکوع اور سجود وغیرہ میں بھی زیادہ وقت گذارنا مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ مقتدیوں کے ضعف اور ضرورت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہاں تک لکھا گیا ہے کہ مقتدیوں میں جو زیادہ ضعیف ہو، امام کو اُسی کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے نماز پڑھانی چاہیے۔ اور بے جا طوالت نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ: 196:(وَلَا يَلْزَمُ الْعَاجِزَ عَنْ النُّطْقِ) كَأَخْرَسَ وَأُمِّيٍّ (تَحْرِيكُ لِسَانِهِ) وَكَذَا فِي حَقِّ الْقِرَاءَةِ هُوَ الصَّحِيحُ لِتَعَذُّرِ الْوَاجِبِ،(قَوْلُهُ لِتَعَذُّرِ الْوَاجِبِ) وَهُوَ التَّحْرِيكُ بِلَفْظِ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ[1]

مسئلہ: 197:(وَلَا يَلْزَمُ الْعَاجِزَ عَنْ النُّطْقِ) كَأَخْرَسَ وَأُمِّيٍّ (تَحْرِيكُ لِسَانِهِ) وَكَذَا فِي حَقِّ الْقِرَاءَةِ هُوَ الصَّحِيحُ 2

ترجمہ: اور بولنے سے عاجز شخص کے لیے زبان کو حرکت دینا لازمی نہیں ہے جیسا کہ گونگا اور امی اور اسی طرح قرأت کے حق میں بھی اور یہی صحیح ہے

مسئلہ: 198:(قَوْلُهُ وَيُكْرَهُ الْفَصْلُ بِسُورَةٍ قَصِيرَةٍ) أَمَّا بِسُورَةٍ طَوِيلَةٍ بِحَيْثُ يَلْزَمُ مِنْهُ إطَالَةُ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ إطَالَةً كَثِيرَةً فَلَا يُكْرَهُ شَرْحُ الْمُنْيَةِ: كَمَا إذَا كَانَتْ سُورَتَانِ قَصِيرَتَانِ، وَهَذَا لَوْ فِي رَكْعَتَيْنِ أَمَّا فِي رَكْعَةٍ فَيُكْرَهُ الْجَمْعُ بَيْنَ سُورَتَيْنِ بَيْنَهُمَا سُوَرٌ أَوْ سُورَةٌ فَتْحٌ. وَفِي التَّتَارْخَانِيَّةِ: إذَا جَمَعَ بَيْنَ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ رَأَيْت فِي مَوْضِعٍ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ. وَذَكَرَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَفْعَلَ عَلَى مَا هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ. اهـ.وَفِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: الْأَوْلَى أَنْ لَا يَفْعَلَ فِي الْفَرْضِ وَلَوْ فَعَلَ لَا يُكْرَهُ إلَّا أَنْ يَتْرُكَ بَيْنَهُمَا سُورَةً أَوْ أَكْثَرَ[2]

ترجمہ: کسی چھوٹی سورت کا فصل مکروہ ہے بہر حال دوسری سورت اگر اتنی طویل ہو جس سے دوسری رکعت کی طوالت لازم آئے تو مکروہ نہیں ہے(شَرْحُ الْمُنْيَةِ)جیسا کہ دو چھوٹی سورتوں کا چھوڑنا مکروہ نہیں ہے اور یہ اس وقت ہے جب دو رکعتوں میں ہو بہر حال ایک رکعت میں دو سورتوں کے درمیان ایک یا کئی سورتوں کو چھوڑ کر ان کو جمع کرنا مکروہ ہے (فَتْحٌ)اور تتارخانیہ میں ہے جب ایک رکعت میں دو سورتوں کو جمع کیا میں نے کئی دیکھا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے کہ ایسا کرنا مناسب نہیں ہے اس بنا پر جو ظاہر الروایہ میں ہے اور منیہ کی شرح میں ہے افضل یہ ہے کہ فرض میں ایسا نہ کیا جائے اور اگر کسی نے کر دیا تو مکروہ نہیں ہے مگر دو سورتوں کے درمیان ایک ہی رکعت میں ایک یا زیادہ سورتوں کا چھوڑنا مکروہ ہے۔

---

[1] شامی329ج2

[2] شامی ص330ج2

مسئلہ: 201:امام کے لیے صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی قرأت سے طویل قرأت کرنی مسنون ہے۔ اور دوسرے اوقات کی نمازوں میں بقول شیخینؒ قرأت مساوی ہونی چاہیے۔ اگر معمولی طوالت اس میں آجائے تو کراہت نہیں ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت سے طویل ہونی چاہیے۔ بعض علماء کرامؒ نے شیخین کے قول پر اور بعض نے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔
مسئلہ:202: اس پر اتفاق ہے کہ دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی قراءت سے زیادہ طویل قرأت کرنی مکروہ ہے۔
مسئلہ:203: اگر امام ایک مقتدی کی نماز میں شمولیت کی خاطر قرأت یا رکوع یا قعدہ کو لمبا کرے تو ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر امام اس آدمی کو نہ پہچانتا ہو صرف تکثیر جماعت کی خاطر ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: 199:(وَفَرْضُ الْقِرَاءَةِ آيَةٌ عَلَى الْمَذْهَبِ) ۔۔وَلَوْ قَرَأَ آيَةً طَوِيلَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَالْأَصَحُّ الصِّحَّةُ اتِّفَاقًا لِأَنَّهُ يَزِيدُ عَلَى ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ قَالَهُ الْحَلَبِيُّ. (وَحِفْظُهَا فَرْضُ عَيْنٍ) مُتَعَيِّنٌ عَلَى كُلِّ مُكَلَّفٍ(وَحِفْظُ جَمِيعِ الْقُرْآنِ فَرْضُ كِفَايَةٍ) وَسُنَّةُ عَيْنٍ أَفْضَلُ مِنْ التَّنَفُّلِ وَتَعَلُّمُ الْفِقْهِ أَفْضَلُ مِنْهُمَا (وَحِفْظُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ)[1]

ترجمہ: اور مختار مذہب کے مطابق فرض قرأت ایک آیت ہے اور اگر کسی نے دونوں رکعتوں میں ایک بڑی آیت تلاوت کی تو یہ بالاتفاق صحیح ہے اس لیے کہ ایک بڑی آیت تین چھوٹی آیتوں سے بڑھ جاتی ہے اور اتنی مقدار کا یاد کرنا ہر مکلف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن کا یاد کرنا فرضِ کفایہ ہے اور سنت عین نفل پڑھنے سے افضل ہے اور علم فقہ کا سیکھنا ان دونوں سے افضل ہے اور سورۃ الفاتحہ اور سورت کا یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مسئلہ: 200:يُكْرَهُ تَحْرِيمًا (تَطْوِيلُ الصَّلَاةِ) عَلَى الْقَوْمِ زَائِدًا عَلَى قَدْرِ السُّنَّةِ فِي قِرَاءَةٍ وَأَذْكَارٍ رَضِيَ الْقَوْمُ أَوْ لَا لِإِطْلَاقِ الْأَمْرِ بِالتَّخْفِيفِ نَهْرٌ وَفِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ ظَاهِرُ حَدِيثِ مُعَاذٍ أَنَّهُ لَا يَزِيدُ عَلَى صَلَاةِ أَضْعَفِهِمْ مُطْلَقًا.[2]

ترجمہ: مسنون اذکار اور قرأت سے زیادہ لوگوں پر نماز کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے چاہے لوگ راضی ہوں یا نہ ہوں اس لیے کہ حکم مطلقاً تخفیف کا ہے (نہر) اور الشرنبلالیہ میں ہے کہ حضرت معاذ کی حدیث سے ظاہر ہے کہ مطلقاً ضعیفوں کی نماز سے نماز کو زیادہ طویل نہیں کرے گا۔

مسئلہ: 201:(وَتُطَالُ أُولَى الْفَجْرِ عَلَى ثَانِيَتِهَا) بِقَدْرِ الثُّلُثِ، وَقِيلَ النِّصْفِ نَدْبًا؛ فَلَوْ فَحُشَ لَا بَأْسَ بِهِ (فَقَطْ) وَقَالَ مُحَمَّدٌ:اوَلِي الْكُلُّ حَتَّى التَّرَاوِيحُ؛ قِيلَ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى[3]

ترجمہ: اور صرف فجر کی پہلی رکعت ایک تہائی کے بقدر دوسری سے طویل کی جائے اور بعض نے نصف کے بقدر کو مندوب کہا ہے اور پہلی رکعت کو بہت زیادہ طویل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور امام محمد فرماتے ہیں کہ تراویح سمیت تمام نمازوں کی پہلی رکعت کو دوسری سے طویل کرنا مستحب ہے۔ کہا گیا ہے کہ فتویٰ اسی قول پر ہے

مسئلہ:202:واطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ تنزیھا اجماعا [4]

---

[1] شامی ص312ج2
[2] محولہ بالہ ص364ج2
[3] ردالمحتار ص321ج2
[4] شامی ص322ج2

مسئلہ: 204:اگر کوئی شخص مثلاًزید فجر ، مغرب یاعشاء کی نمازانفراداًشروع کرےاور قرأت خاموشی سے کرے۔اسی اثنامیں دوسرا شخص اس کی اقتدا کرے۔لیکن زید امامت کی نیت نہ کرے۔یعنی دل میں یہ نہ لائے کہ میں امام ہوگیاہوں۔بلکہ خود کو منفرد سمجھتارہے۔تواس پر قرأت بآواز بلند واجب نہیں ہےاور مقتدی کی نمازاُس کے پیچھے صحیح ہے۔اس لیے کہ مقتدی کی نماز کی صحت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ امام امامت کی نیت کرے۔

ترجمہ: اوردوسری رکعت کوپہلی سے طویل کرنابالاجماع مکروہ تنزیہی ہے

مسئلہ:203: وکرہ تحریما اطالۃ رکوع او قراءۃ لادراک الجائی ای ا ن عرفہ والا فلا باس [1]

ترجمہ: آنے والے شخص کی شمولیت کے لیے رکوع یاقرأت کوطویل کرنامکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس کو پہچان کرایساکیاہوورنہ کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: 204:(وَيَجْهَرُ الْإِمَامُ) وُجُوبًا بِحَسَبِ الْجَمَاعَةِ، فَإِنْ زَادَ عَلَيْهِ أَسَاءَ، وَلَوْ ائْتَمَّ بِهِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ أَوْ بَعْضِهَا سِرًّا أَعَادَهَا جَهْرًا بَحْرٌ، لَكِنْ فِي آخِرِ شَرْحِ الْمُنْيَةِ ائْتَمَّ بِهِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ، يَجْهَرُ بِالسُّورَةِ إنْ قَصَدَ الْإِمَامَةَ وَإِلَّا فَلَا يَلْزَمُهُ الْجَهْرُ (فِي الْفَجْرِ وَأُولَى الْعِشَاءَيْنِ أَدَاءً وَقَضَاءً وَجُمُعَةٍ وَعِيدَيْنِ وَتَرَاوِيحَ وَوِتْرٍ بَعْدَهَا) (قَوْلُهُ إنْ قَصَدَ الْإِمَامَةَ إلَخْ) عَزَاهُ فِي الْقُنْيَةِ إلَى فَتَاوَى الْكَرْمَانِيِّ. وَوَجْهُهُ أَنَّ الْإِمَامَ مُنْفَرِدٌ فِي حَقِّ نَفْسِهِ، وَلِذَا لَا يَحْنَثُ فِي لَا يَؤُمُّ أَحَدًا مَا لَمْ يَنْوِ الْإِمَامَةَ، وَلَا يَحْصُلُ ثَوَابُ الْجَمَاعَةِ إلَّا بِالنِّيَّةِ، [2]

ترجمہ: اورامام جماعت کے موافق بلند آواز سے بطور وجوب قرأت کرے گا نمازِ فجر میں، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں چاہے ادانماز ہو یاقضاء، نمازِ جمعہ، عیدین، تراویح اور تراویح کے بعد وتروں میں پس اگراس نے ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے قرأت کی تواس نے براکیااوراگرکسی نے کسی نمازی کی اقتداء کی اس حال میں کہ وہ سورۃ الفاتحہ مکمل یااس کاکچھ حصہ آہستہ آواز سے پڑھ چکاہو توجہر سے فاتحہ کااعادہ کرے(کذا فی البحر) لیکن منیہ کی شرح کے آخر میں ہے کہ آہستہ آواز سے فاتحہ پڑھنے کے بعد اگرکسی نے اس کی اقتداء کی ہے تو بالجہر فاتحہ کااعادہ تب لازمی ہے جب وہ امام ہونے کا قصد کرے ورنہ ضروری نہیں ہے (قَوْلُهُ إنْ قَصَدَ الْإِمَامَةَ إلَخْ) منیہ میں اس قول کی نسبت فتاوی کرمانی کی طرف کی گئی ہےاوراس کی وجہ یہ ہے کہ امام اپنے حق میں منفرد ہےاوراسی وجہ سے امام اپنےاس قول کہ وہ کسی کی امامت نہیں کرے گامیں حانث نہیں ہوگاجب تک وہ امامت کی نیت نہیں کرے گااورنیت کے بغیر صرف جماعت کاثواب حاصل نہیں ہوتا(نماز صحیح ہوجاتی ہے)

---

[1] درمختار ص81

[2] شامی ص304ج2

مسئلہ : ،205۔: مذکورہ بالا مسئلہ میں اگر صورت حال یوں ہو کہ زید سورۃ فاتحہ یا سورۃ فاتحہ کے بعد سورت کا کچھ حصہ خاموشی سے پڑھ چکا ہو۔ اور اس حالت میں کوئی شخص آکر اُس کی اقتدا کرے اور زید بھی اسکی امامت کی نیت کرے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ صبح کی دونوں رکعتوں میں مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے لیے قرأت باآواز بلند کرنی واجب ہے۔ لہٰذا اس صورت میں زید سورۃ فاتحہ شروع سے دوبارہ باآواز بلند پڑھنا شروع کرے۔ یا جس قدر قرأت کر چکا ہو اُسکے بعد باآواز بلند پڑھنا شروع کرے تو اس میں علماء کرامؒ کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کتابوں میں پہلے طریقے پر اور بعض میں دوسرے طریقے پر عمل کرنے کا بیان ہے۔ اور اسی طرح اختلاف ہے اُس صورت کے متعلق کہ جہری نماز میں امام بھولے سے پوری سورۃ فاتحہ یا کچھ حصہ خاموشی سے پڑھے اور پھر اُسے یاد آئے۔ تو بعض علماء کرامؒ کے نزدیک جو خاموشی سے پڑھ چکا ہے اُس کا اعادہ کرے اور بعض کہتے ہیں کہ بقایا باآواز بلند شروع کرے۔

مسئلہ : ،205۔:(وَيَجْهَرُ الْإِمَامُ) وُجُوبًا بِحَسَبِ الْجَمَاعَةِ، فَإِنْ زَادَ عَلَيْهِ أَسَاءَ، وَلَوْ ائْتَمَّ بِهِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ أَوْ بَعْضِهَا سِرًّا أَعَادَهَا جَهْرًا بَحْرٌ، لَكِنْ فِي آخِرِ شَرْحِ الْمُنْيَةِ ائْتَمَّ بِهِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ، يَجْهَرُ بِالسُّورَةِ إنْ قَصَدَ الْإِمَامَةَ وَإِلَّا فَلَا يَلْزَمُهُ الْجَهْرُ(فِي الْفَجْرِ وَأُولَى الْعِشَاءَيْنِ أَدَاءً وَقَضَاءً وَجُمُعَةٍ وَعِيدَيْنِ وَتَرَاوِيحَ وَوِتْرٍ بَعْدَهَا) (قَوْلُهُ لَكِنْ إلَخْ) اسْتِدْرَاكٌ عَلَى قَوْلِهِ وَلَوْ ائْتَمَّ بِهِ، وَهَذَا قَوْلٌ آخَرُ. وَقَدْ حَكَى الْقَوْلَيْنِ الْقُهُسْتَانِيُّ حَيْثُ قَالَ: إنَّ الْإِمَامَ لَوْ خَافَتَ بِبَعْضِ الْفَاتِحَةِ أَوْ كُلِّهَا أَوْ الْمُنْفَرِدُ ثُمَّ اقْتَدَى بِهِ رَجُلٌ أَعَادَهَا جَهْرًا كَمَا فِي الْخُلَاصَةِ، وَقِيلَ لَمْ يُعِدْ وَجَهَرَ فِيمَا بَقِيَ مِنْ بَعْضِ الْفَاتِحَةِ أَوْ السُّورَةِ كُلِّهَا أَوْ بَعْضِهَا كَمَا فِي الْمُنْيَةِ اهـ[1]

ترجمہ: اور امام جماعت کے موافق بلند آواز سے بطور وجوب قرأت کرے گا نمازِ فجر میں، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں چاہے ادا نماز ہو یا قضاء، نمازِ جمعہ، عیدین، تراویح اور تراویح کے بعد وتروں میں پس اگر اس نے ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے قرأت کی تو اس نے برا کیا اور اگر کسی نے کسی نمازی کی اقتداء کی اس حال میں کہ وہ سورۃ الفاتحہ مکمل یا اس کا کچھ حصہ آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو جہر سے فاتحہ کا اعادہ کرے(کذا فی البحر) لیکن منیہ کی شرح کے آخر میں ہے کہ آہستہ آواز سے فاتحہ پڑھنے کے بعد اگر کسی نے اس کی اقتداء کی ہے تو بالجہر فاتحہ کا اعادہ تب لازمی ہے جب وہ امام ہونے کا قصد کرے ورنہ ضروری نہیں ہے(قَوْلُهُ لَكِنْ إلَخْ) یہ ماتن کے قول وَلَوْ ائْتَمَّ بِهِ پر استدراک ہے اور یہ دوسرا قول ہے اور قہستانی نے دونوں قولوں کو نقل کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے: کہ امام نے اگر آہستہ آواز سے پوری فاتحہ یا اس کا کچھ حصہ پڑھا یا منفرد نے ایسا کیا پھر کسی آدمی نے اس کی اقتدی کی تو وہ بالجہر فاتحہ کا اعادہ کرے گا(کما فی الخلاصۃ) اور بعض نے کہا کہ اعادہ نہیں کرے گا بلکہ بقایا قرأت بلند آواز سے کرے گا(کما فی المنیہ)۔

---

[1] ردالمحتار ص304ج2

مسئلہ: 206 اگر سری نماز میں سورۃ فاتحہ کا کچھ حصہ بآواز بلند پڑھ لینے کے بعد امام کو یاد آئے کہ نماز سری ہے تو اب باقی قراءت خاموشی سے کرے گا۔

مسئلہ:206: ولاخلاف انہ اذا جهرا باكثر الفاتحة يتمهامخافتة كما في الزاهدى اى في الصلاة السرية[1]

ترجمہ: اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر امام نے سری نماز میں سورۃ الفاتحہ کا اکثر حصہ بلند آواز سے پڑھا پھر اسے یاد آیا تو اسے آہستہ آواز سے مکمل کرے گا۔

---

[1] محولہ بالہ

مبحث دوم: قراءت میں کی جانے والی غلطیاں :

:210:قراءت میں غلطیاں کئی قسم کی ہیں: غلطی یااعراب میں ہو گی۔یعنی زبر، زیر، پیش میں یا غلطی ہو گی تشدید کی جگہ تخفیف کی یا تخفیف کی جگہ تشدید کی یا مد کی جگہ قصر کی اور یا قصر کی جگہ مد کی اور یا غلطی ہو گی حروف میں۔یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے کی یاایک حرف زائد پڑھنے، یا کم پڑھنے کی اور یادرمیان میں تقدیم وتاخیر کرنے کی یا غلطی ہو گی کلمات میں، یا غلطی ہو گی جملوں میں اور یا غلطی ہو گی وقف اور غیر وقف میں۔لہٰذا جس قسم کی بھی غلطی ہو متقدمین کے نزدیک عام قاعدہ یہ ہے کہ مذکورہ غلطی سے اگر معنی میں اس قسم کا تغیر آئے۔ جس کا عقیدہ کفر ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ چاہے ان الفاظ کی مثال قرآن شریف میں موجود ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر تبدیلی صرف جملوں کی ہو اور اُن کے مابین وقف تام کے ذریعے فاصلہ لے آیا ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور اگر اس غلطی سے معنی میں اس قدر تغیر نہ آئے جس کا اعتقاد کفر ہو تو اب ہم دیکھیں گے کہ اگر اُس کا مثل قرآن میں موجود ہو اور معنی بعید ہو یعنی تغیر فاحش ہو تو اس سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مثلاًهذا الغراب کی بجائےهذا الغبار پڑھنااور اسی طرح اگر اس کا مثل قرآن مجید میں نہ ہو اور اس کا کوئی معنی بھی نہ بنتا ہو مثلاً سرائر کی جگہ سرائل پڑھنا تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ:210:فنقول وبالله التوفيق ان الخطاء فى القرآن اما ان يكون فى الاعراب اى الحركات والسكون ويدخل فيه تخفيف المشدد وقصر الممدوعكسها او فى الحروف بوضع حرف مكان آخر او زيادته او نقصه او تقديمه او تاخيره او فى كلمات او فى الجمل كذالک او فى الوقف ومقابله والقاعدة عند المتقدمين ان ما غير تغيرا يكون اعتقاده كفرا يفسد فى جميع ذالک سواء كان فى القران او لم يكن الا ما كان من تبديل الجمل مفصولا بوقف تام وان لم يكن التغير كذالک فان الاصل فيه اى الزال والخطاء انه ان لم يكن مثله اى مثل ذالک اللفظ فى القرآن به تغيرا فاحشا قويا بحيث لا مناسبة بين المعنيين اصلا تفسد صلاته ايضا كما اذا قراء هذالغبار مكان هذا الغراب وكذا ان لم يكن مثله فى القران ولا معنى له حتى يحكم عليه بالبعد منن المعنى القرانى او بعدمه كما اذا قراء يوم تبلى السرائل باللام فى آخر مكان الراء فى السرائر[1]

ترجمہ: ہم اللہ کی توفیق کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ قرآن میں غلطی یااعراب یعنی حرکات، سکون، تخفیف، تشدید، قصر اور مد میں ہو گی یاحروف میں یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ تبدیل کرنے کی صورت میں، کمی یازیادتی کی صورت میں اور یا حروف، کلمات اور جملوں کو مقدم اور مؤخر کرنے کی صورت میں ہو گی اور یا وقف اور غیرِ وقف میں ہو گی۔ متقدمین کے نزدیک اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ اس سے اگرایسا تغیر واقع ہو جائے جس کا اعتقاد کفر ہو تو تمام صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی چاہے وہ قرآن میں ہو یا نہ ہو مگر جملوں کی تبدیلی مفصول ہونے کی حالت میں وقفِ تام کے ساتھ ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہو گی اور اگر اس سے اس قسم کا تغیر واقع نہ ہو تو اس کے بارے میں اصول یہ ہے کہ غلطی اگرایسی ہو جس کا مثل قرآن میں نہ ہو اور ایسا تغیر فاحش ہو کہ دونوں معنوں کے درمیان بالکل مناسبت نہ ہو تو اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی جیسا

[1] کبیری 475

مسئلہ: 211:اور اگر اس کا مثل قرآن مجید میں ہو اور معنی بھی بعید ہو لیکن تغیر فاحش نہ ہو تو طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔اس میں احتیاط شرط ہے۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ عمومِ بلوی کی وجہ سے اس سے فاسد نہیں ہوتی۔اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے۔اور اگر اس کا مثل قرآن مجید میں موجود نہ ہو اور معنی میں بھی تبدیلی نہ آئے مثلاً: قوامین کی جگہ قیّامین پڑھے تو اس سے طرفین کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی۔اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ اگر معنی میں زیادہ تغیر نہ آئے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نماز تب فاسد نہیں ہوتی کہ اس کے مثل قرآن شریف میں موجود ہو اور طرفین کے نزدیک تب کہ معنی میں موافقت ہو۔ یہ سب قواعد ہمارے علمائے متقدمین کے نزدیک ہیں۔اور علمائے متاخرین کہتے ہیں کہ غلطی اگر اعراب میں ہو تو جیسی بھی ہو نماز فاسد نہیں ہوتی۔اس لیے کہ عام لوگ یعنی عوام زیر، زبر، پیش وغیرہ میں امتیاز نہیں کر سکتے۔اور قاضی خان میں لکھا گیا ہے کہ قولِ متاخرین وسیع ہے اور قولِ متقدمین میں احتیاط ہے۔اگر غلطی ایک حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کرنے کی ہو مثلاً: ص کو ط سے بدلے، یعنی صالحات کو طالحات پڑھے تو اس پر اتفاق ہے کہ نماز فاسد ہوتی ہے۔اور اگر دونوں حروف ایسے ہوں کہ اُن میں فرق کرنا مشکل ہو مثلاً: ت اور ط وغیرہ تو اکثر کہتے ہیں کہ عمومِ بلوی کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ زلۃ القاری کا بیان مختصر طریقے سے لکھ دیا گیا ہے مگر یہ بیان تفصیل طلب ہے اس کے جزئیات بہت زیادہ ہیں لہٰذا ضرورت پڑنے پر کسی مستند عالم کی طرف رجوع کر لیا کریں۔

فائدہ: قرآن مجید میں جہاں بھی واوِ جمع کے بعد الف آتا ہے وہ صرف لکھنے میں آتا ہے پڑھنے میں نہیں آتا مثلاً: قالوا، اٰمنوا وغیرہ مگر اس کے علاوہ قرآن میں اٹھارہ مقامات ایسے ہیں جہاں پر الف صرف رسم الخط میں آتا ہے مگر اس الف کا نہ پڑھنا ضروری ہے۔آسانی کے لیے ان تمام مقامات کو اس نقشے میں درج کیا گیا ہے۔

کہ ھذا الغراب کی جگہ ھذا الغبار پڑھا اور یہی حکم ہوگا اگر اس کے مثل قرآن میں نہ ہو اور اس کا کوئی معنی نہ ہو یہاں تک کہ معنیء قرآنی سے بعد یا قرآن میں نہ ہونے کا حکم اس پر لگایا جائے گا جیسا کہ یوم تبلی السرائر کی جگہ پر یوم تبلی السرائل پڑھا .

مسئلہ: 211 : وان کان مثلہ فی القران والمعنی ای معنی اللفظ الذی قراء بعید من معنی اللفظ المراد ولم یکن معنی اللفظ المراد متغیرا باللفظ المقرو تغیرا فاحشا تفسد ایضا عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وھو الاحوط وقال بعض المشائخ لا تفسد لعموم البلوی وھو قول ابی یوسف وان لم یکن مثلہ فی القران ولکن لایتغیر بہ المعنیٰ نحو قیامین مکان قوامین فالخلاف علی العکس تفسد عند ابی یوسفؒ ولا تفسد عندھما فالمعتبر فی عدم الفساد عند عدم تغیر المعنیٰ کثیرا لوجود المثل فی القران عندہ والموافقۃ فی المعنیٰ عندھما [1]

ترجمہ: اور اگر اس کا مثل قرآن مجید میں ہو اور جو لفظ اس نے پڑھا ہے اس کا معنی بھی مرادی معنی سے بعید ہو لیکن تغیر فاحش نہ ہو تو طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔اس میں احتیاط شرط ہے۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ عمومِ بلوی کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتی۔۔اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے۔اور اگر اس کے مثل قرآن مجید میں موجود نہ ہو اور معنی میں تبدیلی نہ آئے مثلاً

---

[1] ایضا ص476

قوّامین کی جگہ قیّامین پڑھاتواس سے طرفین کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی۔اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا مطلب یہ ہواکہ اگر معنی میں زیادہ تغیر نہ آئے توامام ابویوسفؒ کے نزدیک نماز تب فاسد نہیں ہوتی کہ اس کے مثل قرآن شریف میں موجود ہواور طرفین کے نزدیک تب کہ معنی میں موافقت ہو۔

باب سوم
جماعت وامامت

فصل اول: جماعت کا بیان

213،: پانچوں نمازوں کو جماعت کیساتھ ادا کرنا بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے لیکن بہتر قول وجوب کا ہے اور واجب کا حکم صرف اس پر ہے جس پر مندرجہ ذیل تین شرائط عائد ہو سکیں۔

1- مرد ہو عورت پر واجب نہیں۔

2- آزاد ہو غلام پر واجب نہیں۔

3- معذور نہ ہو یعنی اگر عذر موجود ہو تو جماعت واجب نہیں۔ لیکن اگر عذر کے ہوتے ہوئے نماز باجماعت ادا کرلے تو بہتر ہے۔

214: اور وہ عذر مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) جس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے ہوں یا بیکار ہوں یا اندھا ہو یا مریض ہو یا عمر رسیدہ، یا فالج زدہ یا لنگڑا ہو۔ جو چل نہ سکتا ہو۔

(ب) مسجد کے راستے میں کیچڑ ہو جسکی وجہ سے آمد و رفت مشکل ہو لیکن اس بارے میں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں امام اعظمؒ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ میں جماعت کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔

(ج) سخت بارش ہو رہی ہو تو اس حالت میں اگر کوئی مسجد نہ جائے تو اجازت ہے۔ لیکن اس حالت میں جماعت کو چھوڑنا اچھا نہیں ہے۔

213،: الْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ .كَذَا فِي الْمُتُونِ وَالْخُلَاصَةِ وَالْمُحِيطِ وَمُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَفِي الْغَايَةِ قَالَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا : إنَّهَا وَاجِبَةٌ وَفِي الْمُفِيدِ وَتَسْمِيَتُهَا سُنَّةً لِوُجُوبِهَا بِالسُّنَّةِ وَفِي الْبَدَائِعِ تَجِبُ عَلَى الرِّجَالِ الْعُقَلَاءِ الْبَالِغِينَ الْأَحْرَارِ الْقَادِرِينَ عَلَى الصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ [1]،

ترجمہ: جماعت سے نماز کی ادائیگی سنت مو کدہ ہے۔ متون، خلاصہ، المحیط، سرخسی کی المحیط اور الغایۃ میں ہے۔ ہمارے عام مشائخ نے کہا ہے: نماز کی باجماعت ادائیگی واجب ہے۔ اور مفید میں ہے: اس کی سنت کے لفظ سے وجہ تسمیہ اس وجہ سے ہے کہ یہ سنت کی وجہ سے واجب ہے۔ اور بدائع میں تحریر ہے کہ یہ عاقل، بالغ، آزاد اور بغیر کسی عذر کے نماز باجماعت کی ادائیگی پر

---

[1] ہندیہ ص92ج1

(د) سخت سردی کی وجہ سے مسجد میں جانے سے بیماری کا خطرہ ہو۔

(ہ) اتنا سخت اندھیرا ہو کہ راستہ دکھائی نہ دے البتہ اگر روشنی کا انتظام ہو سکے تو مسجد جانا چاہیے۔

(و) رات ہو اور شدید قسم کی تیز آندھی چل رہی ہو۔

(ز) مسجد جانے میں چوری یا دشمن کا خطرہ ہو۔

(ح) یہ اندیشہ ہو کہ مسجد میں قرض خواہ پکڑ لے گا۔ بشر طیکہ وہ تنگدست ہو۔ اور اگر تنگدست نہ ہو تو پھر وہ ظالم ہے۔ اور اس حال میں جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ط) سخت بھوک کی وجہ سے اُس کی توجہ کھانے کی طرف ہو اس حال میں کہ کھانا موجود ہو یا آنے والا ہو۔

(ی) کوئی مریض کی تیمارداری میں مشغول ہو اور اکیلا چھوڑنے میں خطرات کا اندیشہ ہو۔

(یا) پیشاب یا پاخانہ کا شدید تقاضا ہو۔

(یب) سفر کا ارادہ ہو اور باجماعت نماز میں شمولیت کی وجہ سے یا انتظار کی وجہ سے قافلے یا گاڑی سے رہ جانے کا احتمال ہو۔

قدرت رکھنے والے افراد پر واجب ہے۔

214: (فَلَا تَجِبُ عَلَى مَرِيضٍ وَمُقْعَدٍ وَزَمِنٍ وَمَقْطُوعِ يَدٍ وَرِجْلٍ مِنْ خِلَافٍ) أَوْ رِجْلٍ فَقَطْ، ذَكَرَهُ الْحَدَّادِيُّ (وَمَفْلُوجٍ وَشَيْخٍ كَبِيرٍ عَاجِزٍ وَأَعْمَى) وَإِنْ وَجَدَ قَائِدًا (وَلَا عَلَى مَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مَطَرٌ وَطِينٌ وَبَرْدٌ شَدِيدٌ وَظُلْمَةٌ كَذَلِكَ) وَرِيحٌ لَيْلًا لَا نَهَارًا، وَخَوْفٌ عَلَى مَالِهِ، أَوْ مِنْ غَرِيمٍ أَوْ ظَالِمٍ، أَوْ مُدَافَعَةُ أَحَدِ الْأَخْبَثَيْنِ، وَإِرَادَةُ سَفَرٍ، وَقِيَامُهُ بِمَرِيضٍ، وَحُضُورُ طَعَامٍ (تَتُوقُهُ) نَفْسُهُ ذَكَرَهُ الْحَدَّادِيُّ، (قَوْلُهُ وَلَا عَلَى مَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مَطَرٌ وَطِينٌ) أَشَارَ بِالْحَيْلُولَةِ إلَى أَنَّ الْمُرَادَ الْمَطَرُ الْكَثِيرُ كَمَا قَيَّدَهُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ. وَكَذَا الطِّينُ وَفِي الْحِلْيَةِ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: سَأَلْت أَبَا حَنِيفَةَ عَنْ الْجَمَاعَةِ فِي طِينٍ وَرَدْغَةٍ، فَقَالَ: لَا أُحِبُّ تَرْكَهَا. (قَوْلُهُ أَوْ مِنْ غَرِيمٍ) أَيْ إذَا كَانَ مُعْسِرًا لَيْسَ عِنْدَهُ مَا يُوَفِّي غَرِيمَهُ وَإِلَّا كَانَ ظَالِمًا[1]

ترجمہ: نماز باجماعت مریض، بے کار، فالج زدہ اور ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے آدمی یا صرف پاؤں کٹے ہوئے آدمی پر واجب نہیں ہے۔ حدادی نے ذکر کیا ہے: اور فالج زدہ، بڑی عمر کے معذور آدمی اور اندھے پر اگرچہ اسے ساتھ لے کر چلنے والا موجود ہو، پر بھی نماز باجماعت واجب نہیں ہے۔ جس شخص کی نماز باجماعت کی ادائیگی کے درمیان بارش اور کیچڑ اور شدید سردی اور اندھیرا رکاوٹ بن گیا ہو اس پر بھی باجماعت نماز واجب نہیں ہے۔ اور رات کو تیز ہوا (دن کو نہیں) کی وجہ سے بھی نماز باجماعت

---

[1] شامی ص347ج2

215: (ج) ستر چھپانے کے لیے کوئی کپڑا چادر وغیرہ پاس نہ ہو۔

مسئلہ: 216: جماعت کے لیے دو افراد کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی امام اور ایک مقتدی۔ لہٰذا امام کے پیچھے اگر ایک نمازی بھی نیت باندھے تو جماعت صحیح ہے۔ چاہے وہ مقتدی مرد ہو یا عورت۔ آزاد ہو یا غلام۔ بالغ ہو یا ہوشیار نابالغ۔ جمعے اور عیدین کی نمازوں میں جماعت کے لیے امام کے علاوہ تین افراد ضروری ہیں۔

واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مال کے چھن جانے یا تلف ہو جانے کا خوف ہو، یا کسی ظالم یا قرض خواہ کا خوف ہو، یا قضائے حاجت (دونوں میں سے کسی ایک) کا شدید تقاضا ہو، سفر کا ارادہ ہو، اور مریض کی تیمارداری، اور سخت بھوک کی حالت میں جبکہ کھانا حاضر ہو، یا حاضر ہونے والا ہو اور اس کی توجہ کھانے کی طرف ہو۔ اور بارش اور کیچڑ کے باجماعت نماز کی ادائیگی میں رکاوٹ بننے کا جو ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد موسلادھار اور زیادہ بارش ہے جیسا کہ نماز جمعہ کی ادائیگی میں بھی اس طرح کی قید لگائی گئی ہے اور کیچڑ بھی جب زیادہ ہو۔ حلیہ میں ہے: ابو یوسف سے مروی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے کیچڑ کی وجہ سے نماز چھوڑنے کی بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے جماعت کا ترک کرنا پسند نہیں ہے۔ اور قرض خواہ کے خوف سے جماعت چھوڑنا اس وقت ہے جب قرضدار تنگ دست ہو اس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ قرض خواہ کو دے کر اپنا قرض ختم کر سکے۔ اگر اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ قرض خواہ کو دے سکتا ہے اور پھر بھی نماز باجماعت ادا نہیں کرتا تو ظالم ہو گا۔

215: ويصلى العراة وحدانا متباعدين[1]

ترجمہ: اور عریاں افراد ایک دوسرے سے دور دور انفرادی طور پر نماز ادا کریں گے۔

مسئلہ: 216: (وَالْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ) (وَأَقَلُّهَا اثْنَانِ) وَاحِدٌ مَعَ الْإِمَامِ وَلَوْ مُمَيِّزًا أَوْ مَلَكًا(قَوْلُهُ وَأَقَلُّهَا اثْنَانِ) لِحَدِيثِ «اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ» أَخْرَجَهُ السُّيُوطِيّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ، وَرَمَزَ لِضَعْفِهِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: لِأَنَّهَا مَأْخُوذَةٌ مِنْ الِاجْتِمَاعِ، وَهُمَا أَقَلُّ مَا تَتَحَقَّقُ بِهِ، وَهَذَا فِي غَيْرِ جُمُعَةٍ اهـ أَيْ فَإِنَّ أَقَلَّهَا فِيهَا ثَلَاثَةٌ صَالِحُونَ لِلْإِمَامَةِ سِوَى الْإِمَامِ،(قَوْلُهُ وَلَوْ مُمَيِّزًا) أَيْ وَلَوْ كَانَ الْوَاحِدُ الْمُقْتَدِي صَبِيًّا مُمَيِّزًا.[2]

ترجمہ: جماعت کے ساتھ نماز مردوں کے لئے سنت موکدہ ہے۔ اور جماعت کے لئے کم از کم افراد دو ہیں۔ اگر ایک ہو گا تو امام کے ساتھ کھڑا ہو گا اگرچہ ممیز یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور دو کی شرط اس لئے لگائی کہ حدیث پاک میں ہے: دو اور دو سے زائد افراد جماعت ہیں۔ اس کی سیوطی نے الجامع الصغیر میں تخریج کی ہے۔ بحر میں کہا ہے: جماعت چونکہ اجتماع سے ماخوذ ہے اور دو

---

[1] ہندیہ 66ج1
[2] ردالمحتار ص344ج2

مسئلہ: 217: عیدین اور جمعہ کی نماز کے لیے جماعت شرط ہے۔ اس لیے کہ مذکورہ نمازیں فرداً فرداً ادا نہیں ہوتیں۔ اور تراویح کے لیے سنت کفایہ ہے اور رمضان میں نماز وتر کے لیے مستحب ہے۔ اور رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت مکروہ ہے۔ لیکن بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ اہتمام کی صورت نہ ہو، تو مکروہ نہیں ہے اور نوافل کی جماعت اگر اہتمام سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ اہتمام سے مراد اذان اور اقامت ہے یا کسی اور ذریعے سے لوگوں کو بلایا جاتا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو بلکہ بغیر اہتمام کے کسی نفل پڑھنے والے کے پیچھے ایک یا دو نمازی نفل کی نیت سے کھڑے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اس پر دوام نہیں کرنا چاہیے۔

افراد کی تعداد وہ کم سے کم تعداد ہے جس سے اجتماع یقینی ہوتا ہے۔ یہ تفصیل جمعے کی نماز کے علاوہ ہے۔ جمعے کی نماز میں کم سے کم تین ایسے نیک افراد ضروری ہیں جو امامت کے لائق ہوں امام کے علاوہ۔ اور ممیز سے مطلب ہے کہ اگرچہ مقتدی صبی ممیز ہو (ایسا بچہ جو چیزوں کی سمجھ رکھتا ہو اور پاکی و ناپاکی میں فرق کو سمجھ سکتا ہو۔)

مسئلہ: 217: (وَالْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ) قَالَ الزَّاهِدِي: أَرَادُوا بِالتَّأْكِيدِ الْوُجُوبَ إلَّا فِي جُمُعَةٍ وَعِيدٍ فَشَرْطٌ. وَفِي التَّرَاوِيحِ سُنَّةُ كِفَايَةٍ، وَفِي وِتْرِ رَمَضَانَ مُسْتَحَبَّةٌ عَلَى قَوْلٍ. وَفِي وِتْرِ غَيْرِهِ وَتَطَوُّعٍ عَلَى سَبِيلِ التَّدَاعِي مَكْرُوهَةٌ، (قَوْلُهُ وَفِي وِتْرِ غَيْرِهِ إلَخْ) كَرَاهَةُ الْجَمَاعَةِ فِيهِ هُوَ الْمَشْهُورُ، وَذَكَرَهُ الْقُدُورِيُّ فِي مُخْتَصَرِهِ، وَذَكَرَ فِي غَيْرِهِ عَدَمَ الْكَرَاهَةِ، وَوَفَّقَ فِي الْحِلْيَةِ بِحَمْلِ الْأَوَّلِ عَلَى الْمُوَاظَبَةِ وَالثَّانِي عَلَى الْفِعْلِ أَحْيَانًا، وَسَيَأْتِي تَمَامُهُ إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى (قَوْلُهُ عَلَى سَبِيلِ التَّدَاعِي) بِأَنْ يَقْتَدِيَ أَرْبَعَةٌ فَأَكْثَرُ بِوَاحِدٍ[1]

ترجمہ: جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی مردوں کے لئے سنت ہے۔ زاہدی نے کہا ہے: اس تاکید سے جمعے اور عید کی نماز کے علاوہ دیگر نمازوں میں وجوب مراد ہے، اس لئے کہ جمعہ اور عید میں جماعت شرط ہے۔ اور تراویح کے لیے سنت کفایہ ہے اور ایک قول کے مطابق رمضان میں نماز وتر کے لیے مستحب ہے۔ اور رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت مکروہ ہے۔ لیکن بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ اگر اہتمام کی صورت ہو، تو مکروہ ہے۔ اور ان کا یہ قول کہ۔ رمضان کے علاوہ کی وتر میں۔۔۔ اس لئے کہ نوافل کی جماعت (اگر اہتمام سے ہو تو) مکروہ تحریمی ہے۔ امام قدوری نے اپنی مختصر میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اگر نوافل کی جماعت اہتمام کے بغیر ہو تو اسے غیر مکروہ کہا ہے۔ صاحب حلیہ نے بھی اس قول کی تائید کی ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ پہلی صورت میں مواظبت کی بنا پر مکروہ ہے اور دوسری صورت میں کبھی کبھی ادا کرنے کی بنا پر غیر مکروہ ہے۔ اس کی مکمل تفصیل آجائے گی ان شاءاللہ۔ علی سبیل التداعی کا مطلب ہے کہ چار مقتدیوں کے ساتھ باجماعت نماز کی ادائیگی ایک امام کے پیچھے ہو، کیونکہ تین سے کم میں تو بالاتفاق درست ہے۔

---

[1] شرح در مختار ص340 ج2

مسئلہ :218:مسجد میں ایک ہی وقت کی فرض نماز کے لیے دو دفعہ جماعت مندرجہ ذیل تین صورتوں میں مکروہ تحریمی ہے۔

1- اگر پہلی جماعت کے لیے باقاعدہ باآواز بلند اذان اور اقامت ہوئیں ہوں۔

2- پہلی جماعت اُسی محلہ کے باشندوں نے ادا کی ہو جن کے تصرف میں مسجد ہے۔

3- مسجد شارع عام پر نہ ہو بلکہ کسی محلے کی مخصوص مسجد ہو اور اُس کے امام اور مقتدیوں کے متعلق لوگوں کو علم ہو۔ اگر مسجد محلے کی نہ ہو بلکہ شارع عام پر ہو یا محلے کی مسجد ہو لیکن پہلی نماز باجماعت راہ گذرنے والوں نے ادا کی ہو یا وہاں کے مقیم لوگوں نے ادا کی ہو۔ لیکن بغیر اقامت اور اذان کے یا اذان اور اقامت باآواز بلند نہ کی ہوں۔ تو ان صورتوں میں دوسری جماعت بغیر کسی کراہت کے جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ دوسری جماعت کی کراہت کے لیے اس بات کو ضروری مانتے ہیں۔ کہ پہلی جماعت جس ہیئت پر ادا کی گئی ہو۔ دوسری جماعت بھی اُسی ہیئت سے ادا ہوئی ہو۔ اگر ہیئت تبدیل ہو مثلاً پہلی جماعت کا امام محراب کے اندر اور دوسری جماعت کا امام محراب سے باہر کھڑا ہو تو کراہت نہیں ہے۔ اسی قول کو صحیح کہا گیا ہے۔ جماعت ثانیہ کے لیے آج کل اسی کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔

مسئلہ :218:وَيُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ لَا فِي مَسْجِدِ طَرِيقٍ أَوْ مَسْجِدٍ لَا إمَامَ لَهُ وَلَا مُؤَذِّنَ(قَوْلُهُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ إلَخْ) عِبَارَتُهُ فِي الْخَزَائِنِ: أَجْمَعُ مِمَّا هُنَا وَنَصُّهَا: يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍبِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، إلَّا إذَا صَلَّى بِهِمَا فِيهِ أَوَّلًا غَيْرُ أَهْلِهِ، لَوْ أَهْلُهُ لَكِنْ بِمُخَافَتَةِ الْأَذَانِ، وَلَوْ كَرَّرَ أَهْلُهُ بِدُونِهِمَا أَوْ كَانَ مَسْجِدَ طَرِيقٍ جَازَ إجْمَاعًا؛ كَمَا فِي مَسْجِدٍ لَيْسَ لَهُ إمَامٌ وَلَا مُؤَذِّنٌ وَيُصَلِّي النَّاسُ فِيهِ فَوْجًا فَوْجًا، فَإِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ كَمَا فِي أَمَالِي قَاضِي خَانْ اهـ وَنَحْوُهُ فِي الدُّرَرِ، وَالْمُرَادُ بِمَسْجِدِ الْمَحَلَّةِ مَا لَهُ إمَامٌ وَجَمَاعَةٌ مَعْلُومُونَ كَمَا فِي الدُّرَرِ وَغَيْرِهَا. قَالَ فِي الْمَنْبَعِ: وَالتَّقْيِيدُ بِالْمَسْجِدِ الْمُخْتَصِّ بِالْمَحَلَّةِ احْتِرَازٌ مِنْ الشَّارِعِ، وَبِالْأَذَانِ الثَّانِي احْتِرَازًا عَمَّا إذَا صَلَّى فِي مَسْجِدِ الْمَحَلَّةِ جَمَاعَةٌ بِغَيْرِ أَذَانٍ حَيْثُ يُبَاحُ إجْمَاعًا. اهـ. ثُمَّ قَالَ فِي الِاسْتِدْلَالِ عَلَى الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ النَّافِي لِلْكَرَاهَةِ مَا نَصُّهُ: وَلَنَا «أَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - كَانَ خَرَجَ لِيُصْلِحَ بَيْنَ قَوْمٍ فَعَادَ إلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ صَلَّى أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَرَجَعَ إلَى مَنْزِلِهِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَصَلَّى» وَلَوْ جَازَ ذَلِكَ لَمَا اخْتَارَ الصَّلَاةَ فِي بَيْتِهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَلِأَنَّ فِي الْإِطْلَاقِ هَكَذَا تَقْلِيلُ الْجَمَاعَةِ مَعْنًى، فَإِنَّهُمْ لَا يَجْتَمِعُونَ إذَا عَلِمُوا أَنَّهُمْ لَا تَفُوتُهُمْ.وَأَمَّا مَسْجِدُ الشَّارِعِ فَالنَّاسُ فِيهِ سَوَاءٌ لَا اخْتِصَاصَ لَهُ بِفَرِيقٍ دُونَ فَرِيقٍ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْبَدَائِعِ وَغَيْرِهَا، وَمُقْتَضَى هَذَا الِاسْتِدْلَالِ كَرَاهَةُ التَّكْرَارِ فِي مَسْجِدِ الْمَحَلَّةِ وَلَوْ بِدُونِ أَذَانٍ؛ وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ: لَوْ دَخَلَ جَمَاعَةٌ الْمَسْجِدَ بَعْدَ مَا صَلَّى فِيهِ أَهْلُهُ يُصَلُّونَ وُحْدَانًا وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ اهـ وَهَذَا مُخَالِفٌ لِحِكَايَةِ الْإِجْمَاعِ الْمَارَّةِ، وَعَنْ هَذَا ذَكَرَ الْعَلَّامَةُ الشَّيْخُ السِّنْدِيُّ تِلْمِيذُ الْمُحَقِّقِ ابْنِ الْهُمَامِ فِي رِسَالَتِهِ أَنَّ مَا يَفْعَلُهُ أَهْلُ الْحَرَمَيْنِ مِنْ الصَّلَاةِ بِأَئِمَّةٍ مُتَعَدِّدَةٍ وَجَمَاعَاتٍ مُتَرَتِّبَةٍ مَكْرُوهٌ اتِّفَاقًا. وَنُقِلَ عَنْ بَعْضِ مَشَايِخِنَا إنْكَارُهُ صَرِيحًا حِينَ حَضَرَ الْمَوْسِمَ بِمَكَّةَ سَنَةَ 551 مِنْهُمْ الشَّرِيفُ الْغَزْنَوِيُّ. وَذَكَرَ أَنَّهُ أَفْتَى بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ بِعَدَمِ جَوَازِ ذَلِكَ عَلَى مَذْهَبِ الْعُلَمَاءِ الْأَرْبَعَةِ. وَنُقِلَ إنْكَارُ ذَلِكَ أَيْضًا عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ حَضَرُوا الْمَوْسِمَ سَنَةَ 551 اهـ وَأَقَرَّهُ الرَّمْلِيُّ فِي حَاشِيَةِ الْبَحْرِ، لَكِنْ يُشْكِلُ عَلَيْهِ أَنَّ نَحْوَ الْمَسْجِدِ الْمَكِّيِّ وَالْمَدَنِيِّ لَيْسَ لَهُ جَمَاعَةٌ مَعْلُومُونَ، فَلَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَسْجِدُ مَحَلَّةٍ، بَلْ هُوَ كَمَسْجِدِ شَارِعٍ، وَقَدْ مَرَّ أَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي تَكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِيهِ إجْمَاعًا فَلْيُتَأَمَّلْ،

مسئلہ: 219: عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر ایسا موقع پیش آئے تو امام عورت، مقتدی عورتوں کے درمیان کھڑی ہوگی نہ کہ اُن سے آگے۔

هَذَا وَقَدَّمْنَا فِي بَابِ الْأَذَانِ عَنْ آخِرِ شَرْحِ الْمُنْيَةِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ إذَا لَمْ تَكُنْ الْجَمَاعَةُ عَلَى الْهَيْئَةِ الْأُولَى لَا تُكْرَهُ وَإِلَّا تُكْرَهُ، وَهُوَ الصَّحِيحُ، وَبِالْعُدُولِ عَنْ الْمِحْرَابِ تَخْتَلِفُ الْهَيْئَةُ كَذَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ انْتَهَى. وَفِي التَّتَارْخَانِيَّة عَنْ الْوَلْوَالِجِيَّةِ: وَبِهِ نَأْخُذُ[1]

ترجمہ: محلے کی مسجد میں اذان اور اقامت کی تکرار کے ساتھ جماعت کی دوبارہ ادائیگی مکروہ ہے۔ ایسی مسجد جہاں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں یا جو راستے کی مسجد ہو وہاں پر جماعت کی ادائیگی اذان و اقامت کے ساتھ مکروہ نہیں ہے۔ اس مسئلے کی خزائن میں عبارت اس طرح ہے۔ اور یہ عبارت جامع ہے۔

اگر پہلی جماعت کے لیے باقاعدہ باآواز بلند اذان اور اقامت ہوئی ہوں۔ پہلی جماعت اُسی محلہ کے باشندوں نے ادا کی ہو جن کے تصرف میں مسجد ہے۔ اگر بغیر اذان و اقامت کے ادا کی ہے یا مسجد راستے میں واقع ہو اور امام و موذن مقرر بھی نہ ہوں تو دوسری جماعت اجماعا جائز ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ سب آنے والے الگ الگ گروہ کی شکل میں نماز ادا کرے۔ بہتر یہی ہے کہ ہر گروہ اپنی الگ اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کرے جیسا کہ امالی قاضی خان میں تحریر ہے۔ محلے کی مسجد سے مراد ہے کہ اس کے لئے امام ہو اور نمازی معلوم ہوں۔ منبع میں کہا ہے: محلے کی مسجد کی قید اس لئے ہے تاکہ شارع کی مسجد سے احتراز ہو جائے۔ اور اذان کی شرط اس صورت سے احتراز کے لئے ہے کہ جب محلے کی مسجد میں اذان نہ ہو اور اس کے بغیر جماعت ہو، یہ اجماعی طور پر مباح ہے۔ پھر امام شافعی کے قول پر دلیل دیتے ہوئے کہا جس کی نص یہ ہے: ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو مسجد میں گئے تو وہاں اہلِ مسجد نماز ادا کر چکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس اپنے گھر گئے گھر والوں کو جمع کیا اور نماز ادا کی۔ اگر دوسری نماز ادا کرنا جائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گھر کی نماز کو مسجد کی نماز پر ترجیح نہ دیتے۔ اور عمومی اطلاق میں تقلیل جماعت ہے کیونکہ جب تک انہیں احساس نہیں ہوگا کہ ان کے شریک نہ ہونے سے نماز باجماعت فوت ہوگی تب تک ان کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوگا۔

مسجد شارع عام پر نہ ہو بلکہ کسی محلے کی مخصوص مسجد ہو اور اُس کے امام اور مقتدیوں کے متعلق لوگوں کو علم ہو۔ اگر مسجد محلے کی نہ ہو بلکہ شارع عام پر ہو یا محلے کی مسجد ہو لیکن پہلی نماز باجماعت راہ گذرنے والوں نے ادا کی ہو یا وہاں کے مقیم لوگوں نے ادا کی ہو۔ لیکن بغیر اقامت اور اذان کے یا اذان اور اقامت باآواز بلند نہ کی ہوں۔ تو ان صورتوں میں دوسری جماعت بغیر کسی کراہت کے جائز ہے امام ابو یوسفؒ دوسری جماعت کی کراہت کے لیے اس بات کو ضروری مانتے ہیں۔ کہ پہلی جماعت جس ہیئت پر ادا کی گئی ہو۔ دوسری جماعت بھی اُسی ہیئت سے ادا ہوئی ہو۔ اگر ہیئت تبدیل ہو مثلاً پہلی جماعت کا امام محراب کے اندر اور دوسری جماعت کا امام محراب سے باہر کھڑا ہو تو کراہت نہیں ہے۔ اسی قول کو صحیح کہا گیا ہے۔ (بزازیہ، تاتار خانیہ)

---

[1] شامی ص342ج2

مسئلہ: 220:عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر نماز جنازے کی ہو اور صرف عورتیں ہوں اور مرد نہ ہوں تو اس صورت میں مستورات نماز جنازہ باجماعت پڑھیں گی۔

مسئلہ: 221:علمائے متاخرین فتویٰ دے گئے ہیں کہ عورتوں کو مسجدوں میں حاضر نہیں ہونا چاہیے۔اگرچہ جمعے کی جماعت ہی کیوں نہ ہو یا عید کی جماعت یا عام مجلس وعظ ہی کیوں نہ ہو۔یہ اس لیے کہ عوام کی اخلاقی حالت گر چکی ہے اور فتنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

مسئلہ:219:وَيُكْرَهُ إمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا مِنْ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ إلَّا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ .هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ فَإِنْ فَعَلْنَ وَقَفَتْ الْإِمَامُ وَسَطَهُنَّ وَبِقِيَامِهَا وَسَطَهُنَّ [1]

ترجمہ:عورت کی عورتوں کے لئے امامت تمام نمازوں فرض اور نوافل میں مکروہ ہے، صرف نماز جنازہ میں اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح نہایۃ میں ہے۔اور اگر اس صورت میں وہ نماز جنازہ پڑھیں تو امام ان کے درمیان میں کھڑی ہو گی اور اس کے کھڑے ہونے سے ان کا درمیان ہو گا۔

مسئلہ:220:(وَ) يُكْرَهُ تَحْرِيمًا (جَمَاعَةُ النِّسَاءِ) وَلَوْ التَّرَاوِيحَ فِي غَيْرِ صَلَاةِ جِنَازَةٍ(قَوْلُهُ لِأَنَّهَا لَمْ تُشْرَعْ مُكَرَّرَةً إلَخْ) قَالَ فِي الْفَتْحِ وَاعْلَمْ أَنَّ جَمَاعَتَهُنَّ لَا تُكْرَهُ فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ لِأَنَّهَا فَرِيضَةٌ ، [2]

ترجمہ:عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ نماز تراویح کی ہی کیوں نہ ہو۔نماز جنازہ میں درست ہے اس لئے کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے کے لئے موقع نہیں ہے۔فتح میں کہا ہے کہ جان لو عورتوں کی نماز باجماعت نماز جنازہ میں مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ فرض ہے۔

مسئلہ:221:ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی مذھب المفتیٰ بہ لفساد الزمان (قولہ علی مذھب)ای مذھب المتاخرون [3]

ترجمہ:عورتوں کا مسجد میں جماعت کے لئے حاضر ہونا مکروہ ہے۔اگرچہ جمعے کی جماعت ہی کیوں نہ ہو یا عید کی جماعت یا عام مجلس وعظ ہی کیوں نہ ہو۔یہ اس لیے کہ عوام کی اخلاقی حالت گر چکی ہے اور فتنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

---

[1] ہندیہ ص235ج1
[2] شامی ص365ج2
[3] شرح درمختار ص367ج2

فصل دوم: امامت کا بیان:

222: تندرست آدمی کے لیے امامت کی چھ شرائط ہیں۔ان میں کسی ایک کے فوت ہونے سے امامت صحیح نہیں رہتی۔شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)امام کا مسلمان ہونا کافر کی امامت صحیح نہیں (۲) بالغ ہونا(۳)صاحب عقل ہونا کسی دیوانے کی امامت حالت دیوانگی میں صحیح نہیں ہوتی(۴)مرد ہونا(۵)قرأت پر قادر ہونا۔ان پڑھ اور گونگا شخص کسی قاری کی امامت نہیں کر سکتا(۶)معذور نہ ہو یعنی مسلسل بول یا زخم سے پیپ وغیرہ بہنے کا عارضہ نہ ہو جو کہ کتاب الطہارت میں بیان ہو چکا ہے۔یہ چھ شرائط ان کے لیے ہیں جو تندرست لوگوں کی امامت کرتے ہوں۔اگر مستورات کی جماعت ہو تو اس کے لیے امام کا مرد ہونا ضروری نہیں۔اور اگر جماعت نابالغوں کی ہو تو اس کے لیے امام کا بالغ ہونا ضروری نہیں اور اگر جماعت معذوروں کی ہو تو امام کے لیے عذر سے مبرا ہونا ضروری نہیں۔البتہ اس قدر ضروری ہے کہ امام کی حالت مقتدی سے نسبتاً بہتر ہو یا مساوی ہو۔اس بارے میں تفصیلی ذکر آگے چل کر آئے گا۔

223: فائدہ: امامت کی دو قسمیں ہیں۔یعنی امامت کبریٰ اور امامت صغریٰ۔امامت کبریٰ سے مراد ریاست عامہ ہے۔یعنی بطور نیابتِ رسول کریم ﷺ دینی اور دنیاوی مصالح میں مخلوقِ خدا کی راہنمائی کرنا۔اور امامت صغریٰ سے مراد نماز کی امامت ہے جس میں چند شرائط کے ذریعے مقتدی کی نماز کو امام کی نماز کے ساتھ جوڑا جاتا ہے یہاں پر امامت سے مراد امامت صغریٰ ہے۔

مسئلہ:222:وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكور والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفافاة والتمتمة واللثغ[1]

ترجمہ: صحیح(تندرست) افراد کے لئے امامت کی چھ شرائط ہیں۔اسلام، بلوغ، عقل، مرد ہونا، قراءت پر قادر ہونا، اور مختلف اعذار مثلاً ناک سے خون، پیشاب کے قطروں اور زخم سے پیپ وغیرہ بہنے سے پاک ہو۔

223: هِيَ صُغْرَى وَكُبْرَى؛ فَالْكُبْرَى اسْتِحْقَاقُ تَصَرُّفٍ عَامٍّ عَلَى الْأَنَامِ، وَتَحْقِيقُهُ فِي عِلْمِ الْكَلَامِ،---وَالصُّغْرَى رَبْطُ صَلَاةِ الْمُؤْتَمِّ بِالْإِمَامِ بِشُرُوطٍ عَشَرَةٍ: (قَوْلُهُ فَالْكُبْرَى اسْتِحْقَاقُ تَصَرُّفٍ عَامٍّ عَلَى الْأَنَامِ) أَيْ عَلَى الْخَلْقِ، وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِتَصَرُّفٍ لَا بِاسْتِحْقَاقٍ لِأَنَّ الْمُسْتَحَقَّ عَلَيْهِمْ طَاعَةُ الْإِمَامِ لَا تَصَرُّفُهُ، وَلَا بِعَامٍّ إذْ الْمُتَعَارَفُ أَنْ يُقَالَ عَامٌّ بِكَذَا لَا عَلَيْهِ. وَعَرَّفَهَا فِي الْمَقَاصِدِ بِأَنَّهَا رِيَاسَةٌ عَامَّةٌ فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا خِلَافَةً عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِتَخْرُجَ النُّبُوَّةُ،[2]

---

[1] نور الایضاح ص 75

[2] شامی ص 331 ج 2

مسئلہ:224: سب سے پہلے امامت کا مستحق وہ شخص ہے جس کو نماز کے مسائل معلوم ہوں اور جس قدر قرأت مسنون ہے اُسے یاد ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو اور بظاہر اُس میں فسق کی کوئی نشانی نہ ہو۔ اس کے بعد وہ شخص جو قرآن شریف بخوبی پڑھ سکے۔ یعنی جس کی قرأت قواعد کے مطابق ہو۔ پھر وہ شخص جو زیادہ پرہیز گار ہو۔ پھر وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو۔ پھر وہ شخص جس کے خصائل اچھے ہوں۔ پھر وہ آدمی جو خوش آواز ہو۔ پھر وہ شخص جو شرافت میں بڑھ کر ہو۔ پھر وہ شخص جو خوبصورت ہو۔ پھر وہ شخص جس کی بیوی خوبصورت ہو۔ یعنی جسے وہ پسند کرتا ہو۔ اور یہ اس لیے کہ اس صورت میں وہ پرائی عورتوں کو نہ دیکھے گا۔ اور پاکدامن ہو گا۔ اس امر کی تحقیق ہمسائیوں وغیرہ کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ پھر وہ شخص جو مالدار ہو پھر وہ شخص جس کا رعب اور وقار زیادہ ہو۔ پھر وہ شخص جو خوش پوش ہو۔ پھر وہ شخص جس کا سر بڑا ہو لیکن اندازے سے۔ اور مقیم بہتر ہے مسافر سے۔ اور جس نے وضو کیلئے تیمم کیا ہو وہ بہتر ہے بنسبت اُس شخص کے جس نے غسل کے لیے تیمم کیا ہو۔ اور بعض علماء کرامؒ کے نزدیک دوسرا زیادہ موزوں ہے پہلے سے۔

ترجمہ: امامت دو قسموں پر ہے: امامت کبریٰ اور امامت صغریٰ۔ امامت کبریٰ سے مراد عوام پر تصرف عام کا حق حاصل ہونا ہے۔ اور اس کی تحقیق علم کلام میں ہے۔ اور امامت صغریٰ سے مراد نماز کی امامت ہے جو دس شرائط کے ساتھ مقتدی کی نماز کو امام کی نماز کے ساتھ جوڑتی ہے۔ اور عوام پر تصرف عام کا استحقاق ہونے کا مطلب ہے کہ اللہ کی مخلوق پر تصرف حاصل ہو، اس لئے کہ عوام پر امام کی اطاعت ضروری ہے۔ مقاصد میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ امامت کبری سے مراد ایسی ریاست ہے جو بطور نیابت رسول کریم ﷺ دینی اور دنیاوی مصالح کے لیے عام ہو تا کہ نبوت اس سے خارج ہو جائے۔

مسئلہ:224: (والاحق بالامامة) تقديما بل نصبا.مجمع الانهر (الاعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةوفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة (ثم الاحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة، ثم الاورع) أي الاكثر اتقاء للشبهات.والتقوى: اتقاء المحرمات (ثم الاسن) أي الاقدم إسلاما، فيقدم شاب على شيخ أسلم، وقالوا: يقدم الاقدم ورعا، (ثم الاحسن خلقا) بالضم ألفة بالناس (ثم الاحسن وجها) أي أكثرهم تهجدا، زاد في الزاد: ثم أصبحهم: أي أسمحهم وجها،ثم أكثرهم حسبا (ثم الاشرف نسبا) زاد في البرهان: ثم الاحسن صوتا، وفي الاشباه قبيل ثمن المثل، ثم الاحسن زوجة، ثم الاكثر مالا، ثم الاكثر جاها، ثم الانظف ثوبا، ثم الاكبر رأسا والاصغر عضوا، ثم المقيم على المسافر، ثم الحر الاصلي على العتيق، ثم المتيم عن حدث على المتيم عن جنابة. (قَوْلُهُ ثُمَّ الْأَحْسَنُ زَوْجَةً) لِأَنَّهُ غَالِبًا يَكُونُ أَحَبَّ لَهَا وَأَعَفَّ لِعَدَمِ تَعَلُّقِهِ بِغَيْرِهَا. وَهَذَا مِمَّا يُعْلَمُ بَيْنَ الْأَصْحَابِ أَوْ الْأَرْحَامِ أَوْ الْجِيرَانِ، إذْ لَيْسَ الْمُرَادَ أَنْ يَذْكُرَ كُلٌّ مِنْهُمْ أَوْصَافَ زَوْجَتِهِ حَتَّى يَعْلَمَ مَنْ هُوَ أَحْسَنُ زَوْجَةً(قَوْلُهُ ثُمَّ الْمُتَيَمِّمُ عَنْ حَدَثٍ عَلَى الْمُتَيَمِّمِ عَنْ جَنَابَةٍ) كَذَا أَجَابَ بِهِ الْحَلْوَانِيُّ كَمَا فِي التَّتِمَّةِ، وَجَزَمَ بِهِ فِي الْفَيْضِ وَجَامِعِ الْفَتَاوَى. كَذَا فِي الْأَحْكَامِ لِلشَّيْخِ إسْمَاعِيلَ، وَمِثْلُهُ فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ، وَلَعَلَّ وَجْهَهُ أَنَّ الْحَدَثَ أَخَفُّ مِنْ الْجَنَابَةِ، لَكِنْ فِي مُنْيَةِ الْمُفْتِي: الْمُتَيَمِّمُ عَنْ الْجَنَابَةِ أَوْلَى بِالْإِمَامَةِ مِنْ الْمُتَيَمِّمِ عَنْ حَدَثٍ.[1]

ترجمہ: نماز میں امامت کا سب سے زیادہ حق دار نماز کے مسائل کا جاننے والا ہے۔ یعنی نماز کی صحت اور اس کے فساد کے حوالے سے مسائل کا جاننے والا اس شرط کے ساتھ کہ ظاہری گناہوں سے اجتناب کرتا ہو، اور بقدر فرض حافظ بھی ہو، اور کہا گیا ہے کہ حافظ ہونا واجب اور سنت ہے۔ پھر تجوید کا خیال رکھنے والا اور اچھی تلاوت کرنے والا۔

---

[1] ردالمحتار ص350ج2

مسئلہ: 225: جو شخص مسائل کو جانتا ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو وہ امامت کے لیے موزوں ہے۔ بنسبت اُس شخص کے جو صرف اچھا قاری ہو یا خوش آواز ہو۔ یا حافظ ہو۔ مذکورہ بالا مسئلے میں امامت کے لیے جن اوصاف کا ذکر ہو چکا ہے اگر اس کے مطابق کوئی فرق اُن میں نہ ہو اور امامت کے مستحقین زیادہ آدمی ہوں تو اس صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی فیصلہ کیا جائے۔ یا قوم کی کثرت رائے سے فیصلہ کیا جائے۔ دیا جائے گا، اگر اس میں قوم کے درمیان اختلاف ہو جائے تو پھر کثرت رائے کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور اگر کسی غیر مناسب فرد کو امامت کے لیے آگے کر دیا تو ان سب کا یہ برا عمل ہو گا مگر وہ گناہ گار نہیں ہوں گے۔

پھر وہ شخص جو زیادہ پرہیز گار ہو۔ اور شبہات سے زیادہ تقوی اختیار کرنے والا ہو، اور تقوی کا مطلب ہے کہ حرام شدہ چیزوں سے اجتناب کرنے والا۔ پھر وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو، مطلب یہ کہ جو اسلام میں قدیم السن ہو، اس لحاظ سے نوجوان پر ادھیڑ عمر کو فوقیت دی جائے گی۔ لیکن اگر کوئی بوڑھا ابھی اسلام لایا ہے تو پھر نوجوان کو اس پر ترجیح دی جائے گی۔ اور کچھ نے کہا ہے: قدیم الاسلام کو خشوع کی نسبت سے ترجیح دی جائے گی۔ پھر وہ شخص جس کی عادات واخلاق اچھے ہوں یعنی لوگوں سے اس کی محبت ہو۔ پھر وہ شخص جو شرافت میں بڑھ کر ہو، حسب کے اعتبار سے بڑھ کر ہو۔ یعنی جو شخص زیادہ تہجد گزار ہو، پھر وہ شخص جو اچھے اور اعلی نسب والا ہو، اور اس پر بعض نے اچھی آواز کی قید بھی لگائی ہے۔ پھر وہ شخص جس کی بیوی خوبصورت ہو یعنی جسے وہ پسند کرتا ہو۔ اور یہ اس لیے کہ اس صورت میں وہ پرائی عورتوں کو نہ دیکھے گا۔ اور پاکدامن ہو گا۔ اس امر کی تحقیق ہمسائیوں وغیرہ کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر کوئی اپنی بیوی کے اوصاف بیان کرتا پھرے یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ کس کی بیوی زیادہ خوبصورت ہے۔ پھر وہ شخص جو مالدار ہو پھر وہ شخص جس کا رعب اور وقار زیادہ ہو۔ پھر وہ شخص جو خوش پوش ہو۔ پھر وہ شخص جس کا سر بڑا ہو لیکن اندازے سے۔ پھر مقیم اچھا ہے مسافر سے۔ پھر اصل آزاد انسان غلام سے یا آزاد شدہ سے، اور جس نے وضو کیلئے تیمم کیا ہو وہ بہتر ہے بنسبت اُس شخص کے جس نے غسل کے لیے تیمم کیا ہو۔ اور بعض علماء کرامؒ کے نزدیک دوسرا زیادہ موزوں ہے پہلے سے۔ اور بعض علماء کرامؒ کے نزدیک دوسرا زیادہ موزوں پہلے سے ہے۔ کذا فی الحکام۔ یہ شاید اس لئے کہ حدث جنابت سے ہلکا ہوتا ہے۔ لیکن منیۃ المصلی میں ہے کہ جنابت سے تیمم کرنے والا امامت کا زیادہ اولی اور حقدار ہے حدث سے تیمم کرنے والے سے۔

مسئلہ: 225:(وَالْأَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ) تَقْدِيمًا بَلْ نَصْبًا مَجْمَعُ الْأَنْهُرِ (الْأَعْلَمُ بِأَحْكَامِ الصَّلَاةِ) فَقَطْ صِحَّةً وَفَسَادًا بِشَرْطِ اجْتِنَابِهِ لِلْفَوَاحِشِ الظَّاهِرَةِ، وَحِفْظِهِ قَدْرَ فَرْضٍ، وَقِيلَ وَاجِبٍ، وَقِيلَ سُنَّةٍ(فَإِنْ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ) بَيْنَ الْمُسْتَوِيَيْنِ (أَوْ الْخِيَارُ إلَى الْقَوْمِ) فَإِنْ اخْتَلَفُوااُعْتُبِرَ أَكْثَرُهُمْ؛ وَلَوْ قَدَّمُوا غَيْرَ الْأَوْلَى أَسَاءُوا بِلَا إثْمٍ.[1]

ترجمہ: نماز میں امامت کا سب سے زیادہ حق دار نماز کے مسائل کا جاننے والا ہے۔ یعنی نماز کی صحت اور اس کے فساد کے حوالے سے مسائل کا جاننے والا اس شرط کے ساتھ کہ ظاہری گناہوں سے اجتناب کرتا ہو، اور بقدر فرض حافظ بھی ہو، اور کہا گیا ہے کہ

---

[1] شامی ص350ج2

مسئلہ :226: جس مسجد کا اپنا امام مقرر ہو اُس کی موجودگی میں دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں ہے بلکہ اُس کا حق بنسبت اوروں کے مقدم ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے گھر پر نماز باجماعت پڑھی جاتی ہو اور صاحب خانہ قابل امامت ہو تو اس کا حق بنسبت اوروں کے زیادہ ہے۔ اگرچہ دوسرے اُس سے علم اور قرأت میں زیادہ ہی کیوں نہ ہوں اور اگر صاحب خانہ کسی دوسرے کو علم یا بزرگی کی وجہ سے آگے کر دے تو پھر وہ زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ : 227: اگر مسلمانوں کا بادشاہ یا کوئی شرعی حاکم یا قاضی حاضر ہو تو حق امامت انہی کے لیے ہے۔ اگر یہ سب موجود ہوں تو پہلا حق بادشاہ کا ہے۔ اُس کے بعد حاکم اور اُس کے بعد قاضی کا حق ہے۔ واضح رہے کہ یہ حق مقررہ امام مسجد اور صاحب خانہ سے بھی مقدم ہے۔

حافظ ہونا واجب اور سنت ہے۔ اگر ان اوصاف میں افراد برابر ہوں تو ان میں قرعہ اندازی کی جائے گی نہیں تو قوم کو اختیار دے

مسئلہ :226:(وَ) اعْلَمْ أَنَّ (صَاحِبَ الْبَيْتِ) وَمِثْلُهُ إمَامِ الْمَسْجِدِ الرَّاتِبُ (أَوْلَى بِالْإِمَامَةِ مِنْ غَيْرِهِ) مُطْلَقًا(قَوْلُهُ مُطْلَقًا) أَيْ وَإِنْ كَانَ غَيْرُهُ مِنْ الْحَاضِرِينَ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ وَأَقْرَأُ مِنْهُ.[1]

ترجمہ: جان لو کہ صاحب خانہ اور اسی طرح مسجد کا مقرر شدہ امام (جس کی تنخواہ مقرر ہو) مطلقاً امامت کے زیادہ مستحق ہیں اگرچہ ان سے زیادہ علم رکھنے والا اور قرات جاننے والا حاضرین میں موجود ہو۔

مسئلہ :227:(وَ) اعْلَمْ أَنَّ (صَاحِبَ الْبَيْتِ) وَمِثْلُهُ إمَامِ الْمَسْجِدِ الرَّاتِبُ (أَوْلَى بِالْإِمَامَةِ مِنْ غَيْرِهِ) مُطْلَقًا (إلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَهُ سُلْطَانٌ أَوْ قَاضٍ فَيُقَدَّمُ عَلَيْهِ) لِعُمُومِ وِلَايَتِهِمَا،(قَوْلُهُ وَصَرَّحَ الْحَدَّادِيُّ إلَخْ) أَفَادَ أَنَّ هَذَا غَيْرُ خَاصٍّ بِالسُّلْطَانِ الْعَامِّ الْوِلَايَةِ، وَلَا بِالْقَاضِي الْخَاصِّ الْوِلَايَةِ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ، بَلْ مِثْلُهَا الْوَالِي، وَأَنَّ الْإِمَامَ الرَّاتِبَ كَصَاحِبِ الْبَيْتِ فِي ذَلِكَ. قَالَ فِي الْإِمْدَادِ: وَأَمَّا إذَا اجْتَمَعُوا فَالسُّلْطَانُ مُقَدَّمٌ، ثُمَّ الْأَمِيرُ، ثُمَّ الْقَاضِي، ثُمَّ صَاحِبُ الْمَنْزِلِ وَلَوْ مُسْتَأْجِرًا، وَكَذَا يُقَدَّمُ الْقَاضِي عَلَى إمَامِ الْمَسْجِدِ[2]

ترجمہ: جان لو کہ صاحب خانہ اور اسی طرح مسجد کا مقرر شدہ امام (جس کی تنخواہ مقرر ہو) مطلقاً امامت کے زیادہ مستحق ہیں مگر اگر سلطان (حاکم وقت) یا قاضی موجود ہو تو ان کو آگے کیا جائے گا ان کی ولایت کے عموم کی وجہ سے۔ اور حدادی نے جو تصریح کی ہے اس کے مطابق یہ حق عمومی ولایت کے حامل سلطان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اور نہ ہی احکام شریعت کے ساتھ خاص ولایت رکھنے والے قاضی کے ساتھ، بلکہ ان کی مثال والی کی طرح کی ہے۔ اور امام راتب صاحب خانہ کی مانند ہے

---

[1] ایضا ص354ج2
[2] ایضا محولہ بالہ

مسئلہ: 228: اگر امام سے مقتدی ناراض ہو اور یہ اُن کی امامت کرے تو یہ مکروہ ہے۔ ہاں اگر معمولی بات پر چند لوگ ناراض ہوں (بغیر کسی شرعی عذر کے) جیسا کہ آج کل اکثر مقامات پر یہی حال ہے۔ تو امام کے لیے کوئی کراہت نہیں۔ وبال انہی پر ہے۔ اگر بغیر کسی شرعی عذر کے سب قوم بھی ناراض ہو اور یہ شخص احق بالامامت ہو تو امام کے لیے کراہت نہیں بلکہ قوم کی غلطی ہے۔ مسئلہ: 229: فاسق اور بدعتی شخص کی امامت مکروہ ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے اگر امامت کے لیے دوسرا میسر نہ آئے پھر کوئی کراہت نہیں۔ البتہ دوسرا شخص موجود ہو لیکن اس فاسق اور بدعتی کو ہٹانا مشکل ہو۔ یا معزول کرنے میں فتنے کا احتمال ہو تو مقتدیوں کے لیے کراہت نہیں ہے۔

اس مسئلے میں امداد میں کہا ہے: اور اگر یہ سب جمع ہو جائیں تو سب سے پہلے سلطان کا حق مقدم ہے، پھر حاکم کا اور پھر قاضی کا، پھر صاحب خانہ کا اگرچہ کرایہ دار ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح قاضی کو امام مسجد پر فوقیت دی جائے گی۔

مسئلہ: 228: (وَلَوْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، إنْ) الْكَرَاهَةُ (لِفَسَادٍ فِيهِ أَوْ لِأَنَّهُمْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْهُ كُرِهَ) لَهُ ذَلِكَ تَحْرِيمًا لِحَدِيثِ أَبِي دَاوُد «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ» (وَإِنْ هُوَ أَحَقَّ لَا) وَالْكَرَاهَةُ عَلَيْهِمْ.[1]

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں تو اگر یہ ناپسندیدگی اس میں موجود کسی غلطی کی وجہ سے ہو یا وہ لوگ اس سے زیادہ مستحق امامت ہوں تو امامت اس کے لئے درست نہیں، اس لئے کہ ابوداود کی حدیث کے مطابق "اللہ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو قوم کی ناپسندیدگی کے باوجود ان کی امامت کرے۔ اور اگر ایسا نہ ہو اور وہی احق بالامامۃ ہو تو ناپسندیدگی کا وبال امام پر نہیں بلکہ لوگوں پر ہو گا۔

مسئلہ: 229: (وَيُكْرَهُ) تَنْزِيهًا (إمَامَةُ عَبْدٍ) وَلَوْ مُعْتَقًا قُهُسْتَانِيٌّ. عَنْ الْخُلَاصَةِ، وَلَعَلَّهُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ تَقَدُّمِ الْحُرِّ الْأَصْلِيِّ، إذْ الْكَرَاهَةُ تَنْزِيهِيَّةٌ فَتَنَبَّهْ (وَأَعْرَابِيٌّ) (وَفَاسِقٌ وَأَعْمَى) وَنَحْوُهُ الْأَعْشَى نَهْرٌ (إلَّا أَنْ يَكُونَ) أَيْ غَيْرُ الْفَاسِقِ (أَعْلَمَ الْقَوْمِ) فَهُوَ أَوْلَى (وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ۔۔۔(وَوَلَدُ الزِّنَا) هَذَا إنْ وُجِدَ غَيْرُهُمْ وَإِلَّا فَلَا كَرَاهَةَ بَحْرٌ[2]

ترجمہ: غلام کی امامت اگرچہ آزاد ہی کیوں نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اس کی کراہت غالباً اس لئے بیان کی گئی ہے کہ اسے اصلی آزاد کے مقابلے میں آگے کر دیا گیا ہو، اسی لئے کراہت تنزیہی ہے۔ اسی طرح اعرابی، فاسق، نابینا کی امامت بھی مکروہ ہے لیکن اگر اعرابی اور نابینا قوم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہوں تو وہی امامت کے لئے اولیٰ ہیں۔ اور اسی طرح بدعتی (وہ شخص جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نیک عمل کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو) اور زنا سے پیدا ہونے والے شخص کی امامت بھی مکروہ ہے، البتہ یہ سب اس وقت ہے جب ان کے علاوہ امامت کے اہل لوگ موجود ہوں، اور اگر موجود نہ ہوں تو یہ لوگ امامت کر سکتے ہیں۔ (بحر)

---

[1] در مختار ص 83

[2] ایضاً محولہ بالا

مسئلہ:230: غلام کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ چاہے وہ آزاد کردہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح دیہاتی نابینااور شب کور جو پاکی اور ناپاکی کی احتیاط نہ کر سکتا ہو۔ اور حرامی شخص کی امامت بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ اگر یہ علم وفضل رکھنے والا ہو اور لوگوں کو پسند ہوں۔ تو کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ:231: اسی طرح مکروہ تنزیہی ہے۔ امامت ایسے شخص کی جو بیوقوف ہو اور فالج زدہ ہو۔ اور ایسے شخص کی جس پر مرض برص زیادہ ہو یا ایک ہاتھ رکھنے والا ہو۔ یا لنگڑا شخص جو پاؤں پر صحیح کھڑا نہ ہو سکے۔ اور وہ نوجوان شخص جس کی داڑھی ابھی نہ آئی ہو۔

مسئلہ: 230:(وَيُكْرَهُ) تَنْزِيهًا (إِمَامَةُ عَبْدٍ) وَلَوْ مُعْتَقًا قُهُسْتَانِيٌّ. عَنْ الْخُلَاصَةِ، وَلَعَلَّهُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ تَقَدُّمِ الْحَرِّ الْأَصْلِيِّ، إِذْ الْكَرَاهَةُ تَنْزِيهِيَّةٌ فَتَنَبَّهْ (وَأَعْرَابِيٌّ) (وَفَاسِقٌ وَأَعْمَى) وَنَحْوُهُ الْأَعْشَى نَهْرٌ (إِلَّا أَنْ يَكُونَ) أَيْ غَيْرُ الْفَاسِقِ (أَعْلَمَ الْقَوْمِ) فَهُوَ أَوْلَى (وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ---(وَوَلَدُ الزِّنَا) هَذَا إِنْ وُجِدَ غَيْرُهُمْ وَإِلَّا فَلَا كَرَاهَةَ بَحْرٌ[1]

ترجمہ: غلام کی امامت اگرچہ آزاد ہی کیوں نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اس کی کراہت غالبا اس لئے بیان کی گئی ہے کہ اسے اصلی آزاد کے مقابلے میں آگے کر دیا گیا ہے، اسی لئے کراہت تنزیہی ہے۔ اسی طرح اعرابی، فاسق، نابینا کی امامت بھی مکروہ ہے لیکن اگر اعرابی اور نابینا قوم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہوں تو وہی امامت کے لئے اولی ہیں۔ اور اسی طرح بدعتی (وہ شخص جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نیک عمل کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو) اور زنا سے پیدا ہونے والے شخص کی امامت بھی مکروہ ہے، البتہ یہ سب اس وقت ہے جب ان کے علاوہ امامت کے اہل لوگ موجود ہوں، اراگر موجود نہ ہوں تو یہ لوگ امامت کر سکتے ہیں۔ (بحر)

مسئلہ: 231:وَكَذَا تُكْرَهُ خَلْفَ أَمْرَدَ وَسَفِيهٍ وَمَفْلُوجٍ، وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ، (قَوْلُهُ وَمَفْلُوجٍ وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ) وَكَذَلِكَ أَعْرَجُ يَقُومُ بِبَعْضِ قَدَمِهِ، فَالِاقْتِدَاءُ بِغَيْرِهِ أَوْلَى تَتَارْخَانِيَّةٌ، وَكَذَا أَجْذَمُ بُرْجُنْدِيٌّ، وَمَجْبُوبٌ وَحَاقِنٌ، وَمَنْ لَهُ يَدٌ وَاحِدَةٌ فَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ عَنْ التُّحْفَةِ. وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْعِلَّةَ النُّفْرَةُ،[2]

ترجمہ: اسی طرح نوجوان شخص جس کی داڑھی ابھی نہ آئی ہو، بیوقوف، فالج زدہ شخص اور برص زدہ شخص جس کا مرضِ برص ظاہر ہو اور زیادہ ہو گیا ہو ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اسی طرح لنگڑا شخص جو پاؤں پر صحیح طرح سے کھڑا نہ ہو سکے اس کی اقتدا نہ کرنا ہی درست ہے۔ مجذوم، مجبوب (جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو، حاقن (جسے پیشاب کی شدید حاجت ہو اور وہ اسے روک کر نماز پڑھ رہا ہو) اور لولا (جس کا ایک ہاتھ نہ ہو) کی امامت بھی مکروہ ہے اور اس کا ظاہری سبب نفرت ہے۔

---

[1] در مختار ص 83

[2] شامی ص 389 ج 2

مسئلہ: 232: کسی مرد کا گھر پر صرف مستورات کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر دوسرا آدمی ساتھ ہو۔ یا اُس کی منکوحہ یا بہن یا ماں وغیرہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: 232 (كَمَا تُكْرَهُ إمَامَةُ الرَّجُلِ لَهُنَّ فِي بَيْتٍ لَيْسَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ غَيْرُهُ وَلَا مَحْرَمٌ مِنْهُ) كَأُخْتِهِ (أَوْ زَوْجَتِهِ أَوْ أَمَتِهِ، أَمَّا إذَا كَانَ مَعَهُنَّ وَاحِدٌ مِمَّنْ ذُكِرَ أَوْ أَمَّهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ لَا) يُكْرَهُ بَحْرٌ (قَوْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ) لِعَدَمِ تَحَقُّقِ الْخَلْوَةِ فِيهِ، وَلِذَا لَوْ اجْتَمَعَ بِزَوْجَتِهِ فِيهِ لَا يُعَدُّ خَلْوَةً كَمَا يَأْتِي رَحْمَتِيٌّ[1]

ترجمہ: اگر کوئی شخص گھر میں عورتوں کی امامت کرے اور ان عورتوں کے ساتھ کوئی اور مرد یا محرم نہ ہو یا اس شخص کی کوئی محرم نہ ہو مثلاً بہن، بیوی یا باندی تو امامت مکروہ ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک موجود ہو یا پھر وہ عورتوں کی امامت مسجد میں کرے تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ (بحر) مسجد میں اس لئے مکروہ نہیں ہے کیونکہ وہاں خلوت میسر نہیں ہوتی اسی لئے اگر اپنی بیوی کے ساتھ بھی جماعت کرے تو خلوت شمار نہیں کی جائے گی۔

---

[1] شامی ص368ج2

مبحث اول :اقتداء کے صحیح ہونے کی شرائط:

مسئلہ :233:اقتداء کے صحیح ہونے کی گیارہ شرائط ہیں۔یعنی جن میں سے کسی ایک شرط کے فوت ہونے سے اقتداء صحیح نہیں رہتی وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

اول: مقتدی نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی نیت بھی باندھے۔یعنی دل میں نیت کرے کہ میں فلاں وقت کی نماز ادا کرتا ہوں اس حاضر امام کے پیچھے۔

234:دوم:امام اور مقتدی کا مکان ایک ہو چاہے حقیقت میں ایک ہو یا حکما۔پہلی مثال: کہ امام اور مقتدی دونوں ایک ہی مسجد میں کھڑے ہوں۔یا ایک گھر میں۔دوسری مثال: کہ امام دریا کے ایک کنارے پر کھڑا ہو اور کچھ مقتدی دوسرے کنارے پر اور درمیان میں پل پر بھی باقاعدہ صفوں میں نمازی کھڑے ہوں۔تو اس صورت میں اگرچہ امام اور دوسرے کنارے کے مقتدیوں کے درمیان دریا واقع ہونے کی وجہ سے مکان جدا جدا ہے۔لیکن درمیان میں چونکہ صفوں کی ترتیب قائم ہے۔اس وجہ سے امام اور دوسرے کنارے کے مقتدیوں کا مکان حکماً ایک ہو گیا۔لہٰذا اقتداء صحیح ہے۔نماز ادا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ :235:اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر اور چھت کا دروازہ مسجد کی طرف ہو اور امام کی حالت مشتبہ نہ ہوتی ہو۔تو اقتدا صحیح ہے۔اس لیے کہ حکماً دونوں کا مکان ایک ہے۔

مسئلہ :233:والخامس منهن نية المتابعة مع نية اصل الصلاة للمقتدى[1]

ترجمہ: اور پانچویں ان میں سے یہ ہے کہ مقتدی اصل نماز کی نیت کے ساتھ امام کی متابعت کی نیت بھی کرے۔

234:(ولم يختلف المكان) حقيقة كمسجد وبيت في الاصح، قنية. ولا حكما عند اتصال الصفوف، (قَوْلُهُ عِنْدَ اتِّصَالِ الصُّفُوفِ) أَيْ فِي الطَّرِيقِ أَوْ عَلَى جِسْرِ النَّهْرِ، فَإِنَّهُ مَعَ وُجُودِ النَّهْرِ أَوْ الطَّرِيقِ يَخْتَلِفُ الْمَكَانُ، وَعِنْدَ اتِّصَالِ الصُّفُوفِ يَصِيرُ الْمَكَانُ وَاحِدًا حُكْمًا فَلَا يَمْنَعُ كَمَا مَرّ،[2]

ترجمہ:اور مقتدی اور امام کے درمیان اختلاف مکان نہ ہو،نہ حقیقی طور پر جس طرح مسجد اور گھر،اور نہ حکمی طور پر صفوں کے اتصال کے وقت،یعنی راستے میں یا نہر و دریا کے پل پر اس لئے کہ درمیان میں نہر اور راستے کے پائے جانے سے مکان مختلف ہو جاتا ہے۔اور صفوں کے ملنے کے وقت مکان حکمی طور پر ایک ہی ہو جاتا ہے پس اس وقت نماز منع نہیں ہے،جیسا کہ پیچھے گزرا۔

مسئلہ: 235: وَلَوْ قَامَ عَلَى سَطْحِ الْمَسْجِدِ وَاقْتَدَى بِإِمَامٍ فِي الْمَسْجِدِ إنْ كَانَ لِلسَّطْحِ بَابٌ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا يَشْتَبِهُ عَلَيْهِ حَالُ الْإِمَامِ يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ وَإِنْ اشْتَبَهَ عَلَيْهِ حَالُ الْإِمَامِ لَا يَصِحُّ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ[3]

---

[1]مراقی الفلاح ص 221

[2]شامی 402ج2

[3]ہندیہ ص336ج1

مسئلہ :236:اگر جنگل میں جماعت ہو رہی ہو۔اورامام اور مقتدیوں کے درمیان اتناخالی میدان ہو جس میں دو صفیں آ سکیں۔تو اس صورت دونوں مقامات (یعنی جہاں امام اور مقتدی کھڑے ہوں) غیر مکان تصور ہوں گے۔اوراس صورت میں اقتداء صحیح نہیں ہے۔مسجد اگرچہ ایک مکان ہے لیکن اگر بہت وسیع ہو تو حکما جنگل کے مطابق ہے۔بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہے اسی طرح کا حکم گھر کے لیے ہے۔

ترجمہ :اوراگر کوئی مسجد کی چھت پر کھڑا ہوااور مسجد میں موجود امام کی اقتدا کی نیت کرلی توایسی صورت میں اگر چھت کا کوئی دروازہ مسجد میں کھلتاہے اورامام کا حال و کیفیت مقتدی سے مخفی نہیں ہے تواقتدا صحیح ہے،اوراگرامام کا حال مخفی اور مشتبہ ہو جاتا ہے تواقتدا صحیح نہیں ہے۔فتاوی قاضی خان میں اسی طرح ہے۔

مسئلہ : 237:اسی طرح اگر کسی امام اور مقتدی کے درمیان اس قدر بڑی نہر ہو جس میں کشتی آتی جاتی ہو۔(چلتی ہو) یا شارع عام ہو جس پر بیل گاڑی جاسکے اور کم سے کم تین آدمیوں کی صف درمیان میں نہ ہو۔تو یہ دونوں مکان جداجدا تصور ہونگے۔ اوراس حالت میں اقتداء صحیح نہیں۔اسی طرح حکم ہے اُن دوصفوں کے متعلق کہ جن کے درمیان نہر یاحوض یاشارع عام ہو تو پار والی صف کی اقتداء صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ:236:(وَيَمْنَعُ مِنْ الِاقْتِدَاءِ) (طَرِيقتجْرِي فِيهِ عَجَلَةٌ) آلَةٌ يَجُرُّهَا الثَّوْرُ (أَوْ نَهْرٌ تَجْرِي فِيهِ السُّفُنُ) وَلَوْ زَوْرَقًا وَلَوْ فِي الْمَسْجِدِ (أَوْ خَلَاءٌ) أَيْ فَضَاءٌ (فِي الصَّحْرَاءِ) أَوْ فِي مَسْجِدٍ كَبِيرٍ جِدًّا كَمَسْجِدِ الْقُدْسِ (يَسَعُ صَفَّيْنِ)[1]

ترجمہ :ایساراستہ جس سے بیل گاڑی گزر سکتی ہو وہ اقتدا کے لئے رکاوٹ ہے۔یانہر جس سے کشتیاں گزرتی ہوں وہ بھی اقتدا کے لئے مانع ہے۔اگرچہ مسجد میں ہی کیوں نہ ہو، یاخلاہو،یعنی فضاہو،اور یابہت بڑی مسجد ہو جس میں دو یااس سے زیادہ صفوں کا خلا ہو۔جیساکہ مسجدِالقدس۔

مسئلہ:237:(وَيَمْنَعُ مِنْ الِاقْتِدَاءِ) (طَرِيق تَجْرِي فِيهِ عَجَلَةٌ) آلَةٌ يَجُرُّهَا الثَّوْرُ (أَوْ نَهْرٌ تَجْرِي فِيهِ السُّفُنُ) وَلَوْ زَوْرَقًا وَلَوْ فِي الْمَسْجِدِ (أَوْ خَلَاءٌ) أَيْ فَضَاءٌ (فِي الصَّحْرَاءِ) أَوْ فِي مَسْجِدٍ كَبِيرٍ جِدًّا كَمَسْجِدِ الْقُدْسِ (يَسَعُ صَفَّيْنِ)[2]

ترجمہ :ایساراستہ جس سے بیل گاڑی گزر سکتی ہو وہ اقتدا کے لئے رکاوٹ ہے۔یانہر جس سے کشتیاں گزرتی ہوں وہ بھی اقتدا کے لئے مانع ہے۔اگرچہ مسجد میں ہی کیوں نہ ہو، یاخلاہو،یعنی فضاہو،اور یابہت بڑی مسجد ہو جس میں دو یااس سے زیادہ صفوں کا خلا ہو۔جیساکہ مسجدِالقدس۔

---

[1] شامی ص398ج2

[2] شامی ص398ج2

مسئلہ:238:اگر صفوں کے درمیان دہ دردہ حوض واقع ہو اور اُس کے ارد گرد باقاعدہ متصل صفیں بنی ہوں تو ہر طرف کے مقتدیوں کی اقتداء صحیح ہے۔

مسئلہ:239:پیادہ شخص کی اقتداء سوار کے پیچھے اور سوار کی اقتداء پیادہ کے پیچھے صحیح نہیں۔کیونکہ دونوں کا مکان متحد نہیں۔البتہ اگر دونوں ایک ہی گھوڑے پر سوار ہو تو صحیح ہے۔

240:سوم:امام اور مقتدی کی نماز الگ الگ نہ ہوں۔اگر الگ ہوں تو اقتداء صحیح نہیں رہتی۔مثلاً امام عصر کی نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے ظہر کی نماز کی نیت کرے یا امام آج ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں اور مقتدی گذشتہ کل کی ظہر کی قضا نماز ادا کرنے کی نیت کرے یا امام گذشتہ کل کے ظہر کی قضا نماز پڑھ رہا ہوں اور مقتدی آج ظہر کی نماز کی نیت کرے۔تو ایسے حالات میں اقتداء صحیح نہیں۔البتہ اگر دونوں گذشتہ کل کے ظہر کی قضا نمازیں پڑھیں یا آج ظہر کی پڑھیں تو اقتداء صحیح ہے۔فرض نماز ادا کرنے والے کے پیچھے نفل پڑھنے والے کی اقتداء صحیح ہے۔

مسئلہ:238:صَلَّوْا فِي الصَّحْرَاءِ وَفِي وَسْطِ الصُّفُوفِ فُرْجَةٌ لَمْ يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ مِقْدَارُ حَوْضٍ كَثِيرٍ عَشْرٌ فِي عَشْرٍ، إنْ كَانَتْ الصُّفُوفُ مُتَّصِلَةً حَوَالَيْ الْفُرْجَةِ تَجُوزُ صَلَاةُ مَنْ كَانَ وَرَاءَهَا، أَمَّا لَوْ كَانَتْ مِقْدَارَ حَوْضٍ صَغِيرٍ لَا تَمْنَعُ صِحَّةَ الِاقْتِدَاءِ كَذَا فِي الْفَيْضِ، وَمِثْلُهُ فِي التَّتَارْخَانِيَّة[1]

ترجمہ: لوگوں نے صحراء میں نماز پڑھی اور صفوں کے درمیان بڑے حوض (دس بائی دس) کی مقدار خالی جگہ تھی جہاں کوئی کھڑا نہیں ہوا تو اگر صفیں ایک دوسری سے ملی ہوئی ہیں اس خالی جگہ کے ارد گرد تو اس کے پیچھے والے لوگوں کی نماز درست ہے۔اور اگر وہ خالی جگہ چھوٹے حوض کی مقدار کے برابر ہو تو اقتدا کے لئے مانع نہیں ہے۔کذا فی الفیض، والتتار خانیہ۔

مسئلہ:239:(وَ) لَا (نَازِلٍ بِرَاكِبٍ) وَلَا رَاكِبٍ بِرَاكِبِ دَابَّةٍ أُخْرَى، فَلَوْ مَعَهُ صَحَّ(قَوْلُهُ وَلَا نَازِلٍ بِرَاكِبٍ إلَخْ) وَكَذَا عَكْسُهُ، وَالْعِلَّةُ فِي هَذِهِ الْمَسَائِلِ اخْتِلَافُ الْمَكَانِ، وَإِنَّمَا صَحَّ لَوْ كَانَ مَعَهُ عَلَى دَابَّةٍ وَاحِدَةٍ لِاتِّحَادِهِ كَمَا فِي الْإِمْدَادِ أَيْضًا؛[2]

ترجمہ: پیدل آدمی سوار انسان کی اقتدا نہیں کر سکتا اور اسی طرح ایک سوار دوسری سواری پر سوار فرد کی اقتدا نہیں کر سکتا، پس اگر دونوں ساتھ ہوں یعنی ایک ہی سواری پر سوار ہوں تو ٹھیک ہے۔اسی طرح سوار انسان بھی پیدل فرد کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ان تمام مسائل میں اصل سبب اختلاف مکان ہے۔اور ایک سواری پر سوار ہونے کی صورت میں اقتدا اس لئے درست ہے کہ وہاں پر اتحاد مکان ہے۔

---

[1] شامی 403ج2
[2] ایضاص395ج2

مسئلہ: 241: اگر مقیم آدمی مسافر کے پیچھے چار رکعات فرض پڑھے اور مسافر بھی پوری چار رکعات ادا کرے اس حال میں کہ اس نے اقامت کی نیت بھی نہ کی ہو۔ تو مقتدی کی نماز اُس کے پیچھے ادا نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ امام کے لیے آخری دو رکعتوں کی ادائیگی نفل ہے اور مقیم پر چار رکعات کی ادائیگی فرض ہے۔ لہذا نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کرنے والے کی اقتدا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ: 242: اگر نذر کی نماز کوئی ادا کرنا چاہے۔ تو فرض پڑھنے والے کے پیچھے اُس کی قتداء صحیح نہیں ہے۔ نذر کی نماز کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہے۔ کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو چار رکعت نفل نماز ادا کروں گا۔ اور اس کا وہ کام ہو جائے تو چار رکعات کی ادائیگی اُس پر واجب ہے۔ اسی کو نذر کی نماز کہتے ہیں۔

240: (وَ) لَا (مُفْتَرِضٍ بِمُتَنَفِّلٍ وَبِمُفْتَرِضٍ فَرْضًا آخَرَ) لِأَنَّ اتِّحَادَ الصَّلَاتَيْنِ شَرْطٌ عِنْدَنَا. (قَوْلُهُ وَبِمُفْتَرِضٍ فَرْضًا آخَرَ) سَوَاءٌ تَغَايَرَ الْفَرْضَانِ اسْمًا أَوْ صِفَةً كَمُصَلِّي ظُهْرِ أَمْسِ بِمُصَلِّي ظُهْرِ الْيَوْمِ؛ بِخِلَافِ مَا إذَا فَاتَتْهُمْ صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ يَوْمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهُ يَجُوزُ؛[1]

ترجمہ: فرض ادا کرنے والا نفل ادا کرنے والے کی اقتدا نہیں کر سکتا اسی طرح ایک وقت کے فرض ادا کرنے والا دوسرے وقت کے فرض ادا کرنے والے کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اتحاد صلاتین یہاں پر شرط ہے۔ یہ جو کہا کہ ایک وقت کے فرض ادا کرنے والا دوسرے وقت کے فرض ادا کرنے والے کی اقتدا نہیں کر سکتا چاہے دونوں فرض نام کے طور پر مختلف ہوں یا صفت کے طور پر مثلا امام آج ظہر کی نماز پڑھا رہا ہوں اور مقتدی گذشتہ کل کی ظہر کی قضا نماز ادا کرنے کی نیت کرے۔ اس کے بر خلاف اگر مقتدی اور امام دونوں کی ایک ہی دن کی ایک ہی نماز فوت ہو گئی ہو اور وہ ایک دوسرے کی اقتدا کریں تو جائز ہے۔

مسئلہ: 241: [تَنْبِيهٌ]يُؤْخَذُ مِنْ هَذَا أَنَّهُ لَوْ اقْتَدَى مُقِيمُونَ بِمُسَافِرٍ وَأَتَمَّ بِهِمْ بِلَا نِيَّةِ إقَامَةٍ وَتَابَعُوهُ فَسَدَتْ صَلَاتُهُمْ لِكَوْنِهِ مُتَنَفِّلًا فِي الْأُخْرَيَيْنِ، نَبَّهَ عَلَى ذَلِكَ الْعَلَّامَةُ الشُّرُنْبُلَالِيُّ فِي رِسَالَتِهِ فِي الْمَسَائِلِ الِاثْنَيْ عَشَرِيَّةَ؛[2]

ترجمہ: اس سے یہ اصول نکالا جاتا ہے کہ اگر مقیم افراد مسافر کی اقتدا کر لیں اور وہ مسافر ان کے ساتھ نماز پوری ادا کر لے بغیر اقامت کی نیت کے اور مقیم افراد بھی اس کی متابعت کر لیں تو ان سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ وہ مسافر امام آخری دو رکعتوں میں نفل ادا کر رہا تھا اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی اقتداء درست نہیں ہے نَبَّهَ عَلَى ذَلِكَ الْعَلَّامَةُ الشُّرُنْبُلَالِيُّ فِي رِسَالَتِهِ فِي الْمَسَائِلِ الِاثْنَيْ عَشَرِيَّةَ۔

مسئلہ: 242:(وَ) لَا (مُسَافِرٍ بِمُقِيمٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِيمَا يَتَغَيَّرُ بِالسَّفَرِ) كَالظُّهْرِ، وَبَيَانُ ذَلِكَ أَنَّ صَلَاةَ الْمُسَافِرِ قَابِلَةٌ لِلْإِتْمَامِ مَا دَامَ الْوَقْتُ بَاقِيًا، بِأَنْ يَنْوِيَ الْإِقَامَةَ، أَوْ بِأَنْ يَقْتَدِيَ بِمُقِيمٍ فَيَصِيرَ تَبَعًا لِإِمَامِهِ وَيُتِمُّ لِبَقَاءِ السَّبَبِ وَهُوَ الْوَقْتُ. أَمَّا إذَا خَرَجَ الْوَقْتُ فَقَدْ تَقَرَّرَتْ فِي ذِمَّتِهِ

---

[1] در مختار ص82

[2] شرح در مختار ص395 ج2

مسئلہ 243: چہارم: امام کی نماز کا صحیح ہونا ہے اور مقتدی امام کی نماز صحیح تصور کرے گا۔ البتہ اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے اور مقتدی کو معلوم ہو جائے تو اُس کی نماز بھی فاسد ہو گئی۔ چاہے اس فساد کا علم نماز کی ادائیگی کے دوران ہو جائے۔ یا بعد میں مثلاً امام کے کپڑوں پر نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ مقدار میں لگی ہو پھر اُسے نماز میں یا سلام پھیرنے کے بعد پتہ چلے اور یا امام باوضو نہ ہو پھر اُسے نماز میں یاد آئے یا نماز کے بعد۔

مسئلہ: 244: اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے۔ تو اُسے چاہیے کہ مقتدیوں کو اطلاع دے تاکہ وہ لوگ نماز دوبارہ ادا کریں۔ ہر حال میں اطلاع دے چاہے اطلاع بذریعہ خط ہو یا کسی آدمی کے ذریعے سے۔

رَكْعَتَيْنِ فَلَا يُمْكِنُ إتْمَامُهَا بِإِقَامَةٍ أَوْ غَيْرِهَا ، حَتَّى إنَّهُ يَقْضِيهَا فِي بَلَدِهِ رَكْعَتَيْنِ ، فَإِذَا اقْتَدِي بَعْدَ الْوَقْتِ بِمُقِيمٍ أَحْرَمَ بَعْدَ الْوَقْتِ أَوْ فِيهِ لَا يَصِحُّ ،[1]

ترجمہ: اور مسافر مقیم کی امامت نہ کرے اس وقت کے بعد جو سفر سے تبدیل ہو جائے جیسے ظہر، اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسافر کی نماز اس وقت تک مکمل ہونے کے قابل ہے جب تک وقت باقی ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ اقامت کی نیت کر لے۔ یا پھر کسی مقیم کی اقتدا کرے اور اپنے امام کے تابع ہو جائے اور سبب کے باقی ہونے کے سبب اسے مکمل کر لے اور وہ سبب وقت ہے۔ ہاں اگر وقت نکل جائے تو اس کے ذمے دو رکعتیں ہیں، اس صورت میں ان کا مکمل کرنا اقامت یا اس کے علاوہ ممکن نہیں ہے یہاں تک کہ اگر قضا کی صورت بھی بن جائے تب بھی وہ اپنے شہر میں دو رکعتیں ہی قضا کرے گا۔ اگر بعد وقت کے ایسے مقیم کی اقتدا کی، جس نے وقت کے بعد احرام باندھا یا اس میں باندھا تو درست نہیں ہے۔

243:وَصِحَّةُ صَلَاةِ إمَامِهِ،(قَوْلُهُ وَصِحَّةُ صَلَاةِ إمَامِهِ) فَلَوْ تَبَيَّنَ فَسَادُهَا فِسْقًا مِنْ الْإِمَامِ أَوْ نِسْيَانًا لِمُضِيِّ مُدَّةِ الْمَسْحِ أَوْ لِوُجُودِ الْحَدَثِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ لَمْ تَصِحَّ صَلَاةُ الْمُقْتَدِي لِعَدَمِ صِحَّةِ الْبِنَاءِ؛[2]

ترجمہ: نماز کی صحیح ادائیگی کے لئے امام کی نماز کی صحت بھی ضروری ہے۔ اگر امام کی نماز کا فساد ظاہر ہو گیا امام کی اپنی غلطی کی وجہ سے یا مدت مسح کے گزر جانے کے حوالے سے بھول جانے پر یا کسی حدث کے موجود ہونے کی بنا پر یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے تو مقتدی کی نماز درست ادا نہ ہو گی اس لئے اس کی بنیاد درست نہیں تھی۔

---

[1] ایضا ص394 ج2
[2] ایضا ص339 ج2

مسئلہ: 245:پنجم: نماز میں عورت متصل ساتھ نہ کھڑی ہو۔ سوائے نماز جنازہ کے اگر کسی اور نماز میں مقتدی کے برابر میں عورت آئے اور امام شروع میں عورت کی امامت کی نیت بھی کر چکا ہو۔ تو مقتدی کی نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر امام نے شروع میں عورت کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو صرف عورت کی نماز فاسد ہوئی۔ اس کے متعلق تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔

مسئلہ: 246:ششم: مقتدی امام سے آگے نہ کھڑا ہو اور آگے کھڑے ہونے سے مراد ہے کہ اس کی ایڑیاں امام کی ایڑیوں سے آگے ہوں۔ اگر ایڑی آگے نہ ہو محض قدم کی لمبائی کی وجہ سے پاؤں کی انگلیاں امام کی انگلیوں سے آگے ہوں یا قد کی لمبائی کی وجہ سے سجدہ کے وقت اُس کا سر امام کے سر سے آگے ہو۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اقتداء صحیح ہے۔

مسئلہ:244: وان ظهر بطلان صلاة امامه بفوات شرط او ركن اعاد --- ويلزم الامامالذيتبين فسادها فسقا منن الامام او نسيانا لمضى مدة المسح او لوجود الحدث او غيرذالک لم تصح صلاة المقتدى لعدم صحة البناء[1]

ترجمہ: اور اگر امام کی نماز کا فوت ہو جانا کسی شرط یا رکن کے فوت ہو جانے کی وجہ سے ظاہر ہو گیا ہو تو اسے نماز کو لوٹا لینا چاہیے۔ اگر امام کی نماز کا فساد ظاہر ہو گیا امام کی اپنی غلطی کی وجہ سے یا مدت مسح کے گزر جانے کے حوالے سے بھول جانے پر یا کسی حدث کے موجود ہونے کی بنا پر یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے تو مقتدی کی نماز درست ادا نہ ہو گی اس لئے اس کی بنیاد درست نہیں تھی۔

مسئلہ: 245:وعدم محاذاة امراة (قوله وعدم محاذاة امراءة) اى بشروطها الاتية[2]

ترجمہ: اور عورت کے ساتھ برابری نہ ہو (قوله وعدم محاذاة امراءة) یعنی آنے والی شرائط کی موجودگی میں۔

مسئلہ: 246:(قَوْلُهُ وَعَدَمُ تَقَدُّمِهِ عَلَيْهِ بِعَقِبِهِ) فَلَوْ سَاوَاهُ جَازَ وَإِنْ تَقَدَّمَتْ أَصَابِعُ الْمُقْتَدِي لِكِبَرِ قَدَمِهِ عَلَى قَدَمِ الْإِمَامِ مَا لَمْ يَتَقَدَّمْ أَكْثَرُ الْقَدَمِ كَمَا سَيَأْتِي.وَفِي إمْدَادِ الْفَتَّاحِ: وَتَقَدُّمُ الْإِمَامِ بِعَقِبِهِ عَنْ عَقِبِ الْمُقْتَدِي شَرْطٌ لِصِحَّةِ اقْتِدَائِهِ، حَتَّى لَوْ كَانَ عَقِبُ الْمُقْتَدِي غَيْرَ مُتَقَدِّمٍ عَلَى عَقِبِ الْإِمَامِ لَكِنْ قَدَمُهُ أَطْوَلُ فَتَكُونُ أَصَابِعُهُ قُدَّامَ أَصَابِعِ إمَامِهِ تَجُوزُ كَمَا لَوْ كَانَ الْمُقْتَدِي أَطْوَلَ مِنْ إمَامِهِ فَيَسْجُدُ أَمَامَهُ اهـ[3]

ترجمہ: مقتدی کی ایڑیوں کا امام کی ایڑیوں سے آگے نہ بڑھنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ مقتدی کی ایڑیوں کا امام کی ایڑیوں سے پیچھے ہونا اس کی اقتدا کی صحت کے لئے ضروری ہے۔ اگر برابر ہو جائیں تو جائز ہے۔ اگر یہ صورت ہو کہ مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے تو نہ ہو لیکن مقتدی کا پاؤں بڑا ہونے کے سبب اس کے پاؤں کی انگلیاں امام کی انگلیوں سے آگے نکل جائیں تو بھی نماز درست ہو گی۔ یہ وہی مسئلہ ہے کہ مقتدی اپنے امام سے لمبا ہو اور وہ سجدہ امام سے آگے کرے تو نماز جائز ہو گی۔

---

[1] مراقی الفلاح ص296

[2] شامی ص339ج2

[3] ردالمحتار ص339ج2

مسئلہ: 247: ہفتم: مقتدی کوامام کے انتقالات کا علم ہو۔ چاہے یہ پتہ چلناخود امام کو دیکھنے سے ہو یا دوسرے مقتدیوں کے دیکھنے سے یا مکبر کی آواز سے ہو اور یا امام کی آواز سے پتہ چلے، ایک ہی بات ہے۔ اگر مقتدی کو امام کے اُٹھنے بیٹھنے کا پتہ نہ چلے۔ درمیان میں کچھ حائل ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تو اقتداء صحیح نہیں ہے، خواہ درمیان میں پردہ وغیرہ حائل ہو۔ لیکن یہ تب کہ اقتداء کی دوسری شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ 248: ہشتم: مقتدی کو امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو۔ چاہے نماز سے پہلے معلوم ہوا ہو یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد البتہ یہ معلوم ہونا اُس صورت میں ضروری ہے کہ امام گاؤں یا شہر میں چار رکعات والی فرض نماز کو دو رکعت ادا کرے اور پتہ نہ لگے کہ امام سے سہو ہو گیا ہے یا وہ مسافر ہے؟۔

مسئلہ: 247: وَعِلْمُهُ بِانْتِقَالَاتِهِ۔۔۔والحائل لایمنع الاقتداء ان لم یشتبہ حال امامہ بسماع او رویۃ ولو من باب مشبک یمنع الوصول فی الاصح ۔(قَوْلُهُ وَعِلْمُهُ بِانْتِقَالَاتِهِ) أَيْ بِسَمَاعٍ أَوْ رُؤْيَةٍ لِلْإِمَامِ أَوْ لِبَعْضِ الْمُقْتَدِينَ رَحْمَتِيٌّ وَإِنْ لَمْ يَتَّحِدْ الْمَكَانُ[1]

ترجمہ: اسی طرح مقتدی کو امام کے انتقالات (ایک کیفیت وحالت سے دوسری کیفیت وحالت میں جانے) کا علم ہو۔ حائل اس وقت تک اقتدا سے مانع معتبر نہیں ٹھہرایا جاسکتا جب تک کہ امام کا حال سننے اور دیکھنے سے مشتبہ نہ ہو جائے۔ اور امام کے انتقالات کی تفصیل یہ ہے کہ ان انتقالات کا پتہ چلنا چاہے خود امام کو دیکھنے سے ہو یا دوسرے مقتدیوں کے دیکھنے سے یا امام کی آواز سے پتہ چلے، اگرچہ مکان ایک نہ ہو۔

مسئلہ 248: وَبِحَالِهِ مِنْ إقَامَةٍ وَسَفَرٍ ،(قَوْلُهُ وَبِحَالِهِ إلَخْ) أَيْ عِلْمُهُ بِحَالِ إمَامِهِ مِنْ إقَامَةٍ أَوْ سَفَرٍ قَبْلَ الْفَرَاغِ أَوْ بَعْدَهُ، وَهَذَا فِيمَا لَوْ صَلَّى الرَّبَاعِيَةَ رَكْعَتَيْنِ فِي مِصْرٍ أَوْ قَرْيَةٍ، فَلَوْ خَارِجَهُمَا لَا تَفْسُدُ لِأَنَّ الظَّاهِرَ أَنَّهُ مُسَافِرٌ فَلَا يُحْمَلُ عَلَى السَّهْوِ، وَكَذَا لَوْ أَتَمَّ مُطْلَقًا، وَسَيَأْتِي تَمَامُهُ إنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فِي صَلَاةِ الْمُسَافِرِ[2]

ترجمہ: مقتدی کو یہ بات معلوم ہونا ضروری ہے کہ امام مقامی ہے یا مسافر چاہے نماز سے پہلے معلوم ہو یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد البتہ یہ معلوم ہونا اُس صورت میں ضروری ہے کہ امام گاؤں یا شہر میں چار رکعات فرض نماز دو رکعت میں ادا کرے اور پتہ نہ لگے کہ امام سے سہو ہو گیا یا وہ مسافر ہے۔ اور اگر ان سے باہر ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی اس لئے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ وہ مسافر ہے اس لئے اسے سہو پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر وہ مطلقا ساری نماز پوری کر لے۔ اس کی تفصیل مسافر کی نماز کی

---

[1] ایضاص339ج2

[2] محولہ بالہ

مسئلہ 249: نہم: مقتدی نماز کے جملہ ارکان میں امام کے ساتھ شریک ہو۔ چاہے یہ تمام ارکان امام کے ساتھ ادا کرے یا بعد میں اور یا اُس سے پہلے مگر امام نے اس کو پالیا ہو۔ پہلی مثال یہ ہے کہ امام کے رکوع میں جاتے وقت مقتدی بھی رکوع میں ساتھ جائے۔ پھر امام سر اُٹھائے تو یہ بھی ساتھ اُٹھائے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ امام رکوع میں جائے۔ اور مقتدی بعد میں رکوع میں جائے اور رکوع پوری کرے۔ تیسری مثال یہ ہے کہ مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے لیکن رکوع میں اتنی دیر ٹھہرا رہے کہ امام بھی پہنچ کر رکوع میں شریک ہو جائے

مسئلہ: 250: اگر امام کے ساتھ ایک رکن میں شریک ہو نافوت ہو جائے۔ مثلاً امام کے پیچھے نیت باندھے اور قیام بھی مل جائے۔ پھر امام رکوع میں جائے اور مقتدی رکوع میں نہ جائے یعنی رکوع چھوڑ دے۔ پھر امام سجدے میں جائے اور مقتدی بھی ساتھ جائے یا مقتدی پہلی رکعت میں رکوع تو کرے لیکن امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک سجدہ کرے۔ تو اقتداء فاسد ہو گئی۔ اس وجہ سے مقتدی کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر مقتدی ایک رکن امام سے پہلے ادا کرے۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور امام کے رکوع میں جانے سے پہلے اُٹھ جائے۔ پھر وہ مقتدی امام کے ساتھ یا اُس کے بعد بھی رکوع دوبارہ ادا نہ کرے تو اقتداء فاسد ہو گئی۔

بحث میں آئے گی ان شاء اللہ۔

مسئلہ 249: (قَوْلُهُ وَمُشَارَكَتِهِ فِي الْأَرْكَانِ) أَيْ فِي أَصْلِ فِعْلِهَا أَعَمَّ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ بِهَا مَعَهُ أَوْ بَعْدَهُ لَا قَبْلَهُ، إلَّا إذَا أَدْرَكَهُ إمَامُهُ فِيهَا، فَالْأَوَّلُ ظَاهِرٌ، وَالثَّانِي كَمَا لَوْ رَكَعَ إمَامُهُ وَرَفَعَ ثُمَّ رَكَعَ هُوَ فَيَصِحُّ، وَالثَّالِثُ عَكْسُهُ فَلَا يَصِحُّ إلَّا إذَا رَكَعَ وَبَقِيَ رَاكِعًا حَتَّى أَدْرَكَهُ إمَامُهُ، فَيَصِحُّ لِوُجُودِ الْمُتَابَعَةِ الَّتِي هِيَ حَقِيقَةُ الِاقْتِدَاءِ وَقَدْ حَقَّقْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْمُتَابَعَةِ فِي أَوَاخِرِ وَاجِبَاتِ الصَّلَاةِ فَرَاجِعْهُ[1]

ترجمہ: مقتدی کا امام کے ساتھ تمام ارکان میں شریک ہونا ضروری ہے چاہے ان ارکان میں مقتدی امام کے ساتھ ساتھ شرکت کرے یا اس کے بعد، لیکن امام سے پہلے نہ کرے، مگر یہ کہ قبل والی صورت میں امام اس کو پہنچ جائے۔ پہلی تو واضح ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ امام رکوع میں جائے۔ اور مقتدی بعد میں رکوع میں جائے اور رکوع پورا کرے۔ تیسری اس کا عکس ہے۔ اور وہ درست نہیں ہاں اس صورت میں درست ہے کہ مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے لیکن رکوع میں اتنی دیر ٹھہرا رہے کہ امام بھی پہنچ کر رکوع میں شریک ہو جائے۔ پس متابعت کے پائے جانے کی وجہ سے نماز درست ہو جائے گی جو حقیقتِ نماز ہے۔

مسئلہ: 250: ویفسدها مسابقة المقتدی برکن لم یشارکہ فیہ امامہ کما لو رکع ورفع راسہ قبل الامام ولم یعدہ معہ او بعدہ وسلم [1]

---

[1] محولہ بالا

مسئلہ 251: دہم: امام کی حالت مقتدی سے قوی ہو یعنی امام کی حالت نماز کے ارکان و شرائط میں مقتدی سے قوی یا برابر ہو جیسا کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں ہے۔

1- کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء اپنے مثل کے پیچھے صحیح ہے۔اِسی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء اُس کے پیچھے بھی صحیح ہے جو کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو۔ بمع رکوع و سجود کے۔اس لیے کہ از روئے شریعت معذور کا بیٹھنا مثل کھڑے ہونے کے ہے۔

2- امام نے تیمم کیا ہو پانی نہ ملنے کی وجہ سے چاہے تیمم غسل کیا ہو یا تیمم وضو کیا ہو۔اور مقتدی باوضو ہو لیکن اُس کے پاس پانی موجود نہ ہو۔ تو اقتداء صحیح ہے۔۔امام نے تیمم کیا ہو کسی مرض کی وجہ سے اور مقتدی کے پاس پانی بھی موجود ہو تو بھی اقتداء صحیح ہے۔اس لیے کہ وضو غسل اور تیمم طہارت میں ایک جیسے ہیں۔ان میں کمی و بیشی نہیں ہے۔

3- موزوں پر یا پٹی پر مسح کرنے والے کے پیچھے پاؤں دھونے والے کی اقتداء جائز ہے کیونکہ شرعی مسح اور دھونا طہارت میں برابر ہیں۔

ترجمہ : مقتدی کی نماز کو امام سے مسابقت اگرچہ ایک ہی رکن میں کیوں نہ ہو فاسد کر دیتی ہے۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور امام کے رکوع میں جانے سے پہلے اُٹھ جائے۔ پھر وہ مقتدی امام کے ساتھ یا اُس کے بعد بھی رکوع دوبارہ ادا نہ کرے اور سلام پھیر دے تو اقتداء فاسد ہو گئی۔

مسئلہ 251: وَكَوْنُهُ مِثْلَهُ أَوْ دُونَهُ فِيهَا، وَفِي الشَّرَائِطِ كَمَا بُسِطَ فِي الْبَحْرِ،(وصح اقتداء متوضئ) لا ماء معه (بمتيمم) لو مع متوضئ بسؤر حمار.مجتبى (وغاسل بماسح) ولو على جبيرة (وقائم بقاعد) يركع ويسجد،(قَوْلُهُ وَصَحَّ اقْتِدَاءُ مُتَوَضِّئٍ بِمُتَيَمِّمٍ) أَيْ عِنْدَهُمَا، بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْخَلِيفَةَ عِنْدَهُمَا بَيْنَ الْآلَتَيْنِ وَهُمَا الْمَاءُ وَالتُّرَابُ وَالطَّهَارَتَانِ سَوَاءٌ.[2]

ترجمہ :امام کی حالت کا مقتدی کی حالت کی مانند ہونا یا اس کے علاوہ اس سے بہتر ہونا بھی شرط ہے۔ایسے مقتدی کی نماز جس نے پانی سے وضو کیا ہے لیکن اس کے پاس پانی نہیں ہے، ایسے امام کے پیچھے درست ہے جس نے تیمم کیا ہے اگرچہ گدھے کے جھوٹے پانی سے ہی کیوں نہ کیا ہو۔ یہ صاحبین کے ہاں ہے اس بنیاد پر کہ ان کے ہاں دونوں آلوں میں خلیفہ خود ہی یہ دو چیزیں ہیں اور وہ پانی اور مٹی ہیں اور دونوں سے پاکی برابر ہے۔اور غَسل قدمین کرنے والے کی نماز پاؤں پر مسح کرنے والے کے پیچھے

---

[1] مراقی الفلاح ص337

[2] شامی ص405ج2

مسئلہ 252:-4 گونگے شخص کی اقتداء گونگے کے پیچھے جائز ہے۔اِسی طرح اُمی شخص کی اقتداءاُمی کے پیچھے جائز ہے۔اُمی سے مراد وہ شخص ہے جو زبانی ایک آیت بھی نہ پڑھ سکے۔

مسئلہ: 253:-5 اشارہ سے نماز ادا کرنے والے کی اقتداءاُسکے مثل کے پیچھے صحیح ہے۔البتہ اگر امام لیٹے لیٹے اشارے کرے اور مقتدی بیٹھ کر یا کھڑے کھڑے اشارے کرے تو پھر صحیح نہیں ہے۔

-6 کسی تندرست آدمی کی اقتداءایسے شخص کے پیچھے صحیح ہے جسکی کمر جھکی ہوئی ہو۔اگر اُس کا جھکاؤ حد رکوع تک پہنچا ہی کیوں نہ ہو۔اسی طرح تندرست آدمی کی اقتداءلنگڑے کے پیچھے صحیح ہے۔لیکن اگر لنگڑا پن زیادہ ہو تو دوسرے شخص کی امامت زیادہ بہتر ہے۔

ہو جاتی ہے اگرچہ اس نے موزوں پر ہی مسح کیوں نہ کیا ہو۔اوراسی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کے پیچھے ہو جاتی ہے جو رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

مسئلہ 252: (قولہ ولا امی باخرس) اما اقتداء اخرس باخرس او امی بامی فصحیح [1]

ترجمہ:امی گونگے کے پیچھے نماز ادانہ کر پائے گا،ہاں گونگے کی اقتدا گونگے کے پیچھے درست ہے اور امی کی اقتدا امی کے پیچھے درست ہے۔

مسئلہ: 253:(وَقَائِمٍ بِأَحْدَبَ) وَإِنْ بَلَغَ حَدَبُهُ الرُّكُوعَ عَلَى الْمُعْتَمَدِ، وَكَذَا بِأَعْرَجوَغَيْرُهُ أَوْلَى (وَمُومٍ بِمِثْلِهِ) إلَّا أَنْ يُومِئَ الْإِمَامُ مُضْطَجِعًا وَالْمُؤْتَمُّ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا هُوَ الْمُخْتَارُ [2]

ترجمہ: قیام پر قدرت رکھنے والے فرد کی نماز کبڑے کے پیچھے درست ہے اگرچہ اس کا کبڑاپن رکوع کی حد تک ہی کیوں نہ پہنچا ہوا ہو۔اسی طرح لنگڑے کا مسئلہ ہے،اس صورت میں امامت کے لئے اس کے علاوہ دوسرا فرد زیادہ بہتر ہے۔اشارہ سے نماز ادا کرنے والے کی اقتداءاُسکے مثل کے پیچھے صحیح ہے۔لبتہ اگر امام لیٹے لیٹے اشارے کرے اور مقتدی بیٹھ کر یا کھڑے کھڑے اشارے کرے تو پھر صحیح نہیں ہے۔یہی مسئلہ پسندیدہ ہے۔

---

[1] ایضاص 391ج2

[2] در مختار ص 81

مسئلہ 254:-7 کسی عورت اور نابالغ کی اقتداء بالغ کے پیچھے صحیح ہے۔

8- عورت کی اقتداء عورت کے پیچھے صحیح ہے۔ لیکن کراہت کے ساتھ۔

9- نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کی اقتداء نابالغ لڑکے کے پیچھے صحیح ہے۔

مسئلہ:255: 10 معذور کی اقتداء دوسرے معذور کے پیچھے صحیح ہے۔ لیکن تب جب دونوں ایک ہی عذر کی بنا پر معذور ہوں مثلاً دونوں کو پیشاب کے قطرہ ٹپکنے کی بیماری ہو یا دونوں کو اخراج ہوا کا عارضہ ہو۔

مسئلہ 254: وَالْحَاصِلُ أَنَّ كُلًّا مِنْ الْإِمَامِ وَالْمُقْتَدِي إمَّا ذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى أَوْ خُنْثَى، وَكُلٌّ مِنْهَا إمَّا بَالِغٌ أَوْ غَيْرُهُ؛ فَالذَّكَرُ الْبَالِغُ تَصِحُّ إمَامَتُهُ لِلْكُلِّ، وَلَا يَصِحُّ اقْتِدَاؤُهُ إلَّا بِمِثْلِهِ؛ وَالْأُنْثَى الْبَالِغَةُ تَصِحُّ إمَامَتُهَا لِلْأُنْثَى مُطْلَقًا فَقَطْ مَعَ الْكَرَاهَةِ، وَتَصِحُّ اقْتِدَاؤُهَا بِالرَّجُلِ وَبِمِثْلِهَا وَبِالْخُنْثَى الْبَالِغِ، وَيُكْرَهُ لِاحْتِمَالِ أُنُوثَتِهِ وَالْخُنْثَى الْبَالِغُ تَصِحُّ إمَامَتُهُ لِلْأُنْثَى مُطْلَقًا فَقَطْ لَا لِرَجُلٍ وَلَا لِمِثْلِهِ لِاحْتِمَالِ أُنُوثَتِهِ وَذُكُورَةِ الْمُقْتَدِي، وَيَصِحُّ اقْتِدَاؤُهُ بِالرَّجُلِ لَا بِمِثْلِهِ، وَلَا بِأُنْثَى مُطْلَقًا لِاحْتِمَالِ ذُكُورَتِهِ، وَأَمَّا غَيْرُ الْبَالِغِ؛ فَإِنْ كَانَ ذَكَرًا تَصِحُّ إمَامَتُهُ لِمِثْلِهِ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَخُنْثَى،[1]

ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ امام اور مقتدی میں سے ہر ایک یا تو مذکر ہو گا یا مؤنث ہو گی یا خنثی ہو گا۔ اور ان میں سے ہر ایک یا تو بالغ ہو گا یا نابالغ ہو گا۔ پس مذکر بالغ کی امامت سب کے لئے درست ہے۔ اور اس کی اقتدا اپنے جیسے کے علاوہ دوسرے کے پیچھے درست نہیں ہے۔ اور مؤنث بالغہ کی امامت فقط مؤنث کے لئے درست ہے لیکن کراہت کے ساتھ۔ اور اس کی اقتدا مرد، خنثی بالغ اور اپنے جیسی عورت کے پیچھے درست ہے۔ اور مکروہ ہے اس کی انوثت کے احتمال کی وجہ سے۔ خنثی بالغ کی امامت صرف مؤنث کے لئے درست ہے۔ نہ مرد کے لئے درست ہے اور نہ ہی اپنے جیسے خنثی کے لئے اس لئے کہ اس صورت میں اس کے مؤنث ہونے اور مقتدی کے مذکر ہونے کا احتمال ہے۔ اور اس کی اقتدا مرد کے پیچھے درست ہے اپنے جیسے کے پیچھے نہیں۔ اور مؤنث کے پیچھے مطلقا درست نہیں اس کے مذکر ہونے کے احتمال کی وجہ سے۔ نابالغ اگر مذکر ہے تو اس کی امامت اپنے جیسے مذکر، خنثی اور عورت کے لئے درست ہے۔

مسئلہ: 255:(قَوْلُهُ وَمَعْذُورٌ بِمِثْلِهِ إلَخْ) أَيْ إنْ اتَّحَدَ عُذْرُهُمَا، وَإِنْ اخْتَلَفَ لَمْ يَجُزْ كَمَا فِي الزَّيْلَعِيِّ وَالْفَتْحِ وَغَيْرِهِمَا..[2]

ترجمہ: معذور کی اقتداء دوسرے معذور کے پیچھے صحیح ہے۔ لیکن تب جب دونوں ایک ہی عذر کی بنا پر معذور ہوں۔ اور اگر ان کا عذر ایک دوسرے سے مختلف ہو تو اقتداء جائز نہیں ہو گی۔ (كَمَا فِي الزَّيْلَعِيِّ وَالْفَتْحِ وَغَيْرِهِمَا)

---

[1] شامی ص 387 ج 2

[2] ایضا ص 389 ج 2

256:-11 نفل پڑھنے والے کی اقتداء فرض یاواجب نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح ہے۔ مثلاً ایک شخص ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد جماعت کھڑی ہواوراس کے ساتھ دوبارہ جماعت میں شریک ہو جائے یاایک جگہ نماز عیدپڑھ چکاہو۔ اور دوسری جگہ دوبارہ شریک ہو جائے تو یہ دوسری نماز اُس کے حق میں نفل ہے۔

257:-12 نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح ہے۔

258-13 اگر کوئی قسم کھائے دورکعت نفل ادا کرنے کی۔ پھر کسی نفل پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء کرے۔ تو اُس کی قسم پوری ہوگئی اور یہ اقتداء صحیح ہے۔ کیونکہ قسم کھانے والے کی نماز بھی حقیقت میں نفل ہے۔

259:: -14 نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء اپنے مثل کے پیچھے صحیح ہے۔ بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً زید نے دورکعات نفل پڑھنے کی نذر مانی ہواور بکر نے بھی دورکعات نفل کی نذر مانی ہو۔ اگر دونوں کی نذر ایک نہ ہو بلکہ زید نے جدا نذر مانی ہواور بکر نے جدا نذر مانی ہو۔ تو پھر اقتداء صحیح نہیں۔

مسئلہ:256:(وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ فِي غَيْرِ التَّرَاوِيحِ) فِي الصَّحِيحِ خَانِيَّةٌ، وَكَأَنَّهُ لِأَنَّهَا سُنَّةٌ عَلَى هَيْئَةٍ مَخْصُوصَةٍ، فَيُرَاعَى وَضْعُهَا الْخَاصُّ لِلْخُرُوجِ عَنْ الْعُهْدَةِ.[فُرُوعٌ]صَحَّ اقْتِدَاءُ مُتَنَفِّلٍ بِمُتَنَفِّلٍ،[1]

ترجمہ: تراویح کے علاوہ دوسری نمازوں میں اگر نفل پڑھنے والا فرد فرض پڑھنے والے کی اقتدا کرے تو درست ہے۔ تراویح کو اس لئے خاص کیا گیا کہ وہ ایک مخصوص ہیئت پر مسنون ہے اس لئے اس کی وضع خاص کی رعایت کی جائے گی۔ نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح ہے۔

257:صَحَّ اقْتِدَاءُ مُتَنَفِّلٍ بِمُتَنَفِّلٍ،[2]

ترجمہ: نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے صحیح ہے

258: (قولہ وبمتنفل) عطف علی قولہ بحالف ای صح اقتداء الحالف بالمتنفل لان المحلوف علیها نفل[3]

ترجمہ: (قولہ وبمتنفل) اس کا عطف حالف پر ہے یعنی نفل کی قسم کھا کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل ادا کرنے والے کے پیچھے

---

[1] شامی ص408ج2

[2] شامی ص408ج2

[3] شامی393ج2

260: یہ مندرجہ بالا تمام وہ صورتیں ہیں جن میں امام کی حالت مقتدی سے قوی ہے یا مساوی ہے۔اس لیے اقتداء صحیح ہے۔
اور اگر مقتدی کی حالت امام سے قوی ہو یقینی طریقے سے یا احتمال ہو تو اقتداء صحیح نہیں رہتی۔
اور اس کی صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1- نابالغ کے پیچھے بالغ کی اقتداء صحیح نہیں ہے۔چاہے بالغ مرد ہو یا عورت۔

2- عورت کے پیچھے مرد کی اقتداء صحیح نہیں ہے چاہے مرد بالغ ہو یا نابالغ۔

3- مخنث کی اقتداء مخنث کے پیچھے جائز نہیں۔اس لیے کہ احتمال ہے کہ حقیقت میں وہ مخنث امام عورت ہو اور مخنث مقتدی مرد ہو۔

4- مخنث کی اقتداء عورت کے پیچھے صحیح نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ مذکورہ مخنث مرد ہو۔

درست ہے،اس لئے کہ جس چیز پر قسم کھائی گئی وہ خود بھی نفل ہے۔

259:(وَ) لَا (نَاذِرٍ) بِمُتَنَفِّلٍ، وَلَا بِمُفْتَرِضٍ، وَلَا (بِنَاذِرٍ) لِأَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا كَمُفْتَرِضٍ فَرْضًا آخَرَ إلَّا إذَا نَذَرَ أَحَدُهُمَا عَيْنَ مَنْذُورِ الْآخَرِ لِلِاتِّحَادِ(قَوْلُهُ إلَّا إذَا نَذَرَ أَحَدَهُمَا إلَخْ) بِأَنْ قَالَ بَعْدَ نَذْرِ صَاحِبِهِ نَذَرْت تِلْكَ الْمَنْذُورَةَ الَّتِي نَذَرَهَا فُلَانٌ شَرْحُ الْمُنْيَةِ (قَوْلُهُ لِلِاتِّحَادِ) لِأَنَّهُ لَمَّا نَذَرَ مَنْذُورَةَ صَاحِبِهِ فَكَأَنَّهُمَا نَذَرَا صَلَاةً بِعَيْنِهَا، بِخِلَافِ مَا إذَا نَذَرَتْ كُلٌّ مِنْهُمَا صَلَاةً لِأَنَّ مَا أَوْجَبَهُ كُلٌّ مِنْهُمَا بِنَذْرِهِ غَيْرُ مَا أَوْجَبَهُ الْآخَرُ، وَلَيْسَ مَنْذُورُ أَحَدِهِمَا أَقْوَى مِنْ الْآخَرِ[1]

ترجمہ: نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء اپنے مثل کے پیچھے صحیح ہے۔بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً زید نے دو رکعات نفل پڑھنے کی نذر مانی ہو اور بکر نے بھی دو رکعات نفل کی نذر مانی ہو۔اس لئے کہ جب اس نے اپنے ساتھی جیسی نذر مانی تو گویا دونوں نے ایک ہی نماز کی نذر مانی۔اگر دونوں کی نذر ایک نہ ہو بلکہ زید نے جدا نذر مانی ہو اور بکر نے جدا نذر مانی ہو۔تو پھر اقتداء صحیح نہیں۔اس لئے کہ ایک نے جس چیز کی نذر مانی وہ دوسرے کی نذر سے مختلف چیز ہے اور دونوں میں سے ایک کی نذر دوسرے سے قوی نہیں ہے۔

260: (وَلَا يَصِحُّ اقْتِدَاءُ رَجُلٍ بِامْرَأَةٍ)(قَوْلُهُ وَلَا يَصِحُّ اقْتِدَاءُ إلَخْ) الْمُرَادُ بِالْمَرْأَةِ الْأُنْثَى الشَّامِلُ لِلْبَالِغَةِ وَغَيْرِهَا؛ كَمَا أَنَّ الْمُرَادَ بِالْخُنْثَى مَا يَشْمَلُهُمَا أَيْضًا. وَأَمَّا الرَّجُلُ، فَإِنْ أَرَادَ بِهِ الْبَالِغَ اقْتَضَى بِمَفْهُومِهِ صِحَّةَ اقْتِدَاءِ الصَّبِيِّ بِالْمَرْأَةِ وَالْخُنْثَى،[2]

ترجمہ: مرد کے لئے عورت کی اقتدا درست نہیں ہے۔یہاں پر عورت سے مراد مؤنث ہے چاہے بالغ ہو یا نابالغ۔جیسے خنثیٰ سے مراد وہ فرد ہے جو خنثیٰ کی تعریف کے ضمن میں آتا ہے۔اور آدمی اس سے مراد اگر بالغ مرد ہو تو پھر اس کے مفہوم سے بچے کا عورت اور خنثیٰ کی اقتدا کرنا درست ثابت ہوتا ہے۔

---

[1] شامی ص393ج2
[2] شامی ص387ج2

5-:261 جو عورت اپنے حیض کے ایام بھول گئی ہو اور کسی مرض کی وجہ سے خون برابر جاری ہو۔ اُس کے پیچھے اُس جیسی عورت کی اقتداء صحیح نہیں۔ کیونکہ احتمال ہے شاید عورت امام کے حیض کے دن یہی ہوں اور مقتدی عورت کے پاکی کے دن ہو۔ 6-::262 بے ہوش یا دیوانے شخص کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں۔ جو کہ بالکل دیوانہ ہو۔ اگر دیوانگی ایسی ہو کہ کبھی ہو اور کبھی نہ ہو تو عالم صحت میں اُس کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔

7-:263 کسی غیر معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔ (عذر سے مراد وہ عذر ہے جو کتاب الطہارت میں بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً مسلسل بول وغیرہ کی بیماری وغیرہ) لیکن اگر عذر ختم ہونے کے بعد وضو کرے اور دوبارہ عذر پیش آنے سے پہلے وہ اپنی نماز پوری کرلے اگر اس دوران کوئی اُس کے پیچھے اقتداء کر چکا ہو تو وہ اقتداء صحیح ہے۔

261: الاقتداء بالمماثل صحیح الا ثلاثۃ الخنثیٰ المشکل والضالۃ والمستحاضۃ ای لاحتمال الحیض (قولہ لاحتمال الحیض)وقد صرح بہ فی القنیۃ بقولہ ومن جوز اقتداء الضالۃ بالضالۃ فقد غلط غلطا فاحشا لاحتمال اقتدائھا بالحائض[1]

ترجمہ: اپنے جیسے کی اقتدا درست ہے لیکن تین افراد میں نہیں۔ خنثیٰ مشکل، اپنے حیض کے دن بھولنے والی عورت اور مستحاضہ۔ اس لئے اس میں حیض کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اور جس نے اپنے حیض کے ایام بھولی ہوئی عورت کی اقتدا اس جیسی عورت کے پیچھے درست کرنے کو جائز قرار دیا ہے حقیقت میں اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے اس لئے کہ احتمال ہے شاید عورت امام کے حیض کے دن یہی ہوں اور مقتدی عورت کے پاکی کے دن ہوں۔

262: (وَكَذَا لَا يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ بِمَجْنُونٍ مُطْبِقٍ أَوْ مُتَقَطِّعٍ فِي غَيْرِ حَالَةِ إفَاقَتِهِ وَسَكْرَانَ) أَوْ مَعْتُوهٍ ذَكَرَهُ الْحَلَبِي(قَوْلُهُ فِي غَيْرِ حَالَةِ إفَاقَتِهِ) وَأَمَّا فِي حَالَةِ الْإِفَاقَةِ فَيَصِحُّ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْخُلَاصَةِ.[2]

ترجمہ: اسی طرح کامل دیوانے شخص کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں ہاں اگر دیوانگی ایسی ہو کہ کبھی ہو اور کبھی نہ ہو تو عالم صحت میں اُس کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔ (بحر عن الخلاصۃ)

263: (وَلَا طَاهِرٍ بِمَعْذُورٍ) هَذَا (إنْ قَارَنَ الْوُضُوءُ الْحَدَثَ أَوْ طَرَأَ عَلَيْهِ) بَعْدَهُ (وَصَحَّ لَوْ تَوَضَّأَ عَلَى الِانْقِطَاعِ وَصَلَّى كَذَلِكَ)[3]

ترجمہ: کسی غیر معذور (پاک) کی اقتداء معذور کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر عذر ختم ہونے کے بعد وضو کرے

---

[1] ایضا 390ج2

[2] ایضا 389ج2

[3] محولہ بالہ

8-:264 تندرست عورت کی اقتداء حیض والی عورت کے پیچھے صحیح نہیں۔

9-:265 ایک عذر رکھنے والے کی اقتداء دو عذر رکھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں۔ مثلاً مسلسل بول والے شخص کی اقتداء اُس کے پیچھے جائز نہیں جس کو مذکورہ بیماری بھی ہو اور اخراج ہوا کا عارضہ بھی ہو۔

10-:266 کسی عذر سے معذور شخص کی اقتداء کسی ایسے معذور کے پیچھے درست نہیں جس کو اُس سے مختلف عذر ہو۔ مثلاً ایک کو مسلسل بول ہو۔ تو دوسرے کو مسلسل اخراج ہوا کا عارضہ ہو۔

اور دوبارہ عذر پیش آنے سے پہلے وہ اپنی نماز پوری کرلے اگر اس دوران کوئی اُس کے پیچھے اقتداء کر چکا ہو وہ اقتداء صحیح ہے۔

264: الاقتداء بالمماثل صحیح الا ثلاثۃ الخنثیٰ المشکل والضالۃ والمستحاضۃ ای لاحتمال الحیض (قولہ لاحتمال الحیض)وقد صرح بہ فی القنیۃ بقولہ ومن جوز اقتداء الضالۃ بالضالۃ فقد غلط غلطا فاحشا لاحتمال اقتدائھا بالحائض[1]

ترجمہ: اپنے جیسے کی اقتدا درست ہے لیکن تین افراد میں نہیں۔ خنثیٰ مشکل، اپنے حیض کے دن بھولنے والی عورت اور مستحاضہ۔ اس لئے اس میں حیض کا احتمال ہو سکتا ہے۔ اور جس نے اپنے حیض کے ایام بھولی ہوئی عورت کی اقتدا اس جیسی عورت کے پیچھے درست کرنے کو جائز قرار دیا ہے حقیقت میں اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے اس لئے کہ احتمال ہے شاید عورت امام کے حیض کے دن یہی ہوں اور مقتدی عورت کے پاکی کے دن ہوں۔

265:وَكَذَا لَا يُصَلِّي مَنْ بِهِ سَلَسُ الْبَوْلِ خَلْفَ مَنْ بِهِ انْفِلَاتُ رِيحٍ وَجُرْحٌ لَا يَرْقَأُ ؛ لِأَنَّ الْإِمَامَ صَاحِبُ عُذْرَيْنِ وَالْمَأْمُومُ صَاحِبُ عُذْرٍ كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ .[2]

ترجمہ: پیشاب کے قطروں کی شکایت رکھنے والے شخص کی اقتداء اُس کے پیچھے جائز نہیں جس کو قطروں کی بیماری بھی ہو اور اخراج ہوا کا عارضہ بھی ہو۔ اس لئے کہ امام کو دو عذر ہیں اور مقتدی کو ایک عذر اور ایک عذر رکھنے والے کی اقتداء دو عذر رکھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں۔

266: فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُصَلِّيَ مَنْ بِهِ انْفِلَاتُ رِيحٍ خَلْفَ مَنْ بِهِ سَلَسُ الْبَوْلِ كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ[3]

ترجمہ: اخراج ہوا کا عارضہ رکھنے والے شخص کی اقتداء اُس کے پیچھے جائز نہیں جس کو قطروں کی بیماری ہو۔ (البحر الرائق)

---

[1] ایضاص390ج2
[2] ہندیہ ص94ج1
[3] ایضاص94ج1

11-:267 قاری کی اقتداءاُمی کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔ قاری سے مراد وہ شخص ہے کہ جسے صرف اس قدر قرآن شریف یاد ہو جس سے نماز پڑھی جا سکے۔اور اُمی سے مراد وہ ہے جسے قرآن شریف میں سے کچھ بھی یاد نہ ہو۔

-12 جس شخص کا ستر کپڑے وغیرہ سے ڈھکا ہوا ہو اُس کی اقتداء کسی برہنہ کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔

-13 کسی اُمی کی اقتداء گونگے کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اُمی تکبیر تحریمہ تو کہہ سکتا ہے اور گونگا تو وہ بھی نہیں کہہ سکتا۔

-14 کسی اُمی کے پیچھے کوئی اُمی اور قاری دونوں اقتداء کریں۔ تو یہ اقتداء صحیح نہیں۔ سب کی نماز ادا نہ ہوئی۔ اس صورت میں امام کی نماز اس وجہ سے فاسد ہو گئی کہ وہ قاری کو آگے کر سکتا تھا۔ااور قاری کی قرأت سب کے لیے کافی تھی۔ جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو اُس اُمی مقتدی کی نماز بھی ادا نہیں ہوئی اور قاری کی نماز اس وجہ سے ادا نہیں ہوئی کیونکہ قاری کی اقتداءاُمی کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔

-15 اگر کوئی برہنہ شخص امامت کرے، کپڑے پہنے ہوئے اور برہنہ مقتدیوں کی تو اس صورت میں امام اور برہنہ مقتدیوں کی نماز تو ادا ہو چکی ہے۔ لیکن دوسرے مقتدیوں کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کسی معذور کے پیچھے غیر معذور اور معذوروں نے اقتداء کی تو غیر معذوروں کے سوا دوسرے معذوروں کی نماز ہو چکی ہے۔ اور غیر معذوروں کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ اس مسئلہ میں اور اول مسئلہ میں یہ فرق ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہوتی ہے۔ لیکن امام کی طہارت اور ستر عورت مقتدی کے لیے کافی نہیں ہوتی۔

267:(وَ) لَا (حَافِظِ آيَةٍ مِنْ الْقُرْآنِ بِغَيْرِ حَافِظٍ لَهَا) وَهُوَ الْأُمِّيُّ، وَلَا أُمِّيٍّ بِأَخْرَس لِقُدْرَةِ الْأُمِّيِّ عَلَى التَّحْرِيمَةِ فَصَحَّ عَكْسُهُ (وَ) لَا (مَسْتُورِ عَوْرَةٍ بِعَارٍ) .
فَلَوْ أَمَّ الْعَارِيَ عُرْيَانًا وَلَابِسَيْنِ فَصَلَاةُ الْإِمَامِ وَمُمَاثِلُهُ جَائِزَةٌ اتِّفَاقًا، وَكَذَا ذُو جُرْحٍ بِمِثْلِهِ وَبِصَحِيحٍ (قَوْلُهُ بِغَيْرِ حَافِظٍ لَهَا) شَمَلَ مَنْ يَحْفَظُهَا أَوْ أَكْثَرَ مِنْهَا، لَكِنْ بِلَحْنٍ مُفْسِدٍ لِلْمَعْنَى لِمَا فِي الْبَحْرِ: الْأُمِّيُّ عِنْدَنَا مَنْ لَا يُحْسِنُ الْقِرَاءَةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ مَنْ لَا يُحْسِنُ الْفَاتِحَةَ ---(قَوْلُهُ اتِّفَاقًا) بِخِلَافِ الْأُمِّيِّ إذَا أَمَّ أُمِّيًّا وَقَارِئًا فَإِنَّ صَلَاةَ الْكُلِّ فَاسِدَةٌ عِنْدَ الْإِمَامِ لِأَنَّ الْأُمِّيَّ يُمْكِنُ أَنْ يَجْعَلَ صَلَاتَهُ بِقِرَاءَةٍ إذَا اقْتَدَى بِقَارِئٍ لِأَنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ وَلَيْسَتْ طَهَارَةُ الْإِمَامِ وَسِتْرُهُ طَهَارَةً وَسِتْرًا لِلْمَأْمُومِ حُكْمًا فَافْتَرَقَا بَحْرٌ[1]

ترجمہ: قرآن کی کسی آیت کے حافظ کی اقتدا غیر حافظ (امی) کے پیچھے درست نہیں ہے۔(یہاں حافظ سے مراد قاری ہے اور قاری سے مراد وہ شخص ہے کہ جسے صرف اس قدر قرآن شریف یاد ہو جس سے نماز پڑھی جا سکے۔اور اُمی سے مراد وہ ہے جسے قرآن شریف میں سے کچھ بھی یاد نہ ہو۔احناف کے ہاں امی وہ ہے جو فرض کے بقدر قرآن بھی اچھے طریقے سے یاد نہ رکھ

---

[1] ابن عابدین ص391ج2

268: -16 رکوع اور سجدہ کر سکنے والوں کی اقتداءاُس شخص کے پیچھے صحیح نہیں ہے جو مذکورہ دونوں کی ادائیگی سے عاجز ہو۔اِسی طرح اُس کے پیچھے بھی جائز نہیں جو صرف سجدہ کرنے سے عاجز ہو۔-

17 فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔

-18 نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں۔اس لیے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔

-19 جس نے دو رکعات نفل پڑھنے کی قسم کھائی ہو۔اُس کے پیچھے اُس شخص کی اقتداء صحیح نہیں ہے جس نے نذر مانی ہو، دو رکعات نفل کی، اس لیے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نماز نفل ہے وجہ یہ ہے کہ قسم کا پورا کرنا ضروری ہے۔اور وہ کفارہ ادا کرنے سے سے بھی پورا ہو جاتا ہے نفل ادا کئے بغیر۔

سکتا ہو اور شافعیہ کے ہاں جو شخص فاتحہ کا حافظ نہ ہو وہ امی ہے۔)

کسی اُمی کی اقتداء گونگے کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔کیونکہ اُمی تکبیر تحریمہ تو کہہ سکتا ہے اور گونگا تو وہ بھی نہیں کہہ سکتا۔کیونکہ اگر کسی امی نے امی اور قاری کی امامت کی تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی امام ابو حنیفہؒ کے ہاں، اس لئے کہ امی کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ اپنی نماز کو قرات والی بنا سکتا تھا اگر وہ قاری کی اقتدا کر لیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ امام کی قرات مقتدی کو کافی ہو جاتی ہے۔اور امام کی طہارت اور اس کا ستر مقتدی کے لئے طہارت اور ستر نہیں ہوتا۔پس دونوں حکم جدا ہو گئے۔(بحر) جس شخص کا ستر کپڑے وغیرہ سے ڈھکا ہوا ہو اُس کی اقتداء کسی برہنہ کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔لیکن اگر کسی برہنہ کی کسی کپڑے پہنے ہوئے اور عریاں مقتدیوں نے کی تو اِس صورت میں امام اور برہنہ مقتدیوں کی نماز تو ادا ہو چکی ہے۔لیکن دوسرے مقتدیوں کی نماز ادا نہیں ہوئی۔اسی طرح زخم والے کی نماز اس جیسے اور صحیح کے پیچھے درست ہے۔

268:ولا قادر على الركوع وسجود بعاجز عنهما لبناء القوى على الضعيف[1]

ترجمہ: رکوع اور سجود پر قادر شخص کی اقتداء ان دونوں سے عاجز شخص کے پیچھے درست نہیں ہے قوی کی بنیاد ضعیف پر رکھنے کی وجہ سے۔

---

[1] ایضاً ص391 ج2

269:-20۔ حروف کو بخوبی پڑھنے والے کی اقتداء ایسے شخص کے پیچھے جائز نہیں۔ جو حروف کی ادائیگی بخوبی نہ کر سکتا ہو۔ مثلا س کو ث پڑھے یار، کو غ پڑھے۔ اگر اتفاقاً ایک آدھ لفظ منہ سے ویسے نکل جائے اور اس سے معنی کو بھی نقصان نہ پہنچے تو وہ اقتداء کے لیے مانع نہیں ہے۔

268: (وَ) لَا (نَاذِرٍ) بِمُتَنَفِّلٍ، وَلَا بِمُفْتَرِضٍ، وَلَا (بِنَاذِرٍ) لِأَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا كَمُفْتَرِضٍ فَرْضًا آخَرَ إلَّا إذَا نَذَرَ أَحَدُهُمَا عَيْنَ مَنْذُورِ الْآخَرِ لِلِاتِّحَادِ (وَ) لَا (نَاذِرٍ بِحَالِفٍ) لِأَنَّ الْمَنْذُورَةَ أَقْوَى فَصَحَّ عَكْسُهُ ،[1]

ترجمہ: نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں۔ اس لیے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔ اسی طرح فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک گویا ایک الگ فرض ہے الا یہ کہ ایک نذر ماننے والا بھی اسی چیز کی نذر کرے جو دوسرے نے کی ہے تو نذر مانی ہوئی چیز کے اتحاد کی وجہ سے دونوں کی نماز ایک دوسرے کے پیچھے درست ہو جائے گی۔ اسی طرح نذر ماننے والے کی نماز قسم کھانے والے کے پیچھے نہیں ہو گی کیونکہ نذر شدہ چیز اقوی ہے، ہاں اس کا عکس درست ہے کہ قسم کھانے والے کی نماز ناذر کے پیچھے ہو جائے گی۔

269: (وَ) لَا (غَيْرِ الْأَلْثَغِ بِهِ) أَيْ بِالْأَلْثَغِ (عَلَى الْأَصَحِّ) كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمُجْتَبَى، وَحَرَّرَ الْحَلَبِيُّ وَابْنُ الشِّحْنَةِ أَنَّهُ بَعْدَ بَذْلِ جُهْدِهِ دَائِمًا حَتْمًا كَالْأُمِّيِّ، فَلَا يَؤُمُّ إلَّا مِثْلَهُ، وَلَا تَصِحُّ صَلَاتُهُ إذَا أَمْكَنَهُ الِاقْتِدَاءُ بِمَنْ يُحْسِنُهُ أَوْ تَرَكَ جُهْدَهُ أَوْ وَجَدَ قَدْرَ الْفَرْضِ مِمَّا لَا لَثَغَ فِيهِ، هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمُخْتَارُ فِي حُكْمِ الْأَلْثَغِ، وَكَذَا مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى التَّلَفُّظِ بِحَرْفٍ مِنْ الْحُرُوفِ أَوْ لَا يَقْدِرُ عَلَى إخْرَاجِ الْفَاءِ إلَّا بِتَكْرَارٍ. (قَوْلُهُ وَلَا غَيْرِ الْأَلْثَغِ بِهِ) هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ بَعْدَ اللَّامِ مِنْ اللَّثَغِ بِالتَّحْرِيكِ. قَالَ فِي الْمُغْرِبِ: هُوَ الَّذِي يَتَحَوَّلُ لِسَانُهُ مِنْ السِّينِ إلَى الثَّاءِ، وَقِيلَ مِنْ الرَّاءِ إلَى الْغَيْنِ أَوْ اللَّامِ أَوْ الْيَاءِ. زَادَ فِي الْقَامُوسِ أَوْ مِنْ حَرْفٍ إلَى حَرْفٍ[2]

ترجمہ: حروف کو بخوبی پڑھنے والے کی اقتداء ایسے شخص کے پیچھے جائز نہیں جو حروف کی ادائیگی بخوبی نہ کر سکتا ہو۔ یہی سب سے اصح قول ہے۔ حلبی اور ابن شحنۃ نے لکھا ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش کے بعد بھی اگر پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ امی کی مانند ہے، اس لئے اپنے جیسے امی کی امامت کر سکتا ہے کسی اور کی نہیں۔ جو شخص حروف میں سے کسی حرف کے صحیح اخراج پر قادر نہ ہو یا حرف ف کو بغیر تکرار کے ادا نہ کر سکے اس کی امامت بھی درست نہیں۔ یا اس کی زبان حرف ادا کرتے ہوئے پھسل جائے مثلا س کو ث پڑھے یا، ر، کو، غ، پڑھے یا ایک حرف دوسرے حرف کی طرف نکل جائے تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہو گی۔۔ اگر اتفاقاً ایک آدھ لفظ منہ سے ویسے نکل جائے اور اس سے معنی کو بھی نقصان نہ پہنچے تو اس وجہ سے اقتداء منع نہیں ہے۔

---

[1] محولہ بالہ

[2] شامی ص395ج2

270: یازدہم: یعنی گیارہویں شرط اقتداء کی یہ ہے کہ امام پر فرداً نماز پڑھنا واجب نہ ہو۔ یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں ہے جس کا اکیلے نماز پڑھنا ضروری ہو۔ مثلاً مسبوق :امام کے سلام پھیرنے کے بعد جن رکعات کی ادائیگی باقی ہے وہ اس کے لئے اکیلے ادا کرنا ضروری ہے۔ لہذا اسوجہ سے اس کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں۔ اوراسی طرح اقتداء کے لیے ضروری ہے کہ امام بحالت امامت کسی کا مقتدی نہ ہوا گرامام کسی کا مقتدی ہو تو اُس کے پیچھے اقتداء صحیح نہیں۔ چاہے وہ حقیقتاً مقتدی ہو جیسا کہ مدرک یا حکماً جیسا کہ لاحق۔ اس لیے کہ باقی رکعتوں کی ادائیگی میں لاحق مثل مقتدی کے ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص مدرک یا لاحق کی اقتداء کرے تو صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر لاحق، مسبوق کے پیچھے یا مسبوق، لاحق کے پیچھے اقتداء کرے تو صحیح نہیں ہے۔

270: (وَ) لَا (لَاحِقٍ وَ) لَا (مَسْبُوقٍ بِمِثْلِهِمَا) لِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ الِاقْتِدَاءَ فِي مَوْضِعِ الِانْفِرَادِ مُفْسِدٌ كَعَكْسِهِ. (قَوْلُهُ الِاقْتِدَاءُ فِي مَوْضِعِ الِانْفِرَادِ) هَذَا يَجْرِي فِي اقْتِدَاءِ الْمَسْبُوقِ بِمَسْبُوقٍ أَوْ لَاحِقٍ، وَقَوْلُهُ كَعَكْسِهِ: يَعْنِي الِانْفِرَادَ فِي مَوْضِعِ الِاقْتِدَاءِ يَجْرِي فِي اقْتِدَاءِ اللَّاحِقِ بِلَاحِقٍ أَوْ مَسْبُوقٍ، فَإِنَّ اللَّاحِقَ إذَا قَصَدَ الِاقْتِدَاءَ بِغَيْرِ إمَامه فَكَأَنَّهُ انْفَرَدَ أَوَّلًا عَنْ إمَامِهِ ثُمَّ اقْتَدَى فَصَحَّ أَنَّهُ انْفَرَدَ فِي مَوْضِعِ الِاقْتِدَاءِ ح.[1]

ترجمہ: اور نہ لاحق اور نہ ہی مسبوق کی اقتدا کرے مگر ان جیسا ہی۔ جیسا کہ یہ بات واضح ہوگئی کہ اقتدا منفرد ہونے کی صورت میں مفسد نماز ہے۔(قَوْلُهُ الِاقْتِدَاءُ فِي مَوْضِعِ الِانْفِرَادِ)

یہ مسبوق کی مسبوق کی اقتدا کی صورت میں یا مسبوق کی لاحق کی اقتدا کی صورت میں چلتا ہے۔(وَقَوْلُهُ كَعَكْسِهِ) یعنی اقتدا کی جگہ میں انفراد یہ لاحق شخص کی لاحق امام کی اقتدا میں چلتا ہے یا مسبوق میں چلتا ہے۔ اس لئے کہ جب لاحق اقتدا کا ارادہ کرے گا امام کے بغیر تو گویا اولاً وہ اپنے امام سے منفرد ہو گیا پھر اقتدا کی تو درست ہے کہ اس نے اقتدا کی جگہ میں انفرادیت اختیار کی۔

---

[1] ایضاص395ج2

مبحث سوم :جماعت میں شمولیت اور عدم شمولیت کا بیان

271:اگر کسی نمازی نے نماز ابھی ادا نہ کی ہو تو اذان ہونے کے بعد اُسکے لئے مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ چاہے اذان اُس کے داخل ہونے سے پہلے ہو چکی ہو یا اُس کی موجودگی میں۔ بلکہ اذان اگر نہ بھی ہوئی ہو اور وقت داخل ہو جائے تو یہی حکم ہے کہ اب مسجد سے نکلنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر شرعی وجہ ہو مثلاً وہ شخص کسی دوسری مسجد کا مؤذن ہو یا امام ہو۔ یا مجلس وعظ میں شرکت کے لیے دوسری مسجد جائے یا سبق پڑھانے کیلئے جائے۔ یا کسی ضرورت کی وجہ سے جائے اور اُس کا ارادہ دوبارہ آنے کا ہو۔ تو اِن صورتوں میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اپنے محلے کی مسجد میں نماز ابھی ادا نہ ہوئی ہو اور یہ وہاں جانا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اِس صورت میں علماء کرامؒ کا اختلاف ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اُسی مسجد میں نماز ادا کرے۔ اس لیے کہ مسجد سے نکلنے میں تہمت کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ :272:اگر کوئی شخص نماز ادا کر چکا ہو اور پھر اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکل آئے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ لیکن اگر ظہر کا وقت ہو یا عشاء کا تو اقامت شروع ہونے کے بعد نکلنا مکروہ ہے لہٰذا نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جائے۔ کیونکہ فرض نماز تو وہ ادا کر چکا ہے۔اور یہ نماز اُس کی نفل نماز ہو جائے گی۔ اور اگر صبح کا وقت ہو یا عصر یا مغرب کا وقت ہو تو

271: (وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا لِلنَّهْيِ (خُرُوجُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيهِ) جَرَى عَلَى الْغَالِبِ وَالْمُرَادُ دُخُولُ الْوَقْتِ أُذِّنَ فِيهِ أَوْ لَا (إلَّا لِمَنْ يَنْتَظِمُ بِهِ أَمْرُ جَمَاعَةٍ أُخْرَى) أَوْ كَانَ الْخُرُوجُ لِمَسْجِدِ حَيِّهِ وَلَمْ يُصَلُّوا فِيهِ، أَوْ لِأُسْتَاذِهِ لِدَرْسِهِ، أَوْ لِسَمَاعِ الْوَعْظِ أَوْ لِحَاجَةٍ وَمِنْ عَزْمِهِ أَنْ يَعُودَ نَهْرٌ ۔ (قَوْلُهُ أَوْ كَانَ الْخُرُوجُ لِمَسْجِدِ حَيِّهِ إلَخْ) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ إمَامًا وَلَا مُؤَذِّنًا كَمَا فِي النِّهَايَةِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَلَا يَخْفَى مَا فِيهِ إذْ خُرُوجُهُ مَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا وَالصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مَنْدُوبَةٌ، فَلَا يَرْتَكِبُ الْمَكْرُوهَ لِأَجْلِ الْمَنْدُوبِ وَلَا دَلِيلَ يَدُلُّ عَلَيْهِ. اهـ.
قُلْت: لَكِنَّ تَتِمَّةَ عِبَارَةِ النِّهَايَةِ هَكَذَا لِأَنَّ الْوَاجِبَ عَلَيْهِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ، وَلَوْ صَلَّى فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَلَا بَأْسَ أَيْضًا لِأَنَّهُ صَارَ مِنْ أَهْلِهِ. وَالْأَفْضَلُ أَنْ لَا يَخْرُجَ لِأَنَّهُ يُتَّهَمُ اهـ[1]

ترجمہ: اس آدمی کا اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جس نے ابھی نماز ادا نہیں کی مکروہ تحریمی ہے۔ یہ غالب گمان پر قیاس کیا گیا ہے، اور مراد ہے وقت کا داخل ہونا جس میں اذان ہوئی ہے۔ صرف اس کے لئے مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے جسے کسی اور نماز کا انتظام کرنا ہو، یا پھر مسجد سے نکلنا اس مقصد سے ہو کہ اپنے محلے کی مسجد کے لئے ہو اور وہاں لوگوں نے نماز نہ پڑھی ہو، یا اپنے استاد کے درس میں پہنچنا ہو، یا وعظ سننے کے لئے نکلنا ہو یا کسی کام سے نکلنا ہو اور اس کا پختہ ارادہ ہو کہ وہ واپس آجائے گا۔(نھر)
مسجد سے نکلنا اس مقصد سے ہو کہ اپنے محلے کی مسجد کے لئے ہو،اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ امام اور مؤذن نہ بھی ہو۔ بحر میں کہا ہے: جو کچھ اس مسئلے میں ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے،اس لئے کہ اس کا مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہے اور محلے کی مسجد میں نماز مندوب ہے،تو مندوب کی وجہ سے مکروہ کا ارتکاب نہیں کیا جائے گا۔
میں نے کہا: نھایۃ کی عبارت کا تتمہ اس طرح ہے: اس لئے کہ اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے محلے کی مسجد میں نماز ادا کرے،اور اگر اس نے اس مسجد میں نماز ادا کی تو بھی کوئی بات نہیں اس لئے کہ وہ اہل مسجد میں سے ہو گیا ہے۔اور افضل یہ ہے کہ وہ مسجد سے نہ نکلے تاکہ اس پر تہمت نہ لگائی جائے۔

---

[1] شامی ص612ج2

جماعت کے ساتھ شامل نہ ہو کیونکہ مذکورہ نمازوں کے بعد نفل مشروع نہیں ہے۔ مغرب کی نماز میں اگر وہ جماعت کے ساتھ شامل ہوگا۔ تو تین رکعات ادا کرے گا۔ اور تین رکعات نفل نہیں ہیں۔ اگر ایک رکعات ساتھ اور ملائے تو امام کی مخالفت لازم آئے گی۔

مسئلہ: 273: اگر کوئی نمازی فرض نماز کی ادائیگی اکیلے شروع کرچکا ہو اور اس دوران وہاں اُسی نماز کی جماعت شروع ہو جائے اور نماز چار رکعات والی ہو اور اُس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز توڑ دے یعنی کھڑے کھڑے سلام پھیرنے کے بعد جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرچکا ہو تو دوسری رکعت بھی ساتھ پوری کرلے۔ اور پھر سلام پھیر دے۔ تو یہ نماز اُس کی نفل ہو گئی۔ اب وہ امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرچکا ہو تو چوتھی رکعت پڑھ کر فرض نماز پوری کرلے۔ اگر اب وہ امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے۔ تو یہ نماز نفل ہو گی۔ البتہ عصر کی نماز کے بعد چونکہ نفل کی نماز نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں جماعت میں شامل نہ ہو۔

مسئلہ: 272:(وَ) إِلَّا (لِمَنْ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعِشَاءَ) وَحْدَهُ (مَرَّةً) فَلَا يُكْرَهُ خُرُوجُهُ بَلْ تَرْكُهُ لِلْجَمَاعَةِ (إلَّا عِنْدَ) الشُّرُوعِ فِي (الْإِقَامَةِ) فَيُكْرَهُ لِمُخَالَفَتِهِ الْجَمَاعَةَ بِلَا عُذْرٍ. بَلْ يَقْتَدِي مُتَنَفِّلًا لِمَا مَرَّ (وَ) إلَّا (لِمَنْ صَلَّى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ مَرَّةً) فَيَخْرُجُ مُطْلَقًا (وَإِنْ أُقِيمَتْ) لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ، وَفِي الْمَغْرِبِ أَحَدُ الْمَحْظُورَيْنِ الْبُتَيْرَاءُ أَوْ مُخَالَفَةُ الْإِمَامِ بِالْإِتْمَامِ.

وَفِي النَّهْرِ: يَنْبَغِي أَنْ يَجِبَ خُرُوجُهُ لِأَنَّ كَرَاهَةَ مُكْثِهِ بِلَا صَلَاةٍ أَشَدُّ.[1]

ترجمہ: جس شخص نے ظہر اور عشاء ایک مرتبہ اکیلے ہی پڑھ لی ہوں تو اس کا جماعت کو ترک کر کر کے مسجد سے نکلنا مکروہ نہیں ہے مگر یہ کہ جماعت کے لیے اقامت شروع ہو چکی ہو، تو اس وقت بغیر کسی عذر کے جماعت کو چھوڑ کر نکلنا مکروہ ہوگا۔ بلکہ وہ اس حالت میں نفل ادا کرنے والے کی حیثیت سے اقتدا کرے گا۔، اور جو فجر، عصر اور مغرب ایک مرتبہ ادا کرچکا ہو اس کا علی الاطلاق نکلنا درست ہے، اگرچہ نماز کھڑی ہی کیوں نہ ہو گئی ہو، فجر اور عصر میں تو ان کے بعد نفل پڑھنے کی کراہت کی وجہ سے اور مغرب میں دو میں سے ایک ممنوع کے لازم ہونے کی وجہ سے، بتیراکی وجہ سے یا مکمل کرنے کی صورت میں امام کی مخالفت کرنے کی وجہ سے۔ اور نھر میں ہے: چاہیے کہ وہ مسجد سے نکل جائے اس لئے کہ اس کا نماز کی ادائیگی کے بغیر مسجد میں رکنا زیادہ شدید ہے۔

مسئلہ: 273:(شَرَعَ فِيهَا أَدَاءً) خَرَجَ النَّافِلَةُ وَالْمَنْذُورَةُ وَالْقَضَاءُ فَإِنَّهُ لَا يَقْطَعُهَا (مُنْفَرِدًا ثُمَّ أُقِيمَتْ) أَيْ شُرِعَ فِي الْفَرِيضَةِ فِي مُصَلَّاهُ، لَا إقَامَةُ الْمُؤَذِّنِ وَلَا الشُّرُوعُ فِي مَكَان وَهُوَ فِي غَيْرِهِ (يَقْطَعُهَا) لِعُذْرِ إحْرَازِ الْجَمَاعَةِ كَمَا لَوْ نَدَّتْ دَابَّتُهُ أَوْ فَارَ قِدْرُهَا، أَوْ خَافَ ضَيَاعَ دِرْهَمٍ مِنْ مَالِهِ، أَوْ كَانَ فِي النَّفْلِ فَجِيءَ بِجِنَازَةٍ وَخَافَ فَوْتَهَا قَطَعَهُ لِإِمْكَانِ قَضَائِهِ.وَيَجِبُ الْقَطْعُ لِنَحْوِ إنْجَاءِ غَرِيقٍ أَوْ حَرِيقٍ. وَلَوْ دَعَاهُ أَحَدُ أَبَوَيْهِ فِي الْفَرْضِ لَا يُجِيبُهُ إلَّا أَنْ يَسْتَغِيثَ بِهِ. وَفِي النَّفْلِ إنْ عَلِمَ أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ فَدَعَاهُ لَا يُجِيبُهُ وَإِلَّا أَجَابَهُ (قَائِمًا) لِأَنَّ الْقُعُودَ مَشْرُوطٌ لِلتَّحَلُّلِ، وَهَذَا قَطْعٌ لَا تَحَلُّلٌ، وَيَكْتَفِي (بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ) هُوَ الْأَصَحُّ غَايَةٌ(وَيَقْتَدِي بِالْإِمَامِ) وَهَذَا (إنْ لَمْ يُقَيِّدْ الرَّكْعَةَ الْأُولَى بِسَجْدَةٍ أَوْ قَيَّدَهَا) بِهَا (فِي

---

[1] شامی محولہ بالہ

غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ أَوْ فِيهَا و) لَكِنْ (ضَمَّ إلَيْهَا) رَكْعَةً (أُخْرَى) وُجُوبًا ثُمَّ يَأْتَمُّ إحْرَازًا لِلنَّفْلِ وَالْجَمَاعَةِ (وَإِنْ صَلَّى ثَلَاثًا مِنْهَا) أَيْ الرُّبَاعِيَّةِ (أَتَمَّ) مُنْفَرِدًا (ثُمَّ اقْتَدَى) بِالْإِمَامِ (مُتَنَفِّلًا ، وَيُدْرِكُ) بِذَلِكَ (فَضِيلَةَ الْجَمَاعَةِ) حَاوِي (إلَّا فِي الْعَصْرِ) فَلَا يَقْتَدِي لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَهُ (قَوْلُهُ وَهَذَا إنْ لَمْ يُقَيِّدْ إلَخْ) حَاصِلُ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ: شَرَعَ فِي فَرْضٍ فَأُقِيمَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ لِلْأُولَى قَطَعَ وَاقْتَدَى ، فَإِنْ سَجَدَ لَهَا ، فَإِنْ فِي رُبَاعِيٍّ أَتَمَّ شَفْعًا وَاقْتَدَى مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلثَّالِثَةِ ، فَإِنْ سَجَدَ أَتَمَّ وَاقْتَدَى مُتَنَفِّلًا إلَّا فِي الْعَصْرِ ، وَإِنْ فِي غَيْرِ رُبَاعِيٍّ قَطَعَ وَاقْتَدَى مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلثَّانِيَةِ ، فَإِنْ سَجَدَ لَهَا أَتَمَّ وَلَمْ يَقْتَدِ. اهـ۔[1]

ترجمہ: نماز کو ادا کرنے کی نیت سے شروع کیا(اس طرح نفل، نذر اور قضا نماز خارج ہو گئی اس لئے کہ وہ اسے قطع نہیں کرتی،)انفرادی طور پر، لیکن پھر جماعت کھڑی ہو گئی، مطلب ہے کہ وہ نمازی اس نماز کی جگہ پر اپنی فرض نماز شروع کر چکا ہو (اقامت مؤذن اور شروع فی المکان مراد نہیں ہے)تو اپنی نماز منقطع کر دے گا جامعت سے احراز کی وجہ سے، جیسا کہ اس کا جانور بھاگ گیا ہو، یا اس کا برتن بھر گیا ہو، یا اپنے مال میں سے درہم ضائع ہو جانے کا خدشہ لاحق ہو گیا ہو یا پھر جیسے نفل میں مشغول تھا کہ جنازہ آ گیا اور اس کے فوت ہونے کے خوف سے نفل منقطع کر کے نماز جنازہ ادا کیا اس لئے کہ نفل کی قضا ممکن تھی، اور نامز ٹرٹدینا کسی جلتے یا ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے واجب ہے۔اور اگر اس کے والدین میں سے کسی ایک نے فرض نماز کی ادائیگی کے دوران اسے بلایا تو اسے جواب نہیں دے گا مگر یہ کہ جب اس سے مدد طلب کی تو پھر دے گا۔اور نفل میں اگر والد کو علم ہو کہ بیٹا نماز میں ہے اور پھر بھی اسے آواز دی تو وہ جواب نہ دے، اور اگر علم نہ ہو تو جواب دے دینا چاہئے۔(کھڑے ہو کر) اس لئے کہ قعود تحلل کے لئے شرط ہے، اور یہ قطع ہے تحلل نہیں ہے۔اور ایک ہی سلام کافی ہے، اور امام کی اقتدا کرے گا۔اگر پہلی رکعات کا سجدہ کر چکا ہو تو دوسری رکعات بھی ساتھ پوری کر لے۔اور پھر سلام پھیرے۔تو یہ نماز اُس کی نفل ہو گئی۔اب وہ امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے اور اگر تیسرے رکعات کا سجدہ کر چکا ہو تو چوتھی رکعت بھی پوری کر لے اور فرض نماز پوری ہو گئی۔اب وہ امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے۔تو یہ نماز نفل کی نماز ہو گی۔البتہ عصر کے نماز کے بعد چونکہ نفل کی نماز نہیں ہے۔لہٰذا اس صورت میں جماعت میں شامل نہ ہو۔(اور اگر اقتدا نہ کرے تو)اس مسئلے کا حاصل کلام یہ ہے کہ نمازی فرض ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا اور اسی اثنا میں اس کے پہلی رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے ہی جماعت کھڑی ہو گئی، تو نماز توڑ کر امام کی اقتدا کرے گا۔اگر چار رکعت والی نماز میں ہے تو دو رکعتیں پوری کر کے فرض میں شامل ہو جائے گا اگر تیسری کا سجدہ نہیں کیا تو، اور اگر کر لیا تو نماز پوری کرے گا اور امام کے پیچھے نفل کی اقتدا کرے گا سوائے عصر کے، اور اگر غیر رباعی نماز میں ہے تو جب تک دوسری کا سجدہ نہ کیا ہو تو توڑ کر اقتدا میں شامل ہو جائے گا، اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اسے پورا کرے گا اور اقتدا نہیں کرے گا۔

---

[1] شامی ص606ج2

مسئلہ: 275:اگر کوئی فرض نماز فجر یا مغرب کی پڑھنی شروع کر چکا ہو اور اس دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو وہ اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ وہ پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا ہو۔ اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے لیکن اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو اب نماز پوری کر لے اور جماعت میں شامل نہ ہو۔

مسئلہ: 276:اگر کوئی نمازی نفل کی نماز شروع کر چکا ہو اور اب فرض نماز کی ادائیگی کے لیے جماعت کھڑی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نفل نہ توڑے۔ بلکہ دو رکعات ادا کر کے باقاعدہ سلام پھیرے۔ چاہے نیت چار رکعات کی ادائیگی کی کیوں نہ کی ہو۔

مسئلہ: 277:اگر ظہر یا جمعہ کی چہار رکعات سنت مؤکدہ شروع کر چکا ہو اور اس دوران جماعت یا خطبہ شروع ہو جائے تو مذکورہ نماز پوری کرے گا۔ اس کے توڑنے کا حکم نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ وہ سلام دو رکعات کے بعد پھیرے گا (اور فرض نماز کے بعد دوبارہ قضا ادا کرے گا) یا چار رکعات پوری کرنے کے بعد۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کرامؒ کے نزدیک دو رکعت

مسئلہ: 275:إِنْ صَلَّى رَكْعَةً مِنْ الْفَجْرِ أَوْ الْمَغْرِبِ فَأُقِيمَ يَقْطَعُ وَيَقْتَدِي وَكَذَا يَقْطَعُ الثَّانِيَةَ مَا لَمْ يُقَيِّدْهَا بِالسَّجْدَةِ وَإِذَا قَيَّدَهَا بِهَا لَمْ يَقْطَعْهَا وَإِذَا أَتَمَّهَا لَمْ يَشْرَعْ مَعَ الْإِمَامِ لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَلِمَا فِيهِ مِنْ الْإِتْيَانِ بِالْوِتْرِ فِي النَّفْلِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَوْ مُخَالَفَةِ إمَامِهِ ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَكُلُّ ذَلِكَ بِدْعَةٌ[1]

ترجمہ: اگر فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا اور اسی اثنا میں جماعت کھڑی ہو گئی تو اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے گا اور اسی طرح دوسری رکعت میں ہو تو اسے بھی توڑ دے گا اگر دوسری رکعت میں سجدہ نہ کیا ہو۔ اور اگر دوسری رکعت میں سجدہ کر لیا ہو تو نماز نہیں توڑے گا، اور اگر اس نے نماز پوری کر لی تو امام کے ساتھ ادا کرنا مشروع نہیں ہے نفل نماز کی ادائیگی کے مکروہ ہونے کی وجہ سے نماز فجر کے بعد، اور اس وجہ سے بھی کہ نماز مغرب کے بعد طاق عدد میں نفل پڑھنے کی وجہ سے یا امام کی مخالفت کی وجہ سے، تبیین میں اسی طرح ہے، اور یہ سب بدعت ہے۔

مسئلہ: 276:والشارع فی النفل لا يقطع مطلقا ويتمه رکعتين (قوله مطلقا)ای سواءقيد الاولی بسجدة اولا[2]

پوری کرے گا پھر باقاعدہ سلام پھیرے گا۔ اور بعض کے نزدیک چار پوری کرے گا لیکن یہ اختلاف اس وقت ہے کہ تیسری رکعت ابھی تک شروع نہ کی ہو اور اگر اس کا سجدہ کر لیا ہو تو اب اسے مکمل کرنا ضروری ہے، اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ ابھی

---

[1] ہندیہ ص132ج1

[2] ردالمحتار ص611ج2

تک نہ کیاہو تو اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پوری کرے لیکن تخفیف قرأت کے ساتھ اور بعض کہتے ہیں کہ بیٹھ کر سلام پھیر دے۔

ترجمہ: جس نے نفل شروع کر دی تو وہ مطلقا اسے نہیں توڑے گا اور اسے دو رکعت کر کے پورا کر دے (قولہ مطلقا) یعنی چاہے پہلی رکعت کا سجدہ کیاہو یا نہ کیاہو۔

مسئلہ:277:(وَكَذَا سُنَّةُ الظُّهْرِ و) سُنَّةُ (الْجُمُعَةِ إِذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ) يُتِمُّهَا أَرْبَعًا (عَلَى) الْقَوْلِ (الرَّاجِحِ) لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ خِلَافًا لِمَا رَجَّحَهُ الْكَمَال (قَوْلُهُ خِلَافًا لِمَا رَجَّحَهُ الْكَمَالُ) حَيْثُ قَالَ: وَقِيلَ يَقْطَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ، وَهُوَ الرَّاجِحُ لِأَنَّهُ يَتَمَكَّنُ مِنْ قَضَائِهِ بَعْدَ الْفَرْضِ. وَلَا إبْطَالَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ، فَلَا يَفُوتُ فَرْضُ الِاسْتِمَاعِ وَالْأَدَاءِ عَلَى الْوَجْهِ الْأَكْمَلِ بِلَا سَبَبٍ. اهـ.أَقُولُ: وَظَاهِرُ الْهِدَايَةِ اخْتِيَارُهُ، وَعَلَيْهِ مَشَى فِي الْمُلْتَقَى وَنُورِ الْإِيضَاحِ وَالْمَوَاهِبِ وَجُمُعَةِ الدُّرَرِ وَالْفَيْضِ، وَعَزَاهُ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ إلَى الْبُرْهَانِ. وَذَكَرَ فِي الْفَتْحِ أَنَّهُ حُكِيَ عَنْ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ رَجَعَ إلَيْهِ لَمَّا رَآهُ فِي النَّوَادِرِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَنَّهُ مَالَ إلَيْهِ السَّرَخْسِيُّ وَالْبَقَّالِيُّ. وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ أَنَّهُ رَجَعَ إلَيْهِ الْقَاضِي النَّسَفِيُّ. وَظَاهِرُ كَلَامِ الْمَقْدِسِيِّ الْمَيْلُ إلَيْهِ. وَنَقَلَ فِي الْحِلْيَةِ كَلَامَ شَيْخِهِ الْكَمَالِ. ثُمَّ قَالَ: وَهُوَ كَمَا قَالَ.هَذَا، وَمَا رَجَّحَهُ الْمُصَنِّفُ صَرَّحَ بِتَصْحِيحِهِ الْوَلْوَالِجِيُّ وَصَاحِبُ الْمُبْتَغَى وَالْمُحِيطِ ثُمَّ الشُّمُنِّيُّ. وَفِي جُمُعَةِ الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ: وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. قَالَ فِي الْبَحْرِ وَالظَّاهِرُ مَا صَحَّحَهُ الْمَشَايِخُ لِأَنَّهُ لَا شَكَّ أَنَّ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ إبْطَالَ وَصْفِ السُّنِّيَّةِ لَا لِإِكْمَالِهَا، وَتَقَدَّمَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ، وَيَشْهَدُ لَهُمْ إثْبَاتُ أَحْكَامِ الصَّلَاةِ الْوَاحِدَةِ لِلْأَرْبَعِ مِنْ عَدَمِ الِاسْتِفْتَاحِ وَالتَّعَوُّذِ فِي الشَّفْعِ الثَّانِي، إلَى غَيْرِ ذَلِكَ كَمَا قَدَّمْنَاهُ اهـ وَأَقَرَّهُ فِي النَّهْرِ.أَقُولُ: لَكِنْ تَقَدَّمَ فِي بَابِ النَّوَافِلِ أَنَّهُ يَقْضِي رَكْعَتَيْنِ لَوْ نَوَى أَرْبَعًا وَأَفْسَدَهُ، وَأَنَّهُ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ عَنْ أَصْحَابِنَا وَعَلَيْهِ الْمُتُونُ، وَأَنَّهُ صَحَّحَ فِي الْخُلَاصَةِ رُجُوعَ أَبِي يُوسُفَ إلَيْهِ، وَصَرَّحَ فِي الْبَحْرِ أَنَّهُ يَشْمَلُ السُّنَّةَ الْمُؤَكَّدَةَ كَسُنَّةِ الظُّهْرِ، حَتَّى لَوْ قَطَعَهَا قَضَى رَكْعَتَيْنِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَأَنَّ مِنْ الْمَشَايِخِ مَنْ اخْتَارَ قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ فِي السُّنَنِ الْمُؤَكَّدَةِ وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْفَضْلِ وَصَحَّحَهُ فِي النِّصَابِ، وَقَدَّمْنَا هُنَاكَ أَنَّ ظَاهِرَ الْهِدَايَةِ وَغَيْرِهَا تَرْجِيحُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، فَحَيْثُ كَانَتْ الْمُتُونُ عَلَى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ مِنْ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ بِالشُّرُوعِ فِي السُّنَنِ إلَّا رَكْعَتَانِ لَمْ تَكُنْ فِي حُكْمِ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، وَلَمْ يَكُنْ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ إبْطَالًا لَهَا وَإِبْطَالَ وَصْفِ السُّنِّيَّةِ لِمَا هُوَ أَقْوَى مِنْهُ مَعَ إمْكَانِ تَدَارُكِهَا بِالْقَضَاءِ بَعْدَ الْفَرْضِ لَا مَحْذُورَ فِيهِ فَتَدَبَّرْ.ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ هَذَا كُلَّهُ حَيْثُ لَمْ يَقُمْ إلَى الثَّالِثَةِ، أَمَّا إنْ قَامَ إلَيْهَا وَقَيَّدَهَا بِسَجْدَةٍ، فَفِي رِوَايَةِ النَّوَادِرِ يُضِيفُ إلَيْهَا رَابِعَةً وَيُسَلِّمُ، وَإِنْ لَمْ يُقَيِّدْهَا بِسَجْدَةٍ. قَالَ فِي الْخَانِيَّةِ: لَمْ يُذْكَرْ فِي النَّوَادِرِ. وَاخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِيهِ قِيلَ يُتِمُّهَا أَرْبَعًا وَيُخَفِّفُ الْقِرَاءَةَ وَقِيلَ يَعُودُ إلَى الْقَعْدَةِ وَيُسَلِّمُ وَهَذَا أَشْبَهُ. اهـ.[1]

ترجمہ: اگر ظہر یا جمعے کی چہار رکعات سنت مؤکدہ شروع کر چکاہو اور اس دوران جماعت یا خطبہ شروع ہو جائے تو مذکورہ نماز پوری کرے گا۔اس کے توڑنے کا حکم نہیں ہے۔اس لئے کہ وہ ایک ہی نماز ہے۔اور قطع اکمال کے لئے نہیں بلکہ ابطال کے لئے ہوتاہے، کمال کے قول کی مخالفت کے ساتھ۔ صاحب کمال نے کہاہے کہ وہ دو رکعتوں پر سلام پھیر دے گا،اسلئے کہ فرض کی ادائیگی کے بعد قضا کے طور پر اسے ادا کر سکتاہے۔اور دو رکعتوں کے بعد سلام میں کوئی ابطال نہیں ہے اس طرح فرض اور ادا مکمل انداز میں فوت نہ ہو پائیں گے۔اس میں علما کا اختلاف ہے، ہدایہ کی ظاہری عبارت مین اسی کو اختیار کیا گیاہے، جبکہ الملتقی، نور الایضاح، المواھب، جمعۃالدرر اور الفیض میں یہی منہج اختیار کیا گیاہے۔امام ابو حنفہ کے قول پر سرخسی اور بقالی نے لبیک کہا ہے۔ قاضی نسفی نے بھی اس طرف رجوع کیاہے، مقدسی کے کلام سے بھی یہی میلان معلوم ہوتاہے۔اور جس چیز کو مصنف

---

[1] شامی ص611ج2

مسئلہ : 278:اگر نمازی کو یہ خوف ہو کہ ظہر یا جمعے کی سنت مؤکدہ ادا کروں تو جماعت شروع ہو جائے گی۔اور پہلی رکعت میں شمولیت نہ ہو سکے گی۔ تو اُسے چاہیے کہ سنت مؤکدہ جماعت کے بعد بطور قضا ادا کرے یعنی فرض نماز کے بعد جو سنت مؤکدہ ہیں اُن سے پہلے یہ سنت ادا کرلے اور بعض علماء کرام ؒ کہتے ہیں کہ اُن کے بعد ادا کرے۔

نے قابل ترجیح قرار دیا ہے اس طرف ولوالجی، صاحب المبتغی، المحیط اور سمنی اور شرنبلالیۃ نے رخ کیا ہے۔ بحر میں کہا ہے کہ ظاہر ہے کہ جس کو مشائخ نے صحیح قرار دیا ہے وہی ٹھیک ہے اس لئے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دینا سنیت کے وصف کو باطل کرنا ہے نہ کہ اس کو مکمل کرنا ہے۔اور کہا کہ یہ جائز نہیں ہے۔اور اس کے لئے ایک نماز کے اثبات کے احکام شواہد کے طور پر پیش کئے جس میں رکعت ثانی میں عدم استفتاح اور تعوذ ہے۔یہ سب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ لیکن باب نوافل میں گزر چکا ہے کہ اگر چار کی نیت کی تو وہ دو رکعت ہی پڑے گا باقی کو فاسد کرے گا، یہی ظاہر روایت ہے اور متون میں بھی یہی درج ہے۔اور اسی طرف ابو یوسف کا رجوع منقول ہے۔البحر میں صراحت کی ہے اس میں ظہر کی سنت بھی شامل ہے۔یہاں تک کہ اگر اسے توڑا تو پھر اس کی قضا کرے گا۔اور مشائخ میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے سنن مؤکدہ میں امام ابو یوسف کا قول اختیار کیا ہے جیسے ابن فضل نے اور نصاب میں اسے صحیح قرار دیا گیا ہے۔اور ہم نے پہلے یہ بات بیان کر دی ہے کہ ہدایہ وغیرہ میں ترجیح ظاہر روایت کو دی گئی ہے۔جن متون میں یہ بات موجود ہے کہ سنن شروع کرنے کے بعد اسے دو رکعت پر ہی اکتفا کر لینا چاہئے وہ دراصل سنن کو ایک نماز تصور نہیں کرتے، تمام حیثیات سے، اور ان کے ہاں دو رکعت پر سلام پھیرنے سے ان کے ہاں ابطال نہیں ہوتا، اور سنیت کے وصف کو اس سے قوی کے لئے باطل کر دینا اس امکان کے ساتھ بعد میں اس سنت کو فرض کی ادائیگی کے بعد قضا کے طور پر ادا کیا جا سکتا ہے تو اس بات میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

پھر یہ بات بھی سمجھ لیں کہ جب وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا نہ ہوا ہو، اگر تیسر رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور اس کا سجدہ بھی کر لیا تو نوادر کی روایت کے مطابق وہ چوتھی رکعت کا اضافہ کر کے سلام پھیرے گا۔اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ ابھی ادا نہ کیا ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چار رکعت پوری کرے گا لیکن تخفیف قرأت کے ساتھ، بعض کہتے ہیں کہ بیٹھ کر سلام پھیر دے گا۔

مسئلہ :278: (بِخِلَافِ سُنَّةِ الظُّهْرِ) وَكَذَا الْجُمُعَةُ (فَإِنَّهُ) إنْ خَافَ فَوْتَ رَكْعَةٍ (يَتْرُكُهَا) وَيَقْتَدِي (ثُمَّ يَأْتِي بِهَا) عَلَى أَنَّهَا سُنَّةٌ (فِي وَقْتِهِ) أَيْ الظُّهْرِ (قَبْلَ شَفْعِهِ) عِنْدَ مُحَمَّدٍ، وَبِهِ يُفْتَى جَوْهَرَةٌ. (قَوْلُهُ وَكَذَا الْجُمُعَةُ) أَيْ حُكْمُ الْأَرْبَعِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ كَالْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ كَمَا لَا يَخْفَى بَحْرٌ، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَمْ يَرَهُ فِي الْبَحْرِ مَنْقُولًا صَرِيحًا، وَقَدْ ذَكَرَهُ فِي الْقُهُسْتَانِيِّ، لَكِنْ لَمْ يَعْزُهُ إلَى أَحَدٍ. وَذَكَرَ السِّرَاجُ الْحَانُوتِيُّ أَنَّ هَذَا مُقْتَضَى مَا فِي الْمُتُونِ وَغَيْرِهَا، لَكِنْ قَالَ فِي رَوْضَةِ الْعُلَمَاءِ إنَّهَا تَسْقُطُ لِمَا رُوِيَ أَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - قَالَ " إذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ إلَّا الْمَكْتُوبَةَ " اهـ رَمْلِيٌّ (قَوْلُهُ وَبِهِ يُفْتَى) أَقُولُ: وَعَلَيْهِ الْمُتُونُ، لَكِنْ رَجَّحَ فِي الْفَتْحِ تَقْدِيمَ الرَّكْعَتَيْنِ.[1]

ترجمہ: ظہر اور جمعے کی سنت کے بر خلاف، اس لئے کہ اگر مقتدی کو ایک رکعت کے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو سنت چھوڑ دے گا اور فرض نماز ادا کرے گا اور نماز کے بعد سنت ادا کرے گا اپنے وقت میں، یہ امام محمد کے ہاں ہے۔اسی پر فتوی ہے۔(جوہرہ) اسی طرح جمعے کی سنت بھی، جمعے سے پہلے کی چار سنتوں کا حکم بھی ظہر کی چار سنتوں کی مانند ہے۔جیسا کہ یہ بات ظاہر

---

[1] ایضا 219ج2

مسئلہ: 279:اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے لیے ایسے وقت میں پہنچے کہ جماعت کھڑی ہو اور اس نے سنت ادا نہ کی ہوں۔ اب اگر اُسے یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ کم سے کم ایک رکعت میں وہ جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے گا تو مسجد کے دروازے کے قریب سنت نماز ادا کرے۔ اگر دروازے کے پاس ایسی جگہ نہ ہو تو صف میں سنت کی نماز ادا نہ کرے۔ بلکہ ایک طرف کسی ستون کے پیچھے یا کسی اور جگہ دور ادا کرے۔ اگر امام کے ساتھ ایک رکعت میں بھی شامل نہ ہو سکے تو سنت چھوڑ دے اور بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام کے ساتھ تشہد میں شامل ہو سکے تو سنت پڑھ لے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: 280:اگر نمازی کو یہ خوف ہو کہ اگر فجر کی سنتیں مکمل پڑھ لوں تو جماعت فوت ہو جائے گی تو اس صورت میں اُسے چاہیے کہ جو چیزیں نماز میں فرض اور واجب ہیں۔ مذکورہ سنت میں اُن کا خیال رکھے اور جو سنت اور مستحب ہیں اُن کو چھوڑ دے۔

ہے۔ بحر میں یہ بات البتہ صراحت کے ساتھ منقول نہیں ہے۔ سراج حانوتی نے ذکر کیا ہے کہ یہ تو متون میں موجد عبارات کا مقتضی ہے لیکن روضۃ العلماء میں کہا ہے کہ یہ ساقط ہو جائیں گی اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " جب امام نماز پڑھانے نکلے تو صرف فرض نماز ہی ادا کی جائے گی۔" رملی، اور اسی پر فتوی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ متون میں یہی بات ہے۔ لیکن فتح میں تقدیم رکعتیں کو راجح قرار دیا گیا ہے۔

مسئلہ:279: (وَإِذَا خَافَ فَوْتَ) رَكْعَتَيْ (الْفَجْرِ لِاشْتِغَالِهِ بِسُنَّتِهَا تَرَكَهَا) لِكَوْنِ الْجَمَاعَةِ أَكْمَلَ (وَإِلَّا) بِأَنْ رَجَا إدْرَاكَ رَكْعَةٍ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ. وَقِيلَ التَّشَهُّدُ وَاعْتَمَدَهُ الْمُصَنِّفُ وَالشُّرُنْبُلالي تَبَعًا لِلْبَحْرِ، لَكِنْ ضَعَّفَهُ فِي النَّهْرِ (لَا) يَتْرُكُهَا بَلْ يُصَلِّيهَا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ إنْ وَجَدَ مَكَانًا وَإِلَّا تَرَكَهَا لِأَنَّ تَرْكَ الْمَكْرُوهِ مُقَدَّمٌ عَلَى فِعْلِ السُّنَّةِ. (قَوْلُهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ) أَيْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْقُهُسْتَانِيُّ. وَقَالَ فِي الْعِنَايَةِ لِأَنَّهُ لَوْ صَلَّاهَا فِي الْمَسْجِدِ كَانَ مُتَنَفِّلًا فِيهِ عِنْدَ اشْتِغَالِ الْإِمَامِ بِالْفَرِيضَةِ وَهُوَ مَكْرُوهٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ مَوْضِعٌ لِلصَّلَاةِ يُصَلِّيهَا فِي الْمَسْجِدِ خَلْفَ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ،[1]

ترجمہ: اگر نمازی کو فجر کی دو رکعتیں فوت ہونے کا خوف ہو فجر کی سنتوں میں مشغولیت کی وجہ سے تو وہ ان سنتوں کو چھوڑ دے گا جماعت کے زیادہ کامل ہونے کی وجہ سے اور اگر ایسا نہ ہو یعنی اسے امید ہو کہ وہ ایک رکعت پالے گا تو پھر سنت پوری کر کے فرض میں شامل ہو جائے گا۔ کہا گیا ہے کہ اگر تشہد کے ملنے کا بھی یقین تھا تو تب بھی پوری کر لے، مصنف اور شرنبلالی نے بحر کی اتباع میں اسی قول پر اعتماد کیا ہے۔ لیکن صاحب نھر نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ سنتوں کو نہیں چھوڑے گا بلکہ نماز پڑھے گا مسجد کے دروازے پر اگر جگہ ملے تو ورنہ چھوڑ دے گا اس لئے کہ ترک مکروہ فعل سنت پر مقدم ہے۔ اور مسجد کے دروازے کے نزدیک پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ مسجد سے باہر جس کی صراحت قہستانی نے کی ہے۔ عنایۃ میں کہا ہے کہ اس لئے کہ اگر وہ مسجد میں پڑھتا تو یہ صورت بنتی کہ وہ مسجد میں نفلوں میں مشغول ہوتا اور امام فرض میں مصروف ہوتا اور یہ مکروہ ہے۔ اگر مسجد کے دروازے کے پاس جگہ نہ ہو نماز کی ادائیگی کی تو پھر مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے پیچھے نماز پڑھے۔

مسئلہ:280:قَالَ فِي الْقُنْيَةِ: لَوْ خَافَ أَنَّهُ لَوْ صَلَّى سُنَّةَ الْفَجْرِ بِوَجْهِهَا تَفُوتُهُ الْجَمَاعَةُ، وَلَوْ اقْتَصَرَ فِيهَا بِالْفَاتِحَةِ وَتَسْبِيحَةٍ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ يُدْرِكُهَا فَلَهُ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَيْهَا لِأَنَّ تَرْكَ السُّنَّةِ جَائِزٌ لِإِدْرَاكِ الْجَمَاعَةِ، فَسُنَّةُ السُّنَّةِ أَوْلَى. وَعَنْ الْقَاضِي الزَّرَنْجَرِيِّ: لَوْ خَافَ أَنْ تَفُوتَهُ

---

[1] ایضا216ج2

مسئلہ: 281:اگر جماعت کے ساتھ آخری قعدہ میں شمولیت پالے تو جماعت کی فضیلت اُسے حاصل ہو گئی اور جماعت اُسے نہ مل سکی۔ اگر قسم کھا چکا ہو کہ میں فلاں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا نہیں کروں گا تو اس صورت میں حانث نہیں ہو گا۔

الرَّكْعَتَانِ يُصَلِّي السُّنَّةَ وَيَتْرُكُ الثَّنَاءَ وَالتَّعَوُّذَ وَسُنَّةَ الْقِرَاءَةِ، وَيَقْتَصِرُ عَلَى آيَةٍ وَاحِدَةٍ لِيَكُونَ جَمْعًا بَيْنَهُمَا وَكَذَا فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ. اهـ. وَفِيهَا أَيْضًا: صَلَّى سُنَّةَ الْفَجْرِ وَفَاتَهُ الْفَجْرُ لَا يُعِيدُ السُّنَّةَ إذَا قَضَى الْفَجْرَ. اهـ.[1]

ترجمہ: (قَالَ فِي الْقُنْيَةِ) اگر نمازی کو یہ خوف ہو کہ اگر فجر کی سنتیں مکمل پڑھ لوں تو جماعت فوت ہو جائے گی تو اس صورت میں اُسے چاہیے کہ فرض کو پانے کے لیے فاتحہ اور رکوع اور سجود میں صرف ایک ایک تسبیح پر اکتفا کرے اس لیے کہ سنت کا چھوڑنا فرض کو پانے کے لئے جائز ہے۔ تو سنت کی سنت کو چھوڑنا تو بطریق اولی جائز ہو گا۔ قاضی زرنجری سے روایت ہے کہ اگر اسے نماز فجر کی دونوں رکعتیں فوت ہونے کا خوف ہو تو وہ سنت پڑھے اور ثنا، تعوذ اور سنت قرات چھوڑ دے اور ایک ہی آیت پر اقتصار کر لے تاکہ سنت اور فرض کے درمیان جمع کو ممکن بنا سکے اسی طرح ظہر کی سنت میں بھی ہے۔ اور اگر صبح کی سنت ادا کر لی لیکن اس سے فجر کی نماز فوت ہو گئی تو جب نماز کی قضا ادا کرے گا تو سنت کو نہیں لوٹائے گا۔

مسئلہ: 281:(وَلَا يَكُونُ مُصَلِّيًا جَمَاعَةً) اتِّفَاقًا (مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ ذَوَاتِ الْأَرْبَعِ) لِأَنَّهُ مُنْفَرِدٌ بِبَعْضِهَا (لَكِنَّهُ أَدْرَكَ فَضْلَهَا) وَلَوْ بِإِدْرَاكِ التَّشَهُّدِ اتِّفَاقًا، (قَوْلُهُ وَلَا يَكُونُ مُصَلِّيًا جَمَاعَةً إلَخْ) فَلَوْ حَلَفَ لَا يُصَلِّي الظُّهْرَ جَمَاعَةً لَا يَحْنَثُ بِإِدْرَاكِ رَكْعَةٍ أَوْ رَكْعَتَيْنِ اتِّفَاقًا؛[2]

ترجمہ: اگر جماعت کے ساتھ آخری قعدہ میں شمولیت پالے تو جماعت کی فضیلت اُسے حاصل ہو گئی اور جماعت اُسے نہ مل سکی۔ اس لئے کہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر قسم کھا چکا ہو کہ میں فلاں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا نہیں کروں گا تو اس صورت میں حانث نہیں ہو گا۔

---

[1] شامی ص618ج2

[2] ردالمحتار ص221ج2

مبحث چہارم: مقتدی سے متعلق احکام

مسئلہ: 282: اگر مقتدی ایک ہو، مرد یا نابالغ لڑکا ہو تو امام کے دائیں طرف امام کے ساتھ قدرے پیچھے کھڑا ہو گا۔ بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: 283: اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے صف میں اُنہیں کھڑا ہونا چاہیے اگر مقتدی دو ہوں اور ایک مقتدی امام کے دائیں اور دوسرا بائیں طرف کھڑا ہو جائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے کہ جب مقتدی دو سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں امام کو آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

مسئلہ: 284: اگر نماز شروع کرتے وقت مقتدی ایک ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔ پھر دوسرا مقتدی آجائے تو پہلے والے مقتدی کو پیچھے ہو کر دوسرے مقتدی کے ساتھ باقاعدہ صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر وہ خود پیچھے نہ ہو تو آنے والے دوسرے مقتدی کو چاہیے کہ اُسے کھینچے اور امام کے پیچھے باقاعدہ صف بنائیں۔ اگر پیچھے جگہ نہ ہو اور آنے والا یہ دوسرا مقتدی بھی

مسئلہ: 282: إذَا كَانَ مَعَ الْإِمَامِ رَجُلٌ وَاحِدٌ أَوْ صَبِيٌّ يَعْقِلُ الصَّلَاةَ قَامَ عَنْ يَمِينِهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ وَلَا يَتَأَخَّرُ عَنْ الْإِمَامِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَلَوْ وَقَفَ عَلَى يَسَارِهِ جَازَ وَقَدْ أَسَاءَ .كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَلَوْ وَقَفَ خَلْفَهُ جَازَ وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ الْكَرَاهِيَةَ نَصًّا وَاخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِيهِ قَالَ بَعْضُهُمْ : يُكْرَهُ هُوَ الصَّحِيحُ .هَكَذَا فِي الْبَدَائِعِ [1]

ترجمہ: اگر امام کے ساتھ ایک مرد ہو یا بچہ ہو لیکن نماز کو سمجھتا ہو تو وہ اس کے دائیں طرف کھڑا ہو گا اور یہی پسندیدہ ہے، اور امام سے پیچھے نہیں ہو گا۔ اور اگر اس کے بائیں جانب کھڑا ہوا تو جائز تو ہے لیکن گناہگار ہو گا۔ اور اگر اس کے پیچھے کھڑا ہو گا تو بھی جائز ہے۔ امام محمد نے اس کی کراہیت ذکر نہیں کی اور مشائخ نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، بعض نے کہا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور یہی صحیح قول ہے۔ (بدائع)

مسئلہ 283: والزائدیقف خلفہ فلو توسط اثنیین کرہ تنزیھا وتحریما لو اکثرولواقام واحد بجنب الامام وخلفہ صف کرہ اجماعا[2]

ترجمہ: ایک سے زیادہ مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، اگر دو مقتدیوں نے امام کو اپنے درمیان کھڑا کر دیا تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر زیادہ ہوں اور امام ان کے درمیان ہو تو مکروہ تحریمی ہے، اور اگر ایک امام کی ایک جانب کھڑا ہو گیا اور اس کے پیچھے صف کھڑی ہے تو یہ بالاجماع مکروہ ہے۔

---

[1] ہندیہ ص98ج1

[2] در مختار ص84

امام کے دائیں یا بائیں کھڑا ہو جائیں۔ مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے تو امام کو چاہیے کہ آگے ہو جائے تا کہ اُس کے پیچھے باقاعدہ صف کھڑی ہو جائے۔

مسئلہ: 285: اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی ہو تو وہ امام کے پیچھے کھڑی ہو نگی۔ خواہ ایک ہو یا دو ہو یا زیادہ ہوں۔

مسئلہ: 284: إِذَا اقْتَدَى بِإِمَامٍ فَجَاءَ آخَرُ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ مَوْضِعَ سُجُودِهِ كَذَا فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ. وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ عَنْ الْجَلَّابِيِّ أَنَّ الْمُقْتَدِيَ يَتَأَخَّرُ عَنْ الْيَمِينِ إلَى خَلْفٍ إذَا جَاءَ آخَرُ. اهـ. وَفِي الْفَتْحِ: وَلَوْ اقْتَدَى وَاحِدٌ بِآخَرَ فَجَاءَ ثَالِثٌ يَجْذِبُ الْمُقْتَدِيَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ وَلَوْ جَذَبَهُ قَبْلَ التَّكْبِيرِ لَا يَضُرُّهُ، وَقِيلَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ اهـ وَمُقْتَضَاهُ أَنَّ الثَّالِثَ يَقْتَدِي مُتَأَخِّرًا وَمُقْتَضَى الْقَوْلِ بِتَقَدُّمِ الْإِمَامِ أَنَّهُ يَقُومُ بِجَنْبِ الْمُقْتَدِي الْأَوَّلِ. وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِلْمُقْتَدِي التَّأَخُّرُ إذَا جَاءَ ثَالِثٌ فَإِنْ تَأَخَّرَ وَإِلَّا جَذَبَهُ الثَّالِثُ إنْ لَمْ يَخْشَ إفْسَادَ صَلَاتِهِ، فَإِنْ اقْتَدَى عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ يُشِيرُ إلَيْهِمَا بِالتَّأَخُّرِ، وَهُوَ أَوْلَى مِنْ تَقَدُّمِهِ لِأَنَّهُ مَتْبُوعٌ[1]

ترجمہ: جب اکیلا آدمی کسی امام کی اقتدا کر رہا ہو اور کوئی دوسرا مقتدی آجائے تو امام مقتدی کے سجدے کے مقام سے آگے ہو جائے گا۔ مختارات النوازل۔ قہستانی کے مطابق مقتدی دائیں سے پیچھے کی طرف جائے گا جب کوئی دوسرا مقتدی آجائے۔

اور فتح میں ہے کہ اگر ایک فرد دوسرے کی اقتدا کر رہا تھا اور تیسرا آگیا تو وہ تکبیر کے بعد اسے کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کر لے، اگر تکبیر سے پہلے بھی کھینچ لیا تو کوئی نقصان نہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ امام کے آگے ہو جائے گا۔ اور کہنے کا تقاضا یہ ہے کہ امام آگے ہو جائے گا اور پہلے مقتدی کے ساتھ کھڑا نہیں ہو گا۔ اور ظاہری طور پر یہ لگتا ہے کہ مقتدی کو پیچھے کھڑا ہو جانا چاہئے، جب تیسرا فرد آجائے، اور اگر یہ پیچھے نہ ہو تو تیسرا اس کی کھینچ کر پیچھے کر سکتا ہے اگر پہلے کی نماز ٹوٹنے کا خوف نہ ہو، اور اگر وہ امام کے بائیں جانب اقتدا کر لے تو امام کو چاہیے کہ ان کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کر دے۔ اور وہ امام کے تقدم سے زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ وہ متبوع ہے، تابع نہیں ہے۔

مسئلہ: 285: وھذا بخلاف المرءة الواحدة فانها تتاخر مطلقا کا لمتعددات للحدیث المذکور[2]

ترجمہ: یہ اکیلی عورت والے مسئلے کے خلاف ہے اگر عورت ایک بھی ہو تو وہ امام کے پیچھے کھڑی ہو گی جس طرح زیادہ عورتیں امام کے پیچھے کھڑی ہوتی ہیں۔

---

[1] شامی ص371 ج2
[2] در مختار ص84

مسئلہ: 286: اگر مقتدیوں میں بچے، بوڑھے، مرد اور عورتیں ہر قسم کے افراد ہوں تو امام کو صف بندی اس ترتیب سے کرنی چاہیے کہ پہلے مردوں، پھر لڑکوں، پھر مخنث، پھر عورتوں اور پھر نابالغ لڑکیوں کو کھڑا کرے۔

287: نوٹ: نماز میں افضل صف مردوں کی وہ ہے جو امام کے نزدیک ہو، پھر دوسری، پھر تیسری اسی طرح علی الترتیب البتہ نماز جنازہ میں آخری صف افضل ہے۔ پھر اُس کے نزدیک دوسری اور اِس طرح علی الترتیب۔

مسئلہ: 288: امام کو چاہیے کہ پہلے صفوں کی درستگی کا حکم دے اور جو آگے پیچھے ہوں اُن سے ٹھیک ہونے کو کہے۔ صف میں خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے بلکہ ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہو اور جو عالم یا حافظ ہو اُسے پہلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ تاکہ اگر لقمہ دینے یا خلیفہ مقرر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ: 286: ویصف ای ویصفھم الامام بان یامرھم بذالک --- الرجال--- ثم الصبیان--- ثم الخناثی ثم النساء[1]

ترجمہ: اور امام صف بندی کرے گا اس طرح کہ وہ ان کو حکم دے گا کہ صف بندی کرو پہلے مرد، پھر بچے پھر خنثی اور پھر عورتیں۔

287: وَخَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا فِي غَيْرِ جِنَازَةٍ ثُمَّ وَثُمَّ؛ (قَوْلُهُ ثُمَّ وَثُمَّ) أَيْ ثُمَّ الصَّفُّ الثَّانِي أَفْضَلُ مِنْ الثَّالِثِ، وَفِي الْجِنَازَةِ مَا يَلِي الْأَخِيرَ أَفْضَلُ مِمَّا تَقَدَّمَهُ رَحْمَتِي[2]

ترجمہ: نماز میں مردوں کی افضل ترین صف وہ ہے جو امام کے نزدیک ہو (یہ جنازے کے علاوہ ہے)، پھر دوسری، پھر تیسری اسی طرح علی الترتیب۔ البتہ نماز جنازہ میں آخری صف افضل ہے۔ پھر اُس کے نزدیک دوسری اور اِس طرح علی الترتیب۔

مسئلہ: 288: (وَيَصُفُّ) أَيْ يَصُفُّهُمْ الْإِمَامُ بِأَنْ يَأْمُرَهُمْ بِذَلِكَ. قَالَ الشُّمُنِّيُّ: وَيَنْبَغِي أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِأَنْ يَتَرَاصُّوا وَيَسُدُّوا الْخَلَلَ وَيُسَوُّوا مَنَاكِبَهُمْ وَيَقِفُ وَسَطًا،[3]

ترجمہ: امام مقتدیوں کی صفیں سیدھی کروائے گا اور اس کے لئے وہ انہیں حکم دے گا۔ شمنی نے کہا ہے: امام کو چاہیے کہ وہ ان کو یہ حکم دے کہ وہ بالکل سیدھی صف بنائیں اور خلا (خالی جگہ) کو پر کریں اور اپنے کندھے برابر کر لیں اور درمیان سے کھڑا ہونا شروع کریں۔

---

[1] در مختار ص 84

[2] شامی ص 372 ج 2

[3] در مختار ص 84

مسئلہ: 289: دوسری صف تب بنانی چاہیے جب پہلی صف پوری ہو جائے۔ اگر پہلی صف میں جگہ ہو اور دوسری صف بنائی جائے تو یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ: 290: صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگر صف میں جگہ ہو تو وہاں کھڑا ہو جائے۔ اگر نہ ہو اور کوئی دوسرا مقتدی نہ آئے تو مذکورہ صف سے ایک آدمی کو کھینچے۔ اور اپنے ساتھ کھڑا کر دے۔ لیکن یہ بھی ہے کہ موجودہ حالات کے مطابق اکثر لوگ مسائل سے ناواقف ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ صف میں کھڑا مقتدی پیچھے کھینچنے پر جنگ پر آمادہ ہو جائے یا نماز کو توڑ دے۔ لہٰذا یہی بہتر ہے کہ تنہا کھڑا ہو جائے اور کسی کو ہاتھ نہ لگائے۔

مسئلہ: 291: مقتدی کی التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھنے سے پہلے اگر امام قعدہ اولیٰ سے اُٹھ جائے تو مقتدی التحیات پوری کر لینے کے بعد اٹھے۔ اور اگر مقتدی کو یہ خیال ہو کہ التحیات پوری کرنے میں امام دوسری رکعت کے رکوع کے لیے جھک جائے گا تو بھی

مسئلہ: 289: وَلَوْ صَلَّى عَلَى رُفُوفِ الْمَسْجِدِ إنْ وَجَدَ فِي صَحْنِهِ مَكَانًا كُرِهَ كَقِيَامِهِ فِي صَفٍّ خَلْفَ صَفٍّ فِيهِ فُرْجَةٌ. قُلْت: وَبِالْكَرَاهَةِ أَيْضًا صَرَّحَ الشَّافِعِيَّةُ.[1]

ترجمہ: مسجد کے صحن میں جگہ کے ہوتے ہوئے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے بالکل اسی طرح جس طرح اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اس کی کراہت کی شافعیہ نے بھی تصریح کی ہے۔

مسئلہ: 290: (قولہ لو کان الصف منتظما) الاصح انہ ینتظر الی الرجوع فان جاء رجل والا جذب الیہ رجلا او دخل فی الصف والقیام وحدہ اولی فی زماننا لغلبۃ الجہل فلعل اذا جرہ تفسد صلاتہ[2]

ترجمہ: اگر صف مرتب اور منظم انداز میں قائم ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہ کسی اور کا انتظار کرے، اگر کوئی آجائے تو اس کے ساتھ صف کا آغاز کرے، ورنہ پہلی صف سے کسی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کر دے یا اس صف میں داخل ہو جائے۔۔۔ لیکن ہمارے زمانے میں اکیلا کھڑا ہونا بہتر ہے، اس لئے کہ جہالت کا غلبہ ہو چکا ہے، اور یہ ممکن ہے کہ اگر آگے والے نمازی کو کھینچا گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے۔

---

[1] ایضا محولہ بالہ
[2] الطحطاوی ص 307

اُسے التحیات پوری کر لینے کے بعد اٹھنا چاہیے۔اب اگر امام رکوع کے لیے جا چکا ہو تو تین بار تسبیح پڑھنے کی مقدار کے برابر قیام کرنے کے بعد رکوع میں جائے۔اس دوران امام اگر سجدے میں چلا جائے تو بھی اُس کو رکوع ادا کرنا چاہیے۔پھر قومہ کے بعد سجدے میں جانا چاہیے۔مطلب یہ ہے کہ امام سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے اقتداء باطل نہیں ہوتی۔اسی طرح اگر آخری قعدہ میں مقتدی کی التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیرے تو مقتدی التحیات پوری کرنے کے بعد سلام پھیرے گا۔اور اگر رکوع یا سجدے میں مقتدی کی تین مرتبہ تسبیح پڑھنے سے پہلے امام اُٹھے تو اُسے امام کی متابعت کرنی چاہیے۔اور یہ صحیح ہے۔

مسئلہ:292:اگر امام قعدہ اولیٰ کے لیے بیٹھا ہو اور مقتدی اُس کے پیچھے نیت باندھ کر شریک ہو جائے۔پھر امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے اٹھ جائے تو مقتدی تشہد پورا کرے گا۔لیکن اگر نہ بھی کرے تو بھی نماز ادا ہو جائے گی۔اس صورت کے برخلاف کہ جب اس میں کوئی سنت معارض ہو جائے اس لئے کہ ترک سنت اولی ہے واجب میں تاخیر کرنے سے۔

مسئلہ: 291: (لَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ) مِنَ الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ (قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمَأْمُومُ التَّسْبِيحَاتِ) الثَّلَاثَ (وَجَبَ مُتَابَعَتُهُ) وَكَذَا عَكْسُهُ فَيَعُودُ وَلَا يَصِيرُ ذَلِكَ رُكُوعَيْنِ (بِخِلَافِ سَلَامِهِ) أَوْ قِيَامِهِ لِثَالِثَةٍ (قَبْلَ تَمَامِ الْمُؤْتَمِّ التَّشَهُّدَ) فَإِنَّهُ لَا يُتَابِعُهُ بَلْ يُتِمُّهُ لِوُجُوبِهِ، وَلَوْ لَمْ يُتِمَّ جَازَ؛ (قَوْلُهُ وَلَوْ لَمْ يُتِمَّ جَازَ) أَيْ صَحَّ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ كَمَا أَفَادَهُ ح، وَنَازَعَهُ ط وَالرَّحْمَتِيُّ، وَهُوَ مُفَادُ مَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ حَيْثُ قَالَ: وَالْحَاصِلُ أَنَّ مُتَابَعَةَ الْإِمَامِ فِي الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ مِنْ غَيْرِ تَأْخِيرٍ وَاجِبَةٌ فَإِنَّ عَارَضَهَا وَاجِبٌ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَفُوتَهُ بَلْ يَأْتِي بِهِ ثُمَّ يُتَابِعُهُ لِأَنَّ الْإِتْيَانَ بِهِ لَا يُفَوِّتُ الْمُتَابَعَةَ بِالْكُلِّيَّةِ وَإِنَّمَا يُؤَخِّرُهَا، وَالْمُتَابَعَةُ مَعَ قَطْعِهِ تُفَوِّتُهُ بِالْكُلِّيَّةِ، فَكَانَ تَأْخِيرُ أَحَدِ الْوَاجِبَيْنِ مَعَ الْإِتْيَانِ بِهِمَا أَوْلَى مِنْ تَرْكِ أَحَدِهِمَا بِالْكُلِّيَّةِ، بِخِلَافِ مَا إذَا عَارَضَتْهَا سُنَّةٌ لِأَنَّ تَرْكَ السُّنَّةِ أَوْلَى مِنْ تَأْخِيرِ الْوَاجِبِ. اهـ.[1]

ترجمہ: اگر امام اپنا سر اٹھاتا ہے رکوع وسجود سے مقتدی کی تین تسبیحات پوری ہونے سے پہلے تو امام کی متابعت کرنا ضروری ہے،اسی طرح اس کا عکس بھی۔یا امام مقتدی کے تشہد مکمل ہونے سے پہلے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو مقتدی تشہد کو پورا کرے گا،اس لئے کہ وہ واجب ہے،اور اگر وہ تشہد پورا نہ کرے تو بھی جائز ہے،لیکن مکروہ تحریمی ہے،حاصل کلام یہ ہے کہ امام کی متابعت فرائض اور واجبات میں بغیر کسی واجب میں تاخیر کے واجب ہے۔اگر اس میں کوئی عارض آجائے تو تو اسے فوت نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے ادا کرنا چاہیے پھر امام کی متابعت کرنی چاہیے اس لئے کہ اس کا پورا کرنا متابعت کو ساقط نہیں کرتا،بلکہ اسے مؤخر کرتا ہے،جب کہ قطع کرنے کے ساتھ جو متابعت ہے وہ اسے مکمل طور پر ساقط کر دیتی ہے،اس لئے دونوں واجبات میں سے ایک کو مؤخر کرنا ان دونوں پر عمل کرنے کی نیت سے یہ زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ ان میں سے کسی ایک کو بالکل ہی چھوڑ دیا جائے۔

---

[1] شامی ص245ج2

مسئلہ :293:اگر مدرک قعدہ اولی میں تشہد امام سے پہلے پڑھ کر پورا کرلے تو خاموش بیٹھا رہے گا۔اور مسبوق کے لیے مستحب ہے کہ امام کے آخری قعدہ میں تشہد رُک رُک کر یعنی آہستہ پڑھے۔تاکہ امام سلام تک پہنچے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر تشہد امام سے پہلے پڑھ لے تو اب کلمہ شہادت پڑھتا رہے اور بعض کہتے ہیں کہ تشہد دوبارہ پڑھے۔اور بعض کہتے ہیں کہ خاموش بیٹھے اور بعض کہتے ہیں کہ درود اور دعا پڑھے۔

مسئلہ :294:اگر مقتدی کے آخری قعدہ میں تشہد پورا کرنے کے بعد اور درود شریف یا دعا پڑھنے سے پہلے امام سلام پھیرے تو مدرک مقتدی امام کی متابعت کرتے ہوئے سلام پھیرے گا۔اگر مقتدی درود اور دعا امام سے پہلے پوری کرلے۔اور پھر مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر لے تو اس کی نماز تو ادا ہو گئی۔لیکن بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔اگر عذر ہو یعنی وضو ٹوٹنے کا خطرہ ہو یا کوئی اور معقول وجہ ہو تو پھر خیر ہے۔

مسئلہ :292: إذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ وَقَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي أَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي التَّشَهُّدَ فَالْمُخْتَارُ أَنْ يُتِمَّ التَّشَهُّدَ .
كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ وَإِنْ لَمْ يُتِمَّ أَجْزَأَهُ .[1]

ترجمہ: جب مقتدی امام کو تشہد میں پالے اور امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے کھڑا ہو جائے یا امام سلام پھیر لے نماز کے آخر میں مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے تو قول مختار یہ ہے کہ وہ اپنا تشہد پورا کرے گا(غیاثیہ) اگر وہ تشہد پورا نہ کرے تو جائز ہے۔

مسئلہ :293:وَلَوْ فَرَغَ الْمُؤْتَمُّ قَبْلَ إمَامِهِ سَكَتَ اتِّفَاقًا، وَأَمَّا الْمَسْبُوقُ فَيَتَرَسَّلُ لِيَفْرُغَ عِنْدَ سَلَامِ إمَامِهِ، وَقِيلَ يُتِمُّ، وَقِيلَ يُكَرِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ (قَوْلُهُ وَقِيلَ يُكَرِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ) كَذَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ.[2]

اگر مقتدی قعدہ اولی میں تشہد امام سے پہلے پڑھ کر پورا کرلے تو خاموش بیٹھا رہے گا۔اور مسبوق امام کے آخری قعدہ میں تشہد رُک رُک کر یعنی آہستہ پڑھے تاکہ امام سلام تک پہنچے۔کہا گیا ہے کہ اگر تشہد امام سے پہلے پڑھ لے تو اب کلمہ شہادت پڑھتا رہے اور بعض کہتے ہیں کہ تشہد دوبارہ پڑھے۔(قَوْلُهُ وَقِيلَ يُكَرِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ) منیہ کی شرح میں ایسا ہے ۔

مسئلہ :294:ولو سلم والموتم فی ادعیۃ التشهد تابعہ لانها سنۃ والناس عنہ غافلون[3]

ترجمہ: اور اگر امام سلام پھیر دے اور مقتدی تشہد کی دعاؤں میں مصروف ہو تو امام اس کی متابعت کرے گا کیونکہ یہ سنت ہے اور اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

---

[1] ہندیہ ص99ج1
[2] ردالمحتار ص270ج2
[3] در مختار ص80

مسئلہ: 295:اگر مقتدی امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور اتنا وقفہ کرے کہ امام پہنچ سکے تو اسکا رکوع ہو گیا۔ لیکن اگر مقتدی اس قدر پہلے چلا جائے کہ امام اُس کے بعد فرض قرأت کے برابر پڑھے تو اس قدر پہلے جانا مکروہ تحریمی ہے۔امام سے پہلے رکوع میں جانا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

مسئلہ:296:اگر مقتدی امام سے پہلے رکوع سے سر اُٹھائے۔اور امام ابھی رکوع میں ہو تو اس مقتدی کو چاہیے کہ دوبارہ رکوع میں جائے اور امام کے ساتھ اُٹھے۔اس صورت میں یہ دو بار جھکنا ایک ہی رکوع شمار ہو گا۔

مسئلہ:297:اگرامام رکوع میں ہو اور مقتدی اس کے پیچھے نیت باندھ کر امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے اس کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے تو مذکورہ رکعت میں شامل تصور ہو گا۔ لیکن اسکے نیت باندھنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے اگرامام رکوع سے سر اٹھائے تو یہ شخص مذکورہ رکعت میں شامل تصور نہیں ہو گا۔ لیکن نیت چونکہ باندھ چکاہے اسلئے مذکورہ رکعت کے دونوں سجدوں میں امام کی متابعت اُس پر واجب ہے۔اگرچہ یہ سجدے ادائیگی میں شامل نہیں ہونگے بلکہ امام کی سلام کے بعد یہ شخص مذکورہ رکعت ساتھ دونوں سجدوں کے ادا کرے گا۔

مسئلہ: 295: وَلَوْ أَتَمَّهُ قَبْلَ إِمَامِهِ فَتَكَلَّمَ جَازَ وَكُرِهَ، (قَوْلُهُ لَوْ أَتَمَّهُ إلَخْ) أَيْ لَوْ أَتَمَّ الْمُؤْتَمُّ التَّشَهُّدَ، بِأَنْ أَسْرَعَ فِيهِ وَفَرَغَ مِنْهُ قَبْلَ إتْمَامِ إمَامَهُ فَأَتَى بِمَا يُخْرِجُهُ مِنْ الصَّلَاةِ كَسَلَامٍ أَوْ كَلَامٍ أَوْ قِيَامٍ جَازَ: أَيْ صَحَّتْ صَلَاتُهُ لِحُصُولِهِ بَعْدَ تَمَامِ الْأَرْكَانِ لِأَنَّ الْإِمَامَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَتَمَّ التَّشَهُّدَ لَكِنَّهُ قَعَدَ قَدْرَهُ لِأَنَّ الْمَفْرُوضَ مِنْ الْقَعْدَةِ قَدْرُ أَسْرَعَ مَا يَكُونُ مِنْ قِرَاءَةِ التَّشَهُّدِ وَقَدْ حَصَلَ، وَإِنَّمَا كُرِهَ لِلْمُؤْتَمِّ ذَلِكَ لِتَرْكِهِ مُتَابَعَةَ الْإِمَامِ بِلَا عُذْرٍ، فَلَوْ بِهِ كَخَوْفِ حَدَثٍ أَوْ خُرُوجِ وَقْتِ جُمُعَةٍ أَوْ مُرُورِ مَارٍّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا كَرَاهَةَ[1]

ترجمہ: اگر مقتدی درود اور دعا امام سے پہلے پوری کرلے۔اور پھر مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر لے یا بات کر لے یا کھڑا ہو جائے تو جائز ہے اس لئے اس نے یہ سب تمام ارکان کو ادا کرنے کے بعد کیا ہے اس کی نماز تو ادا ہو گئی۔اگرچہ اس نے امام کی متابعت کی خلاف ورزی کی ہے لیکن بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔اگر عذر ہو یعنی وضو ٹوٹنے کا خطرہ ہو یا کوئی اور معقول وجہ ہو تو پھر خیر ہے۔

مسئلہ:296:(وَلَوْ رَكَعَ) قَبْلَ الْإِمَامِ (فَلَحِقَهُ إمَامُهُ فِيهِ صَحَّ) رُكُوعُهُ،.[2]

ترجمہ: اور اگر رکوع کیا امام سے پہلے اور مقتدی کو امام مل گیا حالت رکوع میں ہی تو رکوع درست ہو جائے گا۔

---

[1] شامی ص292ج2

[2] ایضاص625ج2

بعض لوگ نیت باندھنے کے بعد اگر رکوع میں شامل ہونے سے رہ جائیں تو پھر واپس ہو جاتے ہیں ایسا کرنا منع ہے۔

مسئلہ:298: مندرجہ ذیل پانچ احکام میں مقتدی امام کی متابعت کریگا یعنی یہ احکام ادا کرنا اگر امام بھول جائیں تو مقتدی بھی ادا نہ کریگا۔

(۱) دعائے قنوت وتر کی نماز میں لیکن بعض کہتے ہیں کہ اگر رکوع میں پہنچ سکے تو پڑھ لے (2) پہلا قعدہ (3) نماز عید کی تکبیرات (4) سجدہ تلاوت (5) سجدہ سہو

مسئلہ:297: (وَلَوْ اقْتَدَى بِإِمَامٍ رَاكِعٍ فَوَقَفَ حَتَّى رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ لَمْ يُدْرِكْ) الْمُؤْتَمُّ (الرَّكْعَةَ) لِأَنَّ الْمُشَارَكَةَ فِي جُزْءٍ مِنْ الرُّكْنِ شَرْطٌ وَلَمْ تُوجَدْ فَيَكُونُ مَسْبُوقًا فَيَأْتِي بِهَا بَعْدَ فَرَاغِ الْإِمَامِ، بِخِلَافِ مَا لَوْ أَدْرَكَهُ فِي الْقِيَامِ وَلَمْ يَرْكَعْ مَعَهُ فَإِنَّهُ يَصِيرُ مُدْرِكًا لَهَا فَيَكُونُ لَاحِقًا فَيَأْتِي بِهَا قَبْلَ الْفَرَاغِ، وَمَتَى لَمْ يُدْرِكْ الرُّكُوعَ مَعَهُ تَجِبُ الْمُتَابَعَةُ فِي السَّجْدَتَيْنِ وَإِنْ لَمْ تُحْسَبَا لَهُ وَلَا تَفْسُدُ بِتَرْكِهِمَا، (قَوْلُهُ وَإِنْ لَمْ تُحْسَبَا لَهُ) أَيْ مِنْ الرَّكْعَةِ الَّتِي فَاتَتْهُ، بَلْ يَلْزَمُهُ الْإِتْيَانُ بِهَا تَامَّةً بَعْدَ الْفَرَاغِ.[1]

ترجمہ: اگر امام رکوع میں ہو اور مقتدی اس کے پیچھے نیت باندھ کر شامل ہوا لیکن اسکے نیت باندھنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے اگر امام رکوع سے سر اٹھائے تو یہ شخص مذکورہ رکعت میں شامل تصور نہیں ہوگا۔اس لئے کہ کسی رکن میں مشارکت اس کے لئے لازمی ہے۔لیکن نیت چونکہ باندھ چکا ہے اسلئے مذکورہ رکعت کے دونوں سجدوں میں امام کی متابعت اُس پر واجب ہے۔اگرچہ یہ سجدے ادائیگی میں شامل نہیں ہونگے بلکہ امام کی سلام کے بعد یہ شخص مذکورہ رکعت ساتھ دونوں سجدوں کے ادا کرے گا۔ بعض لوگ نیت باندھنے کے بعد اگر رکوع میں شامل ہونے سے رہ جائیں تو پھر واپس ہو جاتے ہیں ایسا کرنا منع ہے۔

مسئلہ:298:(خَمْسَةُ أَشْيَاءَ إذَا تَرَكَ الْإِمَامُ تَرَكَ الْمُقْتَدِي أَيْضًا وَتَابَعَ) تَكْبِيرَاتُ الْعِيدِ ، وَالْقَعْدَةُ الْأُولَى ، وَسَجْدَةُ التِّلَاوَةِ ، وَالسَّهْوُ ، وَالْقُنُوتُ إذَا خَافَ فَوْتَ الرُّكُوعِ .هَكَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ وَإِنْ كَانَ لَا يَخَافُ يَقْنُتُ ثُمَّ يَرْكَعُ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ .[2]

ترجمہ: پانچ احکام میں مقتدی امام کی متابعت کریگا یعنی یہ احکام ادا کرنا اگر امام بھول جائیں تو مقتدی بھی ادا نہ کریگا۔نماز عید کی تکبیرات، پہلا قعدہ، سجدہ تلاوت، سجدہ سہو اور دعائے قنوت وتر کی نماز میں اگر رکوع میں نہ پہنچ سکے (هَكَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ)اور اگر پہنچ سکے تو پڑھ لے.(كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ)

---

[1] ایضاً ص623ج2

[2] ہندیہ ص100ج1

299 : مندرجہ ذیل چار احکام میں مقتدی امام کی متابعت نہیں کریگا۔یعنی امام اگر بھول سے ادا کرے تو بھی مقتدی ادا نہیں کریگا۔

(ا) نماز عید میں منقولہ زائد تکبیرات کے علاوہ لیکن تب کہ امام سے براہ راست سن لے۔(2) نماز جنازہ میں پانچویں تکبیر (3) زائد رکن مثلاً ایک ہی رکعت میں دوسرا رکوع یا تیسرا سجدہ(4) پانچویں رکعت کے لیے اُٹھنا۔

300:اور مندرجہ ذیل احکام ایسے ہیں کہ مقتدی اُنہیں ادا کریگا اگرچہ امام ادا نہ کرے۔

(ا) تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھوں کو اُٹھانا(2) ثناپڑھناامام کے قرأت شروع کرنے سے پہلے(3) تکبیرات انتقال یعنی رکوع اور سجدے میں جانے کے لیے تکبیر کہنا وغیرہ(4) ربنالک الحمد پڑھنا اگرچہ امام سمع اللہ لمن حمدہ نہ بھی پڑھے(5) رکوع اور سجدے میں تسبیحات کا پڑھنا جب تک امام رکوع اور سجدے میں ہو۔(6) تشہد پڑھنا قعدہ میں یعنی امام قعدے کے لیے بیٹھے لیکن تشہد نہ پڑھے یعنی بھول جائے تو بھی مقتدی پڑھے گا۔اور اگر امام قعدہ اولی چھوڑ دے تو یہ اُس کی متابعت کریگا جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔(7) سلام یعنی امام اگر سلام پھیرے بغیر کسی اور ذریعہ سے نماز سے نکل جائے تو بھی مقتدی سلام پھیرے گا۔(8) تکبیرات تشریق یعنی امام اگر بھول بھی جائے تو بھی مقتدی پڑھے گا۔

299:(وَأَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ إذَا تَعَمَّدَ الْإِمَامُ لَا يُتَابِعُهُ الْمُقْتَدِي) زَادَ فِي صَلَاتِهِ سَجْدَةً عَمْدًا ، أَوْ زَادَ عَلَى أَقَاوِيلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فِي تَكْبِيرَاتِ الْعِيدِ ، أَوْ كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ خَمْسًا ، أَوْ قَامَ إلَى الْخَامِسَةِ سَاهِيًا .كَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ فَإِنْ لَمْ يُقَيِّدْ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ وَعَادَ وَسَلَّمَ سَلَّمَ الْمُقْتَدِي مَعَهُ وَإِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ سَلَّمَ الْمُقْتَدِي وَلَوْ لَمْ يَقْعُدْ الْإِمَامُ عَلَى الرَّابِعَةِ وَقَامَ إلَى الْخَامِسَةِ سَاهِيًا وَتَشَهَّدَ الْمُقْتَدِي وَسَلَّمَ ثُمَّ قَيَّدَ الْإِمَامُ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُمْ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ .[1]

ترجمہ: چار چیزیں جب امام کرے گا تو مقتدی اس کی اتباع نہیں کرے گا۔اگر وہ نماز میں عمداً ایک سجدے کا اضافہ کردے۔یا نماز عید میں منقولہ تکبیرات عید سے زیادہ تکبیرات سن لے۔یا نمازِ جنازہ میں پانچویں تکبیر کہہ دے یا بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے،اگر پانچویں میں سجدہ نہیں کیا اور لوٹ آیا اور سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی سلام پھیر دے گا،اور اگر پانچویں رکعت میں سجدہ کر لیا تھا تو مقتدی سلام پھیر دے۔اور اگر امام چوتھی میں نہیں بیٹھا اور پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا بھولے سے تو اور مقتدی نے تشہد پڑھ لیا اور سلام پھیر دیا پھر امام نے پانویں میں سجدہ بھی کر لیا تو ان سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

---

[1] ہندیہ ص100ج1

مسئلہ :301: مقتدی چار قسم کے ہوتے ہیں یعنی مدرک، مسبوق، لاحق، مسبوق لاحق۔

302:-1مدرک اُسے کہتے ہیں جو کہ امام کے ساتھ شروع سے آخر تک نماز میں شریک ہو۔

-2مسبوق وہ ہے کہ ایک رکعت یا کچھ رکعتوں کی ادائیگی کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔ جس کے لیے یہ حکم ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی گذشتہ رکعتیں ادا کریگااور اگر سہو ہو جائے تو اُس پر سجدہ سہو بھی ہے۔ جو رکعتیں مسبوق سے رہ گئی ہیں۔ تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس طریقے سے ادا کریگا کہ پہلے وہ دو رکعتیں، جن میں فاتحہ کے بعد سورہ پڑھی جاتی ہے اور پھر وہ جن میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اور قعدہ اولیٰ اس رکعت پر کریگا جو امام کے ساتھ ادا شدہ رکعت کے اعتبار دوسری رکعت ہو۔ اگر نماز دو رکعتی ہو تو یہ قعد اخریٰ ہوگا۔ اگر چہار رکعتی ہو تو قعدہ اولی ہوگا، مثلاً فرض کیجئے کہ نماز عصر کے لیے جماعت کھڑی تھی۔ تین رکعتیں ادا ہو چکی تھیں اب زید آکر چوتھی رکعت میں شامل ہو گیا تو زید مسبوق ہے۔ لہذا امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو گا۔ تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے گا۔ اور رکوع اور سجدے کے بعد قعدہ اولی کے لیے بیٹھے گا۔ اس لیے کہ ایک رکعت تو امام کے ساتھ ادا کر چکا تھا۔ اور دوسری رکعت یہ ہوئی اس لئے قعدے سے اُٹھنے کے بعد سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھنے کے بعد رکوع اور سجدہ کریگا لیکن قعدہ نہیں کریگا۔ کیونکہ امام کے ساتھ ملنی والی

300: (وَتِسْعَةُ أَشْيَاءَ إذَا تَرَكَ الْإِمَامُ أَتَى بِهَا الْمُؤْتَمُّ) تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّحْرِيمَةِ ، أَوْ الثَّنَاءِ إنْ كَانَ الْإِمَامُ فِي الْفَاتِحَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السُّورَةِ لَا عِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى خِلَافًا لِلثَّانِي وَتَرْكِ تَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ أَوْ التَّسْبِيحِ فِيهِمَا أَوْ التَّسْمِيعِ أَوْ قِرَاءَةِ التَّشَهُّدِ أَوْ تَرْكِ السَّلَامِ أَوْ تَكْبِيرَاتِ التَّشْرِيقِ أَتَى بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ فِي الرَّكَعَاتِ كُلِّهَا قَضَى رَكْعَةً بِلَا قِرَاءَةٍ .كَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ . وَإِذَا سَجَدَ قَبْلَ الْإِمَامِ وَأَدْرَكَهُ الْإِمَامُ فِيهَا جَازَ وَلَكِنْ يُكْرَهُ لِلْمُقْتَدِي أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ فِي صِفَةِ الصَّلَاةِ .[1]

ترجمہ: نو چیزیں ایسی ہیں کہ جب امام انہیں چھوڑے گا تو مقتدی کو وہ ادا کرنی پڑیں گی۔ تحریمہ میں ہاتھوں کا نہ اٹھانا۔ ثنا کا پڑھنا اگر امام فاتحہ میں ہو، اور اگر سورت میں ہو تو محمد کے ہاں نہیں پڑھے گا، یا سجود رکوع کی تکبیر چھوڑ دے یا ان میں تسبیح چھوڑ دے، یا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا بھول جائے یا تشہد کا پڑھنا بھول جائے یا سلام چھوڑ دے یا تکبیرات تشریق بھول جائے، یا تمام رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع و سجود کر لے، یا ایک رکعت بغیر قرات کے پڑھ لے، اور اگر امام سے پہلے سجدہ کر لے اور امام سجدے میں اسے پہنچ جائے تو نماز تو جائز ہو جائے گی لیکن مقتدی کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (المحیط، صفۃ الصلوۃ)

مسئلہ :301:(قَوْلُهُ وَاعْلَمْ أَنَّ الْمُدْرِكَ إلَخْ) حَاصِلُهُ أَنَّ الْمُقْتَدِيَ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ: مُدْرِكٌ، وَلَاحِقٌ فَقَطْ، وَمَسْبُوقٌ فَقَطْ، وَلَاحِقٌ مَسْبُوقٌ؛

ترجمہ: اس کا حاصل ہے کہ مقتدی چار قسم کے ہوتے ہیں یعنی مدرک، صرف لاحق، صرف مسبوق، لاحق مسبوق۔

---

[1] ایضاص100ج1

رکعت کے اعتبار سے یہ تیسری رکعت ہے۔ پھر چوتھی رکعت خالی ادا کرے گا۔ یعنی صرف الحمد پڑھے گا۔ پھر رکوع اور سجود کے بعد آخری قعدہ کرے گا۔ قعدے کی یہ مذکورہ ترتیب امام محمدؒ کا قول ہے اور بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ صاحبینؒ کا قول ہے اور امام اعظم رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسبوق اگر امام کے ساتھ ایک رکعت پالے تو امام کے سلام کے بعد باقی نماز اس طریقے سے ادا کرے گا کہ دو رکعت پڑھ یعنی سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر ادا کرے گا۔ پھر قعدہ کرلے گا۔ اگر مغرب کی نماز ہو تو یہ آخری قعدہ ہوگا۔ اور اگر چار رکعتی نماز ہو تو یہ قعدہ اولیٰ ہوگا۔ عبدہ ور سولہ کے بعد اٹھ جائے گا۔ اور ایک رکعت خالی کرلے گا۔ یعنی صرف سورۃ فاتحہ پڑھ کر، پھر آخری قعدہ کرلے گا۔ یہ دونوں طریقے جائز ہیں لیکن اکثر کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اول الذکر طریقہ بہتر ہے۔

302: (وَ) اعْلَمْ أَنَّ (الْمُدْرِكَ مَنْ صَلَّاهَا كَامِلَةً مَعَ الْإِمَامِ، وَاللَّاحِقَ مَنْ فَاتَتْهُ) الرَّكَعَاتُ (كُلُّهَا أَوْ بَعْضُهَا) (وَالْمَسْبُوقُ مَنْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِهَا أَوْ بِبَعْضِهَا وَهُوَ مُنْفَرِدٌ) حَتَّى يُثْنِيَ وَيَتَعَوَّذَ وَيَقْرَأَ، وَإِنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ لِعَدَمِ الِاعْتِدَادِ بِهَا لِكَرَاهَتِهَا مِفْتَاحُ السَّعَادَةِ (فِيمَا يَقْضِيهِ) أَيْ بَعْدَ مُتَابَعَتِهِ لِإِمَامِهِ، فَلَوْ قَبْلَهَا فَالْأَظْهَرُ الْفَسَادُ، وَيَقْضِي أَوَّلَ صَلَاتِهِ فِي حَقِّ قِرَاءَةٍ، وَآخِرَهَا فِي حَقِّ تَشَهُّدٍ؛ فَمُدْرِكُ رَكْعَةٍ مِنْ غَيْرِ فَجْرٍ يَأْتِي بِرَكْعَتَيْنِ بِفَاتِحَةٍ وَسُورَةٍ وَتَشَهُّدٍ بَيْنَهُمَا، وَبِرَابِعَةِ الرُّبَاعِيِّ بِفَاتِحَةٍ فَقَطْ، وَلَا يَقْعُدُ قَبْلَهَا (إلَّا فِي أَرْبَعٍ) فَكَمُقْتَدٍ أَخَذَهَا (وَ) رَابِعُهَا (لَوْ قَامَ إلَى قَضَاءِ مَا سُبِقَ بِهِ وَعَلَى الْإِمَامِ سَجْدَتَا سَهْوٍ) (قَوْلُهُ وَيَقْضِي أَوَّلَ صَلَاتِهِ فِي حَقِّ قِرَاءَةٍ إلَخْ) هَذَا قَوْلُ مُحَمَّدٍ كَمَا فِي مَبْسُوطِ السَّرَخْسِيِّ، وَعَلَيْهِ اقْتَصَرَ فِي الْخُلَاصَةِ وَشَرْحِ الطَّحَاوِيِّ وَالإسبيجابي وَالْفَتْحِ وَالدُّرَرِ وَالْبَحْرِ وَغَيْرِهِمْ وَذَكَرَ الْخِلَافَ كَذَلِكَ فِي السِّرَاجِ لَكِنْ فِي صَلَاةِ الْجَلَّابِيِّ أَنَّ هَذَا قَوْلُهُمَا وَتَمَامُهُ فِي شَرْحِ إسْمَاعِيلَ.وَفِي الْفَيْضِ عَنْ الْمُسْتَصْفَى: لَوْ أَدْرَكَهُ فِي رَكْعَةِ الرُّبَاعِيِّ يَقْضِي رَكْعَتَيْنِ بِفَاتِحَةٍ وَسُورَةٍ ثُمَّ يَتَشَهَّدُ ثُمَّ يَأْتِي بِالثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةٍ خَاصَّةً عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ. وَقَالَا: رَكْعَةٌ بِفَاتِحَةٍ وَسُورَةٍ وَتَشَهُّدٍ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ أُولَاهُمَا بِفَاتِحَةٍ وَسُورَةٍ وَثَانِيَتُهُمَا بِفَاتِحَةٍ خَاصَّةً اهـ.وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ اعْتِمَادُ قَوْلِ مُحَمَّدٍ[1]

ترجمہ: جان لو کہ مُدرک وہ ہے جو کہ امام کے ساتھ شروع سے آخر تک نماز میں شریک ہو۔ اور لاحق وہ ہے جس کی ساری رکعتیں یا ان کا بعض حصہ فوت ہو گیا ہو۔ اور مسبوق وہ ہے جو ایک رکعت یا کچھ رکعتوں کی ادائیگی کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔ مسبوق وہ ہے کہ ایک رکعت یا کچھ رکعتوں کی ادائیگی کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔ جس کے لیے یہ حکم ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی گذشتہ رکعتیں ادا کریگا، اس حالت میں وہ منفرد ہو کر ادا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ ثنا بھی پڑھے گا اور اعوذ باللہ بھی پڑھے گا اور قرات بھی کرے گا۔ اور نماز کی ابتدا کو قراءت کے حق میں ادا کرے گا اور اور آخر کو تشہد کے حق میں، فجر کی نماز کے علاوہ کسی بھی نماز میں ایک رکعت کو پانے والا دو رکعتیں ضرور پڑھے گا جن میں سورہ فاتحہ اور کوئی بھی سورت اور ان کے درمیان تشہد پڑھے گا۔ اور چوتھی رکعت میں صرف فاتحہ پڑھے گا، اور چوتھی کے علاوہ میں نہیں بیٹھے گا، اور یہ کہنا کہ نماز کے شروع میں قراءت کے حق کو ادا کرے گا یہ امام محمد کے نزدیک ہے۔ الفیض میں المستصفی کے حوالے سے تحریر ہے کہ اگر چوتھی رکعت میں شریک ہوا تو دو رکعتیں پڑھے گا فاتحہ اور سورت کے ساتھ پھر تشہد پڑھے گا پھر تیسری میں

---

[1] شامی ص414ج2

مسئلہ:303: مسبوق کے لیے بہتر یہی ہے کہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد اُٹھے، یہ اس لیے کہ امام کے متعلق سہو کا شک دل میں نہ رہے۔ صرف فاتحہ پڑھے گا یہ امام ابو حنیفہ کے ہاں ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے: ایک رکعت فاتحہ سورت اور تشہد کے ساتھ اور پھر دو رکعتیں مزید جس میں سے پہلی میں فاتحہ اور سورت اور دوسری میں صرف فاتحہ۔ اور ان کے کلام سے ظاہر ہے کہ امام محمد کے قول پر اعتماد ظاہر کیا ہے۔

مسئلہ:304: مسبوق کے لیے امام کے سلام سے پہلے اُٹھنا، بغیر عذر کے مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر ہو تو گنجائش ہے۔ مثلاً اُسے اپنا وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہو یا وقت بہت کم ہو اور نکلنے کا اندیشہ ہو۔ فجر کی نماز ہو یا جمعہ یا عید کی۔ یا وہ شخص معذور ہے یا مسح کی مدت ختم ہو رہی ہو وغیرہ۔ لہٰذا اگر مسبوق امام کے سلام سے پہلے اُٹھے۔ اس حالت میں کہ امام ابھی بقدر تشہد نہ بیٹھا ہو تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) یہ شخص مسبوق ہوگا۔ ایک رکعت سے (۲) یا دو رکعت سے (۳) یا تین سے (۴) یا چار سے۔

اگر ایک رکعت سے مسبوق ہو تو دیکھا جائے گا۔ کہ امام کے تشہد کی مقدار کے بعد مسبوق نے قیام میں جو قرأت کی ہے اس سے نماز جائز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہو سکتی ہے اور مذکورہ نماز جاری رکھ کر پوری کی گئی تو نماز ہو چکی۔ اور اگر قرأت کی اس مقدار سے نماز جائز نہیں ہو سکتی تو اُس پر اکتفا کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ جب تک امام بقدر تشہد نہ بیٹھے اس وقت تک مسبوق کا قیام اور قرأت معتبر نہیں ہے۔ اگر دو رکعت کا مسبوق ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مسبوق تین یا چار رکعات کا ہو تو اگر امام کے تشہد کے بعد فرض قیام کر چکا ہو تو یہی کافی ہے۔ اگرچہ قرأت نہ بھی کی ہو تو نماز ادا ہو جائے گی۔ اس لیے کہ قرأت صرف دو رکعتوں میں فرض ہے۔ لہٰذا اِس رکعت کے بعد دوسری دو رکعتوں میں قرأت کریگا۔ ہاں اگر اُن میں بھی نہ کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ:303: وَيَنْبَغِي أَنْ يَصْبِرَ حَتَّى يَفْهَمَ أَنَّهُ لَا سَهْوَ عَلَى الْإِمَامِ، (قَوْلُهُ وَيَنْبَغِي أَنْ يَصْبِرَ) أَيْ لَا يَقُومُ بَعْدَ التَّسْلِيمَةِ أَوْ التَّسْلِيمَتَيْنِ، بَلْ يَنْتَظِرُ فَرَاغَ الْإِمَامِ بَعْدَهُمَا كَمَا فِي الْفَيْضِ وَالْفَتْحِ وَالْبَحْرِ.[1]

ترجمہ: اور مقتدی کو چاہیے کہ وہ صبر کرے یہاں تک امام دوسرا سلام پھیر لے اور معلوم ہو جائے کہ پہلا سلام سہو کی وجہ سے نہیں ہے تو پھر وہ اپنی بقیہ نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو، مطلب یہ ہے کہ سلام سن کر نہ کھڑا ہو بلکہ دونوں سلاموں کے بعد امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرے۔ (كَمَا فِي الْفَيْضِ وَالْفَتْحِ وَالْبَحْرِ)

---

[1] ایضاص414ج2

مسئلہ:304: ولاینبغی للمسبوق ای لا یباح لہ ان یقوم الی قضاء ما سبق بہ قبل سلام الاامام بل یکرہ تحریما--- الا ان یکون القیام لضرورة صون صلاتہ عن الفساد کما اذا خشی ان انتظرہ ان تطلع الشمس قبل تمام صلاتہ فی الفجر او یدخل وقت العصر فی الجمعۃ او تمضی مدة مسحہ او یخرج الوقت وھو معذور او یخاف مرور الناس بین یدیہ ونحو ا ذالک فلا یکرہ حینئذان یقوم قبل سلامہ بعد قعود قدر التشہد ولا یقوم قبل قعود قدر التشہد اصلا فان قام قبل ان یفرغ الامام من التشہد ای قبل ان یقعد قدر التشہد اصلا فان قام قبل ان یفرغ قدر التشہد فالمسئلۃ حینئذ علی وجوہ ---- اما ان کان مسبوقا برکعۃ او برکعتین او بثلث رکعات او باربع رکعات فان کان مسبوقا برکعۃ ینظر ان وقع من قراءتہ بعد فراغ الامامن التشہد مقدار ما تجوز بہ الصلاۃ علی الاختلاف بین ابی حنیفۃؒ وصاحبیہ جازت صلاتہ لو مضی علی ذالک لان ذالک المقدار وقع معتد بہ فیتادی بہ فرض القراءة فانھا علیہ فرض لکون ما سبق بہ رکعۃ واحدة وھی الاول صلاتہ حکما فی القراءة والا ای وان لم یقع من قراءة بعد فراغ الامام من التشہد مقدار ما تجوز بہ الصلاۃ فسدت صلاتہ ان مضی علی ذالک ولم یعد القراءة لان قیامہ وقراءتہ قبل فراغ الامام من التشہد لایعتبر علی ما مر والقراءة فرض علیہ فی الرکعۃ التی یقضھا اذا لم یبق من صلاتہ ما یمکن تدارک القراءة فیہ فتفسد لترک الفرض وکذا الحکم ان کان مسبوقا برکعتین لافتراض القراء ۃ علیہ فیھما وعدم ما یمکن تدارکھا فیہ بعدھما بخلاف ما اذا کان مسبوقا باکثر من رکعتین حیث لاتفسد صلاتہ بعدم وقوع مقدار ما تجوز بہ الصلاۃ من قراءة بعد فراغ الامام من التشہد لتمکنہ من تدارکھا فیما بعد حتی لو لم یقراء فیما بعد الرکعتین مما یقضیہ مقدار ما تجوز بہ الصلاۃ واعتدبما قراة قبل فراغ الامام من التشہد ومضی علیہ تفسد صلاتہ ایضا [1]

ترجمہ: مسبوق کے لئے مناسب نہیں ہے کہ امام کے سلام سے پہلے اپنی امام سے پہلے گزری ہوئی نماز کو ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے، الا یہ کہ اس کا کھڑا ہونا اپنی نماز کو فساد سے بچانے کی خاطر ہو، جیسے کہ فجر کی نماز میں اسے خوف ہو کہ امام کی نماز پوری ہونے پہلے سورج طلوع ہو جائے گا، یا جمعے کی نماز ادا کرتے ہوئے عصر کا وقت داخل ہو جائے گا، یا اس کے مسح کا مدت پوری ہو جائے گی، یا وقت نکل رہا ہو اور وہ معذور ہو، یا اس کے سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تشہد کے بقدر بیٹھ کر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی کھڑا ہو جائے، تشہد کے بقدر بیٹھنے سے پہلے ہر گز کھڑا نہ ہو، لہٰذا اگر مسبوق امام کے سلام سے پہلے اُٹھے۔ اس حالت میں کہ امام ابھی بقدر تشہد نہ بیٹھا ہو تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) یہ شخص مسبوق ہو گا۔ ایک رکعت سے (۲) یا دو رکعت سے (۳) یا تین سے (۴) یا چار سے۔

اگر ایک رکعت سے مسبوق ہو تو دیکھا جائے گا۔ کہ امام کے تشہد کی مقدار کے بعد مسبوق نے قیام میں جو قرأت کی ہے اس سے نماز جائز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہو سکتی ہے اور مذکورہ نماز جاری رکھ کر پوری کی گئی تو نماز ہو چکی۔ اور اگر قرأت کی اس مقدار سے نماز جائز نہیں ہو سکتی تو اُس پر اکتفا کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ جب تک امام بقدر تشہد نہ بیٹھے اس

---

[1] کبیری ص466

مسئلہ: 305:اگر مسبوق بھول جائے اور امام کے ساتھ بھولے سے سلام پھیرے تو مسبوق پر سجدہ سہو لازم ہے۔ جسے آخر میں کریگا۔ وجہ یہ ہے کہ امام کے سلام کے بعد وہ منفرد ہو گیا ہے۔ اور اگر مسبوق امام کے سلام سے پہلے بھولے سے سلام پھیرے تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے اس لئے کہ وہ ابھی تک مقتدی ہے۔

مسئلہ: 306:اگر امام چار رکعت والی نماز میں آخری قعدہ کرنے کے بعد غلطی سے پانچویں رکعت کے لیے اُٹھے تو مسبوق اگر اُس کی متابعت کرے تو مسبوق کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر امام آخری قعدہ میں نہ بیٹھے اور پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور مسبوق متابعت کر لے تو مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ اگر پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لے۔ تو سب کی نماز فاسد ہو گئی کسی کی بھی ادا نہیں ہوئی۔ نہ مسبوق کی، نہ امام کی اور نہ مقتدیوں کی۔ بلکہ یہ نماز نفل بھی نہیں ٹھہرتی جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔

وقت تک مسبوق کا قیام اور قرأت معتبر نہیں ہے۔ اگر دو رکعت کا مسبوق ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مسبوق تین یا چار رکعات کا ہو تو اگر امام کے تشہد کے بعد فرض قیام کر چکا ہو تو یہی کافی ہے۔ اگرچہ قرأت نہ بھی کی ہو تو نماز ادا ہو جائے گی۔ اس لیے کہ قرأت صرف دو رکعتوں میں فرض ہے۔ لہٰذا اِس رکعت کے بعد دوسری دو رکعتوں میں قرأت کریگا۔ ہاں اگر اُن میں بھی نہ کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: 305:وان اسلم المسبوق ساهيا مع امامه اى على اثر تسليمته الاولى كسائر المتقدمين فانه لا سهو عليه لانه مقتد بعد وسهو المقتدى لا يوجب السهو وان سلم بعد اى بعد سلام امامه يجب عليه سجود السهو لو قوعه منه بعد صيرورته منفردا[1]

ترجمہ: اگر مسبوق بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیر لے یعنی اس کے پہلے سلام کے ساتھ دیگر متقدم نمازیوں کی طرح تو اس پر کوئی سہو نہیں ہے اس لئے کہ وہ مقتدی ہے، اور مقتدی کی غلطی سہو کو واجب نہیں کرتی، اور اگر سلام پھیرا مقتدی نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو گا، اس لئے کہ اس سے یہ عمل (سلام پھیرنے والا) اس کے منفرد ہو جانے کے بعد صادر ہوا ہے اور اس وقت وہ مقتدی نہیں تھا۔

مسئلہ: 306: وَلَوْ قَامَ إِمَامُهُ لِخَامِسَةٍ فَتَابَعَهُ، إِنْ بَعْدَ الْقُعُودِ تَفْسُدُ وَإِلَّا لَا حَتَّى يُقَيِّدَ الْخَامِسَةَ بِسَجْدَةٍ. (قَوْلُهُ أَنَّ بَعْدَ الْقُعُودِ) أَيْ قُعُودِ الْإِمَامِ الْقَعْدَةَ الْأَخِيرَةَ (قَوْلُهُ تَفْسُدُ) أَيْ صَلَاةُ الْمَسْبُوقِ لِأَنَّهُ اقْتِدَاءٌ فِي مَوْضِعِ الِانْفِرَادِ وَلِأَنَّ اقْتِدَاءَ الْمَسْبُوقِ بِغَيْرِهِ مُفْسِدٌ كَمَا مَرَّ (قَوْلُهُ

---

[1] ایضا425

مسئلہ: 307:اگر مسبوق امام کے ساتھ بقدر تشہد قعدہ کرنے کے بعد۔امام کے سلام سے پہلے کھڑا ہو جائے۔ پھر اُسے معلوم ہو جائے کہ امام پر سجدہ سہو واجب ہے تو اگر مسبوق اپنی رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو تو چاہیے کہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کرلے اور اس اثنا میں اس مسبوق نے جو قیام، قرأت اور رکوع کیے ہیں۔ وہ سب کالعدم ہو گئے ہیں۔ اب اسے چاہیے کہ وہی رکعت از سر نو ادا کرے، چاہے اس نے اپنی رکعت کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک نہ ہوا ہو۔ تو آخر میں (استحسانا) وہ اکیلا سجدہ سہو ادا کرلے۔

مسئلہ: 308:لاحق سے مراد وہ نمازی ہے جو امام کی اقتداء کر چکا ہو پھر اُس سے ایک رکعت یا زائد رکعتیں رہ گئی ہوں۔ مثلاً: امام کے پیچھے نیت باندھنے کے بعد اُس کا وضو ٹوٹ جائے اور وضو تازہ کرنے کے چلا جائے۔ واپس آنے پر کچھ رکعتیں نماز کی ادا ہو

وَإِلَّا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ وَتَابَعَهُ الْمَسْبُوقُ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ لِأَنَّ مَا قَامَ إلَيْهِ الْإِمَامُ عَلَى شَرَفِ الرَّفْضِ وَلِعَدَمِ تَمَامِ الصَّلَاةِ فَإِنْ قَيَّدَهَا بِسَجْدَةٍ انْقَلَبَتْ صَلَاتُهُ نَفْلًا ،[1]

ترجمہ: اگر امام چار رکعت والی نماز میں آخری قعدہ کرنے کے بعد غلطی سے پانچویں رکعت کے لیے اُٹھے تو مسبوق اگر اُس کی متابعت کرے تو مسبوق کی نماز فاسد ہو گئی، ورنہ فاسد نہیں ہو گی اور اگر امام آخری قعدہ میں نہ بیٹھے اور پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور مسبوق متابعت کرلے تو مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس کی نماز مکمل نہیں ہوئی۔ البتہ اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلے۔ تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ اس صورت میں وہ فرض کے بجائے نفل میں تبدیل ہو جائے گی۔

مسئلہ: 307:وان قام المسبوق قبل السلام الامام وقراء ورکع ولکن لم یسجد بعد حتی سجد الامام للسھو یتابعہ المسبوق فیہ ویر تفض قیامہ وقراء تہ ورکوعہ --- وان لم یتابع المسبوق الامام فی السجودالسھو ویسجد لاجل ذالک السھو اذا فرغ من الصلاۃ استحسانا[2]

ترجمہ: اگر مسبوق امام کے ساتھ بقدر تشہد قعدہ کرنے کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑا ہو جائے اور تلاوت بھی کرلے اور رکوع بھی کرلے لیکن سجدہ نہ کیا ہو اور پھر امام سجدہ سہو کرلے تو چاہیے کہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کرلے اور اس اثنا میں اس مسبوق نے جو قیام، قرأت اور رکوع کیے ہیں وہ سب کالعدم ہو گئے ہیں۔ اب اسے وہ رکعت دوبارہ ادا کرنا پڑے گی۔ اور اگر وہ سجدہ سہو میں امام کی متابعت نہ کرے تو اسے چاہیے کہ استحسانا نماز سے فراغت کے وقت سجدہ سہو ادا کرے۔

---

[1] شامی 422ج2
[2] غنیۃ المستملی ص466

گئی ہوں۔ تولاحق کے لیے یہ حکم ہے کہ یہ اول وہی رکعتیں ادا کرے گا۔ اُس کے بعد اگر نماز باجماعت ختم نہ ہوئی ہو اور یہ امام کے ساتھ شامل ہو سکے توامام کی متابعت کرے گا۔ ورنہ اپنی نماز پوری کریگا۔ لاحق جس وقت فوت شدہ رکعتیں ادا کرے گا۔ تو مقتدی تصور ہو گا۔ اور جس طرح کہ مقتدی پر قرأت نہیں ہے۔ لاحق بھی قرأت نہیں کریگا۔ یعنی سورۃ فاتحہ اور سورۃ نہیں پڑھے گا۔ اور جیسا کہ مقتدی کے سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ یہی حکم لاحق کے لیے ہے اور اگر ایک شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی۔ مثلاً ایک رکعت نماز ہو جانے کے بعد امام کے پیچھے نیت باندھے۔ اور جماعت میں شریک ہو جانے کے بعد کچھ رکعتیں اُس سے رہ جائیں تو اس کے شریک ہونے سے پہلے امام جو رکعت ادا کر چکا ہے اُس کی وجہ سے یہ مسبوق ہے۔ اور جو رکعتیں اس کے شریک ہونے کے بعد اس سے رہ گئی ہیں۔ اُن کے لحاظ سے یہ لاحق بھی ہے۔ ایسے آدمی کو چاہیے کہ پہلے وہ رکعتیں ادا کرلے۔ جو جماعت میں شریک ہونے کے بعد اس سے جاچکی ہیں۔ اُن میں قرأت نہیں کریگا۔ کیونکہ یہ لاحق ہے۔ لہٰذا قیام میں بقدر قرأت خاموش رہے گا۔ اور قعدے کے لیے امام کی ترتیب کا خیال رکھے گا۔ البتہ اگر نماز باجماعت ختم ہو چکی ہو تو یہ اکیلے نماز پوری کرلے۔ ورنہ متابعتِ امام کرلے اگر جماعت ختم نہ ہو۔ اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد پھر وہ رکعت ادا کرلے۔ جس میں یہ مسبوق ہے۔ اُس رکعت میں قرأت مثل منفرد کے کرے گا۔ کیونکہ اُس لحاظ سے تو یہ مسبوق ہے اور اگر جماعت ختم ہو تو لاحق کی رکعتیں ادا کرنے کے بعد وہی مسبوق والی رکعت قرأت کے ساتھ ادا کریگا۔

مثال: فرض کیجئے کہ نماز ظہر کی جماعت کھڑی ہو۔ اور ایک رکعت نماز ادا ہو چکی ہو۔ پھر زید آکر دوسری رکعت میں شامل ہو جائے۔ اس کے بعد اُس کا وضو ٹوٹ جائے۔ اور نیا وضو کرنے کے لیے جائے۔ وضو سے لوٹ آنے پر اس دوران جماعت ختم ہو چکی ہو۔ اور زید نے نماز کی بنا کرلی تو اُسے چاہیے کہ جماعت میں شریک ہونے کے بعد جو رکعتیں اُس سے جاچکی ہوں۔ پہلے وہ ادا کرے۔ لیکن مقتدی کی طرح قرأت نہ کرے بلکہ خاموش رہے۔ جیسا کہ امام کے پیچھے کھڑا ہو اور پہلی رکعت پر قعدہ کرے کیونکہ یہ امام کے ساتھ ادا کی گئی رکعت سمیت دوسری رکعت ہے۔ پھر وہ اپنی دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کرے گا کیونکہ یہ دوسری رکعت امام کے ساتھ ادا کی گئی رکعت سمیت تیسری رکعت ہے۔ اور تیسری کے بعد قعدہ کرے گا کیونکہ یہ امام کے ساتھ ادا کی گئی رکعت سمیت چوتھی رکعت ہے اور اس پر امام نے قعدہ کیا تھا۔ لہٰذا یہ بھی کریگا۔ اس طریقے سے کہ ثنا، تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے گا۔ کیونکہ اس رکعت کے لحاظ سے یہ مسبوق ہے۔ اس رکعت کے دوسرے سجدے سے اُٹھنے کے بعد پھر قعدہ کرے گا۔ اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے۔ اور اسی پر قیاس کی جائے گی وہ صورت جس میں لاحق ہونے والی رکعتوں کی ادائیگی کے بعد جماعت ختم نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ: 308: وَاللَّاحِقَ مَنْ فَاتَتْهُ) الرَّكَعَاتُ (كُلُّهَا أَوْ بَعْضُهَا) لَكِنْ (بَعْدَ اقْتِدَائِهِ) بِعُذْرٍ كَغَفْلَةٍ وَزَحْمَةٍ وَسَبْقِ حَدَثٍ وَصَلَاةِ خَوْفٍ وَمُقِيمٍ ائْتَمَّ بِمُسَافِرٍ، وَكَذَا بِلَا عُذْرٍ؛ بِأَنْ سَبَقَ إمَامَهُ فِي رُكُوعٍ وَسُجُودٍ فَإِنَّهُ يَقْضِي رَكْعَةً، وَحُكْمُهُ كَمُؤْتَمٍّ فَلَا يَأْتِي بِقِرَاءَةٍ وَلَا سَهْوٍ وَلَا يَتَغَيَّرُ

مسئلہ: 309:اگر چار رکعت والی نماز کی ادائیگی کی امامت کے لیے کوئی مسافر آگے ہو جائے اور مقیم (مقامی) اُس کی اقتداء کرے۔ توامام دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد باقاعدہ سلام پھیر لے گا۔ اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی اُٹھ کر اپنی بقایا دو رکعت ادا کرے گا۔ لیکن ان دو رکعتوں میں قرأت نہیں کریگا اس لیے کہ یہ لاحق ہے اور قیام میں بقدر قرأت خاموش کھڑا رہے گا۔ اور اگر مقتدی مسبوق بھی ہو تو مسبوق کی رکعتیں لاحق والی رکعات ادا کرنے بعد ادا کریگا، تعوذ، تسمیہ اور قرأت باقاعدہ ان میں کریگا۔

فَرْضُهُ بِنِيَّةِ إقَامَةٍ، وَيَبْدَأُ بِقَضَاءِ مَا فَاتَهُ عَكْسُ الْمَسْبُوقِ ثُمَّ يُتَابِعُ إمَامَهُ إنْ أَمْكَنَهُ إدْرَاكُهُ وَإِلَّا تَابَعَهُ، ثُمَّ صَلَّى مَا نَامَ فِيهِ بِلَا قِرَاءَةٍ، ثُمَّ مَا سُبِقَ بِهِ بِهَا إنْ كَانَ مَسْبُوقًا أَيْضًا، وَلَوْ عُكِسَ صَحَّ وَأَثِمَ لِتَرْكِ التَّرْتِيبِ. (قَوْلُهُ ثُمَّ مَا سُبِقَ بِهِ بِهَا إلَخْ) أَيْ ثُمَّ صَلَّى اللَّاحِقَ مَا سُبِقَ بِهِ بِقِرَاءَةٍ إنْ كَانَ مَسْبُوقًا أَيْضًا، بِأَنْ اقْتَدَى فِي أَثْنَاءِ صَلَاةِ الْإِمَامِ ثُمَّ نَامَ مَثَلًا .وَهَذَا بَيَانٌ لِلْقِسْمِ الرَّابِعِ وَهُوَ الْمَسْبُوقُ اللَّاحِقُ. وَحُكْمُهُ أَنَّهُ يُصَلِّي إذَا اسْتَيْقَظَ مَثَلًا مَا نَامَ فِيهِ ثُمَّ يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِيمَا أَدْرَكَ ثُمَّ يَقْضِي مَا فَاتَهُ. اهـ. بَيَانُهُ كَمَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَشَرْحِ الْمَجْمَعِ أَنَّهُ لَوْ سُبِقَ بِرَكْعَةٍ مِنْ ذَوَاتِ الْأَرْبَعِ وَنَامَ فِي رَكْعَتَيْنِ يُصَلِّي[1]

لاحق سے مراد وہ نمازی ہے جو امام کی اقتداء کر چکا ہو پھر اُس سے ایک رکعت یا زائد رکعتیں رہ گئی ہوں۔ کسی عذر کی وجہ سے چاہے وہ غفلت ہو یا رحم ہو یا کسی حدث کے لاحق ہونے کی وجہ سے یا نماز خوف کی وجہ سے یا مقیم جو اقتدا کرلے کسی مسافر کی اور اسی طرح بلا عذر بھی کہ وہ اپنے امام سے رکوع وسجدہ میں آگے نکل جائے تو اسے رکعت ادا کرنا پڑے گی، اور اس کا حکم مقتدی کی مانند ہو گا پس وہ نہ تو قرات کرے گا اور نہ سہو اور اس کا فرض بھی اقامت کی نیت سے متاثر و تبدیل نہیں ہو گا، اور وہ جب دوبارہ جماعت میں شامل ہو گا تو جو چیز چھوٹ گئی اس کی قضا سے شروع کرے گا مسبوق کے بر خلاف، پھر اس کے بعد امام کے ساتھ جو کچھ مل سکے اس میں امام کی متابعت کرے گا، پھر وہ نماز ادا کرے گا جس میں بغیر قراءت کے سو گیا تھا، پھر جو اس سے نکل گئیں اور وہ ان میں ایک لحاظ سے مسبوق بن گیا، مثلاً اس نے اقتدا کی شروع میں اور پھر وہ دوران قراءت سو گیا۔ اگر اس کے بر عکس کرے گا تو بھی ٹھیک ہے لیکن ترک ترتیب کی وجہ سے گناہگار ہو گا۔ یہ دراصل چوتھی قسم شروع کر رہے ہیں جو مسبوق لاحق کی ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ جب بھی وہ بیدار ہو گا تو جو اس سے فوت ہوئی ہیں وہاں سے ابتدا کرے گا پھر امام کی متابعت کرے گا اور پھر فوت شدہ کی قضا ادا کرے گا۔ (شرح منیۃ)

مسئلہ: 309: وَمُقِيمٍ ائْتَمَّ بِمُسَافِرٍ، (قَوْلُهُ وَمُقِيمٍ إلَخْ) أَيْ فَهُوَ لَاحِقٌ بِالنَّظَرِ لِلْأَخِيرَتَيْنِ، وَقَدْ يَكُونُ مَسْبُوقًا أَيْضًا كَمَا إذَا فَاتَهُ أَوَّلُ صَلَاةِ إمَامِهِ الْمُسَافِرِ ط[2]

ترجمہ: اگر مقیم کسی مسافر کی اقتدا کرلے اور نماز چار رکعت والی ہو تو وہ آخری دو رکعتوں کے حوالے سے لاحق ہو گا، اور کبھی مسبوق بھی ہو سکتا ہے کہ وہ مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے اور اس کی ایک رکعت چھوٹ جائے۔

---

[1] شامی ص414ج2

[2] ایضا محولہ بالہ

مبحث پنجم : بنا کے صحیح ہونے کی شرائط:

مسئلہ:310:اگر نماز میں کسی کا وضوٹوٹ جائے۔اُس کے لیے جائز ہے کہ وضو کرکے پھر نماز پوری کرے۔یعنی نماز کا جو حصہ ادا کر چکا ہے۔وہ ہو چکا باقی پوری کرلے۔اسی کو بنا کہتے ہیں۔لیکن ایسی صورت میں نماز از سر نو ادا کرنا احسن ہے۔بنا احسن نہیں ہے۔البتہ جائز ہے۔

مسئلہ:310: (سَبَقَ الْإِمَامَ حَدَثٌ) سَمَاوِيٌّ، لَا اخْتِيَارَ لِلْعَبْدِ فِيهِ وَلَا فِي سَبَبِهِ كَسَفَرْجَلَةٍ مِنْ شَجَرَةٍ، وَكَحَدَثِهِ مِنْ نَحْوِ عُطَاسٍ عَلَى الصَّحِيحِ (غَيْرِ مَانِعٍ لِلْبِنَاءِ) كَمَا قَدَّمْنَاهُ (وَلَوْ بَعْدَ التَّشَهُّدِ) لِيَأْتِيَ بِالسَّلَامِ (اسْتَخْلَفَ) أَيْ جَازَ لَهُ ذَلِكَ وَلَوْ فِي جِنَازَةٍ بِإِشَارَةٍ أَوْ جَرٍّ لِمِحْرَابٍ، وَلَوْ لِمَسْبُوقٍ، وَيُشِيرُ بِأُصْبُعٍ لِبَقَاءِ رَكْعَةٍ، وَبِأُصْبُعَيْنِ لِرَكْعَتَيْنِ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتِهِ لِتَرْكِ رُكُوعٍ، وَعَلَى جَبْهَتِهِ لِسُجُودٍ، وَعَلَى فَمِهِ لِقِرَاءَةٍ، وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَلِسَانِهِ لِسُجُودِ تِلَاوَةٍ أَوْ صَدْرِهِ لِسَهْوٍ (مَا لَمْ يُجَاوِزْ الصُّفُوفَ لَوْ فِي الصَّحْرَاءِ) مَا لَمْ يَتَقَدَّمْ، فَحَدُّهُ السُّتْرَةُ أَوْ مَوْضِعُ السُّجُودِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ كَالْمُنْفَرِدِ (وَمَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ) أَوْ الْجَبَّانَةِ أَوْ الدَّارِ (لَوْ كَانَ يُصَلِّي فِيهِ) لِأَنَّهُ عَلَى إمَامَتِهِ مَا لَمْ يُجَاوِزْ هَذَا الْحَدَّ وَلَمْ يَتَقَدَّمْ أَحَدٌ وَلَوْ بِنَفْسِهِ مَقَامَهُ نَاوِيًا الْإِمَامَةَ وَإِنْ لَمْ يُجَاوِزْ، حَتَّى لَوْ تَذَكَّرَ فَائِتَةً أَوْ تَكَلَّمَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاةُ الْقَوْمِ لِأَنَّهُ صَارَ مُقْتَدِيًا. وَلَوْ كَانَ الْمَاءُ فِي الْمَسْجِدِ لَمْ يَحْتَجْ لِلِاسْتِخْلَافِ (وَاسْتِئْنَافُهُ أَفْضَلُ) تَحَرُّزًا عَنْ الْخِلَافِ[1]

ترجمہ: امام کو حدث لاحق ہو جائے، سماوی حدث جس کے ہونے اور اس کے سبب میں کسی قسم کا بندے کو کوئی اختیار نہ ہو، جیسے درخت سے کسی چیز کا گر جانا،اور چھینک وغیرہ کی وجہ سے کوئی حدث لاحق ہو جانا صحیح قول کے مطابق، یہ بنا کے لئے غیر مانع ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا،اور اگر یہ تشہد کے بعد ہو تو سلام پھیر دے،اور اگر کسی کو خلیفہ بنادے تو اس کے لئے یہ بھی جائز ہے،اور اگر جنازے میں ہو تو اشارے سے بتائے اور یا خلیفہ کو کھینچ کر محراب میں کھڑا کردے اور اپنی انگلی سے رکعتوں کی تعداد کی طرف اشارہ کرے،ایک انگلی سے ایک رکعت کی جانب اور دو انگلیوں سے دو رکعتوں کی جانب،اور رکوع کا اشارہ کرنے کے لئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے،اور سجدے کے لئے پیشانی پر اور قراءت کے لئے منہ پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے،اور سجدہ تلاوت اور سہو کے لئے اپنی پیشانی اور منہ پر بیک وقت ہاتھ رکھے،(جب تک صفوں سے تجاوز نہ کرلے اگرچہ صحرا میں ہو)یعنی جب تک آگے نہ ہو جائے اور اس کی حد سترہ ہے اور یا سجدے کا مقام ہے۔اور اگر اسے فوت شدہ نماز یاد آگئی اور یا اس نے کسی سے بات کرلی تو قوم کی نماز فاسد نہیں ہوگی اس لیے کہ وہ اب مقتدی بن چکا ہے۔اور اگر پانی مسجد میں موجود ہو تو اسے خلاف سے بچنے کے لیے خلیفہ نہیں بنانا چاہیے مگر بھی از سر نو نماز پڑھنا اولی ہے۔

---

[1] در مختار ص 85

مسئلہ: 311: بناکے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

1- یہ کہ، حدث سماوی ہو، یعنی اختیاری نہ ہو۔ اختیاری سے مراد یہ ہے کہ جس میں یا جس کے سبب میں انسان کو دخل ہو۔ مثلاً قصداً وضو توڑ دے یا چھت پر کسی کے چلنے کی حرکت کی وجہ سے اوپر سے پتھر وغیرہ گرے، اور نمازی کو لگ جائے اور بدن سے خون نکلے۔ تو اس قسم کی صورتوں میں یہ حدث اختیاری ہے۔ لٰہذا بنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ نماز ٹوٹ گئی ہے لیکن چھت کے مسئلے میں بعض علماء کرامؒ کا اختلاف ہے۔

312:-2 دوسری شرط یہ ہے کہ مذکورہ حدث موجب غسل نہ ہو۔ اگر موجب غسل ہو۔ مثلاً نماز میں گندے خیالات کی وجہ سے انزال ہو جائے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور بنا صحیح نہیں ہو گی۔

313:-3 تیسری شرط یہ ہے کہ وہ حدث نادر الوقوع (شاذ ونادر پیش آنے والا) نہ ہو مثلاً قہقہہ یا بے ہوشی وغیرہ۔

مسئلہ: 311: اعْلَمْ أَنَّ لِجَوَازِ الْبِنَاءِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَرْطًا: كَوْنُ الْحَدَثِ سَمَاوِيًّا مِنْ بَدَنِهِ، غَيْرَ مُوجِبٍ لِغُسْلٍ، وَلَا نَادِرَ وُجُودٍ (قَوْلُهُ كَوْنُ الْحَدَثِ سَمَاوِيًّا) هُوَ مَا لَا اخْتِيَارَ لِلْعَبْدِ فِيهِ وَلَا فِي سَبَبِهِ كَمَا يَأْتِي فِي الشَّرْحِ فَخَرَجَ بِالْأَوَّلِ مَا لَوْ أَحْدَثَ عَمْدًا، وَبِالثَّانِي مَا لَوْ كَانَ بِسَبَبِ شَجَّةٍ أَوْ عَضَّةٍ أَوْ سُقُوطِ حَجَرٍ مِنْ رَجُلٍ مَشَى عَلَى نَحْوِ سَطْحٍ فَافْهَمْ[1]

ترجمہ: جان لو کہ بنا کے جواز کے لئے تیرہ شرطیں ہیں۔ حدث کا سماوی ہونا اس کے بدن سے، غسل کا موجب نہ ہونا اور نادر الوجود نہ ہونا، (قَوْلُهُ كَوْنُ الْحَدَثِ سَمَاوِيًّا) سماوی حدث کہتے ہیں اس حدث کو کہ جس میں بندے کا کوئی اختیار نہ ہو اور نہ ہی اس کے سبب میں کوئی اختیار ہو، اگر بندے نے اپنے اختیار سے حدث کیا تو بنا نہیں ہو گی، اور اگر مثلاً قصداً وضو توڑ دے یا چھت پر کسی کے چلنے کی حرکت کی وجہ سے اوپر سے پتھر وغیرہ گرے، اور نمازی کو لگ جائے اور بدن سے خون نکلے۔

312: غَيْرَ مُوجِبٍ لِغُسْلٍ، خرج ما اذا انزل بتفكر ونحوه[2]

ترجمہ: مذکورہ حدث موجب غسل نہ ہو اور اگر موجب غسل ہو مثلاً نماز میں برے خیالات کی وجہ سے انزال ہو جائے تو فاسد ہو جائے گی اور بنا درست نہیں ہو گی۔

313: قولہ نادر وجود خرج نحوالقهقة والاغماء[3]

ترجمہ: حدث نادر الوجود نہ ہو، اس شرط سے قہقہہ اور بے ہوشی نکل گئی۔

---

[1] ردالمحتار ص 422
[2] شامی محولہ بالہ
[3] ایضاً محولہ بالہ

314:-4 چوتھی شرط یہ ہے کہ حالت حدث میں ایک رکن کے بقدر تاخیر نہ کی ہو۔

5- یہ کہ آمدورفت میں کوئی رکن ادانہ کیا ہو۔ لٰہذا حدث کے بعد وضو کے لیے جاتے ہوئے یاآتے ہوئے اگر قرأت کرے۔ تو اس صورت میں بنا صحیح نہیں ہے۔ نماز از سرنو ادا کرے گا۔

315:-6 نماز کے منافی کسی فعل کا ارتکاب نہ کیا ہو لہذا اگر حدث سماوی کے بعد کوئی قصداً وضو توڑے یا باتیں کرے تو بنا صحیح نہیں ہے۔ نماز فاسد ہو گئی ہے۔

316:-7 ساتویں شرط یہ ہے کہ جس کام سے بچنا ممکن ہو۔ بغیر ضرورت کے اس کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ لٰہذا اگر پانی نزدیک موجود ہو اور یہ بغیر ضرورت کے اُس پانی سے آگے دور کسی اور پانی کی جگہ پر جائے اور دونوں مقامات کے درمیان دو صفوں سے زائد فاصلہ ہو۔ تو بنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ نزدیک پانی کنویں میں ہو تو پھر اُس دور والے پانی پر جا سکتا ہے۔ کیونکہ کنوئیں سے پانی نکالنا، مذہب مختار میں مانعِ بنا ہے۔ اور اسی طرح اشارے سے پانی طلب کرنا بھی منع ہے۔

314: ولم یود رکنا مع الحدث او مشی[1]

ترجمہ: حالت حدث میں یا چلتے ہوئے میں کوئی رکن ادانہ کیا ہو،

315:قولہ ولم یفعل منافیا خرج ما اذا حدث عمدا بعد السماوی[2]

ترجمہ: نماز کے منافی کسی فعل کا ارتکاب نہ کیا ہو لہذا اگر حدث سماوی کے بعد کوئی قصداً وضو توڑے یا باتیں کرے تو بنا صحیح نہیں ہے۔

316: أَوْ فِعْلًا لَهُ مِنْهُ بُدٌّ،(قَوْلُهُ أَوْ فِعْلًا لَهُ مِنْهُ بُدٌّ) خَرَجَ مَا لَوْ تَجَاوَزَ مَاءُ غَيْرِ بِئْرٍ إلَى أَبْعَدَ مِنْهُ بِأَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ صَفَّيْنِ بِلَا عُذْرٍ[3]

ترجمہ: یا ایسا فعل جس سے احتراز ممکن ہو تو بلا ضرورت اس کو نہ کیا جائے۔ مثال کے طور پر ایک کنویں کا پانی قریب تھا اور وہ بغیر عذر کے دور والے کنویں پر گیا جب کہ فاصلہ دو صفوں سے زیادہ تھا تو بنا درست نہیں ہے۔

---

[1] ایضا ص423ج2

[2] ایضا شامی ص423ج2

[3] ایضا محولہ بالہ

317:-8 وضو ٹوٹنے کے بعد بغیر ضرورت کے ایک رکن کی ادائیگی کے بقدر نہ ٹھہرا ہو۔ بلکہ فوراً وضو کے لیے روانہ ہو چکا ہو۔ البتہ اگر عذر کی وجہ سے ٹھہر چکا ہو مثلاً زیادہ ہجوم ہو یا نکسیر جاری ہو جائے تو اس قسم کا ٹھہرنا مانعِ بنا نہیں ہے۔ بنا صحیح ہے۔

9-:318 سابقہ حدث ظاہر نہ ہوا ہو مثلاً مسح کی مدت پوری ہو جائے۔ یا تیمم کرنے والا پانی کو دیکھے۔

-10 صاحب ترتیب کو اس دوران فوت شدہ فرض نماز یاد نہ آئی ہو۔

11-:319 مقتدی مذکورہ نماز بغیر محل اقتداء کے دوسری جگہ نہ پوری کرے۔ لہٰذا اگر مقتدی یا امام کا وضو ٹوٹ جائے۔ پھر وضو کے لیے جائے اور بقایا نماز وہی ادا کرنا چاہیے اور حالت یہ ہو کہ اُس مقام سے امام کی اقتداء درست نہ ہو۔ اور نماز با جماعت ابھی ختم نہ ہو تو اس قسم کی بنا صحیح نہیں ہے۔ یہ تب صحیح ہو گی کہ جماعت کے ساتھ مقام اقتداء میں شریک ہو جائے۔

317: (قَوْلُهُ وَلَمْ يَتَرَاخَ) أَمَّا لَوْ تَرَاخَى قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ بِعُذْرٍ كَزَحْمَةٍ أَوْ نُزُولِ دَمٍ فَإِنَّهُ يَبْنِي وَكَذَا لَوْ كَانَ حَدَثُهُ بِالنَّوْمِ فَمَكَثَ زَمَانًا ثُمَّ تَنَبَّهَ لِأَنَّ فَسَادَهَا بِالْمُكْثِ لِوُجُودِ أَدَاءِ جُزْءٍ مِنْهَا مَعَ الْحَدَثِ وَالنَّائِمُ حَالَ نَوْمِهِ غَيْرُ مُؤَدٍّ شَيْئًا شَرْحُ الْمُنْيَةِ[1]

ترجمہ: (قَوْلُهُ وَلَمْ يَتَرَاخَ) اور نہ ٹھہرا ہو یعنی اس نے تاخیر نہ کی ہو، مطلب یہ ہے کہ اگر ایک رکن کی ادائیگی کے بقدر اس نے تاخیر کی عذر مثلا ہجوم کی وجہ سے یا خون جاری ہونے کی وجہ سے تو بنا صحیح ہے، اور اسی طرح اگر اس کا حدث نیند کی وجہ سے تھا اور اس پر کافی وقت گزر گیا اور پھر وہ اس بات پر خبر دار ہوا تو بات یہ ہے کہ اس کی نماز کا فساد نماز کے ایک جز کی ادائیگی میں اس حدث کے ساتھ باقی رہنے پر تھا، اور سونے والا نیند کی حالت میں اس قسم کی کوئی چیز ادا نہیں کرتا۔ (شَرْحُ الْمُنْيَةِ)

318: وَلَمْ يَظْهَرْ حَدَثُهُ السَّابِقُ كَمُضِيِّ مُدَّةِ مَسْحِهِ، (قَوْلُهُ كَمُضِيِّ مُدَّةِ مَسْحِهِ) وَكَرُؤْيَةِ الْمُتَيَمِّمِ مَاءً، وَخُرُوجِ وَقْتِ الْمُسْتَحَاضَةِ بَحْرٌ[2]

ترجمہ: اور اس کا پچھلا حدث ظاہر نہ ہوا ہو جیسے مسح کی مدت کا گزر جانا، اور تیمم والے شخص کا پانی کو دیکھ لینا اور مستحاضہ کا وقت نکل جانا۔ (بَحْرٌ)

319: وَلَمْ يُتِمَّ الْمُؤْتَمُّ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ، وَلَمْ يَسْتَخْلِفْ الْإِمَامُ غَيْرَ صَالِحٍ لَهَا (قَوْلُهُ وَلَمْ يُتِمَّ الْمُؤْتَمُّ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ) الْمُؤْتَمُّ يَشْمَلُ الْإِمَامَ الَّذِي سَبَقَهُ الْحَدَثُ وَاسْتَخْلَفَ فَإِنَّهُ مُؤْتَمٌّ بِخَلِيفَتِهِ، فَإِذَا تَوَضَّأَ وَكَانَ إمَامُهُ لَمْ يَفْرُغْ مِنْ صَلَاتِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعُودَ وَيُتِمَّ صَلَاتَهُ خَلْفَ إمَامِهِ إنْ كَانَ

---

[1] ایضا محولہ بالہ
[2] ایضا محولہ بالہ

12-:320 امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنایا ہو جو قابل امامت نہ ہو۔ لہٰذا اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور اپنی جگہ نابالغ لڑکے کو کھڑا کر دے یا عورت یا اُمی شخص کو تو مقتدیوں کی نماز بھی ٹوٹ گئی اور امام کی بھی۔ لہٰذا اب بنا صحیح نہیں ہے۔

بَيْنَهُمَا مَا يَمْنَعُ الِاقْتِدَاءَ؛ حَتَّى لَوْ أَتَمَّ فِي مَكَانِهِ فَسَدَتْ، وَأَمَّا الْمُنْفَرِدُ فَيُخَيَّرُ بَيْنَ الْعَوْدِ وَعَدَمِهِ (قَوْلُهُ غَيْرَ صَالِحٍ لَهَا) كَصَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ وَأُمِّيٍّ، فَإِذَا اسْتَخْلَفَ أَحَدَهُمْ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ وَصَلَاةُ الْقَوْمِ لِأَنَّهُ عَمَلٌ كَثِيرٌ لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ وَسَيَأْتِي تَمَامُ الْكَلَامِ عَلَى هَذِهِ الشُّرُوطِ كُلِّهَا.[1]

ترجمہ: مقتدی مذکورہ نماز بغیر محل اقتداء کے دوسری جگہ نہ پوری کرے۔ اور امام اپنی جگہ امامت کے لئے کسی غیر مناسب کو خلیفہ نہ بنائے، (قَوْلُهُ وَلَمْ يُتِمَّ الْمُؤْتَمُّ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ) مقتدی اس امام کے ساتھ شامل ہے جس کو حدث لاحق ہوا ہے اور جس کو اس نے خلیفہ بنایا ہے وہ امام اس کا مقتدی بن گیا ہے۔ لہذا اگر اس نے وضو کیا اور اس کا امام نماز سے فارغ نہ ہوا ہو، تو اس پر لازم ہے کہ وہ واپس لوٹے اور امام کے پیچھے اپنی نماز پوری کرے، اگرچہ ان کے درمیان مانع اقتدا ہو، اس لئے کہ اگر اپنی جگہ نماز ادا کی تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور منفرد واپس بنا کرنے اور نہ کرنے میں اختیار دیا جائے گا۔ امامت کے لئے غیر صالح کا مطلب ہے کہ بچے، عورت یا امی کو خلیفہ نہ بنائے، اگر ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا ساری قوم کی اور اس کی بھی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر نماز کے اعمال میں سے نہیں ہے۔

320: وَلَمْ يُتِمَّ الْمُؤْتَمُّ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ، وَلَمْ يَسْتَخْلِفْ الْإِمَامُ غَيْرَ صَالِحٍ لَهَا(قَوْلُهُ وَلَمْ يُتِمَّ الْمُؤْتَمُّ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ) الْمُؤْتَمُّ يَشْمَلُ الْإِمَامَ الَّذِي سَبَقَهُ الْحَدَثُ وَاسْتَخْلَفَ فَإِنَّهُ مُؤْتَمٌّ بِخَلِيفَتِهِ، فَإِذَا تَوَضَّأَ وَكَانَ إمَامُهُ لَمْ يَفْرُغْ مِنْ صَلَاتِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعُودَ وَيُتِمَّ صَلَاتَهُ خَلْفَ إمَامِهِ إنْ كَانَ بَيْنَهُمَا مَا يَمْنَعُ الِاقْتِدَاءَ؛ حَتَّى لَوْ أَتَمَّ فِي مَكَانِهِ فَسَدَتْ، وَأَمَّا الْمُنْفَرِدُ فَيُخَيَّرُ بَيْنَ الْعَوْدِ وَعَدَمِهِ (قَوْلُهُ غَيْرَ صَالِحٍ لَهَا) كَصَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ وَأُمِّيٍّ، فَإِذَا اسْتَخْلَفَ أَحَدَهُمْ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ وَصَلَاةُ الْقَوْمِ لِأَنَّهُ عَمَلٌ كَثِيرٌ لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ وَسَيَأْتِي تَمَامُ الْكَلَامِ عَلَى هَذِهِ الشُّرُوطِ كُلِّهَا.[2]

ترجمہ: مقتدی مذکورہ نماز بغیر محل اقتداء کے دوسری جگہ نہ پوری کرے۔ اور امام اپنی جگہ کسی امامت کے لئے غیر مناسب کو خلیفہ نہ بنائے، مقتدی اس امام کے ساتھ شامل ہے جس کو حدث لاحق ہوا ہے مقتدی کو اس نے خلیفہ بنایا ہے اب وہ خلیفہ کا مقتدی ہے۔ اگر اس نے وضو کیا اور اس کا امام نماز سے فارغ نہ ہوا ہو، تو اس پر لازم ہے کہ وہ واپس لوٹے اور امام کے پیچھے اپنی نماز پوری کرے، اگرچہ ان کے درمیان مانع اقتدا ہو، اس لئے کہ اگر اپنی جگہ نماز ادا کی تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور منفرد واپس بنا کرنے اور نہ کرنے میں اختیار دیا جائے گا۔ امامت کے لئے غیر صالح کا مطلب ہے کہ بچے، عورت یا امی کو خلیفہ نہ بنائے، اگر ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا ساری قوم کی اور اس کی بھی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر نماز کے

---

[1] ایضا شامی ص423ج2

[2] محولہ بالہ

مسئلہ : 321:اگر نماز میں وضو نہ ٹوٹے۔ لیکن نمازی کو اتنی مقدار میں نجاست لگ جائے کہ جس کے ساتھ نماز ادا نہ ہو سکے تو اس صورت میں بنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ: 322:اگر اکیلے نماز ادا کرتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے تو اُسے چاہیے کہ فوراً وضو کرے اور اس کام میں جس قدر ہو سکے تعجیل کرے۔ البتہ وضو مکمل ہونا چاہیے۔ یعنی جو احکام وضو میں مستحب اور سنت ہیں اُن کا بھی پورا پورا خیال رکھے اور بات چیت نہ کرے۔ پانی اگر نزدیک ہو تو دور جانے کی ضرورت نہیں۔ غرضیکہ ضروری نقل و حرکت کے سوا کچھ نہ کرے۔ وضو کرنے کے بعد اُس کی مرضی ہے کہ باقی نماز اسی جگہ پوری کرے یا سابقہ مقام پر جا کر پوری کرے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ اس جگہ پوری کرے۔ کیونکہ اس میں حرکت کم ہے۔ اور اگر نماز میں کسی مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے۔ تو اُسے بھی چاہیے کہ دوبارہ فوراً وضو کرے۔ پھر وضو کے بعد اگر جماعت ختم نہ ہو تو شامل ہو جائے۔ اور اُسی سابقہ مقام پر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی امام کے پیچھے دوسری کوئی ایسی جگہ ہو جہاں سے اُس کی اقتداء صحیح ہو سکے۔ تو اُس جگہ کھڑے ہو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ جماعت ختم ہو گئی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے کہ بقیہ نماز مقام اقتداء میں پوری کرے یا وضو کی جگہ میں۔ لیکن بہتر بات آخری ہے

اعمال میں سے نہیں ہے۔

مسئلہ: 321:(قَوْلُهُ مِنْ بَدَنِهِ) احْتِرَازٌ عَمَّا إذَا أَصَابَهُ مِنْ خَارِجٍ نَجَاسَةٌ مَانِعَةٌ. وَفِيهِ إطْلَاقُ الْحَدِّ عَلَى النَّجَسِ وَهُوَ تَسَامُحٌ، عَلَى أَنَّ النَّجَاسَةَ الْمَانِعَةَ مِنْ غَيْرِ سَبْقِ حَدَثٍ تَمْنَعَ الْبِنَاءَ سَوَاءٌ كَانَتْ مِنْ بَدَنِهِ أَوْ مِنْ خَارِجٍ كَمَا فِي الْبَحْرِ.[1]

ترجمہ: (قَوْلُهُ مِنْ بَدَنِهِ) اس کے بدن سے، یہ احتراز ہے اس نجاست مانعہ سے جو خارج سے اس کو لگ جائے۔ اور اس میں نجس علی الااطلاق کی حد ہے جو کہ تسامح ہے۔ اس لئے کہ نجاست مانعہ حدث کے نہ ہونے کے باوجود بھی بنا کو ممنوع قرار دلوا دیتی ہے چاہے وہ بدن سے خارج شدہ ہو یا کہیں باہر سے لگی ہو۔

مسئلہ: 322:(وَإِذَا سَاغَ لَهُ الْبِنَاءُ تَوَضَّأَ) فَوْرًا بِكُلِّ سُنَّةٍ (وَبَنَى عَلَى مَا مَضَى) بِلَا كَرَاهَةٍ (وَيُتِمُّ صَلَاتَهُ ثَمَّةَ) وَهُوَ أَوْلَى تَقْلِيلًا لِلْمَشْيِ (أَوْ يَعُودُ إلَى مَكَانِهِ) لِيَتَّحِدَ مَكَانُهَا (كَمُنْفَرِدٍ) فَإِنَّهُ مُخَيَّرٌ، (قَوْلُهُ بِلَا كَرَاهَةٍ) لَكِنْ تَقَدَّمَ أَنَّ الِاسْتِئْنَافَ أَفْضَلُ[2]

ترجمہ: اگر کسی نمازی کا نماز ادا کرتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے تو اُسے چاہیے کہ فوراً وضو کرے اور اس کام میں جس قدر ہو سکے جلدی کرے اور تمام سنتوں کی رعایت کے ساتھ مکمل وضو کرے اور پچھلی نماز پر بنا کرے بغیر کسی کراہت کے اور اپنی

---

[1] محولہ بالا

[2] شامی 433ج2

مسئلہ: 323:اگر دوران نماز امام کا وضو ٹوٹ جائے تو اُسے چاہیے کہ فی الفور وضو کے لیے جائے اور بغیر ضرورت کے نہ ٹھہرے۔اور مقتدیوں میں جسے نیک سمجھے۔اُسے اپنا خلیفہ بناکر اشارے سے اسے سمجھائے۔یا کھینچ کر محراب میں کھڑا کر دے۔ اگر امام کسی مسبوق کو خلیفہ بنادے تو جائز ہے۔لیکن مدرک کو خلیفہ بنانا احسن ہے۔اور اپنے خلیفہ کو انگلیوں کے اشارے سے سمجھائے کہ اتنی رکعات باقی ہیں۔اگر ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اُٹھائے اور اگر دو باقی ہوں تو دو اٹھائے۔اگر رکوع باقی ہو تو اشارتاً دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ دے۔اگر سجدہ باقی ہو تو ہاتھ ماتھے پر رکھدے۔اگر قرأت باقی ہو تو ہاتھ منہ پر رکھ دے اور اگر سجدہ تلاوت باقی ہو تو ہاتھ ماتھے اور زبان پر رکھ دے اور اگر سجدہ سہو باقی ہو تو ہاتھ سینے پر رکھ دے۔

لیکن یہ تب کہ اگر خلیفہ کو معلوم نہ ہو اور اگر اُسے باقی ماندہ ارکان کا علم ہو۔تب اشارے کی ضرورت نہیں ہے۔پھر جب سابق امام وضو کر کے لوٹ آئے تو اگر جماعت باقی ہو تو اُسی خلیفہ کے پیچھے کھڑا ہو جائے۔ایسی جگہ کہ اقتداء صحیح ہو اور اگر جماعت ختم ہو گئی ہو تو بھی بنا کر سکتا ہے۔اُس کی اپنی مرضی ہے کہ جہاں وضو کرے اسی جگہ پر بنا کرے یا سابقہ مقام پر جائے۔

بقیہ نماز وہیں مکمل کرے۔یہ اولی ہے اس لئے کہ اس میں کم چلنا پھرنا ہے۔یا سابقہ مقام پر جا کر پوری کرے۔تا کہ اتحاد مکان ہو جائے۔جیسے منفرد ہے تو اسے اختیار ہے۔بغیر کراہت یہ ٹھیک تو ہے لیکن پہلے گزرا کہ مکمل دوہرانا زیادہ افضل ہے۔

مسئلہ: 323:(سَبَقَ الْإِمَامَ حَدَثٌ) سَمَاوِيٌّ، لَا اخْتِيَارَ لِلْعَبْدِ فِيهِ وَلَا فِي سَبَبِهِ كَسَفَرْجَلَةٍ مِنْ شَجَرَةٍ، وَكَحَدَثِهِ مِنْ نَحْوِ عُطَاسٍ عَلَى الصَّحِيحِ (غَيْرِ مَانِعٍ لِلْبِنَاءِ) كَمَا قَدَّمْنَاهُ (وَلَوْ بَعْدَ التَّشَهُّدِ) لِيَأْتِيَ بِالسَّلَامِ (اسْتَخْلَفَ) أَيْ جَازَ لَهُ ذَلِكَ وَلَوْ فِي جِنَازَةٍ بِإِشَارَةٍ أَوْ جَرٍّ لِمِحْرَابٍ، وَلَوْ لِمَسْبُوقٍ، وَيُشِيرُ بِأُصْبُعٍ لِبَقَاءِ رَكْعَةٍ، وَبِأُصْبُعَيْنِ لِرَكْعَتَيْنِ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتِهِ لِتَرْكِ رُكُوعٍ، وَعَلَى جَبْهَتِهِ لِسُجُودٍ، وَعَلَى فَمِهِ لِقِرَاءَةٍ، وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَلِسَانِهِ لِسُجُودِ تِلَاوَةٍ أَوْ صَدْرِهِ لِسَهْوٍ (مَا لَمْ يُجَاوِزْ الصُّفُوفَ لَوْ فِي الصَّحْرَاءِ) مَا لَمْ يَتَقَدَّمْ، فَحَدُّهُ السُّتْرَةُ أَوْ مَوْضِعُ السُّجُودِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ كَالْمُنْفَرِدِ (وَمَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ)أَوْ الْجَبَّانَةِ أَوْ الدَّارِ (لَوْ كَانَ يُصَلِّي فِيهِ) لِأَنَّهُ عَلَى إمَامَتِهِ مَا لَمْ يُجَاوِزْ هَذَا الْحَدَّ وَلَمْ يَتَقَدَّمْ أَحَدٌ وَلَوْ بِنَفْسِهِ مَقَامَهُ نَاوِيًا الْإِمَامَةَ وَإِنْ لَمْ يُجَاوِزْ، حَتَّى لَوْ تَذَكَّرَ فَائِتَةً أَوْ تَكَلَّمَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاةُ الْقَوْمِ لِأَنَّهُ صَارَ مُقْتَدِيًا.
وَلَوْ كَانَ الْمَاءُ فِي الْمَسْجِدِ لَمْ يَحْتَجْ لِلِاسْتِخْلَافِ (وَاسْتِئْنَافُهُ أَفْضَلُ) تَحَرُّزًا عَنْ الْخِلَافِ ---(وَإِذَا سَاغَ لَهُ الْبِنَاءُ تَوَضَّأَ) فَوْرًا بِكُلِّ سُنَّةٍ (وَبَنَى عَلَى مَا مَضَى) بِلَا كَرَاهَةٍ (وَيُتِمُّ صَلَاتَهُ ثَمَّةَ) وَهُوَ أَوْلَى تَقْلِيلًا لِلْمَشْيِ (أَوْ يَعُودُ إلَى مَكَانِهِ) لِيَتَّحِدَ مَكَانُهَا (كَمُنْفَرِدٍ) فَإِنَّهُ مُخَيَّرٌ، وَهَذَا كُلُّهُ (إنْ فَرَغَ خَلِيفَتُهُ وَإِلَّا عَادَ إلَى مَكَانِهِ) حَتْمًا لَوْ بَيْنَهُمَا مَا يَمْنَعُ الِاقْتِدَاءَ (قَوْلُهُ وَيُشِيرُ إلَخْ) هَذَا إذَا لَمْ يَعْلَمْ الْخَلِيفَةُ، أَمَّا إذَا عَلِمَ فَلَا حَاجَةَ إلَى ذَلِكَ بَحْرٌ[1]

ترجمہ: امام کو حدث لاحق ہو جائے، سماوی حدث جس کے ہونے اور اس کے سبب میں کسی قسم کا بندے کو کوئی اختیار نہ ہو، جیسے درخت سے کسی چیز کا گر جانا، اور چھینک وغیرہ کی وجہ سے کوئی حدث لاحق ہو جانا صحیح قول کے مطابق، یہ بنا کے لئے غیر مانع ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا، اور اگر یہ تشہد کے بعد ہو تو سلام پھیر دے، اور اگر کسی کو خلیفہ بنادے تو اس کے لئے یہ بھی جائز ہے، اور اگر جنازے میں ہو تو اشارے سے بتائے اور یا خلیفہ کو کھینچ کر محراب میں کھڑا کر دے اور اپنی انگلی سے رکعتوں کی

---

[1] ردالمحتار ص424ج2

مسئلہ:324:اگرامام قرأت میں رک جائے یعنی نہ پڑھ سکے،شرم،خوف یاد ہشت کی وجہ سے تواُس کے لیے خلیفہ مقرر کرناجائز ہے۔

مسئلہ: 325:اگروضو کاپانی مسجد کے اندر فرش پر ہو یاوہیں کسی برتن میں توپھر خلیفہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔اس صورت میں دونوں باتیں جائزہیں کہ خلیفہ مقرر کرے یانہ کرے۔اگرامام خلیفہ مقرر نہ کرے تومقتدی انتظار کریں اور وضو کے بعد امام کوچاہیے کہ اپنے مصلے پر آجائے۔اورامامت کی بقایانماز پوری کرائے۔

تعداد کی طرف اشارہ کرے،ایک انگلی سے ایک رکعت کی جانب اور دوانگلیوں سے دو رکعتوں کی جانب،اور رکوع کے لئے اشارہ کرنے کے لئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے،اور سجدے کے لئے پیشانی پراور قرات کے لئے منہ پر ہاتھ رکھ کراشارہ کرے،اور سجدہ تلاوت اور سہو کے لئے اپنی پیشانی اور منہ پر بیک وقت ہاتھ رکھے،(جب تک صفوں کو تجاوزنہ کرلے اگرچہ صحرامیں ہو)یعنی جب تک آگے نہ ہو جائے اوراس کی حد سترہ ہے اور یاسجدہ کا مقام ہے۔اور جب تک وہ مسجد سے نہ نکل جائے استخلاف درست ہے،اوراگر مسجد سے نکل گیاتودرست نہ ہوگا اگرچہ صفیں متصل ہوں اوران کے درمیان ہو،اس لئے اصل چیز مسجد سے باہر نکل جاناہے۔جب تک مسجد سے نہیں نکلاوہ اپنی امامت پر ہے

اوراگرپانی مسجد میں ہو تو خلیفہ نہیں بناناچاہیے بلکہ مکمل نماز کادہرانادرست ہے،تاکہ اختلاف سے بچاجاسکے،اوراگراسے بناکرنی زیادہ اچھی معلوم ہو تووضو کرے فوری طورپر تمام سنتوں کے ساتھ اور پچھلی نماز پر بناکرے بغیر کسی کراہت کے اوراپنی نماز مکمل کرے،اور یہ اولی اس لئے کہ اس میں چلنا کم ہے، یاپھر وہ اپنے مکان پر پہنچ جائے تاکہ اتحام مکان ہو سکے جس طرح منفرد ہوتاہے، بہرحال اس میں اس کی مرضی ہے۔یہ سب اس وقت ہے جب کہ وہ دوبارہ خلیفہ کی جگہ اقتدا کرناچاہے،اور وہ جانتانہ ہو،اگر خلیفہ کوسب علم ہے توان سب کی ضرورت نہیں۔(بحرؔ)

مسئلہ:324: (قَوْلُهُ كَمَا لَوْ حَصِرَ عَنْ الْقِرَاءَةِ) أَيْ جَازَ لِمَنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ الِاسْتِخْلَافُ إذَا كَانَ إمَامًا كَمَا جَازَ لِلْإِمَامِ الِاسْتِخْلَافُ إذَا عَجَزَ عَنْ الْقِرَاءَةِ وَحَصِرَ ---وَمَعْنَاهُ مُنِعَ وَحُبِسَ عَنْ الْقِرَاءَةِ بِسَبَبِ خَجَلٍ أَوْ خَوْفٍ[1]

ترجمہ:جب امام کو حدث لاحق ہوجائے تواس کے لیے خلیفہ بناناجائز ہے جیساکہ قراءت سے عاجز آنے پر جائز ہے اس کا معنی ہے کہ جب وہ شرم یاخوف کی وجہ سے قراءت سے رک جائے۔

---

[1] البحر الرائق ص649ج1

مسئلہ:326:اگرامام بذات خود کوئی خلیفہ مقرر نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ ایک نمازی کو آگے کر دیں یا کوئی مقتدی خود آگے ہو جائے اور امام کی جگہ پر امامت کی نیت سے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز ہے۔ لیکن تب کہ اُس کے کھڑا ہونے تک امام مسجد سے نہ نکلا ہو۔ اور اگر جماعت مسجد کے علاوہ کسی میدان میں ہو رہی ہو تو تب امام صفوں سے نہ نکلا ہو اور اگر امام مذکورہ حدود سے باہر ہو جائے اور اس کے بعد خلیفہ کھڑا ہو جائے تو ساری نماز فاسد ہو گئی۔ اب مذکورہ نماز خلیفہ پوری نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: 325:(قَوْلُهُ وَاسْتَخْلَفَ لَوْ إِمَامًا) مَعْطُوفٌ عَلَى تَوَضَّأَ أَيْ مَنْ سَبَقَهُ حَدَثٌ وَكَانَ إِمَامًا فَإِنَّهُ يَسْتَخْلِفُ رَجُلًا مَكَانَهُ يَأْخُذُ بِثَوْبِ رَجُلٍ إِلَى الْمِحْرَابِ أَوْ يُشِيرُ إِلَيْهِ وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَهُ مُحْدَوْدِبَ الظَّهْرِ وَاضِعًا يَدَهُ فِي أَنْفِهِ يُوهِمُ أَنَّهُ قَدْ رَعَفَ لِيَنْقَطِعَ عَنْهُ كَلَامُ النَّاسِ، وَلَوْ تَكَلَّمَ بَطَلَتْ صَلَاتُهُمْ، وَلَوْ تَرَكَ رُكُوعًا يُشِيرُ بِوَضْعِ يَدِهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ أَوْ سُجُودًا يُشِيرُ بِوَضْعِهَا عَلَى جَبْهَتِهِ أَوْ قِرَاءَةً يُشِيرُ بِوَضْعِهَا عَلَى فَمِهِ، وَإِنْ بَقِيَ عَلَيْهِ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ يُشِيرُ بِأُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ، وَإِنْ كَانَ اثْنَيْنِ فَبِأُصْبُعَيْنِ هَذَا إِذَا لَمْ يَعْلَمْ الْخَلِيفَةُ ذَلِكَ أَمَّا إِذَا عَلِمَ فَلَا حَاجَةَ إِلَى ذَلِكَ وَلِسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ بِوَضْعِ أُصْبُعِهِ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاللِّسَانِ وَلِلسَّهْوِ عَلَى صَدْرِهِ وَقِيلَ يُحَوِّلُ رَأْسَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ، ثُمَّ الِاسْتِخْلَافُ لَيْسَ بِمُتَعَيِّنٍ حَتَّى لَوْ كَانَ الْمَاءُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ وَيَبْنِي وَلَا حَاجَةَ إِلَى الِاسْتِخْلَافِ كَمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسْجِدِ فَالْأَفْضَلُ الِاسْتِخْلَافُ[1]

ترجمہ: جس امام کو حدث لاحق ہو جائے تو وہ کسی کو خلیفہ بنادے اپنی جگہ، وہ کسی کے کپڑے پکڑ کر اس کو محراب کی طرف کرے گا یا اشارہ کرے گا۔ اور سنت یہ ہے کہ جھکا ہوا پیچھے کو ہٹے، اور ناک پر ہاتھ رکھ لے تاکہ اوروں کو یہ خیال ہو کہ نکسیر پھوٹی ہے، اور اس لئے کہ لوگ گفتگو نہ کریں اس لئے کہ گفتگو کر دی تو ان کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اپنی انگلی سے رکعتوں کی تعداد کی طرف اشارہ کرے، ایک انگلی سے ایک رکعت کی جانب اور دو انگلیوں سے دو رکعتوں کی جانب، اور رکوع کے لئے اشارہ کرنے کے لئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے، اور سجدے کے لئے پیشانی پر اور قرات کے لئے منہ پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے، اور سجدہ تلاوت اور سہو کے لئے اپنی سینے پر ہاتھ رکھے، اور کہا گیا ہے کہ اپنے سر کو دائیں بائیں گھمائے۔ پھر استخلاف متعین نہیں ہے اگر پانی مسجد میں ہو تو وضو بنائے اور بنا کرے۔ استخلاف کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر پانی مسجد میں نہ تو استخلاف کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ:326: (اسْتَخْلَفَ) أَيْ جَازَ لَهُ ذَلِكَ (مَا لَمْ يُجَاوِزْ الصُّفُوفَ لَوْ فِي الصَّحْرَاءِ) مَا لَمْ يَتَقَدَّمْ، فَحَدُّهُ السُّتْرَةُ أَوْ مَوْضِعُ السُّجُودِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ كَالْمُنْفَرِدِ (وَمَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ) (مَا لَمْ يُجَاوِزْ الصُّفُوفَ لَوْ فِي الصَّحْرَاءِ) مَا لَمْ يَتَقَدَّمْ، فَحَدُّهُ السُّتْرَةُ أَوْ مَوْضِعُ السُّجُودِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ كَالْمُنْفَرِدِ (وَمَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ) أَوْ الْجَبَّانَةِ أَوْ الدَّارِ (لَوْ كَانَ يُصَلِّي فِيهِ) لِأَنَّهُ عَلَى إِمَامَتِهِ مَا لَمْ يُجَاوِزْ هَذَا الْحَدَّ وَلَمْ يَتَقَدَّمْ

---

[1] بحر الرائق ص646ج1

مسئلہ: 327:اگرامام اپنی جگہ پر مسبوق کھڑا کردے تواس مسبوق کو چاہیے کہ امام سے جو نماز باقی ہو وہ پوری کردے اور آخر میں کسی مدرک کو سلام پھیرنے کیلئے اپنی جگہ پر کھڑا کردے۔تاکہ مدرک سلام پھیردے اور مسبوق اپنی باقی رکعتیں ادا کرلے۔

مسئلہ: 328: خلیفہ مقرر کرنے کے بعد امام، مذکورہ خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے۔اگرامام کے وضو کرنے کے بعد جماعت ختم ہو چکی ہو تو سابق امام اپنی نماز مثل لاحق کے پوری کرے گا۔اور اسی طرح حکم ہے اُس مقتدی کے لیے جس کا وضو ٹوٹ گیا ہو اور وضو کرتے کرتے جماعت ختم ہو چکی ہو تو بنا کرنے کی صورت میں باقی رکعتیں مثل لاحق ادا کرے گا۔

أَحَدٌ وَلَوْ بِنَفْسِهِ مَقَامَهُ نَاوِيًا الْإِمَامَةَ وَإِنْ لَمْ يُجَاوِزْ ،[1]

ترجمہ: اور اگر کسی کو خلیفہ بنادے تواس کے لئے یہ بھی جائز ہے،،(مگر جب تک صفوں سے تجاوز کرنہ لے اگرچہ صحرا میں ہو)یعنی جب تک آگے نہ ہو جائے اور اس کی حد سترہ ہے اور یا سجدہ کا مقام ہے۔اور جب تک وہ مسجد سے نہ نکل جائے استخلاف درست ہے،اور اگر مسجد سے نکل گیا تو درست نہ ہوگا اگرچہ صفیں متصل ہوں اور ان کے درمیان ہو،اس لئے اصل چیز مسجد سے باہر نکل جانا ہے۔جب تک مسجد سے نہیں نکلا وہ اپنی امامت پر ہے۔اور اگر بذات خود کوئی مقتدی آگے ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے

۔

مسئلہ:327:" ومن اقتدى بإمام بعد ما صلى ركعة فأحدث الإمام فقدمة أجزأه " لوجود المشاركة في التحريمة والأولى للإمام أن يقدم مدركا لأنه أقدر على إتمام صلاته وينبغي لهذا المسبوق أن لا يتقدم لعجزه عن التسليم " فلو تقدم يبتدئ من حيث انتهى إليه الإمام " لقيامه مقامه " وإذا إنتهى إلى السلام يقدم مدركا يسلم بهم[2]

ترجمہ: کسی نے امام کی اقتدا کی ایک رکعت کے بعد اور امام کو کوئی حدث لاحق ہو گیا اور اس نے اس کو آگے کردیا تو جائز ہے۔اس لئے کہ تحریمہ میں شریک ہے اور اولی یہ ہے کہ امام کسی مدرک کو آگے کرے،اس لئے کہ وہ نماز کے مکمل کروانے پر زیادہ قادر ہے۔اور اس مسبوق کو چاہیے کہ وہ اپنی کمزوری کے باعث آگے بڑھنے سے گریز کرے۔اور اگر آگے بڑھ جائے تو جہاں سے امام نے چھوڑا ہے وہاں سے ہی ابتدا کرے۔اور جب سلام تک پہنچ جائے تو کسی مدرک کو آگے کردے۔جو ان کے ساتھ سلام پھیرے۔

---

[1] شامی ص425ج2

[2] الھدایہ ص134ج1

مسئلہ: 329:اگرامام اس گمان سے جماعت سے نکل آئے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ کسی کو خلیفہ مقرر کرے یا نہ کرے پھر اُسے معلوم ہو جائے کہ وضو نہیں ٹوٹا۔ تو نماز فاسد ہو گئی۔ اب بنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ: 330:فرض کیجئے کہ امام کسی کو خلیفہ بنائے یا کوئی مقتدی ازخود خلیفہ بن کر جماعت کرائے، اور سابق امام وضو کے لیے مسجد سے باہر جائے اور وہیں باتیں کرے یا کوئی منافی نماز فعل کرے تو اُس کی نماز فاسد ہو گئی اور مقتدیوں کی نماز برقرار ہے۔

مسئلہ: 328:واستخلف رجلا فانہ یصلی صلاتہ ثم اذا رجع الاول وقدبقی من صلاتہ شیءیتم خلف خلیفتہ وان فرغ الخلیفۃ اتم صلاتہ بغیر قراءۃ لانہ لا حق [1]

ترجمہ: ایک شخص کو خلیفہ بنایا تو وہ نماز پڑھائے گا، اب جب پہلا امام واپس آئے گا اور اس کی نماز باقی ہو گی تو وہ اس خلیفہ کے پیچھے اپنی نماز پوری کرے گا، اور اگر خلیفہ نماز سے فارغ ہو گیا ہو تو وہ پہلا امام اپنی نماز بغیر قرات کے پوری کرے گا کیونکہ وہ لاحق ہے۔

مسئلہ: 329:أَوْ خُرُوجِهِ مِنْ مَسْجِدٍ بِظَنِّ حَدَثٍ (قَوْلُهُ بِظَنِّ حَدَثٍ) بِأَنْ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَظَنَّ أَنَّهُ دَمٌ مَثَلًا. وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ لِلظَّنِّ دَلِيلٌ، بِأَنْ شَكَّ فِي خُرُوجِ رِيحٍ وَنَحْوِهِ يَسْتَقْبِلُ مُطْلَقًا بِالِانْحِرَافِ عَمَلًا بِمَا هُوَ الْقِيَاسُ لَكِنْ لَمْ أَرَهُ مَنْقُولًا بَحْرٌ، [2]

ترجمہ: یا وہ کسی حدث کے گمان سے مسجد سے نکل گیا، کہ اس میں سے کچھ نکلا ہے، اور گمان کیا کہ وہ خون ہے، یہ اس وقت ہے کہ جب اس ظن کے لئے دلیل نہ ہو۔ کہ اسے گیس خارج ہونے کا شک ہوا ہو اور عملی طور پر انحراف کر کے نکل جائے۔(بحر)

مسئلہ: 330:واذا قام الخلیفۃ مقامہ صار الاول مقتدیا بہ خرج من المسجد او لا حتی لو تذکر فائتۃ او تکلم لم تفسد صلاۃ القوم [3]

ترجمہ: جب خلیفہ اس کی جگہ پر کھڑا ہو جائے تو پہلا والا مقتدی ہو جائے گا، مسجد سے نکل گیا ہو یا نہ نکلا ہو، یہاں تک کہ اگر وہ کسی سے بات کرے یا بھولی ہوئی کوئی چیز اسے یاد آئے تو عوام کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔

---

[1] التاتار خانیہ ص505ج1
[2] شامی ص429ج2
[3] بحر الرائق ص648ج2

مسئلہ: 331:اگر نمازی بقدر تشہد قعدہ کرنے سے پہلے دیوانہ ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اُس پر غسل لازم ہو جائے یا قصداً وضو توڑ دے تو اُس کی نماز فاسد ہو گئی۔لہٰذا بنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ:332:دوران نماز وضو ٹوٹنے والا شخص دوبارہ وضو کرنے کے بعد اگر کسی اور جگہ از سر نو نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ پہلے بات چیت کرے۔یا کوئی اور ایسی حرکت کرے جو نماز کے منافی ہو۔تاکہ اِس طریقے سے پہلے وہ سابقہ نماز سے باہر تصور ہو جائے۔اس کے بعد از سر نو نماز شروع کرے۔

333:نوٹ: چونکہ بِنا کے مسائل مشکل ہیں۔اور ان میں اختلاف بھی ہے۔اور آج کل مذہبی علم کی کمی بھی ہے۔لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس قسم کے حالات میں نماز از سر نو ادا کرے اور بِنانہ کرے۔ہاں اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو بقول بعض علماء کرامؒ خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ اگر وقت زیادہ ہو تو افضل ہے۔اگر وقت کم ہو تو واجب ہے۔

مسئلہ: 331: (وَيَتَعَيَّنُ) الِاسْتِئْنَافُ إنْ لَمْ يَكُنْ تَشَهَّدَ (لِجُنُونٍ أَوْ حَدَثٍ عَمْدًا) أَوْ خُرُوجِهِ مِنْ مَسْجِدٍ بِظَنِّ حَدَثٍ (أَوْ احْتِلَامٍ) بِنَوْمٍ أَوْ تَفَكُّرٍ أَوْ نَظَرٍ أَوْ مَسٍّ بِشَهْوَةٍ (أَوْ إغْمَاءٍ أَوْ قَهْقَهَةٍ) لِنُدْرَتِهَا[1]

ترجمہ: اگر نمازی بقدر تشہد قعدہ کرنے سے پہلے پاگل ہو جائے یا جان بوجھ کر کوئی حدث کر لے یا مسجد سے نکل جائے حدث کے گمان میں یا نیند میں احتلام کے گمان سے یا سوچنے سے یا دیکھنے سے یا شہوت سے چھونے سے یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ لگائے تو نماز کا دہرانا متعین ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ یہ تمام چیزیں نادر الوقوع ہیں۔

مسئلہ:332: (وَاسْتِئْنَافُهُ أَفْضَلُ) تَحَرُّزًا عَنْ الْخِلَافِ (قَوْلُهُ وَاسْتِئْنَافُهُ أَفْضَلُ) أَيْ بِأَنْ يَعْمَلَ عَمَلًا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَشْرَعَ بَعْدَ الْوُضُوءِ[2]

ترجمہ: اس کا دوبارہ ادا کرنا افضل ہے،اختلاف سے بچنے کے لئے،مطلب یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کر لے جس سے نماز ختم ہو جائے اور اس کے بعد وہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

333: (قَوْلُهُ أَيْ جَازَ لَهُ ذَلِكَ) حَتَّى لَوْ كَانَ الْمَاءُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ وَيَبْنِي، وَلَا حَاجَةَ إلَى الِاسْتِخْلَافِ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ.وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسْجِدِ فَالْأَفْضَلُ الِاسْتِخْلَافُ كَمَا فِي الْمُسْتَصْفَى: وَظَاهِرُ الْمُتُونِ أَنَّ الِاسْتِخْلَافَ أَفْضَلُ فِي حَقِّ الْكُلِّ، فَمَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِابْنِ الْمَلَكِ مِنْ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ الِاسْتِخْلَافُ صِيَانَةً لِصَلَاةِ الْقَوْمِ فِيهِ نَظَرٌ بَحْرٌ. وَقَدْ يُجَابُ عَنْهُ بِمَا فِي النَّهْرِ، مِنْ أَنَّهُ يَنْبَغِي وُجُوبُهُ عِنْدَ ضِيقِ الْوَقْتِ[3]

---

[1] در مختار ص84

[2] شامی ص 428ج2

[3] محولہ بالہ ص425ج2

ـــ

ترجمہ: (قَوْلُهُ أَيْ جَازَ لَهُ ذَلِكَ) یعنی اگر پانی مسجد میں ہو تو وضو بنائے اور بنا کرے۔ استخلاف کی ضرورت نہیں ہے۔(كَمَا ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ)اگر پانی مسجد میں نہ تو استخلاف افضل ہے۔(كَمَا فِي الْمُسْتَصْفَى)تمام متون سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ بنانا تمام کے حق میں بہتر ہے۔ شَرْحِ مجمع لِابْنِ الْمَلَکِ میں ہے کہ قوم کی نماز کو بچانے کے لیے تو یہ واجب ہے مگر یہ قول محل نظر ہے اور نہر میں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ قول وقت کی تنگی پر محمول ہے۔

فصل سوم : نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ:334:اگر نماز کے آخری قعدہ میں بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کوئی شخص قصداً بات کرے، یا بھول کر یا غلطی سے اور یا اس وجہ سے کہ کوئی دوسرا اُسے مجبور کرے۔ تو ان سب حالتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بلکہ مختار قول یہ ہے کہ نماز میں اگر کوئی سو جائے اور پھر سوتے میں باتیں کرے تو بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ: 335:اگر نماز میں کسی کے منہ سے آہ نکلے یا اوہ یا اُف کرے یا آواز سے روئے۔ اگر یہ سب کسی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہوں تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر کسی مرض کی وجہ سے یا بے اختیار ہو یا شرعی مجبوری سے ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور اگر جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔

مسئلہ334:(يُفْسِدُهَا التَّكَلُّمُ) هُوَ النُّطْقُ بِحَرْفَيْنِ أَوْ حَرْفٌ مُفْهِمٌ: كَع وَقِ أَمْرًاوَلَوْ اسْتَعْطَفَ كَلْبًا أَوْ هِرَّةً أَوْ سَاقَ حِمَارًا لَا تَفْسُدُ لِأَنَّهُ صَوْتٌ لَا هِجَاءَ لَهُ (عَمْدُهُ وَسَهْوُهُ قَبْلَ قُعُودِهِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ سِيَّانِ) وَسَوَاءٌ كَانَ نَاسِيًا أَوْ نَائِمًا أَوْ جَاهِلًا أَوْ مُخْطِئًا أَوْ مُكْرَهًاهُوَ الْمُخْتَارُ،[1]

ترجمہ: گفتگو سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اور گفتگو سے مراد دو حروف کا زبان سے کہنا ہے یا ایک حرف کا کہنا ہے جو سمجھ میں آ جائے، اور اگر کتے یا بلی کو بھگایا یا گدھے کو چلایا تو نماز فاسد نہیں ہو گی، اس لئے کہ وہ ایسی آواز ہے جس میں ہجا نہیں ہے۔ گفتگو چاہے عمداً ہو یا سہواً، اس کے تشہد کے بقدر بیٹھنے سے پہلے ہو تو بھولنے کی حالت میں، نیند کی حالت میں، جہالت کی حالت میں، غلطی کی صورت میں یا مجبور ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: 335:(وَالْأَنِينُ) هُوَ قَوْلُهُ " أُهْ " بِالْقَصْرِ (وَالتَّأَوُّهُ) هُوَ قَوْلُهُ آه بِالْمَدِّ (وَالتَّأْفِيفُ) أُفٍّ أَوْ تُفٍّ (وَالْبُكَاءُ بِصَوْتٍ) يَحْصُلُ بِهِ حُرُوفٌ (لِوَجَعٍ أَوْ مُصِيبَةٍ) قَيْدٌ لِلْأَرْبَعَةِ إلَّا لِمَرِيضٍ لَا يَمْلِكُ نَفْسَهُ عَنْ أَنِينٍ وَتَأَوُّهٍ لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ كَعُطَاسٍ وَسُعَالٍ وَجُشَاءٍ وَتَثَاؤُبٍ وَإِنْ حَصَلَ حُرُوفٌ لِلضَّرُورَةِ (لَا لِذِكْرِ جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ) فَلَوْ أَعْجَبَتْهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ فَجَعَلَ يَبْكِي وَيَقُولُ بَلَى أَوْ نَعَم[2]

ترجمہ: تکلیف کا اظہار آواز سے کرنے سے، مثلاً اُہ کہنا ہلکے سے، یا آہ کہنا لمبا کر کے، یا اف کہنا، اور آواز سے رونا ایسا رونا کہ اس سے حروف نکل جائیں کسی درد اور مصیبت سے، یہ چار کے لئے قید ہے۔ مگر یہ کہ کوئی مریض ہو اور اس سے ان میں سے کوئی فعل صادر ہوا ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی، اس کے علاوہ میں نماز نہیں ہو گی۔ اور اگر ذکر جہنم یا جنت کی وجہ سے ہو کہ امام کی قرات سے اسے رونا آ جائے یا وہ بلٰی یا نعم کہہ دے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

---

[1] شامی ص456ج2

[2] محولہ بالہ

مسئلہ:336:اگر نماز میں کوئی چھینک آنے پر الحمدللہ کہے یا خود کو یرحمک اللہ کہے۔اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔لیکن نہیں کہنا چاہیے ۔اگر کوئی اور چھینکے اور کوئی نمازی حالت نماز میں یرحمک اللہ کہے۔تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ:337:اگر کسی نمازی کو کوئی حالت نماز میں خوشخبری سنائے اور وہ جواباً الحمدللہ کہے تو امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُس کی نماز ٹوٹ گئی۔اسی طرح اگر کوئی اُسے بری خبر سنائے اور اُس کے جواب میں وہ کہے کہ؛اناللہ وانا الیہ راجعون؛تو اس سے بھی نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ:336: (وَ) يُفْسِدُهَا (تَشْمِيتُ عَاطِسٍ) لِغَيْرِهِ (بِيَرْحَمُكَ اللَّهُ وَلَوْ مِنْ الْعَاطِسِ لِنَفْسِهِ لَا) (قَوْلُهُ وَلَوْ مِنْ الْعَاطِسِ لِنَفْسِهِ لَا) أَيْ لَوْ قَالَ لِنَفْسِهِ يَرْحَمُك اللَّهُ يَا نَفْسِي لَا تَفْسُد[1]

ترجمہ: نماز کو چھینک آجانے والے کے لئے دعا بھی فاسد کر دیتی ہے۔اور وہ دوسرے کو یرحمک اللہ کہنا ہے۔نماز کی حالت میں دوسرے کو اس طرح کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔اور اگر نماز میں کوئی چھینک آنے پر الحمدللہ کہے یا خود کو یرحمک اللہ کہے۔اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

مسئلہ:337: (وَجَوَابُ خَبَرٍ) سُوءٍ (بِالِاسْتِرْجَاعِ عَلَى الْمَذْهَبِ) (قَوْلُهُ وَجَوَابُ خَبَرِ سُوءٍ) السُّوءُ بِضَمِّ السِّين صِفَةُ خَبَرٍ وَهُوَ مِنْ سَاءَ يَسُوءُ سُوءًا نَقِيضُ سُرَّ، وَالِاسْتِرْجَاعُ قَوْلُ - {إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ} [البقرة: 156]- ثُمَّ الْفَسَادُ بِذَلِكَ قَوْلُهُمَا خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ كَمَا صَحَّحَهُ فِي الْهِدَايَةِ وَالْكَافِي، لِأَنَّ الْأَصْلَ عِنْدَهُ أَنَّ مَا كَانَ ثَنَاءً أَوْ قُرْآنًا لَا يَتَغَيَّرُ بِالنِّيَّةِ. وَعِنْدَهُمَا يَتَغَيَّرُ كَمَا فِي النِّهَايَةِ، وَقِيلَ إنَّهُ بِالِاتِّفَاقِ، وَنَسَبُهُ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ إلَى عَامَّةِ الْمَشَايِخِ. وَفِي الْخَانِيَّةِ أَنَّهُ الظَّاهِرُ، لَكِنْ ذَكَرَ فِي الْبَحْرِ أَنَّهُ لَوْ أَخْبَرَ بِخَبَرٍ يَسُرُّهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ فَهُوَ عَلَى الْخِلَافِ[2]

ترجمہ: اگر کسی نمازی کو کوئی حالت نماز بری خبر سنائے اور اُس کے جواب میں وہ کہے کہ؛اناللہ وانا الیہ راجعون؛تو اس سے بھی نماز فاسد ہوگئی۔سوء سین کے پیش کے ساتھ سر یعنی خوشی کی ضد ہے،اور استرجاع کا مطلب ہے اناللہ وانا الیہ راجعون (البقرہ:156) پڑھنا،اس سے نماز کے فاسد ہونے میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے جیسا کہ ہدایہ اور الکافی میں ہے۔اس لئے کہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو ثناء یا قرآن ہے وہ نیت کی بدلنے سے تبدیل نہیں ہوتی،اور امام صاحب اور امام محمد کے ہاں بدل جاتی ہے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان تینوں کا اتفاق بھی ہے۔لیکن البحر میں مذکور ہے کہ اگر کوئی نمازی کو خوشخبری سنائے اور وہ جواباً الحمدللہ کہے تو امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُس کی نماز ٹوٹ گئی۔

---

[1] محولہ بالہ
[2] شامی ص456ج2

مسئلہ: 338:اگر نماز میں تکبیر کہتے وقت (الف کو) کواونچا کرے آللہ اکبر یااللہ آکبر تواُس کی نماز نہیں ہوتی۔اِسی طرح اگر اکبر کی "ب" اونچا کرے۔یعنی اللہ اکبار پڑھے تو بھی نماز فاسد ہوتی ہے۔

مسئلہ:339:اگر کوئی نماز پڑھتاہواور کوئی دوسرا اُسے آواز دے۔ پھر یہ نمازی اُسے جتلانے کے لیے کہ گویا نماز پڑھتاہوں۔بلند آواز سے قرأت یاسبحان اللہ پڑھے۔تواحسن قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔اسی طرح اگرامام بجائے آخری قعدہ کرنے کے کھڑاہو جائے اور کوئی مقتدی فتح دینے کی نیت سے سبحان اللہ کہہ دے تو خیر ہے بلکہ احسن ہے۔

مسئلہ338: "ويفسدها أيضا مد الهمزة في التكبير" قوله: "ويفسدها أيضا مد الهمزة في التكبير" ذكر في النهر أنه لو مد همزة الاسم أو الخبر فسدت ولو في التحريمة لا يصير شارعا وخيف عليه الكفران كان قاصدا الاستفهام قال في المعراج هذا من حيث الظاهر إذ الهمزة للإنكار وضعا أما من حيث انه يجوز أن تكون للتقرير فلا يلزم الكفر وتبعه في العناية ثم قال ولو مد باء أكبر لا تفسد وقيل تفسد منتقى وقال الحلبي وظاهره ترجيح عدم الفساد ومد الهاء خطأ أما مد اللام فحسن ما لم يخرج عن حده وحده أن لا يبالغ بحيث يحدث من ذلك الإشباع ألف بين اللام والهاء فإن فعل كره ولا تفسد في المختار أفاده السيد ولو كرر الراء بأن ارتعد طرف لسانه فنشأ منه تكرارها فالظاهر أنه إن كررها مرتين أفسدها لأن النطق بحرفين مفسد[1]

ترجمہ: تکبیر میں ہمزے کو لمبا کرپڑھنا بھی نماز کو فاسد کر دیتاہے۔ نھر میں لکھاہے کہ اگر اسم اور خبر کے ہمزے کو کھینچ کر پڑھاتو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ تحریمہ میں ہی کیوں نہ ہو،اوراس خوف ہے کہ کہیں وہ کافر نہ ہو جائے کہ اگراس کاارادہ سوال کا تھا۔معراج میں کہاہے کہ یہ بات ظاہری طور پر ہے،اس لئے کہ ہمزہ وضعی طور پر انکار کے لئے ہے،اگر وہ تقریری حیثیت سے ہو تواس اعتبار سے کفر لازم نہیں آتا۔اور اگر اکبر کی با کو لمبا کر کے پڑھاجائے توتو نماز فاسد نہیں ہوتی،کچھ نے کہاہے کہ فاسد ہو جاتی ہے۔ حلبی کے ہاں ترجیح عدم فساد نماز کو ہے۔ہا کو لمبا کرناہے اور لام کو لمبا کرنا حسن ہے جب تک وہ اپنی جائز حدود میں رہے،اور اس میں مبالغہ نہ کرے اور مبالغہ کیاتو مکروہ ہے، نماز فاسد نہیں ہو گی۔اور اگر رکو مکرر پڑھاکہ اس کی زبان کی ایک سائیڈ لڑکھڑا گئی اوراس سے رکا تلفظ مکرر ہو گیاتو ظاہر حکم یہ ہے کہ اگر دومرتبہ مکرر کیاہے تو نماز فاسد ہو جائے گی،اس لئے کہ ایک حرف کادو مرتبہ پڑھنادرست نہیں ہے۔

مسئلہ:339:ولو استاذن رجل المصلی ای طلب منہ الاذن فی الدخول وکذا لو ناداہ فجھر المصلی بالقراءۃ لیعلم انہ فی الصلاۃ او قال الحمدللہ لاجل ذالک او قال اللہ اکبر لا تفسد صلاتہ وکذا لو سبح لاجل الاعلام [2]

---

[1] مراقی الفلاح ص335
[2] کبیری ص449

مسئلہ:340:اگرحالت نماز میں کسی پر سلام کہے۔خواہ بھولے سے ہو یا قصداً تو نماز ہو گئی۔اگرچہ علیکم ساتھ نہ بھی کہے۔صرف السلام کہنے سے بھی نماز فاسد ہوتی ہے۔اسی طرح اگر نمازی سلام کا جواب زبانی دے دے تو بھی نماز فاسد ہو گئی۔

مسئلہ: 341:اگرنیت چار یا تین رکعت کی باندھ چکا ہو اور قعدہ اولی پر سلام پھیرے۔اس گمان سے کہ نماز پوری کر چکا ہوں۔تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔اگر بات چیت نہ کی ہو تو چاہیے کہ اُٹھے اور نماز پوری کرے۔ہاں اگر عشاء کی فرض نماز ادا کرتے ہوئے دوسری رکعت پر سلام پھیرے۔اس گمان سے کہ یہ تراویح ہے تو نماز فاسد ہو گئی۔ اِسی طرح اگر کوئی مقامی ظہر کی دو رکعت نماز فرض پڑھ کر سلام پھیر لے۔اِس گمان سے کہ میں مسافر ہوں یا یہ صبح کا وقت ہے یا یہ نماز جمع کی ہے تو نماز فاسد ہو گئی۔اسی طرح اگر کوئی کھڑے کھڑے سلام پھیرے(باستثنائے نماز جنازہ) اس خیال سے کہ نماز پوری ہو چکی اور پوری نہ ہو تو نماز فاسد ہو چکی۔

ترجمہ: اگر کوئی شخص نمازی سے داخل ہونے کی اجازت طلب کرے اور اسی طرح کسی نے اسے پکارا ہو اور یہ اس کے جواب میں اپنی قرات کی آواز کو بلند کر دیتا ہے تاکہ دوسرے کو معلوم ہو جائے کہ یہ نماز میں ہے، یا پھر الحمد للہ یا اللہ اکبر اسی نیت سے کہا تو نماز فاسد نہیں ہو گی، اسی طرح اگر متنبہ کرنے کے لئے سبحان اللہ کہا تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ:340:المصلی اذا اراد ان یسلم علی غیرہ ساھیا عن الصلاۃ فقال السلام فتذکر انہ فی الصلاۃ قبل قولہ علیکم فسکت تفسد صلاتہ لانہ تلفظ بہ علی قصد الخطاب وما تلفظ بہ علی قصد الخطاب او الجواب من الاذکار یلتحق بکلام الناس[1]

ترجمہ: نمازی نے ارادہ کیا کہ بھولے سے کہ وہ کسی کے سلام کا جواب دے تو اس نے کہا کہ السلام، پھر علیکم کہنے سے پہلے اسے یاد آیا کہ وہ نماز میں ہے تو خاموش ہو گیا، اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ اس نے اس کا تلفظ کسی کو مخاطب کرنے کے ارادے سے کیا تھا، اور اذکار میں سے کسی چیز کا تلفظ اگر کسی کو مخاطب کرنے یا جواب دینے کے ارادے سے کیا جائے تو وہ کلام ناس سے ملحق ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: 341: (إِلَّا السَّلَامَ سَاهِيًا) لِلتَّحْلِيلِ: أَيْ لِلْخُرُوجِ مِنْ الصَّلَاةِ (قَبْلَ إِتْمَامِهَا عَلَى ظَنِّ إِكْمَالِهَا) فَلَا يُفْسِدُ (بِخِلَافِ السَّلَامِ عَلَى إِنْسَانٍ) لِلتَّحِيَّةِ، أَوْ عَلَى ظَنِّ أَنَّهَا تَرْوِيحَةٌ مَثَلًا، أَوْ سَلَّمَ قَائِمًا فِي غَيْرِ جِنَازَةٍ (فَإِنَّهُ يُفْسِدُهَا) مُطْلَقًا، (قَوْلُهُ إنَّهَا تَرْوِيحَةٌ مَثَلًا) أَيْ بِأَنْ كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ فَظَنَّ أَنَّهَا التَّرَاوِيحُ؛ وَمِثْلُهُ مَا لَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِنْ الظُّهْرِ فَسَلَّمَ عَلَى ظَنِّ أَنَّهُ مُسَافِرٌ أَوْ أَنَّهَا جُمُعَةٌ أَوْ فَجْرٌ (قَوْلُهُ أَوْ سَلَّمَ قَائِمًا) أَيْ عَلَى ظَنِّ أَنَّهُ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بَحْرٌ (قَوْلُهُ فَإِنَّهُ يُفْسِدُهَا) أَيْ فِي الصُّوَرِ الثَّلَاثِ؛[1]

---

[1]کبیری ص450

مسئلہ:342:اگر نماز میں کوئی گلا تازہ کرے اور اس فعل سے کچھ حروف پیدا ہو جائیں۔یعنی تلفظ کا لہجہ بن جائے تو نماز فاسد ہو گئی۔ہاں اگر شرعی مجبوری کی صورت ہو تو پھر خیر ہے اور اگر ایک صحیح غرض کے لیے گلا تازہ کرے۔مثلاً آواز کی تحسین کے لیے تو بعض علماء کہتے ہیں کہ نماز نہیں ٹوٹتی اور بعض کہتے ہیں کہ ٹوٹتی ہے۔

مسئلہ:343:اگر نماز میں کسی کتاب یا تحریر پر نظر پڑے۔لیکن اُسے سمجھ نہ جائے یعنی پڑھ نہ سکے۔یا اُس کا مطلب ذہن میں تو آجائے لیکن زبان سے پڑھ نہ لے۔تو صحیح بات یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر زبان سے پڑھے تو نماز ٹوٹتی ہے۔

ترجمہ: مگر بھول کر سلام سے، تحلیل کی وجہ سے،یعنی نماز سے نکلنے کے لئے، نماز مکمل ہونے سے پہلے اس گمان سے کہ شاید نماز مکمل کر لی ہے، تو اس صورت میں نماز نہیں ٹوٹتی،اس کے بر خلاف کہ کوئی کسی انسان کو سلام کر دے تو تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، یا پھر دو رکعت کے بعد تراویح کا گمان کر کے سلام پھیر دے تو بھی یہی حکم ہے مثلاً عشا کی نماز پڑھ رہا تھا اور دو رکعت کے بعد تراویح سمجھتے ہوئے سلام پھیر دیا۔یا غیر جنازہ میں قیام کی حالت میں سلام پھیر دے تو بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔اِسی طرح اگر کوئی مقامی ظہر کی دو رکعت نماز فرض پڑھ کر سلام پھیر لے۔اِس گمان سے کہ میں مسافر ہوں یا یہ صبح کا وقت ہے یا یہ نماز جمعے کی ہے تو نماز فاسد ہو گئی۔

مسئلہ:342:(وَالتَّنَحْنُحُ) بِحَرْفَيْنِ (بِلَا عُذْرٍ) أَمَّا بِهِ بِأَنْ نَشَأَ مِنْ طَبْعِهِ فَلَا (أَوْ) بِلَا (غَرَضٍ صَحِيحٍ) فَلَوْ لِتَحْسِينِ صَوْتِهِ أَوْ لِيَهْتَدِيَ إمَامُهُ أَوْ لِلْإِعْلَامِ أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ فَلَا فَسَادَ عَلَى الصَّحِيحِ[2]

ترجمہ: اگر نماز میں کوئی گلا تازہ کرے اور اس فعل سے کچھ حروف پیدا ہو جائیں یعنی تلفظ کا لہجہ بن جائے تو نماز فاسد ہو گئی۔ ہاں اگر طبعی طور پر ایسا ہوا ہے تو پھر خیر ہے۔اگر ایک صحیح غرض کے لیے مثلاً تحسین آواز کے لئے یا امام کو ہدایت دینے کے لئے اور یا یہ بتانے کے لیے کہ وہ نماز میں ہے تو صحیح قول کے مطابق نماز نہیں ٹوٹتی۔

مسئلہ:343:"لو نظر المصلي إلى مكتوب وفهمه" سواء كان قرآنا أو غيره قصد الاستفهام أو لا أساء الأدب ولم تفسد صلاته لعدم النطق بالكلام[3]

ترجمہ: اگر نمازی کسی تحریر شدہ چیز کو دیکھ لے اور اسے سمجھ لے چاہے قرآن ہو یا کوئی اور، سمجھنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، بہر حال یہ گناہ ہے اور اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اس لئے کہ گفتگو نہیں کی۔

---

[1] شامی ص449ج2

[2] ردالمحتار ص455ج2

[3] مراقی الفلاح ص341

مسئلہ:344:اگر نماز میں قرآن شریف کو دیکھ کر قرأت پڑھے تو نماز ٹوٹ گئی۔ لیکن جس قدر کہ پڑھ لے اُس قدر اُسے زبانی بھی یاد ہو۔اور قرآن شریف کو اٹھائے بغیر قرأت پڑھے۔تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔اور بعض علماء کہتے ہیں کہ کم سے کم ایک آیت قرآن شریف سے پڑھے اور وہ زبانی یاد نہ ہو۔تب نماز ٹوٹتی ہے۔

مسئلہ:345:اگر نماز میں کوئی کثیر عمل کرے اور یہ عمل نماز کی جنس سے نہ ہو اور اصلاح نماز کے لیے بھی نہ ہو تو نماز فاسد ہوتی ہے۔عمل کثیر سے مراد یہ ہے کہ دور سے کوئی شخص نمازی کو اس حرکت میں دیکھ کر یہ غالب گمان کرے کہ یہ شخص حالت نماز میں نہیں ہے۔ہاں اگر مذکورہ عمل اصلاح نماز کے لیے ہو مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور یہ نمازی بنا کا ارادہ رکھتے ہوئے وضو تازہ کرنے کے لیے جائے اور پھر آئے تو اس عمل کثیر سے نماز نہیں ٹوٹتی۔بنا صحیح ہے جیسا کہ گذشتہ مسائل میں ذکر ہو چکا ہے۔

مسئلہ:346:اگر نماز میں کچھ کھالے، یا پی لے تو نماز فاسد ہو گئی۔اگر تل کا ایک دانہ بھی اٹھا کر کھالے خواہ بھولے سے ہی کیوں نہ تو نماز ٹوٹتی ہے۔اگر ہاں دانتوں میں خوراک کی کوئی چیز پھنس کر رہ گئی ہو اور چنے کے دانے سے کم ہو اور نماز میں وہ چیز نگل

مسئلہ:344: (وَقِرَاءَتُهُ مِنْ مُصْحَفٍ) أَيْ مَا فِيهِ قُرْآنٌ (مُطْلَقًا) لِأَنَّهُ تَعَلُّمٌ إلَّا إذَا كَانَ حَافِظًا لِمَا قَرَأَهُ وَقَرَأَ بِلَا حَمْلٍ، وَقِيلَ لَا تَفْسُدُ إلَّا بِآيَةٍ:[1]

ترجمہ: اگر نماز میں قرآن شریف کو دیکھ کر قرأت کرے تو نماز ٹوٹ گئی۔اس لئے کہ یہ تو تعلّم (سیکھنا) ہے۔لیکن اگر جس قدر پڑھا ہے اس کا حافظ بھی ہے اور قرآن شریف کو اٹھائے بغیر پڑھا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔بعض علماء کہتے ہیں کہ کم سے کم ایک آیت قرآن شریف سے پڑھے اور وہ زبانی یاد نہ ہو تب نماز ٹوٹتی ہے۔

مسئلہ:345: (وَ) يُفْسِدُهَا (كُلُّ عَمَلٍ كَثِيرٍ) لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِهَا وَلَا لِإِصْلَاحِهَا، وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ أَصَحُّهَا (مَا لَا يَشُكُّ) بِسَبَبِهِ (النَّاظِرُ) مِنْ بَعِيدٍ (فِي فَاعِلِهِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا) وَإِنْ شَكَّ أَنَّهُ فِيهَا أَمْ لَا فَقَلِيلٌ، (قَوْلُهُ وَلَا لِإِصْلَاحِهَا) خَرَجَ بِهِ الْوُضُوءُ وَالْمَشْيُ لِسَبْقِ الْحَدَثِ فَإِنَّهُمَا لَا يُفْسِدَانِهَا ط.[2]

ترجمہ: اگر نماز میں کوئی کثیر عمل کرے اور یہ عمل نماز کی جنس سے نہ ہو اور اصلاح نماز کے لیے بھی نہ ہو تو نماز فاسد ہوتی ہے۔اس میں پانچ اقوال ہیں، سب سے صحیح یہ ہے کہ دور سے کوئی شخص نمازی کو اس حرکت میں دیکھ کر یہ غالب گمان کرے کہ یہ شخص حالت نماز میں نہیں۔ہاں اگر مذکورہ عمل اصلاح نماز کے لیے ہو مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور یہ نمازی بنا کا ارادہ رکھتے ہوئے وضو تازہ کرنے کے لیے جائے اور پھر آئے تو اس عمل کثیر سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

---

[1] در مختار 85

[2] ردالمحتار ص464ج2

جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اگر چنے کے دانے کے برابر ہو یا زیادہ ہو پھر نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: 347: اگر کوئی میٹھی چیز منہ میں رکھی ہو اور چوسے بغیر اُس کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو۔ اِس صورت میں اگر اُس کی مٹھاس پیٹ میں جائے تو نماز نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 348: اگر کوئی میٹھی چیز کھانے کے بعد منہ صاف کرلے۔ اُس کے بعد نماز پڑھنا شروع کیا لیکن مٹھاس کا ذائقہ ابھی تک منہ میں موجود ہو اور تھوک کے ساتھ نگلتا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 346: (وَأَكْلُهُ وَشُرْبُهُ مُطْلَقًا) وَلَوْ سِمْسِمَةً نَاسِيًا (إلَّا إذَا كَانَ بَيْنَ أَسْنَانِهِ مَأْكُولٌ) دُونَ الْحِمَّصَةِ كَمَا فِي الصَّوْمِ هُوَ الصَّحِيحُ قَالَهُ الْبَاقَانِيُّ (فَابْتَلَعَهُ) أَمَّا الْمَضْغُ فَمُفْسِدٌ كَسُكَّرٍ فِي فِيهِ يَبْتَلِعُ ذَوْبَهُ[1]

ترجمہ: نماز میں مطلقا کھانا پینا نماز کو فاسد کر دیتا ہے، چاہے تل کا ایک چھوٹا سا دانہ بھی اٹھا کر بھولے سے کھا لیا جائے تب بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہاں اگر اس کے دانتوں کے درمیان کھائی ہوئی کوئی چیز پھنسی ہوئی ہے اور وہ چنے کے دانے سے کم ہے جس طرح کے روزے میں ہوتا ہے، اور اس نے وہ کھالی تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اگر چبا لیا تو وہ مفسد نماز ہے جس طرح میٹھی چیز منہ میں ہو اور اس کا رس گھل کر منہ میں جا رہا ہو اور وہ اس رس کو نگل رہا ہو۔

مسئلہ: 347: ولوادخل الفائز فی فیہ اولمسکر فی فیہ ولم یمضغہ لکن یصلی والحلاوۃ تصل الی جوفہ تفسد صلاتہ[2]

ترجمہ: کوئی میٹھی چیز منہ میں ڈال لی یا کسی چیز کو اس کے میٹھے نشے کی وجہ سے منہ میں ڈال لیا لیکن اسے چبایا نہیں اور نماز پڑھتا رہا اور اس کی مٹھاس اس کے پیٹ تک پہنچتی رہی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: 348: ولواکل شیئا من الحلاوۃ وابتلع عینھافدخل فی الصلاۃ فوجد حلاوتھا فی فیہ وابتلعھا لاتفسد صلاتہ[3]

ترجمہ: کسی نے میٹھی چیز کھائی اور اس کا ظاہر اس نے چبا لیا پھر نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور اسے اس کی مٹھاس اپنے منہ میں محسوس ہوئی تو اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔

---

[1] در مختار ص 85

[2] خلاصۃ الفتاوی ص 127 ج 1

[3] ایضا ص 127 ج 1

مسئلہ: 349: اگر عورت نماز پڑھتی ہو اور اسی حالت میں بچہ پستان چوسے تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ ہاں اگر دودھ نہ آیا ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 350: حالت نماز میں امام کے سوا کسی دوسرے کو فتح دینے سے نماز فاسد ہوتی ہے یعنی اگر قرأت میں کوئی غلطی کر جائے اور یہ نمازی لقمہ دیکھ کر تصحیح کرائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: 351: اگر مقتدی اپنے امام کو فتح دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ نہ مقتدی کی اور نہ امام کی۔ چاہے امام بقدر ضرورت قرأت پڑھ چکا ہو یا نہ۔ دوسری آیت کی طرف انتقال کر چکا ہو یا نہ۔ اگرچہ لقمہ دینا مکرر ہی کیوں نہ ہو مگر صحیح بات یہی ہے جو ذکر ہوئی ہے۔

مسئلہ: 349: صبی مص ثدی امراءة مصلیة ان خرج اللبن فسدت والا فلا لانہ متی خرج البن یکون ارضاعا وبدونہ لا کذا فی المحیط السرخسی[1]

ترجمہ: بچے نے نمازی سورت کا پستان چھولیا اور اس سے دودھ نکلنے لگا تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، اگر نہیں نکلے گا تو فاسد نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ جب دودھ نکلے گا تو وہ پلانے والی ہو گی، اور اس کے علاوہ میں نہیں (السرخسی)

مسئلہ: 350: (وَفَتْحُهُ عَلَى غَيْرِ إمَامِهِ) إلَّا إذَا أَرَادَ التِّلَاوَةَ وَكَذَا الْأَخْذُ،[2]

ترجمہ: اور اگر امام کے علاوہ کسی اور کو نماز کی حالت میں لقمہ دے دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، یہ اس وقت ہے جب تعلیم کا ارادہ کیا ہو، اگر تلاوت کی نیت سے کیا تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔

مسئلہ: 351: (بِخِلَافِ فَتْحِهِ عَلَى إمَامِهِ) فَإِنَّهُ لَا يُفْسِدُ (مُطْلَقًا) لِفَاتِحٍ وَآخِذٍ بِكُلِّ حَالٍ، (قَوْلُهُ بِكُلِّ حَالٍ) أَيْ سَوَاءٌ قَرَأَ الْإِمَامُ قَدْرَ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ أَمْ لَا، انْتَقَلَ إلَى آيَةٍ أُخْرَى أَمْ لَا تَكَرَّرَ الْفَتْحُ أَمْ لَا، هُوَ الْأَصَحُّ نَهْر[3]

ترجمہ: اگر نمازی اپنے امام کو لقمہ دے نماز کی حالت میں تو اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔ یعنی اگر امام ایسے وقت میں اٹک گیا کہ اس نے قرات اتنی نہیں کی کہ جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے، یا کسی اور آیت کی طرف نکل گیا یا نہیں، اور لقمہ ایک بار دیا گیا یا

---

[1] ہندیہ ص115 ج1

[2] در مختار ص86

[3] شامی ص461 ج2

مسئلہ: 352: مقتدی کو چاہیے کہ فتح دینے میں جلدی نہ کرے یہ مکروہ ہے۔ ہاں اگر سخت ضرورت ہو مثلاً امام غلط پڑھے اور مزید پڑھنا چاہے یا خاموش کھڑا ہو جائے اور رکوع میں نہ جائے۔ پھر اُسے فتح دینا چاہیے اور اگر ایسی ضرورت نہ ہو اور فتح دے دے تو بھی نماز فاسد نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مسئلہ: 353: امام کو چاہیے کہ مقتدی کو فتح دینے پر مجبور نہ کرے۔ یہ مکروہ ہے بلکہ اس حالت میں دوسری ایسی آیت شروع کرے۔ جس کے ملانے سے معنی خراب نہ ہو۔ یا دوسری سورت شروع کرے یا رکوع میں جائے۔ لیکن تب کہ اگر بقدر ضرورت قرأت پوری کر چکا ہو۔ یعنی جتنی قرأت فرض ہے۔ وہ پوری کر چکا ہو۔ دوسری روایت یہ ہے کہ مسنون مقدار پوری کر گیا ہو۔

مسئلہ: 354: اگر مقتدی کسی دوسرے شخص کی تلاوت سن کر اپنے امام کو اُس سے لقمہ دے دے۔ یا قرآن شریف میں دیکھ کر دے دے اور امام بھی اسے قبول کر لے۔ تو سب کی نماز فاسد ہو گئی۔

دو بار، تو نماز درست ہو گی۔ یہی صحیح قول ہے۔

مسئلہ: 352: ویکرہ علی المقتدی ان یفتح علی امامہ من ساعتہ لجواز ان یتذکر من ساعتہ فیصیر قارئا خلف الامام من غیر حاجۃ کذا فی المحیط السرخسی[1]

ترجمہ: مقتدی کے لئے مکروہ ہے کہ وہ فوراً لقمہ دے اس لئے کہ ممکن ہے کہ امام کو یاد آ جائے پس مقتدی کی بغیر حاجت کے امام کے پیچھے قراءت ہو گی۔

مسئلہ: 353: وَكَذَا يُكْرَهُ لِلْإِمَامِ أَنْ يُلْجِئَهُمْ إلَيْهِ بِأَنْ يَقِفَ سَاكِتًا بَعْدَ الْحَصْرِ أَوْ يُكَرِّرَ الْآيَةَ بَلْ يَرْكَعُ إذَا جَاءَ أَوَانُهُ أَوْ يَنْتَقِلُ إلَى آيَةٍ أُخْرَى لَمْ يَلْزَمْ مِنْ وَصْلِهَا مَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ أَوْ يَنْتَقِلُ إلَى سُورَةٍ أُخْرَى كَمَا فِي الْمُحِيطِ[2]

ترجمہ: امام کے لئے بھی مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور کرے کہ خاموش کھڑا ہو جائے یا آیت کا تکرار کرے، بلکہ اگر ضرورت نماز کے بقدر پڑھ لیا ہے تو رکوع کر دے یا کسی اور آیت کی طرف منتقل ہو جائے۔

مسئلہ: 354: وَلَوْ سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ فَفَتَحَهُ عَلَى إمَامِهِ يَجِبُ أَنْ تَبْطُلَ صَلَاةُ الْكُلِّ لِأَنَّ التَّلَقِّيَ مِنْ خَارِجٍ. اھ۔[3]

ترجمہ: اگر مقتدی نے کسی اور سے سن کر جو نماز میں نہیں تھا، اپنے امام کو لقمہ دیا تو واجب ہے کہ سب کی نماز باطل ہو جائے اس لئے کہ یہ تلقین خارج نماز سے ہوئی ہے۔

---

[1] ہندیہ ص110 ج1

[2] بحر الرائق ص10 ج2

[3] ایضاً ص11 ج2

مسئلہ:355:اگر کوئی نماز پڑھے اور کسی ایسے شخص کو فتح دے کہ جو اس کا امام نہ ہو تو فتح دینے والے کی نماز فاسد ہو گئی۔ایک ہی بات ہے کو وہ دوسرا شخص حالت نماز میں ہو یا نہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مسئلہ:356:اگر نمازی کو کوئی شخص لقمہ دے دے اور لقمہ دینے والا اُس کا مقتدی نہ ہو۔چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر فتح لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ہاں اگر اسے خود یاد آئے اور فتح دینے والے کا کوئی دخل بیچ میں نہ ہو اور یہ صرف اپنی یادداشت پر اعتما کر کے پڑھے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 357:اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور اپنی جگہ پر کسی کو کھڑا نہ کر دے اور اس کی جگہ پر کوئی مقتدی بھی خود کھڑا نہ ہو جائے اور امام مسجد سے باہر چلا جائے تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی۔لیکن امام کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔لہذا امام خود اپنے لیے بنا کر سکتا ہے لیکن تب کہ شرائطِ بنا موجود ہوں۔

مسئلہ:355:ویفسدھا فتحہ الی المصلی علی غیر امامہ (قولہ علی غیر امامہ سواء کان الغیر فی الصلاۃ ام لا وتفسد باخذ الامام ممن لیس معہ [1]

ترجمہ: اگر نمازی کسی ایسے شخص کو جو اس کے ساتھ نماز میں نہیں ہے،اور چاہے وہ شخص نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو،لقمہ دے دے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ:356: (وَفَتْحُهُ عَلَى غَيْرِ إمَامِهِ) إلَّا إذَا أَرَادَ التِّلَاوَةَ وَكَذَا الْأَخْذُ، إلَّا إذَا تَذَكَّرَ فَتَلَا قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ قُلْت: وَالَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُقَالَ: إنْ حَصَلَ التَّذَكُّرُ بِسَبَبِ الْفَتْحِ تَفْسُدُ مُطْلَقًا: أَيْ سَوَاءٌ شَرَعَ فِي التِّلَاوَةِ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ أَوْ بَعْدَهُ لِوُجُودِ التَّعَلُّمِ، وَإِنْ حَصَلَ تَذَكُّرُهُ مِنْ نَفْسِهِ لَا بِسَبَبِ الْفَتْحِ لَا تَفْسُدُ مُطْلَقًا،[2]

ترجمہ: اگر نمازی کو کوئی شخص لقمہ دے دے اور لقمہ دینے والا اُس کا مقتدی نہ ہو۔چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔یا پھر اس نے اس آدمی کے لقمہ مکمل ہونے سے پہلے اپنی تلاوت یاد آنے پر شروع کر دی تو نماز فاسد نہ ہو گی۔لیکن اگر لقمہ لینے کے بعد یاد آیا تو نماز مطلقا فاسد ہو جائے گی۔چاہے تلاوت شروع کر دی ہو لقمہ مکمل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد،اس لئے کہ یہاں یہ چیز تعلم ہو جائے گی۔اور اگر خود سے یاد آ گیا،لقمے کی وجہ سے نہیں یاد آیا تو مطلقا نماز درست ہو گی۔

---

[1] مراقی الفلاح ص333

[2] شامی ص461ج2

مسئلہ: 358: اگر امام اپنی جگہ کوئی خلیفہ کھڑا کر دے۔ اس قسم کا کہ وہ قابل امامت نہ ہو۔ مثلاً دیوانہ نابالغ لڑکا یا عورت تو نماز امام سمیت سارے مقتدیوں کی فاسد ہو گئی۔

مسئلہ: 357: (سَبَقَ الْإِمَامَ حَدَثٌ) سَمَاوِيٌّ، لَا اخْتِيَارَ لِلْعَبْدِ فِيهِ وَلَا فِي سَبَبِهِ كَسَفَرْجَلَةٍ مِنْ شَجَرَةٍ، وَكَحَدَثِهِ مِنْ نَحْوِ عُطَاسٍ عَلَى الصَّحِيحِ (غَيْرِ مَانِعٍ لِلْبِنَاءِ) كَمَا قَدَّمْنَاهُ (وَلَوْ بَعْدَ التَّشَهُّدِ) لِيَأْتِيَ بِالسَّلَامِ (اسْتَخْلَفَ) أَيْ جَازَ لَهُ ذَلِكَ وَلَوْ فِي جِنَازَةٍ بِإِشَارَةٍ أَوْ جَرٍّ لِمِحْرَابٍ، وَلَوْ لِمَسْبُوقٍ، وَيُشِيرُ بِأُصْبُعٍ لِبَقَاءِ رَكْعَةٍ، وَبِأُصْبُعَيْنِ لِرَكْعَتَيْنِ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتِهِ لِتَرْكِ رُكُوعٍ، وَعَلَى جَبْهَتِهِ لِسُجُودٍ، وَعَلَى فَمِهِ لِقِرَاءَةٍ، وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَلِسَانِهِ لِسُجُودِ تِلَاوَةٍ أَوْ صَدْرِهِ لِسَهْوٍ (مَا لَمْ يُجَاوِزْ الصُّفُوفَ لَوْ فِي الصَّحْرَاءِ) مَا لَمْ يَتَقَدَّمْ، فَحَدُّهُ السُّتْرَةُ أَوْ مَوْضِعُ السُّجُودِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ كَالْمُنْفَرِدِ (وَمَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ) (قَوْلُهُ وَمَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ) فَإِذَا خَرَجَ بَطَلَتْ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَصِحَّ الِاسْتِخْلَافُ وَلَوْ كَانَتْ الصُّفُوفُ مُتَّصِلَةً وَهُوَ فِي أَثْنَائِهَا لِأَنَّ الْمَنَاطَ الْخُرُوجُ، وَهَذَا عِنْدَهُمَا. وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يَصِحُّ الِاسْتِخْلَافُ مِنْ خَارِجٍ، وَبِهِ صَرَّحَ الْكَمَالُ وَغَيْرُهُ. وَفِي الْخُلَاصَةِ: جَعْلُ الصِّحَّةِ قَوْلُهُمَا وَعَدَمُهَا قَوْلُ مُحَمَّدٍ، كَذَا فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ ح، وَالْمُرَادُ بِبُطْلَانِ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْقَوْمِ، وَالْخَلِيفَةُ دُونَ الْإِمَامِ فِي الْأَصَحِّ كَمَا فِي الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ لِأَنَّهُ صَارَ فِي حُكْمِ الْمُنْفَرِدِ۔[1]

ترجمہ: امام کو حدث لاحق ہو جائے، سماوی حدث جس کے ہونے اور اس کے سبب میں کسی قسم کا بندے کو کوئی اختیار نہ ہو، جیسے درخت سے کسی چیز کا گر جانا، اور چھینک وغیرہ کی وجہ سے کوئی حدث لاحق ہو جانا صحیح قول کے مطابق، یہ بنا کے لئے غیر مانع ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا، اور اگر یہ تشہد کے بعد ہو تو سلام پھیر دے، اور اگر کسی کو خلیفہ بنا دے تو اس کے لئے یہ بھی جائز ہے، اور اگر جنازے میں ہو تو اشارے سے بتائے اور یا خلیفہ کو کھینچ کر محراب میں کھڑا کر دے اور اپنی انگلی سے رکعتوں کی تعداد کی طرف اشارہ کرے، ایک انگلی سے ایک رکعت کی جانب اور دو انگلیوں سے دو رکعتوں کی جانب، اور رکوع کے لئے اشارہ کرنے کے لئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے، اور سجدے کے لئے پیشانی پر اور قرات کے لئے منہ پر ہاتھ رکھ کر اشارہ کرے، اور سجدہ تلاوت اور سہو کے لئے اپنی پیشانی اور منہ پر بیک وقت ہاتھ رکھے، (جب تک صفوں کو تجاوز کر لے اگرچہ صحرا میں ہو) یعنی جب تک آگے نہ ہو جائے اور اس کی حد سترہ ہے اور یا سجدہ کا مقام ہے۔ اور جب تک وہ مسجد سے نہ نکل جائے استخلاف درست ہے، اور اگر مسجد سے نکل گیا تو درست نہ ہو گا اگرچہ صفیں متصل ہوں اور ان کے درمیان ہو، اس لئے اصل چیز مسجد سے باہر نکل جانا ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ وہ خارج مسجد سے بھی خلیفہ بنا سکتا ہے۔ اور یہاں نماز سے باطل ہونا عوام کی نماز باطل ہونے کے معنی میں ہے اس لئے کہ خلیفہ تو امام کے علاوہ ہے اور اس کی نیابت کر رہا ہے۔

مسئلہ: 358: وكذ يستخلف الامام غير صالح لها (قولہ غير صالح لها) كصبي وامراة وامی فاذا استخلف احدهم فسدت صلاته وصلاة القوم[2]

ترجمہ: اگر امام نے کسی ایسے کو خلیفہ کر دیا کہ جو امامت کے لائق نہ تھا جیسے بچہ، عورت یا امی میں سے کسی کو خلیفہ بنا دیا تو اس کی اور ساری قوم کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

---

[1] ردالمحتار ص 424 ج 2

[2] شامی ص 423 ج 2

مسئلہ: 359:اگر نماز میں مرد کے برابر میں عورت کھڑی ہو یعنی اس طریقے سے کہ دونوں کے اعضاء بالمقابل ہوں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن تب کہ اگر نیچے لکھے ہوئے شرائط موجود ہوں۔اسکے علاوہ اگر حالت سجدہ میں عورت کا سر مرد کے پاؤں کے برابر آجائے تب بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

-1 کہ عورت بالغ اور جوان ہو۔اور اگر بوڑھی یا نابالغ ہو لیکن قابل جماع ہو تب بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔نابالغ کمسن لڑکی برابر میں آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

-2 دونوں حالتِ نماز میں ہوں۔اگر مرد نماز ادا کر رہا ہو اور عورت بغیر نماز کے کھڑی ہو تو اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

-3 درمیان میں کچھ حائل نہ ہو اگر درمیان میں پردہ ہو یا اتنی خالی جگہ ہو کہ اُس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

4 عورت میں صحت نماز کے شرائط موجود ہوں۔اگر عورت دیوانی ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اُس کے برابر میں آجانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

-5 نماز جنازے کی نہ ہو۔اگر جنازے کی نماز میں اس قسم کی برابری آئے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

-6 اس قسم کی برابری کا وقفہ کم از کم ایک رکن کی ادائیگی کے برابر ہو۔اگر اس سے کم ہو۔مثلاً اس قدر کم وقفہ ہو کہ اُس میں ایک رکوع یا سجدہ نہ ہو سکے اور پھر یہ برابری زائل ہو جائے۔تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

-7 دونوں کا تحریمہ ایک ہو یعنی مذکورہ عورت اسی مرد کی مقتدیہ ہو۔یا دونوں ایک امام کے مقتدی ہوں۔

-8 عورت کی امامت کی نیت امام نے نماز کے شروع میں کی ہو۔اگر امام نے ابتداء میں اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو۔تو اُس کے برابر میں آنے سے مرد کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔البتہ اس صورت میں عورت کی نماز ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 359: مُحَاذَاةُ الْمَرْأَةِ الرَّجُلَ مُفْسِدَةٌ لِصَلَاتِهِ وَلَهَا شَرَائِطُ : (مِنْهَا) أَنْ تَكُونَ الْمُحَاذِيَةُ مُشْتَهَاةً تَصْلُحُ لِلْجِمَاعِ وَلَا عِبْرَةَ لِلسِّنِّ وَهُوَ الْأَصَحُّ .كَذَا فِي التَّبْيِينِ حَتَّى لَوْ كَانَتْ صَبِيَّةً لَا تُشْتَهَى وَهِيَ تَعْقِلُ الصَّلَاةَ فَحَاذَتْ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ .كَذَا فِي الْكَافِي .(وَمِنْهَا) أَنْ تَكُونَ الصَّلَاةُ مُطْلَقَةً وَهِيَ الَّتِي لَهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ وَإِنْ كَانَ يُصَلِّيَانِ بِالْإِيمَاءِ .(وَمِنْهَا) أَنْ تَكُونَ الصَّلَاةُ مُشْتَرَكَةً تَحْرِيمَةً وَأَدَاءً وَنَعْنِي بِالشَّرِكَةِ تَحْرِيمَةً أَنْ يَكُونَا بَانِيَيْنِ تَحْرِيمَتَهُمَا عَلَى تَحْرِيمَةِ الْإِمَامِ حَقِيقَةً وَنَعْنِي بِالشَّرِكَةِ أَدَاءً أَنْ يَكُونَ لَهُمَا إمَامٌ فِيمَا يُؤَدِّيَانِ تَحْقِيقًا أَوْ تَقْدِيرًا فَالْمُدْرِكُ بَانٍ تَحْرِيمَتَهُ عَلَى تَحْرِيمَةِ الْإِمَامِ وَبَانٍ أَدَاءَهُ عَلَى أَدَائِهِ حَقِيقَةً وَاللَّاحِقُ بَانٍ تَحْرِيمَتَهُ عَلَى تَحْرِيمَةِ الْإِمَامِ حَقِيقَةً وَبَانٍ أَدَاءَهُ فِيمَا يَقْضِيهِ عَلَى أَدَاءِ الْإِمَامِ تَقْدِيرًا وَالْمَسْبُوقُ بَانٍ فِي حَقِّ التَّحْرِيمَةِ مُنْفَرِدٌ فِيمَا يَقْضِيهِ فَلَوْ حَاذَتْ الرَّجُلَ الْمَرْأَةُ فِيمَا يَقْضِيَانِ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ .كَذَا فِي التَّبْيِينِ .
(وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَا فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ حَتَّى لَوْ كَانَ الرَّجُلُ عَلَى الدُّكَّانِ وَالْمَرْأَةُ عَلَى الْأَرْضِ وَالدُّكَّانُ مِثْلُ قَامَةِ الرَّجُلِ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ .

....

(وَمِنْهَا) أَنْ يَكُونَا بِلَا حَائِلٍ حَتَّى لَوْ كَانَا فِي مَكَان مُتَّحِدٍ بِأَنْ كَانَا عَلَى الْأَرْضِ أَوْ عَلَى الدُّكَّانِ إلَّا أَنَّ بَيْنَهُمَا أُسْطُوَانَةً لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ . هَكَذَا فِي الْكَافِي وَأَدْنَى الْحَائِلِ قَدْرُ مُؤَخَّرِ الرَّحْلِ وَغِلَظُهُ غِلَظُ الْأُصْبُعِ وَالْفُرْجَةُ تَقُومُ مَقَامَ الْحَائِلِ وَأَدْنَاهُ قَدْرُ مَا يَقُومُ فِيهِ الرَّجُلُ كَذَا فِي التَّبْيِينِ .(وَمِنْهَا) أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ تَصِحُّ مِنْهَا الصَّلَاةُ حَتَّى أَنَّ الْمَجْنُونَةَ إذَا حَاذَتْهُ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ كَذَا فِي الْكَافِي .(وَمِنْهَا) أَنْ يَنْوِيَ الْإِمَامُ إمَامَتَهَا أَوْ إمَامَةَ النِّسَاءِ وَقْتَ الشُّرُوعِ لَا بَعْدَهُ وَلَا يُشْتَرَطُ حُضُورُ النِّسَاءِ لِصِحَّةِ نِيَّتِهِنَّ .(وَمِنْهَا) أَنْ تَكُونَ الْمُحَاذَاةُ فِي رُكْنٍ كَامِلٍ حَتَّى لَوْ كَبَّرَتْ فِي صَفٍّ وَرَكَعَتْ فِي آخَرَ وَسَجَدَتْ فِي ثَالِثٍ فَسَدَتْ صَلَاةُ مَنْ عَنْ يَمِينِهَا وَيَسَارِهَا وَخَلْفَهَا مِنْ كُلِّ صَفٍّ .(وَمِنْهَا) أَنْ تَكُونَ جِهَتُهُمَا مُتَّحِدَةً حَتَّى لَوْ اخْتَلَفَتْ لَا تَفْسُدُ وَلَا يُصَوَّرُ اخْتِلَافُ الْجِهَةِ إلَّا فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ أَوْ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَصَلَّى كُلٌّ بِالتَّحَرِّي إلَى جِهَةٍ وَالْمُعْتَبَرُ فِي الْمُحَاذَاةِ السَّاقُ وَالْكَعْبُ عَلَى الصَّحِيحِ .هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ[1]

ترجمہ:اگر نماز میں مرد کے برابر میں عورت کھڑی ہو یعنی اس طریقے سے کہ دونوں کے اعضاء بالمقابل ہوں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن اس کے لئے شرائط ہیں:

-1 عورت بالغ اور جوان ہو۔اور اگر بوڑھی یا نابالغ ہو لیکن قابل جماع ہو تب نماز فاسد ہو جاتی ہے۔نابالغ کمسن لڑکی برابر میں آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

-2 دونوں حالت نماز میں ہوں۔اگر مرد نماز ادا کر رہا ہو اور عورت بغیر نماز کے کھڑی ہو تو اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔اگرچہ اشاروں سے ہی کیوں نہ ادا کر رہے ہوں۔

-3 دونوں کا تحریمہ ایک ہو یعنی مذکورہ عورت اسی مرد کی مقتدیہ ہو۔یا دونوں ایک امام کے مقتدی ہوں۔

4۔ دونوں ایک ہی جگہ پر ہوں،اگر مرد دکان پر ہو اور عورت زمین پر ہو اور دکان مرد کی قامت کی بلندی پر ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

5۔ درمیان میں کچھ حائل نہ ہو لیکن اگر درمیان میں ستون ہو یا اتنی خالی جگہ ہو کہ اُس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔

6۔ عورت میں صحتِ نماز کے شرائط موجود ہوں۔اگر عورت دیوانی ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اُس کے برابر میں آجانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

---

[1] ہندیہ ص98ج1

مسئلہ :360:اگر کوئی سجدہ تلاوت ادا کرنے میں عورت کے ساتھ محاذی ہو جائے تو اس سے سجدہ تلاوت فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ :361:اگر نماز میں اس قسم کی برابری میں کوئی حسین بچہ آئے تو اصل مذہب یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ :362:اگر کوئی شخص حالت نماز میں ہو اور ایسی حالت میں کوئی عورت اُسے چوم لے۔ تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ ہاں اگر مرد کو شہوت پیدا ہو جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر عورت نماز پڑھتی ہو اور اسی حالت میں مرد اُسے چوم لے تو عورت کی نماز ٹوٹ گئی۔ چاہے اُس سے عورت کی شہوت بیدار ہو یا نہ ہو اور مرد نے اُسے شہوانی جذبات سے چوما ہو یا بغیر شہوانی جذبات کے۔

7۔ عورت کی امامت کی نیت امام نے نماز کے شروع میں کی ہو۔ اگر امام نے ابتداء میں اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو۔ تو اُس کے برابر میں آنے سے مرد کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ اس صورت میں عورت کی نماز ادا نہیں ہوتی۔

8۔ اس قسم کی برابری کا وقفہ کم از کم ایک رکن کی ادائیگی کے برابر ہو۔ اگر اس سے کم ہو۔ مثلاً اُس قدر کم وقفہ ہو کہ اُس میں ایک رکوع یا سجدہ نہ ہو سکے اور پھر یہ برابری زائل ہو جائے۔ تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر ایک صف میں تکبیر کہی، دوسری میں قیام کیا اور تیسری صف میں رکوع کیا تو اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

9۔ ان دونوں کی جہت ایک ہو تو برابری کی صورت میں نماز فاسد ہو گی اور اگر جہت میں اختلاف ہو تو نہیں ہو گی۔ اور اختلاف جہت کا تصور کعبہ میں، اندھیری رات میں واضح ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہر کوئی تحری کر کے پڑھتا ہے۔ اور برابری میں پنڈلی اور ایڑی کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے۔

مسئلہ :360:قولہ خرج الجنازة وكذا سجدة التلاوة كما فی شرح المنیہ وغیرہ [1]

ترجمہ: اس قول سے نمازِ جنازہ اور سجدہ تلاوت نکل گئے۔ (کما فی شرح المنیہ وغیرہ)

مسئلہ :361:ومحاذاة الامرد الصبیح المشتهی لا یفسد ها علی المذهب [2]

ترجمہ: کسی بے ریش خوبصورت، قابل رغبت بچے کی برابری سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

نوٹ: برابری کے اس قسم کے مسائل شاذ و نادر پیش آتے ہیں۔ اس وجہ سے زیادہ تفصیل نہیں دی گئی۔

---

[1] ردالمحتار ص386ج2
[2] ایضا386ج2

مسئلہ: 363: اگر نماز میں ایک سجدہ کوئی ناپاک جگہ پر کر جائے اور اُس کے اوپر کوئی پاک چیز نہ ہو تو امام صاحب کی ظاہر الروایت کے مطابق اُس کی نماز نہیں ہوئی۔ اگرچہ یہی سجدہ کسی پاک جگہ پر دوبارہ بھی کر چکا ہو۔

مسئلہ: 364: اگر نماز میں کوئی نمازی کسی ضرورت کی وجہ سے مقام سجدہ تک یکدم آگے ہو کر جائے اور سینہ بدستور جانب کعبہ ہو تو اگر امام ہو اور مقام سجدہ اور مذکورہ نمازی کے مابین اس قدر فاصلہ ہو کہ جس قدر اُس کی پشت اور صف کے درمیان ہو تو اس قدر حرکت کرنے سے اُس کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اور اگر زیادہ فاصلہ ہو تو فاسد ہو گئی ہے۔ اور اگر مقتدی ہو اور اُس کے آگے صف ہو اور ایک بار ہی بقدر صف آگے ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور اگر منفرد ہو اور یکبار ہی مقام سجدہ تک آگے ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ بلکہ تینوں صورتوں میں میں جس حد تک کہ آگے حرکت کرنا مفسد نہ ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا۔ ایک بار وہیں تک آگے ہو جائے اور پھر ایک رکن کی ادائیگی کے برابر ٹھہر جائے۔ اور پھر اسی مقدار برابر آگے ہو جائے۔ تو نماز فاسد

مسئلہ: 362: ولو قبلت المصلی امراتہ ولم یقبلھا ھو لم یحصل لہ شھوۃ فصلاتہ تامۃ لعدم المنافی ولو قبل ھو ای المصلی امراتہ بشھوۃ او بغیر شھوۃ فسدت صلاتہ[1]

ترجمہ: اگر نمازی کا کوئی عورت بوسہ لے لے اور نمازی نے اس کا بوسہ نہ لیا ہو تو اور اسے شہوت بھی نہ ہوئی ہو تو اس کی نماز مکمل ہے، اس لئے کہ نماز کے منافی چیز نہیں پائی گئی۔ اور اگر نمازی نے عورت کا شہوت سے بوسہ لیا یا بغیر شہوت کے بوسہ لیا تو ان دونوں صورتوں میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: 363: ویفسدھا سجودہ علی نجس وان اعادہ علی طاھر فی الاصح (قولہ ویفسدھا سجودہ علی نجس) ای بدون حائل اصلا ولو سجد علی کفہ او کمہ فسد السجود لا الصلاۃ حتی لو اعادہ علی طاھر جاز[2]

ترجمہ: نماز میں سجدہ کسی نجس چیز پر کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے، (قولہ ویفسدھا سجودہ علی نجس) یعنی بغیر کسی حائل کے ہو تو تب نماز نہیں ہو گی، اگر ہتھیلی یا آستین پر کرے سجدہ فاسد ہو جائے گا نماز نہیں، یہاں تک کہ اگر کچی پاک جگہ پر دوبارہ سجدہ کرے تو جائز ہے۔

---

[1] کبیری ص 449
[2] ردالمحتار ص 466 ج 2

نہیں ہوتی۔ بلکہ اس طریقے سے اگر کئی بار آگے ہو جائے تو بھی فاسد نہیں ہوتی۔ لیکن تب کہ اختلاف مکان واقع نہ ہو۔ مثلاًیہ کہ اگر نماز مسجد میں ادا کرتا ہو تو اس حرکت سے مسجد سے باہر نہ ہو جائے اور اگر جنگل یا صحرا میں نماز پڑھتا ہو تو صفوں کے حدود سے باہر نہ ہو جائے اور یہی تفصیل ہے اُس صورت کے لیے کہ نماز میں دائیں بائیں حرکت کرے یا پیچھے کو لیکن سینہ نہ مڑے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ نماز میں بغیر سخت ضرورت کے ایسی حرکت کرنا منع ہے اور گناہ ہے۔

مسئلہ: 365: اگر نماز میں عورت (مقامات ستر) عیاں ہو جائے یا نجاست لگ جائے جتنی مقدار کہ منع ہے اور وہ کم سے کم اتنا وقفہ لگا رہے کہ اُس وقفے میں تین بار سبحان اللہ پڑھی جا سکے تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ نماز فاسد ہوتی ہے۔

مسئلہ: 364: مَشَى مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ هَلْ تَفْسُدُ إنْ قَدْرَ صَفٍّ ثُمَّ وَقَفَ قَدْرَ رُكْنٍ ثُمَّ مَشَى وَوَقَفَ كَذَلِكَ وَهَكَذَا لَا تَفْسُدُ، وَإِنْ كَثُرَ مَا لَمْ يَخْتَلِفْ الْمَكَانُ، وَقِيلَ لَا تَفْسُدُ حَالَةَ الْعُذْرِ مَا لَمْ يَسْتَدْبِرْ الْقِبْلَةِ اسْتِحْسَانًا ذَكَرَهُ الْقُهُسْتَانِيُّ،(قَوْلُهُ مَا لَمْ يَخْتَلِفْ الْمَكَانُ) أَيْ بِأَنْ خَرَجَ مِنْ الْمَسْجِدِ أَوْ تَجَاوَزَ الصُّفُوفَ، لَوْ الصَّلَاةُ فِي الصَّحْرَاءِ فَحِينَئِذٍ تَفْسُدُ كَمَا لَوْ مَشَى قَدْرَ صَفَّيْنِ دَفْعَةً وَاحِدَةً. قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَهَذَا بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْفِعْلَ الْقَلِيلَ غَيْرُ مُفْسِدٍ مَا لَمْ يَتَكَرَّرْ مُتَوَالِيًا، وَعَلَى أَنَّ اخْتِلَافَ الْمَكَانِ مُبْطِلٌ مَا لَمْ يَكُنْ لِإِصْلَاحِهَا، وَهَذَا إذَا كَانَ قُدَّامَهُ صُفُوفٌ، أَمَّا إنْ كَانَ إمَامًا فَجَاوَزَ مَوْضِعَ سُجُودِهِ، فَإِنْ بِقَدْرِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّفِّ الَّذِي يَلِيه لَا تَفْسُدُ، وَإِنْ أَكْثَرَ فَسَدَتْ، وَإِنْ كَانَ مُنْفَرِدًا فَالْمُعْتَبَرُ مَوْضِعُ سُجُودِهِ، فَإِنْ جَاوَزَهُ فَسَدَتْ وَإِلَّا فَلَا،[1]

ترجمہ: اور اگر مقتدی ہو اور اُس کے آگے صف ہو اور وہ ۔ایک بار وہیں تک آگے ہو جائے اور پھر ایک رکن کی ادائیگی کے برابر ٹھہر جائے۔ اور پھر اسی مقدار برابر آگے ہو جائے۔ تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ بلکہ اس طریقے سے اگر کئی بار آگے ہو جائے تو بھی فاسد نہیں ہوتی۔ لیکن تب کہ اختلاف مکان واقع نہ ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عذر کی حالت میں جب تک قبلہ سے نہ پھرا ہو تو استحساناً اُس کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔ (قَوْلُهُ مَا لَمْ يَخْتَلِفْ الْمَكَانُ) مثلاً یہ کہ اگر نماز مسجد میں ادا کرتا ہو تو اس حرکت سے مسجد سے باہر نہ ہو جائے اور اگر جنگل یا صحرا میں نماز پڑھتا ہو تو صفوں کے حدود سے باہر نہ ہو جائے اور یہی تفصیل ہے اُس صورت کے لیے کہ نماز میں دائیں بائیں حرکت کرے یا پیچھے کو لیکن سینہ نہ مڑے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ نماز میں بغیر سخت ضرورت کے ایسی حرکت کرنا منع ہے اور گناہ ہے۔ اگر دو صفیں یا ان کا فاصلہ چل کر طے کر لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ عمل قلیل جب تک مسلسل یا بار بار نہ ہو تو وہ مفسد نماز نہیں ہے اور اختلاف مکان اگر بغیر اصلاح کے ہو تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ یہ اس وقت ہے جب اس کے سامنے صفوف ہوں، اگر امام ہے اور اپنے سجدے کی جگہ عبور کر لیتا ہے تو اگر اس قدر ہے جتنی اس کے اور اس کے سامنے صف کی ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی، اس سے زیادہ فاصلہ ہونے کی صورت میں فاسد ہو جائے گی۔ اگر منفرد ہو تو اس کے سجدہ کی جگہ کا اعتبار ہو گا، اگر اسے کراس کر لیا تو نماز فاسد ہو گی ورنہ نہیں ہو گی۔

---

[1] شامی ص468ج2

مسئلہ: 366:اگر کوئی ایک رکن نماز میں چھوڑ جائے اور پھر ادا نہ کر دے۔ تو نماز ٹوٹ گئی۔ اسی طرح اگر مقتدی حالتِ نیند میں ایک رکن امام کے ساتھ ادا کر دے اور پھر جاگ کر اُس کا اعادہ نہ کرے۔ تو نماز فاسد ہو گئی۔

مسئلہ:365:وان الکشف عضو و عورة فی الصلاة فستر من غیر لث لایضر ہ ذالک الانکشاف القلیل فی الزمن الکثیر وان ادی معہ ای مع الامکشاف رکنا کالقیام ان کان فیہ او الرکوع او غیر ھما یفسد ذالک الانکشاف صلاتہ وان لم یود مع النکشاف رکنا کالقیام ان کان فیہ او الرکوع او غیر ھما یفسد ذالک الانکشاف صلاتہ وان لم یود مع الانکشاف رکنا ولکن مکث مقدار ما ای زمن یودی فیہ رکنا بسنة وذالک مقدار ثلاث تسبیحات فلم یستر ذالک العضو فسدت صلاتہ عند ابی یوسف خلافا لمحمد--- او رفع نجاسة ثم القی ای تلک النجاسة فعلی ھذا الخلاف المذکور ان مکث قدر رکن من غیر ان یودیہ تفسد عند ابی یوسفؒ خلافا لمحمدؒ--- وان المختار قول ابی یوسف فی الجمیع للاحتیاط--- [1]

ترجمہ: اگر کوئی عضو یا ستر نماز میں کھل گیا تو اس نے کسی چیز سے ستر کر لیا تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ اور یہ تھوڑا سا ستر کا کھلنا ایک رکن ادا کرنے کے بقدر ہو۔ مثلاً قیام اگر قیام میں تھا یا رکوع اگر رکوع میں تھا، تو نماز ٹوٹ جائے گی، لیکن اگر کسی رکن کے ادا کرنے کی مقدار کے برابر ستر عورت کھلا اور وہ تین تسبیحات کی مقدار کے برابر ہے، اور اس نے نہیں ڈھانپا تو نماز فاسد ہو جائے گی ابو یوسف کے ہاں، امام محمد کے خلاف، اور فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔

مسئلہ366:وَمُسَابَقَةُ الْمُؤْتَمِّ بِرُكْنٍ لَمْ يُشَارِكْهُ فِيهِ إمَامُهُ كَأَنْ رَكَعَ وَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ إمَامِهِ وَلَمْ يُعِدْهُ مَعَهُ أَوْ بَعْدَهُ وَسَلَّمَ مَعَ الْإِمَامِ وَمُتَابَعَةُ الْمَسْبُوقِ إمَامَهُ فِي سُجُودِ السَّهْوِ بَعْدَ تَأَكُّدِ انْفِرَادِهِ، أَمَّا قَبْلَهُ فَتَجِبُ مُتَابَعَتُهُ وَعَدَمُ إعَادَتِهِ الْجُلُوسَ الْأَخِيرَ بَعْدَ أَدَاءِ سَجْدَةٍ صُلْبِيَّةٍ أَوْ تِلَاوِيَّةٍ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ الْجُلُوسِ، وَعَدَمُ إعَادَةِ رُكْنٍ أَدَّاهُ نَائِمًا[2]

ترجمہ: اور مقتدی کا امام سے کسی رکن میں سبقت کر جانا۔ جس میں اس نے امام کے ساتھ شرکت نہ کی ہو، مثلاً رکوع کیا اور امام سے پہلے سر اٹھا لیا اور پھر اسے دوبارہ نہیں لوٹایا یا اس کے بعد سر اٹھایا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا، اور مسبوق کا اپنے امام سے سجود سہو میں مسابقت کر جانا اس کے منفرد ہونے کے یقین ہو جانے کے بعد، پہلے کی صورت میں تو متابعت واجب ہے، اور سجدہ حقیقی یا سجدہ تلاوت کے بعد آخری قعدے کا اعادہ نہ کرنا، جب کہ بیٹھنے کے بعد اس کو یاد آئے، اسی طرح حالت نیند میں کسی رکن کو ادا کرنا اور پھر اس کو ادا نہ کرنا حالت بیداری میں، ان تمام صورتوں میں نماز فاسد ہو گئی۔

---

[1] کبیری ص215

[2] شامی ص472ج2

مسئلہ:367:اگر نمازی کے آگے سے بلی کتایا کوئی انسان اور یا جانور گذر جائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ لیکن گذرنے والا انسان گناہگار ہے۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نمازی کے آگے سے گذرنے والے انسان کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ اس فعل کا کتنا گناہ ہے تو وہ اسی جگہ چالیس سال کھڑا رہنا گوارہ کر لیتا لیکن نمازی کے آگے سے نہ گذرتا۔ لہٰذا نماز ایسی جگہ ادا کرنی چاہیے کہ آگے سے کسی کی آمد ورفت نہ ہو اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ:367:"أو مر مار في موضع سجوده لا تفسد" سواء المرأة والكلب والحمار لقوله صلى الله عليه وسلم: "لا يقطع الصلاة شيء وادرءوا فإنما هو شيطان" "وإن أثم المار" المكلف1 بتعمده لقوله صلى الله عليه وسلم: "لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيرا له من أن يمر بين يديه" رواه الشيخان وفي رواية البزار أربعين خريفا[1]

ترجمہ: یا نمازی کے آگے سے کوئی گزرنے والا گزر گیا سجدے کی جگہ سے، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، چاہے عورت ہو یا کتا یا گدھا، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: کوئی چیز نماز کو قطع نہیں کرتی، یاد رکھو کہ وہ شیطان ہے۔۔اور نمازی کے آگے سے جان بوجھ کر گزرنے والے کا گناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق: نمازی کے آگے سے گذرنے والے انسان کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس فعل کا کتنا گناہ ہے تو وہ اسی جگہ چالیس سال کھڑا رہنا گوارا کر لیتا لیکن نمازی کے آگے سے نہ گذرتا۔ اور بزار کی روایت میں چالیس خریف کے الفاظ آئے ہیں۔

---

[1] مراقی الفلاح ص 341

فصل چہارم: سُترے کا بیان:

مسئلہ:368: کسی جنگل یا صحرا یا میدان میں نماز ادا کرنے والا خواہ وہ امام ہو یا منفرد اس کے لیے یہ امر مستحب ہے کہ اپنی سیدھ میں ابرو کے برابر دائیں یا بائیں طرف کوئی چیز ایسی کھڑی کر دے جو کم از کم ہاتھ بھر سے زیادہ لمبی ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی ہو۔ اسی چیز کو ''سترہ'' کہتے ہیں۔اس کا فائدہ یہ ہے کہ حد قائم ہو جاتی ہے۔پھر سُترے سے اُس طرف اگر کوئی گذرے تو خیر ہے لیکن نمازی اور سُترے کے درمیان سے گذرنا منع ہے۔امام کا سُترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہے اور اگر نماز مسجد میں ادا کرتا ہو یا کسی ایسی جگہ کہ آگے سے آمدورفت کا خطرہ نہ ہو تو پھر سُترے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ:369: اگر کوئی مسجد یا گھر میں نماز ادا کرتا ہو تو اُس کے آگے سے گذرنا منع ہے۔اُس کے قدموں کے سامنے جانب قبلہ دیوار تک جو فاصلہ ہو سب کے لیے یہی حکم ہے۔یعنی نمازی کے آگے اگر سُترہ نہ ہو تو گذرنا منع ہے۔اور اگر مسجد بڑی وسیع وہ یا جنگل یعنی صحرا میں نماز ادا کرتا ہو تو اُس کے سجدے کی جگہ سے گذرنا منع ہے۔اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جس وقت کہ نمازی نہایت عجز کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو اور اُس حالت میں جبکہ اُس کی نظر مقام سجود پر ہو۔تو جس حد تک اس کی نظر پہنچے اُسی حد میں سے گذرنا منع اس کے علاوہ خیر ہے۔

مسئلہ:368: (وَيَغْرِزُ) نَدْبًا بَدَائِعُ (الْإِمَامُ) وَكَذَا الْمُنْفَرِدُ (فِي الصَّحْرَاءِ) وَنَحْوِهَا (سُتْرَةً بِقَدْرِ ذِرَاعٍ) طُولًا (وَغِلَظِ أُصْبُعٍ) لِتَبْدُوَ لِلنَّاظِرِ (بِقُرْبِهِ) دُونَ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ (عَلَى) حِذَاءِ (أَحَدِ حَاجِبَيْهِ) مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَالْأَيْمَنُ أَفْضَلُ (وَلَا يَكْفِي الْوَضْعُ وَلَا الْخَطُّ) وَقِيلَ يَكْفِي فَيَخُطُّ طُولًا، وَقِيلَ كَالْمِحْرَابِ (وَيَدْفَعُهُ) هُوَ رُخْصَةٌ، فَتَرْكُهُ أَفْضَلُ بَدَائِعُ.
قَالَ الْبَاقَانِيُّ: فَلَوْ ضَرَبَهُ فَمَاتَ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ –، خِلَافًا لَنَا عَلَى مَا يُفْهَمُ مِنْ كُتُبِنَا (بِتَسْبِيحٍ) (وَكَفَتْ سُتْرَةُ الْإِمَامِ) لِلْكُلِّ (وَلَوْ عُدِمَ الْمُرُورُ وَالطَّرِيقُ جَازَ تَرْكُهَا) وَفِعْلُهَا أَوْلَى[1]

ترجمہ: کسی جنگل یا صحرا یا میدان میں نماز ادا کرنے والا خواہ وہ امام ہو یا منفرد اس کے لیے یہ امر مستحب ہے کہ اپنی سیدھ میں ابرو کے برابر دائیں یا بائیں طرف کو کوئی چیز ایسی کھڑی کر دے جو کم از کم ہاتھ بھر سے زیادہ لمبی ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی ہو۔اسی چیز کو ''سترہ'' کہتے ہیں۔اس کا فائدہ یہ ہے کہ حد قائم ہو جاتی ہے۔پھر سُترے سے اُس طرف اگر کوئی گذرے تو خیر ہے لیکن نمازی اور سُترے کے درمیان سے گذرنا منع ہے۔امام کا سُترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہے اور اگر نماز مسجد میں ادا کرتا ہو یا کسی ایسی جگہ کہ آگے سے آمدورفت کا خطرہ نہ ہو تو پھر سُترے کی ضرورت نہیں۔

---

[1] شامی ص479ج2

مسئلہ:370: نمازی کے آگے سے گھوڑے پر سوار گذرنا بھی منع ہے۔اسی طرح کسی اونچی جگہ پر کوئی نماز پڑھے۔ جس کی اونچائی گذرنے والے کی قامت سے کم ہو۔اور اُس گذرنے والے کے بعض اعضاء نمازی کے اعضاء سے محاذی ہوتے ہیں۔تو یہ بھی منع ہے لیکن اس صورت میں علماء کے اقوال اور بھی ہیں۔

مسئلہ:371: نمازی کے آگے سے جس طرح گذرنا منع ہے اسی طرح اُس کے رُوبرو آنا بھی منع ہے۔

مسئلہ:369: (وَمُرُورُ مَارٍّ فِي الصَّحْرَاءِ أَوْ فِي مَسْجِدٍ كَبِيرٍ بِمَوْضِعِ سُجُودِهِ) فِي الْأَصَحِّ (أَوْ) مُرُورِهِ (بَيْنَ يَدَيْهِ) إلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ (فِي) بَيْتٍ و (مَسْجِدٍ) صَغِيرٍ، فَإِنَّهُ كَبُقْعَةٍ وَاحِدَةٍ (مُطْلَقًا) (قَوْلُهُ فِي الْأَصَحِّ) هُوَ مَا اخْتَارَهُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ وَقَاضِي خَانَ وَصَاحِبُ الْهِدَايَةِ وَاسْتَحْسَنَهُ فِي الْمُحِيطِ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ، وَمُقَابِلُهُ مَا صَحَّحَهُ التُّمُرْتَاشِيُّ وَصَاحِبُ الْبَدَائِعِ وَاخْتَارَهُ فَخْرُ الْإِسْلَامِ وَرَجَّحَهُ فِي النِّهَايَةِ وَالْفَتْحِ أَنَّهُ قَدْرُ مَا يَقَعُ بَصَرُهُ عَلَى الْمَارِّ لَوْ صَلَّى بِخُشُوعٍ أَيْ رَامِيًا بِبَصَرِهِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ؛[1]

ترجمہ: اور کسی گزرنے والے کا گزرنا صحرا میں یا بڑی مسجد میں سجدے کی جگہ سے،اور نمازی کے سامنے سے مسجد کی دیوار تک گھر میں یا چھوٹی مسجد میں گزرنا ممنوع ہے۔اس لئے کہ وہ ایک ہی کمرے کی مانند ہے۔الفتح میں ہے کہ جس حد تک اس کی نظر گزرنے والے پر پڑ سکتی ہو اس حد سے گزرنا منع ہے۔اس لئے کہ اگر کوئی خشوع سے نماز پڑھے تو اس کی نظر سجدے کی جگہ سے آگے نہیں جاسکتی۔

مسئلہ370: (أَوْ) مُرُورُهُ (أَسْفَلَ مِنْ الدُّكَّانِ أَمَامَ الْمُصَلِّي لَوْ كَانَ يُصَلِّي عَلَيْهَا) أَيْ الدُّكَّانِ (بِشَرْطِ مُحَاذَاةِ بَعْضِ أَعْضَاءِ الْمَارِّ بَعْضَ أَعْضَائِهِ، وَكَذَا سَطْحٌ وَسَرِيرٌ وَكُلُّ مُرْتَفِعٍ) دُونَ قَامَةِ الْمَارِّ[2]

ترجمہ: نمازی اگر دکان (بلند جگہ) پر نماز پڑھ رہا ہو تو اسکے سامنے سے اگر کوئی اس دکان سے نیچے کر کے گزرے، اگر اس کی اونچائی گذرنے والے کی قامت سے کم ہو۔اور اُس گذرنے والے کے بعض اعضاء نمازی کے اعضاء سے محاذی ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی منع ہے۔اور یہی حکم ہے چھت۔ چارپائی اور ہر ایسی جگہ کا جس کی بلندی گزرنے والے کی قد سے کم ہو۔

مسئلہ:371:(أَوْ) مُرُورِهِ (بَيْنَ يَدَيْهِ) إلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ (قَوْلُهُ إلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ) أَيْ مِنْ مَوْضِعِ قَدَمَيْهِ إلَى الْحَائِطِ إنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ سُتْرَةٌ،[3]

ترجمہ: اور اس کے سامنے سے قبلے کی دیوار کی طرف گزرنا یعنی اس کے قدموں کی جگہ سے دیوار کی طرف جانا اگر اس کے لئے سترہ نہ ہو تو منع ہے۔

---

[1] در مختار ص86

[2] شامی ص479ج2

[3] شامی ص470ج2

مسئلہ:372:اگر نمازی کے آگے سُترہ نہ ہو اور کوئی گذرے یا سترہ ہو۔ لیکن اُس سے اسے اندر کی طرف وہ گذرتا ہو تو اگر نمازی مناسب طریقے سے اُسے منع کرنا چاہے تو اُسے اجازت ہے کہ ہاتھ سے یا آنکھ یا سر سے اشارہ کرے۔ یا سبحان اللہ کہے یا قرأت قدرے اونچی آواز سے کرے۔ لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ سری نماز میں بلند آواز سے قرأت نہیں کرنی چاہیے۔ بہر صورت دو باتیں جمع نہیں ہونی چاہئیں۔ یا تسبیح یا قرأت اونچی اور اگر منع کرنے کے لیے کوئی اور عمل کرے جو کہ کثیر ہو۔ تو اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ:372:(وَيَدْفَعُهُ) هُوَ رُخْصَةٌ، فَتَرْكُهُ أَفْضَلُ بَدَائِعُ.قَالَ الْبَاقَانِيُّ: فَلَوْ ضَرَبَهُ فَمَاتَ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -، خِلَافًا لَنَا عَلَى مَا يُفْهَمُ مِنْ كُتُبِنَا (بِتَسْبِيحٍ) أَوْ جَهْرٍ بِقِرَاءَةٍ (أَوْ إشَارَةٍ) وَلَا يُزَادُ عَلَيْهَا عِنْدَنَا قُهُسْتَانِيٌّ (لَا بِهِمَا) فَإِنَّهُ يُكْرَهُ، (قَوْلُهُ أَوْ جَهَرَ بِقِرَاءَةٍ) خَصَّهُ فِي الْبَحْرِ بَحْثًا بِالصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ وَبِمَا يَجْهَرُ فِيهِ مِنْهَا، وَعَلَيْهِ فَالْمُرَادُ زِيَادَةُ رَفْعِ الصَّوْتِ عَنْ أَصْلِ جَهْرِهِ، وَالظَّاهِرُ شُمُولُ السَّرِيَّةِ لِأَنَّ هَذَا الْجَهْرَ مَأْذُونٌ فِيهِ فَلَا يُكْرَهُ. عَلَى أَنَّ الْجَهْرَ الْيَسِيرَ عَفْوٌ، وَالْمَكْرُوهُ قَدْرُ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ فِي الْأَصَحِّ كَمَا فِي سَهْوِ الْبَحْرِ، فَإِذَا جَهَرَ فِي السَّرِيَّةِ بِكَلِمَةٍ أَوْ كَلِمَتَيْنِ حَصَلَ الْمَقْصُودُ وَلَمْ يَلْزَمْ الْمَحْذُورُ فَتَدَبَّرْ (قَوْلُهُ أَوْ إشَارَةٍ) أَيْ بِالْيَدِ أَوْ الرَّأْسِ أَوْ الْعَيْنِ بَحْرٌ (قَوْلُهُ وَلَا يُزَادُ عَلَيْهَا) أَيْ عَلَى الْإِشَارَةِ بِمَا ذُكِرَ، فَلَا يَدْرَأُ بِأَخْذِ الثَّوْبِ وَلَا بِالضَّرْبِ الْوَجِيعِ كَمَا فِي الْقُهُسْتَانِيِّ عَنْ التُّمُرْتَاشِيِّ. وَيُؤْخَذُ مِنْهُ فَسَادُ الصَّلَاةِ لَوْ بِعَمَلٍ كَثِيرٍ، بِخِلَافِ قَتْلِ الْحَيَّةِ عَلَى أَحَدِ الْقَوْلَيْنِ فِيهِ كَمَا يَأْتِي (قَوْلُهُ لَا بِهِمَا) أَيْ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ التَّسْبِيحِ وَالْإِشَارَةِ لِأَنَّ بِأَحَدِهِمَا كِفَايَةٌ فَيُكْرَهُ كَمَا فِي الْهِدَايَةِ جَازِمًا بِهِ خِلَافًا لِمَا فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ فَإِنَّهُ تَحْرِيفٌ لِمَا فِي الْهِدَايَةِ كَمَا أَفَادَهُ الشَّارِحُ فِي هَامِشِ الْخَزَائِنِ[1]

ترجمہ: اگر سامنے سے گزرنے والے کو روکے تو اس کی رخصت ہے۔ لیکن چھوڑ دینا افضل ہے، اگر اس کو روکنے کے لئے مارا اور وہ مر گیا اس ضرب سے تو امام شافعی کے ہاں کوئی ضمان نہیں ہے۔ ہمارا یہ قول نہیں ہے۔ یا قراءت کو بلند کر کے یا اشارے سے اس کو روکے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، لیکن یہ عمل مکروہ ہے۔ آواز بلند کرنا اس طرح ہے کہ اس کی عمومی آوازِ تلاوت سے وہ آواز بلند کر لے، اور یہ سری میں بھی کر سکتا ہے اور مکروہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ جہرِ یسیر معاف ہے۔ اور مکروہ ہے اس قدر جس سے نماز جائز ہو جائے۔ جب سری میں ایک کلمہ یا دو کلمے کہے تو اس سے مقصود حاصل ہو جائے گا اور ممنوع چیز لازم نہ آئے گی۔ اشارے سے مراد ہے کہ سر کے یا ہاتھ کے اشارے سے۔(قَوْلُهُ وَلَا يُزَادُ عَلَيْهَا) ان پر اضافہ نہ کرنے کا مطلب ہے کہ اشارے سے اضافی چیز کچھ نہ کرے۔ کپڑے پکڑنے اور ضرب لگانے والا عمل نہ کرے، اس لئے کہ اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو سکتی ہے۔ بر خلاف سانپ کو قتل کرنے کے، اور تسبیح اور اشارے دونوں کو جمع نہیں کرے گا اس لئے کہ ایک ہی چیز کافی ہے اگر جمع کرے گا تو ہدایہ کے قول کے مطابق مکروہ ہے۔

---

[1] ایضاً ص485ج2

فصل پنجم: مکروہات نماز اور احکام مسجد

مبحث اول: مکروہات نماز کا بیان

مسئلہ: 374: نماز میں اپنے لباس یا بدن سے کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح کنکر وغیرہ الٹ پلٹ کرنا بھی مکروہ ہے۔ لیکن اگر اُن کی موجودگی کی وجہ سے پورا سجدہ نہ کر سکے تو ایک یا دو بار ایسا کرنے میں کراہت نہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی کنکر وغیرہ ٹھیک نہ کرنا ہی احسن ہے۔

مسئلہ: 375: سجدے میں جاتے وقت کپڑے سمیٹنا مکروہ ہے۔ بلکہ بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگرچہ مٹی یا گرد سے بچانے کی نیت سے ہو۔

مسئلہ: 374: " ويكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو بجسده " لقوله عليه الصلاة والسلام " إن الله تعالى كره لكم ثلاثا وذكر منها العبث في الصلاة " ولأن العبث خارج الصلاة حرام فما ظنك في الصلاة " ولا يقلب الحصا " لأنه نوع عبث " إلا أن لا يمكنه السجود فيسويه مرة واحدة " لقوله عليه الصلاة والسلام " مرة يا أبا ذر وإلا فذر " ولأن فيه إصلاح صلاته[1]

ترجمہ: نمازی کے لیے اپنے کپڑوں یا بدن کے ساتھ کھیلنا مکروہ ہے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اللہ نے تمھارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے ان ہی میں سے آپ نے نماز میں کھیلنے کا ذکر کیا ہے اس لیے کہ کھیلنا نماز سے باہر حرام ہے تو نماز میں آپ کا کیا خیال ہے۔ اور کنکر کو الٹ پلٹ نہ کرے اس لیے کہ یہ بھی کھیل کی ایک قسم ہے مگر یہ کہ اس پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ اس کو سیدھا کرے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ ایک مرتبہ اس کو ہٹا ورنہ چھوڑ دے۔ اور اس کی اجازت بھی اصلاحِ نماز کے لیے ہے۔

مسئلہ: 375: وَكُرِهَ (كَفُّهُ) أَيْ رَفْعُهُ وَلَوْ لِتُرَابٍ كَمُشَمِّرِ كُمٍّ أَوْ ذَيْلٍ (قَوْلُهُ أَيْ رَفْعُهُ) أَيْ سَوَاءٌ كَانَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ عِنْدَ الِانْحِطَاطِ لِلسُّجُودِ بَحْرٌ. وَحَرَّرَ الْخَيْرُ الرَّمْلِيُّ مَا يُفِيدُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ فِيهِ تَحْرِيمِيَّةٌ.[2]

ترجمہ: اور مکروہ ہے کپڑے کو اوپر اٹھانا اگرچہ مٹی کی وجہ سے ہو جیسا کہ آستین یا دامن کو چڑھانا مکروہ ہے۔ (قَوْلُهُ أَيْ رَفْعُهُ) یعنی سجود کے لیے جھکتے وقت کپڑے کو اٹھانا چاہے آگے سے ہو یا پیچھے سے ہو (بَحْرٌ) اور رملی نے تحریر کیا ہے کہ اس قول نے مکروہ تحریمی کا فائدہ دیا ہے۔

---

[1] ھدایہ ص141ج1
[2] ردالمحتار ص490ج2

مسئلہ 376: اگر کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو جائے اس حالت میں کہ دامن لپیٹ چکا ہو۔ یا وضو کے لیے آستین چڑھا چکا ہو۔ اور پھر وضو کے بعد جلدی سے اسی حالت میں جماعت میں شریک ہو گیا ہو۔ تو آیا اب نماز میں اُسے نیچے کرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف اگرچہ موجود ہے۔ لیکن ظاہر بات یہ ہے کہ اُس کی درستی میں اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ ہو تو درست کرنے میں حرج نہیں ہے۔

مسئلہ 377:: جس جگہ فکر اور خیالات پراگندہ ہوتے ہیں اور نماز سے توجہ ہٹ جاتی ہے، ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً لہو ولعب کی جگہ۔

مسئلہ :378: اگر بیچ میں کچھ حائل نہ ہو تو دوسرے شخص کے آگے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور آگے کوئی شخص کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا باتیں کر رہا ہو یا کوئی کام کر رہا ہو تو اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔ لیکن اُسے اگر ٹھہرنے کی وجہ سے تکلیف ہو تو اس حالت میں اُس کے پیچھے کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح اگر وہ شخص اتنی زور سے باتیں کر رہا ہو۔ جس سے نماز میں خطا ہونے یا سہو ہونے کا خدشہ ہو تو اُس جگہ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ 376: وَ) كُرِهَ (كَفُّهُ) أَيْ رَفْعُهُ وَلَوْ لِتُرَابٍ كَمُشَمِّرِ كُمٍّ أَوْ ذَيْلٍ (قَوْلُهُ أَيْ رَفْعُهُ) أَيْ سَوَاءٌ كَانَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ عِنْدَ الِانْحِطَاطِ لِلسُّجُودِ بَحْرٌ. وَحَرَّرَ الْخَيْرُ الرَّمْلِيُّ مَا يُفِيدُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ فِيهِ تَحْرِيمِيَّةٌ (قَوْلُهُ وَلَوْ لِتُرَابٍ) وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِصَوْنِهِ عَنْ التُّرَابِ بَحْرٌ عَنْ الْمُجْتَبَى.[1]

ترجمہ: اور مکروہ ہے کپڑے کو اوپر اٹھانا اگرچہ مٹی کی وجہ سے ہو جیسا کہ آستین یا دامن کو چڑھانا مکروہ ہے۔ (قَوْلُهُ أَيْ رَفْعُهُ) یعنی سجود کے لیے جھکتے وقت کپڑے کو اٹھانا چاہے آگے سے ہو یا پیچھے سے ہو (بَحْرٌ) اور رملی نے تحریر کیا ہے کہ اس قول نے مکروہ تحریمی کا فائدہ دیا ہے (قَوْلُهُ وَلَوْ لِتُرَابٍ) بعض نے کہا ہے کہ مٹی سے بچنے کے لیے ایسا کرنے میں حرج نہیں ہے اور اس قول کو بحر نے مجتبی سے نقل کیا ہے۔

مسئلہ :377: وتكره بحضرة كل ما يشغل البال كزينة وبحضرة ما يخل بالخشوع كلهوولعب[2]

ترجمہ: اور مکروہ ہے ہر اس چیز کی موجودگی میں نماز پڑھنا جو دل کو مشغول کرے جیسا کہ زینت کی چیز اور مکروہ ہے ہر اس چیز کی موجودگی میں جو خشوع میں مخل ہو جیسا کہ لہو ولعب۔

---

[1] ردالمحتار ص490 ج2

[2] مراقی الفلاح ص360

مسئلہ: 380: نماز میں انگلیوں کو مروڑ کر آواز نکالنا اور بغیر ضرورت کے کولہو پر ہاتھ رکھنا، دائیں بائیں منہ پھیر کر دیکھنا یہ سب مکروہ تحریمی ہیں ہاں اگر منہ قبلہ کی جانب ہو۔ صرف آنکھوں کے گوشوں سے دائیں بائیں دیکھے تو مکروہ نہیں ہے۔ لیکن بغیر ضرورت کے ایسا بھی نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ: 381 اگر حالت نماز میں سلام کا جواب زبان سے دے تو جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر ہاتھ یا سر سے دے تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: 379: ولو صلى الى وجه الانسان يكره كذا فى المعدن ولو صلى الى وجه انسان وبينهما ثالث ظهره الى وجه المصلى لم يكره كذا فى التمرتا شى الاستقبال الى المصلى مكروه سواء كان المصلى فى الصف الاول او فى الصف الاخير كذا فى المنية ولو صلى الى ظهر رجل يتحدث لا يكره وان كان بالقرب منه الا اذا رفعوا اصواتهم بحيث يخاف المصلى ان يزل فى القراءة فحينئذ يكره هكذا فى الخلاصة[1]

ترجمہ: اور انسان کے چہرے کی طرف نماز پڑھنا مکروہ ہے (كذا فى المعدن) اور اگر درمیان میں کوئی ایسا آدمی ہو جس کی پشت نمازی کی طرف تو مکروہ نہیں ہے (كذا فى التمرتا شى) نمازی کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے چاہے نمازی پہلی صف میں ہو یا اخیری صف میں ہو (كذا فى المنية) اور اگر کسی نے ایسے شخص کی پشت کی طرف نماز پڑھی جو کسی سے باتیں کر رہا ہو مکروہ نہیں ہے اگرچہ وہ قریب ہو مگر آواز اگر اتنی اونچی ہو جس سے قرأت میں پھسلنے کا خوف ہو تو مکروہ ہے (هكذا فى الخلاصة)

مسئلہ: 380: وَيُكْرَهُ أَنْ يُشَبِّكَ أَصَابِعَهُ وَأَنْ يُفَرْقِعَ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَالْفَرْقَعَةُ خَارِجَ الصَّلَاةِ كَرِهَهَا كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ .كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ ---- وَيُكْرَهُ أَنْ يَلْتَفِتَ يَمْنَةً أَوْ يَسْرَةً بِأَنْ يُحَوِّلَ بَعْضَ وَجْهِهِ عَنْ الْقِبْلَةِ فَأَمَّا أَنْ يَنْظُرَ بِمُؤْقِ عَيْنِهِ وَلَا يُحَوِّلَ وَجْهَهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .[2]

ترجمہ: انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالنا اور چٹخانا مکروہ ہیں (كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ) اور انگلیوں کے چٹخانے کو نماز سے باہر بھی بہت سارے لوگوں نے مکروہ کہا ہے (كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ)۔۔۔اور دائیں بائیں اتنا متوجہ ہونا جس سے چہرے کا کچھ حصہ قبلے سے پھر جائے مکروہ بہر حال چہرے کو پھیرے بغیر صرف آنکھ کے گوشوں سے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ)

مسئلہ: 381: ورد السلام بيده او براسه كما مر (قوله كما مر) اى فى مفسدات الصلاة[3]

ترجمہ: اور اپنے ہاتھ یا اپنے سر کے ساتھ سلام کا جواب دینا مفسداتِ نماز میں سے ہے (كما مر)۔

---

[1] ہندیہ ص120 ج1
[2] ایضاص117 ج1
[3] ردالمحتار ص497 ج2

مسئلہ:382:اگر نمازی کے آگے قرآن شریف موجود ہو یا تلوار لٹکی ہو یا پڑی ہوئی ہو یا چراغ جل رہا ہو تو اس سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی ہے۔اور بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ چراغ اور شمع وغیرہ کی صورت میں کراہت ہے لیکن پسندیدہ قول پہلا ہے۔

مسئلہ:383:اگر ننگے سر کوئی نماز پڑھے تو یہ مکروہ ہے۔البتہ اگر کوئی شخص عاجزی وخشوع کی نیت سے ایسا کرے تو مکروہ نہیں ہے۔اسی طرح اگر پہننے کو کوئی چیز ٹوپی وغیرہ نہ ملے تو بھی کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ:384:اگر حالتِ نماز میں ٹوپی یا پگڑی سر سے گر جائے تو بہتر یہی ہے کہ دوبارہ پہنے۔لیکن اگر پگڑی باندھنی پڑے یا بار بار اُٹھانی پڑے جس کے لیے عمل کثیر کی ضرورت ہو تو پھر نہ اُٹھائے۔

مسئلہ:382: (و) لَا إلَى (مُصْحَفٍ أَوْ سَيْفٍ مُطْلَقًا أَوْ شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ أَوْ نَارٍ تُوقَدُ) ، لِأَنَّ الْمَجُوسَ إنَّمَا تَعْبُدُ الْجَمْرَ لَا النَّارَ الْمُوقَدَةَ قُنْيَةٌ (قَوْلُهُ مُطْلَقًا) أَيْ مُعَلَّقًا أَوْ غَيْرَ مُعَلَّقٍ، وَأَشَارَ بِهِ إلَى أَنَّ قَوْلَ الْكَنْزِ وَغَيْرِهِ مُعَلَّقٌ غَيْرُ قَيْدٍ۔۔۔وَنَصُّهُ: الصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ شَمْعٌ أَوْ سِرَاجٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَعْبُدْهُمَا أَحَدٌ وَالْمَجُوسُ يَعْبُدُونَ الْجَمْرَ لَا النَّارَ الْمُوقَدَةَ، حَتَّى قِيلَ لَا يُكْرَهُ إلَى النَّارِ الْمُوقَدَةِ. اهـ. وَظَاهِرُهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمُوقَدَةِ الَّتِي لَهَا لَهَبٌ، لَكِنْ قَالَ فِي الْعِنَايَةِ: أَنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ: تُكْرَهُ إلَى شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ كَمَا لَوْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَانُونٌ فِيهِ جَمْرٌ أَوْ نَارٌ مُوقَدَةٌ. اهـ. وَظَاهِرُهُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ فِي الْمُوقَدَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا كَمَا فِي الْجَمْرِ تَأَمَّلْ[1]

ترجمہ: اور مکروہ نہیں ہے حالتِ نماز میں قرآن شریف، تلوار، شمع، چراغ اور جلتی ہوئی آگ کی طرف منہ کرنا اس لیے کہ مجوس انگاروں کی عبادت کرتے تھے نا کہ جلتی ہوئی آگ کی (قَوْلُهُ مُطْلَقًا)یعنی چاہے لٹکی ہوئی ہو یا نہ ہو اور اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ کنز وغیرہ کا قول معلق ہونا غیر مقید ہے۔۔۔ صحیح قول یہ ہے کہ نمازی کے سامنے شمع یا چراغ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ ان دونوں کی کسی نے بھی عبادت نہیں کی ہے اور مجوس انگاروں کی عبادت کرتے تھے نا کہ جلتی ہوئی آگ کی۔یہاں تک کہا گیا ہے کہ جلتی ہوئی آگ کی طرف منہ کرنا مکروہ نہیں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ بھڑکتی ہوئی آگ سے مراد وہ ہے جس کے شعلے ہوں لیکن عنایہ میں ہے بعض کا قول ہے کہ شمع یا چراغ کیکی طرف منہ کرنا مکروہ ہے جیسا کہ اس کے سامنے کسی برتن میں انگارہ یا بھڑکتی ہوئی آگ ہو۔اور اس سے ظاہر ہے کہ بھڑکتی ہوئی آگ میں کراہت اتفاقی ہے جیسا کہ انگارے میں ہے اس بات میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ:383:وصلاتہ حاسر ای کاشفا راءسہ للتکاسل ولا باس بہ للتذلل[2]

ترجمہ: اور سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر عاجزی کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ:384: ولو سقطت قلنسوۃ فاعادتھا افضل الااذا احتاجت لتکویر او عمل کثیر[3]

ترجمہ: اگر حالتِ نماز میں ٹوپی سر سے گر جائے تو بہتر یہی ہے کہ دوبارہ پہنے۔لیکن اگر باندھنی پڑے یا اس کے لیے عمل کثیر کی ضرورت ہو تو پھر نہ اُٹھائے۔

---

[1] ایضاص 510ج2
[2] ایضاص491ج2
[3] ردالمحتارص491ج2

مسئلہ: 385:حالتِ نماز میں بوقت سجود مرد کے لیے دونوں بازؤوں کو زمین پر بچھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ:386:جس فرش وغیرہ پر جانداروں کی تصاویر ہوں اُس پر نماز ہو جاتی ہے۔کوئی کراہت نہیں ہے لیکن تب کہ تصویر پر سجدہ نہ آئے لیکن اس قسم کی چیز کا استعمال اور اس قسم کی تصاویر گھر میں رکھنا منع ہے۔

مسئلہ:387:اگر کسی جاندار چیز کی تصویر نمازی کے سر کے اُوپر ہو یا سامنے ہو یا دائیں یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے۔اسی طرح اگر پشت کی جانب ہو تو بھی کراہت سے خالی نہیں ہے اور اگر پاؤں کے نیچے ہو تو پھر کراہت نہیں ہے۔اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھنے سے قیام کی حالت میں پوری نظر نہ آئے یا وہ نامکمل ہو یا تصویر کا سر یا چہرہ کٹا ہوا ہو اور تصویر غیر ذی روح کی ہو تو ان تمام صورتوں میں کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ: 385:وافتراش الرجل زراعیه للنهی (قوله وافتراش الرجل) ای بسطهما فی حالة السجود --- والظاهر انها تحریمیة للنهی المذکور عن غیر صارف[1]

ترجمہ: حالتِ نماز میں بوقت سجود مرد کے لیے دونوں بازؤوں کو زمین پر بچھانا مکروہ ہے اس کی ممانعت کی وجہ سے یعنی حالتِ سجود میں ان دونوں کو بچھانا منع ہے اور بظاہر مذکورہ نہی حرمت کے لیے ہے۔

مسئلہ:386:او علی بساط فیه تماثیل ان لم یسجد علیها لما مر [2]

ترجمہ: اس بستر پر نماز پڑھنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے جس میں تصاویر ہوں بشر طیکہ ان تصاویر پر سجدہ نہ کرے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ:387: وَأَنْ يَكُونَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ (بِحِذَائِهِ) يَمْنَةً أَوْ يَسْرَةً أَوْ مَحَلَّ سُجُودِهِ (تِمْثَالٌ) وَلَوْ فِي وِسَادَةٍ مَنْصُوبَةٍ لَا مَفْرُوشَةٍ (وَاخْتُلِفَ فِيمَا إذَا كَانَ) التِّمْثَالُ (خَلْفَهُ وَالْأَظْهَرُ الْكَرَاهَةُ و) لَا يُكْرَهُ (لَوْ كَانَتْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ) أَوْ مَحَلَّ جُلُوسِهِ لِأَنَّهَا مُهَانَةٌ (أَوْ فِي يَدِهِ) عِبَارَةُ الشُّمُنِّيِّ بَدَنِهِ لِأَنَّهَا مَسْتُورَةٌ بِثِيَابِهِ (أَوْ عَلَى خَاتَمِهِ) بِنَقْشٍ غَيْرِ مُسْتَبِينٍ. (أَوْ كَانَتْ صَغِيرَةً) لَا تَتَبَيَّنُ تَفَاصِيلُ أَعْضَائِهَا لِلنَّاظِرِ قَائِمًا وَهِيَ عَلَى الْأَرْضِ، ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ (أَوْ مَقْطُوعَةَ الرَّأْسِ أَوْ الْوَجْهِ) أَوْ مَمْحُوَّةَ عُضْوٍ لَا تَعِيشُ بِدُونِهِ (أَوْ لِغَيْرِ ذِي رُوحٍ لَا) يُكْرَهُ لِأَنَّهَا لَا تُعْبَدُ.[3]

ترجمہ: اور مکروہ ہے نمازی کے سر کے اوپر، اس کے سامنے، دائیں یا بائیں اس کے برابر اور یا اس کے سجود کی جگہ میں جاندار کی تصویروں کا ہونا اگرچہ لٹکائے ہوئے بستر میں ہو نہ کہ بچھائے ہوئے بستر میں۔اور اگر اس کے پیچھے ہوں تو اس میں اختلاف ہے

---

[1] ایضاص496ج2
[2] ایضا503ص2
[3] درمختار ص87

مسئلہ:388: نماز میں آیتیں، سورتیں یا تسبیح وغیرہ انگلیوں سے گننا مکروہ ہے ہاں اگر یادداشت کے لیے صرف انگلیوں کو دبائے تو خیر ہے۔

مسئلہ 388b: دوسری رکعت میں بہ نسبت پہلی رکعت کے تین آیات کی مقدار سے زیادہ لمبی قرأت مکروہ ہے۔

مسئلہ:389: نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر آنکھیں بند رکھنے سے خشوع وخضوع میں اضافہ ہو اور نماز میں یکسوئی حاصل ہوتی ہو تو کراہت نہیں ہے۔

مگر اظہر قول اس کی کراہت کا ہے۔ اور اگر اس کے پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ میں ہوں تو اہانت کی وجہ سے اس میں کراہت نہیں ہے اور اگر ہاتھ میں ہوں تو بھی مکروہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ کپڑوں میں مستور ہیں اور اگر انگوٹھی میں منقش ہو تو بھی ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے۔ یا تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ تصویر اگر زمین پر ہو تو قیام کی حالت میں اس کے اعضاء واضح طور پر نظر نہ آئے، یا اس کا سر یا چہرہ کٹا ہوا ہو اس لیے کہ سر ایسا عضو ہے کہ اس کو مٹانے کے بعد اس تصویر والا زندہ نہیں رہتا اور یا تصویر غیر ذی روح کی ہو تو بھی مکروہ نہیں ہے اس لیے کہ اس کی عبادت نہیں کی جاتی۔

مسئلہ:388: (وَ) كُرِهَ تَنْزِيهًا (عَدُّ الْآيِ وَالسُّوَرِ وَالتَّسْبِيحِ بِالْيَدِ فِي الصَّلَاةِ مُطْلَقًا) وَلَوْ نَفْلًا، أَمَّا خَارِجَهَا فَلَا يُكْرَهُ كَعَدِّهِ بِقَلْبِهِ أَوْ بِغَمْزِهِ أَنَامِلَهُ، وَعَلَيْهِ يُحْمَلُ مَا جَاءَ مِنْ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ.[1]

ترجمہ: : نماز میں آیتیں، سورتیں اور تسبیح وغیرہ انگلیوں سے گننا مطلقاً مکروہ تنزیہی ہے اگرچہ نفل نماز ہو بہر حال نماز سے باہر ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے جیسا کہ اپنے دل یا انگلیوں کے پوروں سے گننا مکروہ نہیں ہے اور صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں جو آیا ہے اسے اسی پر محمول کیا جائے گا۔

مسئلہ 388b: قال العلامۃ الحصکفیؒ :واطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ تنزیھا اجماعا بثلاث آیات۔[2]

ترجمہ: علامہ حصکفی فرماتے ہیں: کہ دوسری رکعت کو تین آیات کے بقدر پہلی سے طویل کرنا بالاجماع مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ:389: (وَتَغْمِيضُ عَيْنَيْهِ) لِلنَّهْيِ إِلَّا لِكَمَالِ الْخُشُوعِ (قَوْلُهُ إِلَّا لِكَمَالِ الْخُشُوعِ) بِأَنْ خَافَ فَوْتَ الْخُشُوعِ بِسَبَبِ رُؤْيَةِ مَا يُفَرِّقُ الْخَاطِرَ فَلَا يُكْرَهُ، بَلْ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ إِنَّهُ الْأَوْلَى، حِلْيَةٌ وَبَحْرٌ[3]

ترجمہ: نماز میں آنکھیں بند کرنا منع ہے مگر کمالِ خشوع کے لیے ایسا کرنا منع نہیں ہے (قَوْلُهُ إِلَّا لِكَمَالِ الْخُشُوعِ) اس طور پر کہ دیکھنے کی وجہ سے خیالات متفرق ہو کر اس سے خشوع میں خلل واقع ہوتا ہو تو آنکھوں کو بند کرنا مکروہ نہیں ہے بلکہ بعض علماء نے تو اسے افضل کہا ہے (حِلْيَةٌ وَبَحْرٌ)۔

---

[1] ایضاص87

[2] ایضا در مختار 87

[3] شامی ص499ج2

مسئلہ:390: نماز میں بلاضرورت بلغم وغیرہ تھوکنا مکروہ ہے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً کھانسنے کی وجہ سے بلغم آئے تو بائیں طرف تھوک سکتا ہے۔ بشرطیکہ مسجد میں نہ ہو۔اور اگر کسی کپڑے وغیرہ سے مل لے تو بھی خیر ہے لیکن قبلے کی طرف اور دائیں طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ:391: اگر نماز کے ایک رکن کی ادائیگی کے دوران تین مرتبہ بدن کھجلائے اور ہر بار ہاتھ اُٹھائے تو بوجہ عمل کثیر کے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:390: او یرمی بزاقہ--- او یرمی بنخامتہ--- اما لو اضطر الیہ بان خرج بسعال او تنحنح ضروری فلا یکرہ الرمی لیکن الاولی حینئذ ان یاخذھا بثوبہ او یلیقھا تحت رجلہ الیسری اذا لم یکن فی المسجد لما فی البخاری انہ □ قال" اذا قام احدکم الی الصلاۃ فلا یبصق امامہ فانما یناجی اللہ مادام فی مصلاہ ولا عن یمینہ فان عن یمینہ ملکا ولیبصق عن یسارہ او تحت قدمہ فی روایۃ او تحت قدمہ الیسری [1]

ترجمہ: اور مکروہ ہے تھوکنا یا ناک کے فضلے کو پھینکنا۔ بہر حال اگر مجبوری ہو اس طور پر کہ وہ کھانسنے یا ضروری کنکھارنے کی وجہ سے نکل آئے تو اس وقت اس میں کراہت نہیں ہے مگر اس وقت بھی اس کو کپڑے سے صاف کرنا اور یا بائیں پاؤں کے نیچے دبانا اولی ہے بشرطیکہ مسجد میں نہ ہو نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے جو بخاری میں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو جائے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ وہ اللہ سے مناجات کر رہا ہے جب تک وہ نماز میں ہے اور اپنے دائیں بھی نہ تھوکے اس لیے کہ اس کے دائیں جانب فرشتے ہیں پس اسے چاہیے کہ بائیں جانب اور یا پاؤں کے نیچے تھوکے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک دے۔

مسئلہ:391: (وَ) يُفْسِدُهَا (كُلُّ عَمَلٍ كَثِيرٍ) لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِهَا وَلَا لِإِصْلَاحِهَا، وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ ---. الثَّالِثُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ الْمُتَوَالِيَةُ كَثِيرٌ وَإِلَّا فَقَلِيلٌ.[2]

ترجمہ: اور فاسد کرتی ہے نماز کو ہر ایسا عملِ کثیر جو نہ تو اعمالِ نماز میں سے ہو اور نہ ہی اصلاحِ نماز کے لیے ہو۔اور اس بارے میں پانچ اقوال ہیں جن میں سے تیسرا یہ ہے کہ پے در پے تین مرتبہ حرکت کرنا عملِ کثیر ہے اور اگر ایسا یا اتنا نہ ہو تو عملِ قلیل ہے۔

---

[1] کبیری ص356

[2] شامی ص464ج2

مسئلہ: 392: نماز میں دونوں پاؤں اکٹھے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور کتے کی طرح بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ کتے کی نشست یوں ہوتی ہے کہ دونوں ران اُٹھائے ہوئے سینے کے نزدیک کر کے چوتڑ زمین پر لگائے ہوئے ہوتا ہے اور اگلے پاؤں زمین پر رکھے ہوئے ہوتا ہے۔

مسئلہ: 393،394: نماز میں مربع نشست مکروہ ہے۔ لیکن اگر بوجہ عذر باقاعدہ نہ بیٹھ سکے تو پھر جس طرح بیٹھے خیر ہے۔

مسئلہ: 395: نماز میں تلثم مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے کہ یہ مجوسی قوم کا طریقہ ہے جو بوقت آتش پرستی ایسا کرتے ہیں۔ تلثم سے مراد یہ ہے کہ آدمی کپڑے یا رومال وغیرہ سے منہ اور ناک باندھ لے۔ یعنی بالکل سی لے۔

مسئلہ: 396: نماز میں اعتجار مکروہ تحریمی ہے۔ اعتجار اس کو کہتے ہیں کہ پگڑی سر پر ایسی باندھے کہ درمیان میں جگہ خالی ہو اور نیچے ٹوپی وغیرہ نہ ہو۔

مسئلہ: 392: (وَإِقْعَاؤُهُ) كَالْكَلْبِ لِلنَّهْيِ (قَوْلُهُ وَإِقْعَاؤُهُ إلَخْ) قَالَ فِي النَّهْرِ: لِنَهْيِهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – عَنْ إقْعَاءِ الْكَلْبِ وَفَسَّرَهُ الطَّحَاوِيُّ: بِأَنْ يَقْعُدَ عَلَى أَلْيَتَيْهِ وَيَنْصِبَ فَخِذَيْهِ وَيَضُمَّ رُكْبَتَيْهِ إلَى صَدْرِهِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ------ وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْإِقْعَاءَ مَكْرُوهٌ لِشَيْئَيْنِ: لِلنَّهْيِ عَنْهُ وَلِأَنَّ فِيهِ تَرْكَ الْجِلْسَةِ الْمَسْنُونَةِ،[1]

ترجمہ: اور کتے کی طرح بیٹھنا مکروہ ہے نہر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور امام طحاوی نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ سرین کے بل بیٹھ کر دونوں رانوں کو کھڑا رکھے اور دونوں گھٹنوں کو چھاتی کے ساتھ لگا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اقعاء دو چیزوں کی وجہ سے مکروہ ہے ایک یہ کہ یہ منہی عنہ ہے اور دوسری یہ کہ اس میں مسنون جلسے کو چھوڑنا لازم آتا ہے۔

مسئلہ: 394,293: وكره التربع تنزيها لترك الجلسة المسنونة بغير عذر[2]

ترجمہ: حالتِ نماز میں بغیر کسی عذر کے چونکڑی مار کر بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے جلسہ ء مسنونہ کو ترک کرنے کی وجہ سے۔

مسئلہ: 395: قوله والتلثم)وهو تغطية الانف والفم فى الصلاة لانه يشبه فعل المجوس حال عبادتهم النيران -زيلعى-ونقل عن ابى السعود انها تحريميه[3]

ترجمہ: (قوله والتلثم) اس سے مراد حالتِ نماز میں منہ اور ناک کو ڈھانپ لینا ہے اس کام کی مشابہت مجوس کے ساتھ ہے اس لیے کہ آتش پرستی کے وقت وہ ایسا کرتے تھے (زیلعی) اور ابی سعود سے اس کا مکروہ تحریمی ہونا منقول ہے۔

مسئلہ: 396: (قَوْلُهُ وَالِاعْتِجَارُ) لِنَهْيِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْهُ، وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ، أَوْ تَكْوِيرُ عِمَامَتِهِ عَلَى رَأْسِهِ وَتَرْكُ وَسَطِهِ مَكْشُوفًا وَقِيلَ أَنْ يَتَنَقَّبَ بِعِمَامَتِهِ فَيُغَطِّيَ أَنْفَهُ إمَّا لِلْحَرِّ أَوْ لِلْبَرْدِ أَوْ لِلتَّكَبُّرِ إمْدَادٌ، وَكَرَاهَتُهُ تَحْرِيمِيَّةٌ أَيْضًا لِمَا مَرَّ[4]

ترجمہ: (قَوْلُهُ وَالِاعْتِجَارُ) نبی کریم ﷺ نے اعتجار سے منع فرمایا ہے اور یہ کہتے ہیں سر یا پگڑی کے ایسے باندھنے کو کہ درمیان

---

[1] شامی ص495ج2
[2] درمختار ص87
[3] ردالمحتار ص511ج2
[4] شامی ص511ج2

مسئلہ: 397: نماز عمدہ لباس میں مستحب ہے۔ صرف شلوار یا پاجامہ پہنے ہوئے جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔ اسی طرح جو کپڑے بیکار ہوں اور زمینداری وغیرہ کے کام کاج کے لیے پہنے ہوئے ہوں۔ اُن میں بھی نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو ان میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: 398: پیسہ یا روپیہ یا کوئی اور چیز اگر منہ میں ہو اور اُس کے ساتھ قرأت باقاعدہ کی جاسکتی ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر اُس چیز کی وجہ سے نماز میں قرأت نہ ہو سکے تو نماز ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 399: اگر چادر کندھوں پر یونہی ڈالے ہوئے ہو یا گردن اور سر پر اور اسکے دونوں کنارے لٹکے ہوئے ہوں تو یہ سدل ہے جو کہ مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح اگر قمیص یا چغہ وغیرہ کندھوں پر ڈال کر اس کے آستین ہاتھوں میں پہنے ہوئے نہ ہوں تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: 400: فرض نماز میں بغیر ضرورت کے دیوار وغیرہ پر تکیہ لگانا مکروہ ہے۔

سے جگہ خالی ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد گرمی یا سردی سے بچنے کے لیے اور یا تکبر کی وجہ سے ناک کو ڈھانپ لینا ہے (إِمْدَادٌ،) اور اس کا مکروہ تحریمی ہونا بھی اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

مسئلہ: 397: وصلاته في ثياب البذلة يلبسها في بيته ومهنته اي خدمته ان له غيرها والا لا [1]

ترجمہ: جو کپڑے بیکار ہوں اور گھر میں زمینداری وغیرہ کے کام کاج کے لیے پہنے ہوئے ہوں۔ اُن میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو ان میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: 398: واخذ درهم ونحوه دى فيه لم يمنعه من القراءة فلو منعه تفسد (قوله لم يمنعه من القراءة) يشير الى ان الكراهة تنزيهية [2]

ترجمہ: اور مکروہ ہے درہم کے مثل کوئی چیز منہ میں لینا جو مانعِ قرأت نہ ہو اور اگر وہ مانعِ قراءت ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی (قوله لم يمنعه من القراءة) اس قول سے اشارہ مکروہ تنزیہی کی طرف ہے

مسئلہ: 399: (سَدْلُ) تَحْرِيمًا لِلنَّهْيِ (ثَوْبِهِ) أَيْ إِرْسَالُهُ بِلَا لُبْسٍ مُعْتَادٍ، وَكَذَا لِقَبَاءٍ بِكُمٍّ إِلَى وَرَاءَ. ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ؛ كَشَدٍّ وَمِنْدِيلٍ يُرْسِلُهُ مِنْ كَتِفَيْهِ، [3]

ترجمہ: اپنے کپڑے کو عادت کے مطابق پہنے بغیر لٹکانا مکروہ تحریمی ہے اور اسی طرح جبے کی آستینوں کو بھی پہنے بغیر پیچھے کی طرف لٹکانا مکروہ ہے(. ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ) جیسا کہ رومال وغیرہ کو اپنے کندھوں سے لٹکانا۔

مسئلہ: 400: ويكره ايضا للمصلي ان يتكئ وهو في الصلاة على حائط او على عصا اتكا لامن عذر اى كائنا من غير عذر اما لو كان من عذر فلا يكره [1]

---

[1] ایضا491ج2

[2] ایضا491ج2

[3] ردالمحتار ص488ج2

مسئلہ: 401:اگر کھانا تیار ہو اور نمازی کو بہت بھوک لگی ہو تو چاہیے کہ پہلے کھانا کھالے اور بعد میں نماز پڑھے۔اس حالت میں پہلے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ہاں اگر نماز کے قضا ہونے کا خطرہ ہو تو ادا کرلے۔

مسئلہ:402:اگر کسی شخص کو شدت سے پیشاب، پاخانہ یا خروج ہوا کی ضرورت محسوس ہو اور نماز کے وقت میں گنجائش ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔چاہے نماز شروع کرچکا ہو یا نہیں۔

مسئلہ: 403:اگر حالت نماز میں قرأت پڑھتے ہوئے سورت ابھی پوری نہ ہوئی ہو اور ایک یا دو کلمے باقی ہوں اور نمازی رکوع میں جائے۔تو رکوع میں مذکورہ سورت پوری کرنا مکروہ ہے۔

ترجمہ: اور نمازی کیلئے بغیر کسی عذر کے دیوار یا عصا پر تکیہ لگانا مکروہ ہے بہر حال عذر کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: 401: "و" تكره "بحضرة طعام يميل" طبعه "إليه" لقوله صلى الله عليه وسلم: "لا صلاة بحضرة طعام ولا هو يدافعه الأخبثان" رواه مسلم قوله: "لا صلاة بحضرة طعام" أي لا صلاة كاملة بحضرة الطعام الذي يريد المصلى أكله كذا في الشرح قوله: "محمول على تأخيرها عن وقتها"[2]

ترجمہ: اور مکروہ ہے نماز ایسے کھانے کے موجودگی میں جس کی طرف طبیعت مائل ہو۔نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ کھانے کے موجودگی میں نماز نہیں ہے اور نہ اس وقت جب وہ بول و براز کو دور کرنے جارہا ہو رواہ مسلم۔(قوله: "لا صلاة بحضرة طعام") یعنی ایسے کھانے کی موجودگی میں جسے کھانے کا ارادہ ہو نماز کامل نہیں ہوتی۔کذا فی الشرح۔(قوله: "محمول على تأخيرها عن وقتها) یہ قول محمول ہے اس بات پر کہ نماز کو کھانے سے موخر کیا جائے۔

مسئلہ:402: (وَصَلَاتُهُ مَعَ مُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ) أَوْ أَحَدِهِمَا (أَوْ لِرِيحٍ) لِلنَّهْيِ (قَوْلُهُ وَصَلَاتُهُ مَعَ مُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ إلَخْ) أَيْ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ. قَالَ فِي الْخَزَائِنِ: سَوَاءٌ كَانَ بَعْدَ شُرُوعِهِ أَوْ قَبْلَهُ،[3]

ترجمہ:اور مکروہ ہے نماز، پیشاب پاخانہ یا ان دونوں میں سے ایک کی شدت کے وقت اور یا خروج ہوا کے وقت اس لئے کہ حدیث میں ان اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔خزائن میں ہے کہ چاہے نماز شروع کرچکا ہو یا ابھی تک شروع نہ کی ہو۔

مسئلہ: 403:ویکرہ ان یتم القراءة فی الرکوع لانہ لیس محلها [4]

---

[1] کبیری ص353

[2] مراقی الفلاح ص359

[3] شامی ص492ج2

[4] کبیری ص352

مسئلہ: 404: نماز میں کسی ایک سورت کو مقرر کر کے ہمیشہ اسے پڑھنا اور کسی اور کو نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: 405: امام کے لیے محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر قدم باہر رکھ کر اور سجدہ محراب کے اندر کرتا ہو تو اس میں کراہت نہیں۔

مسئلہ: 406: امام کا کسی ایسی جگہ پر جس کی اونچائی ایک شرعی گز ہو یا اس سے زیادہ ہو تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ہاں اگر امام کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں تو پھر خیر ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر واقعی ایک شرعی گز سے کم ہو لیکن دیکھنے میں وہ جگہ اونچی نظر آئے تو بھی کراہت ہے۔ جبکہ امام اُس جگہ پر تنہا کھڑا ہو۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے رکوع میں قرات کو مکمل کرنا اس لئے کہ یہ اس کا محل نہیں ہے۔

مسئلہ: 404: ویکرہ التعیین کالسجدة وھل اتی لفجر کل جمعۃ بل یندب قرائتھا احیانا [1]

ترجمہ: اور مکروہ ہے کسی ایک سورت مثلاً سورت سجدہ یا سورت الدہر کو جمعہ کے دن صبح کی نماز کیلئے خاص کرنا بلکہ کبھی کبھی ان کی قرات مستحب ہے۔

مسئلہ: 405: وقیام الامام فی المحراب لا سجودہ فیہ وقدماہ خارجہ لان العبرة اللقدم مطلقا [2]

ترجمہ: اور امام کا محراب میں کھڑا ہونا، نہ کہ اس میں سجدہ کرنا اس طور پر کہ اس کے دونوں پاؤں محراب سے باہر ہوں اس لئے کہ اعتبار مطلقاً پاؤں کا ہے۔

مسئلہ: 406: وانفراد الامام علی الدکان للنھی وقدر الارتفاع بذراع ولا باس بما دونہ وقیل ما یقع بہ الامتیاز وھو الاوجہ [3]

ترجمہ: اور امام کا اکیلا کسی علیحدہ بلند جگہ پر کھڑا ہونا، اس لئے کہ یہ منع ہے اور بلندی کی مقدار ایک شرعی گز ہے اور اس سے کم اونچائی پر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اتنی اونچائی مراد ہے جس سے امتیاز واقع ہو جائے یہی زیادہ مناسب ہے۔

---

[1] در مختار ص88
[2] ایضاً ص88
[3] در مختار ص88

مسئلہ: 407:اگرسب مقتدی امام سے اونچائی پر کھڑے ہوں تو یہ بھی مکروہ ہے۔اوراگراُن میں سے چندامام کے ساتھ ہوں۔تو پھر خیر ہے۔اوراگرضرورت ہو مثلاً نفری زیادہ ہواور جگہ تھوڑی ہو تواِس صورت میں اگرامام تنہانسبتاً پستی میں کھڑاہو تو بھی خیر ہے۔اس میں کراہت نہیں ہے۔اور مذکورہ بالا دونوں مسئلوں کا بھی بوقت ضرورت یہی حکم ہے۔

مسئلہ: 408: مقتدی کاامام سے پہلے رکوع یاسجدہ کرنایااُن سے سر اٹھانامکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ :409: مقتدی کے لیےامام کے پیچھے قرأت کرنامکروہ تحریمی ہے۔نہ ہی سورہ فاتحہ پڑھے گااور نہ دوسری سورت،اگر نماز جہری ہو توامام کی قرأت سنے گااوراگر نماز سری ہو تو خاموش کھڑارہے گا۔

مسئلہ: 407:وكره عكسه فى الاصح وهذا كله عند عدم العذر كجمعة وعيد فلو قاموا على الوقوف والامام على الارض او فى المحراب لضيق المكان لم يكره كما لو كان معه بعض القوم فى الاصح وبه جرت العاده فى جوامع المسلمين [1]

ترجمہ: اوراصح قول کے مطابق اس کے برعکس کرنامکروہ ہےاور یہ سب اس وقت ہیں جب کوئی عذر نہ ہو جیسا کہ جمعہ اور عیداور اگرسب نمازی بلند جگہ پر ہوں اورامام نیچے یا محراب میں ہو مکان کی تنگی کی وجہ سے تو مکروہ نہیں ہے جیسا کہ اس صورت میں صحیح قول کے مطابق مکروہ نہیں ہے جب کچھ نمازی اس کے ساتھ ہو۔اور مسلمانوں کے بڑے اجتماعات میں اس کی عادت چلتی آرہی ہے۔

مسئلہ: 408: ويكره للماموم ان يسبق الامام بالركوع والسجود وان يرفع راسه فيهما قبل الامام كذا فى المحيط السرخسى [2]

ترجمہ: اور مقتدی کیلئے رکوع اور سجود میں امام سے سبقت لیجانایاان دونوں میں امام سے پہلے سر اٹھانامکروہ ہے كذا فى المحيط السرخسى۔

مسئلہ:409:والمؤتم لايقرء مطلقا ولا فاتحة فى السرية اتفاقا --- فان قراء كره تحريما ---بل يستمع اذا جهر وينصت اذا اسر لقول ابى هريرة رضى الله عنه" كنا نقراء خلف الامام فنز ل(واذا قراء القران فاستمعوا له وانصتوا) [3]

ترجمہ: اور مقتدی مطلقاقراءت نہیں کریگااور نہ ہی سورت فاتحہ آہستہ آواز سے پڑھے گا بالاتفاق۔۔۔اوراگراس نے قراءت کی تومکروہ تحریمی ہے۔۔۔بلکہ وہ غور سے سنے گاجب امام بلند آواز سے قراءت کرےاور وہ خاموش رہیگاجب امام آہستہ آواز

---

[1] شامی ص501ج2

[2] ہندیہ119ج1

[3] درمختار ص87

مسئلہ:410: جہاں سامنے کوئی قبر ہو ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔اسی طرح مقبرے میں بھی۔لیکن اگر نماز کے لیے مقبرے میں کوئی ایسی جگہ بنی ہو کہ جہاں قبر نہ ہو اور قبلہ رخ بھی قبر نہ ہو اور وہ جگہ نجاست سے بھی پاک ہو تو اُس جگہ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ:411: کعبہ کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔کیونکہ بے ادبی ہے۔اسی طرح راستے میں نماز پڑھنا، اصطبل، مویشی باندھنے کی جگہ، چکی اور اُس زمین پر جو دوسروں سے زبردستی قبضہ کی گئی ہو۔ان سب مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

سے قراءت کرے اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ قول ہے کہ ہم امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی(واذا قراء القران فاستمعوا لہ وانصتوا)۔

مسئلہ:410: وَكَذَا تُكْرَهُ فِي أَمَاكِنَ كَفَوْقِ كَعْبَةٍ وَفِي طَرِيقٍ وَمَزْبَلَةٍ وَمَجْزَرَةٍ وَمَقْبَرَةٍ وَمُغْتَسَلٍ وَحَمَّامٍ وَبَطْنِ وَادٍ وَمَعَاطِنِ إبِلٍ وَغَنَمٍ وَبَقَرٍ۔۔ (قَوْلُهُ: وَمَقْبَرَةٍ) مُثَلَّثُ الْبَاءِ ح. وَاخْتُلِفَ فِي عِلَّتِهِ، فَقِيلَ لِأَنَّ فِيهَا عِظَامَ الْمَوْتَى وَصَدِيدَهُمْ وَهُوَ نَجِسٌ وَفِيهِ نَظَرٌ وَقِيلَ لِأَنَّ أَصْلَ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ اتِّخَاذُ قُبُورِ الصَّالِحِينَ مَسَاجِدَ، وَقِيلَ لِأَنَّهُ تَشَبُّهٌ بِالْيَهُودِ، وَعَلَيْهِ مَشَى فِي الْخَانِيَّةِ، وَلَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِيهَا إذَا كَانَ فِيهَا مَوْضِعٌ أُعِدَّ لِلصَّلَاةِ وَلَيْسَ فِيهِ قَبْرٌ وَلَا نَجَاسَةٌ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ وَلَا قِبْلَتُهُ إلَى قَبْرٍ حِلْيَةٌ۔[1]

ترجمہ: اور اس طرح مکروہ ہے ان مقامات میں جیسا کہ کعبہ کے اوپر، راستے میں، باڑے میں، مقبرہ، غسل خانہ، حمام، بطن وادی اور گائے بکری اور اونٹ کے فضلے کی جگہ میں۔۔۔اور یہ قول کہ مقبرہ میں اس کی علت کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ اس میں مردوں کی ہڈیاں اور انکا پیپ ہے جو کہ نجس ہے مگر یہ قول محل نظر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ بتوں کی عبادت کی بنیاد صالحین کے قبروں کو سجدہ گاہ بنانا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کی علت یہود کے ساتھ مشابہت ہے۔وعلیہ مشی فی الخانیہ۔اور مقبرہ میں نماز پڑھنے میں کوئی برائی نہیں ہے جب وہاں پر ایسی جگہ موجود ہو جو نماز کیلئے بنائی گئی ہو اور اس میں کوئی قبر اور نجاست نہ ہو کما فی الخانیہ اور قبلہ رُخ کوئی قبر بھی نہ ہو حلیہ میں ذکر کیا ہے۔

مسئلہ:411: وَكَذَا تُكْرَهُ فِي أَمَاكِنَ كَفَوْقِ كَعْبَةٍ وَفِي طَرِيقٍ وَمَزْبَلَةٍ وَمَجْزَرَةٍ وَمَقْبَرَةٍ وَمُغْتَسَلٍ وَحَمَّامٍ وَبَطْنِ وَادٍ وَمَعَاطِنِ إبِلٍ وَغَنَمٍ وَبَقَرٍ. (قَوْلُهُ: كَفَوْقِ كَعْبَةٍ إلَخْ) أَيْ لِمَا فِيهِ مِنْ تَرْكِ تَعْظِيمِهَا الْمَأْمُورِ بِهِ، وَقَوْلُهُ وَفِي طَرِيقٍ؛ لِأَنَّ فِيهِ مَنْعَ النَّاسِ مِنْ الْمُرُورِ وَشَغْلَهُ بِمَا لَيْسَ لَهُ؛ لِأَنَّهَا حَقُّ الْعَامَّةِ لِلْمُرُورِ، وَلِمَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نَهَى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: وَفِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَمَعَاطِنِ الْإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللَّهِ» "[2]

ترجمہ: اور اس طرح مکروہ ہے ان مقامات میں جیسا کہ کعبہ کے اوپر، راستے میں، باڑے میں، مقبرہ، غسل خانہ، حمام، بطن وادی اور گائے بکری اور اونٹ کے فضلے کی جگہ میں اور کافی ان مقامات کا اضافہ ہے۔چکی، بیت الخلاء، اور اس کی چھت اور پانی بہنے کی

---

[1] ایضاص502ج2

[2] شامی ص502ج2

مسئلہ :412: جس فرض نماز کے بعد سنت نماز ہو اُس کے بعد لمبی دعا نہیں مانگنی چاہیے۔اس لیے کہ اصل مذہب کی بناپر ادائے سنت میں تاخیر مکروہ ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرض نماز کے سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر بیٹھتے کہ اللھم انت السلام ۔۔۔۔۔۔الخ پڑھتے امام کے لیے نماز فرض پڑھنے کے بعد اپنی جگہ پر سنت پڑھنا مکروہ ہے۔اسے چاہیے کہ جگہ بدل دے۔اسی طرح منفرد اور مقتدی کے لیے اپنی جگہ پر سنت پڑھنا مکروہ تو نہیں ہے۔لیکن جگہ تبدیل کرنا بہتر ہے۔امام محمد رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صفوں کی توڑنا مستحب ہے اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ سنت گھر جا کر پڑھے بشر طیکہ کوئی امر مانع نہ ہو اور چھوڑنے کا خطرہ بھی نہ ہو۔

وادی،غصب شدہ زمین،اور یا کسی دوسرے کی زمین چاہے وہ زرعی ہو یا بنجر اور صحرا میں جہاں گذرنے والے کیلئے کوئی سترہ نہ ہو (قَوْلُهُ: كَفَوْقِ كَعْبَةٍ إلَخْ)اس لئے کہ اس میں مامور بہ کی تعظیم کو چھوڑنا لازم آتا ہے وَقَوْلُهُ وَفِي طَرِيقٍ؛اس لئے کہ اس میں لوگوں کو چلنے سے روک کر غیر مقصد میں مشغول کرنا ہے کیونکہ راستے پر چلنا عوام کا حق ہے اور اس کی ایک وجہ وہ حدیث ہے جسے ابن ماجہ اور ترمذی نے ابن عمر سے نقل کیا ہے رسول ﷺ نے سات مقامات پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔وہ یہ ہیں مویشی باندھنے کی جگہ ،اونٹ باندھنے کی جگہ ، قبرستان ،راستے کادرمیان ،حمام ا،اونٹ کا اصطبل اور بیت اللہ کی چھت کے اوپر۔

مسئلہ412: وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُ السُّنَّةِ إلَّا بِقَدْرِ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ إلَخْ. قَالَ الْحَلْوَانِيُّ: لَا بَأْسَ بِالْفَصْلِ بِالْأَوْرَادِ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ. قَالَ الْحَلَبِيُّ: إنْ أُرِيدَ بِالْكَرَاهَةِ التَّنْزِيهِيَّةُ ارْتَفَعَ الْخِلَافُ قُلْت: وَفِي حِفْظِي حَمْلُهُ عَلَى الْقَلِيلَةِ؛ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا وَيَقْرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَيُسَبِّحَ وَيَحْمَدُ وَيُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ؛ وَيُهَلِّلُ تَمَامَ الْمِائَةِ وَيَدْعُو وَيَخْتِمُ بِسُبْحَانَ رَبِّك. وَفِي الْجَوْهَرَةِ: وَيُكْرَهُ لِلْإِمَامِ التَّنَفُّلُ فِي مَكَانِهِ لَا لِلْمُؤْتَمِّ، وَقِيلَ يُسْتَحَبُّ كَسْرُ الصُّفُوفِ. وَفِي الْخَانِيَّةِ يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ التَّحَوُّلُ لِيَمِينِ الْقِبْلَةِ يَعْنِي يَسَارَ الْمُصَلِّي لِتَنَفُّلٍ أَوْ وِرْدٍ. وَخَيَّرَهُ فِي الْمُنْيَةِ بَيْنَ تَحْوِيلِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَأَمَامًا وَخَلْفًا وَذَهَابِهِ لِبَيْتِهِ، (قَوْلُهُ إلَّا بِقَدْرِ اللَّهُمَّ إلَخْ) لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا يَقْعُدُ إلَّا بِمِقْدَارِ مَا يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْك السَّلَامُ تَبَارَكْت يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ» وَأَمَّا مَا وَرَدَ مِنْ الْأَحَادِيثِ فِي الْأَذْكَارِ عَقِيبَ الصَّلَاةِ فَلَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلَى الْإِتْيَانِ بِهَا قَبْلَ السُّنَّةِ، بَلْ يُحْمَلُ عَلَى الْإِتْيَانِ بِهَا بَعْدَهَا؛ لِأَنَّ السُّنَّةَ مِنْ لَوَاحِقِ الْفَرِيضَةِ وَتَوَابِعِهَا وَمُكَمِّلَاتِهَا فَلَمْ تَكُنْ أَجْنَبِيَّةً عَنْهَا، فَمَا يُفْعَلُ بَعْدَهَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ أَنَّهُ عَقِيبَ الْفَرِيضَةِ. (قَوْلُهُ لَا لِلْمُؤْتَمِّ) وَمِثْلُهُ الْمُنْفَرِدُ، لِمَا فِي الْمُنْيَةِ وَشَرْحِهَا: أَمَّا الْمُقْتَدِي وَالْمُنْفَرِدُ فَإِنَّهُمَا إنْ لَبِثَا أَوْ قَامَا إلَى التَّطَوُّعِ فِي مَكَانِهِمَا الَّذِي صَلَّيَا فِيهِ الْمَكْتُوبَةَ جَازَ، قال فی الحلیۃ وَأَحْسَنُ من ذالک کلہ أَنْ يَتَطَوَّعَا فِي منزلہ ان لم یخف مانعا۔[1]

ترجمہ: اور مکروہ ہے فرض نماز کے بعد اللھم انت السلام الخ کی مقدار سے زیادہ سنت کو موخر کرنا جبکہ امام حلوانی فرماتے ہیں کہ اوراد کے ذریعے فصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور کمال نے اسی کو پسند کیا ہے۔امام حلبی فرماتے ہیں کہ اگر کراہت سے تنزیہی مراد لی جائے تو اختلاف ختم ہو جائے گا میں کہتا ہوں

اور میری یاداشت کی مطابق اس نے اسے قلیل مقدار پر محمول کیا ہے اور مستحب ہے تین مرتبہ استغفار کہنا آیت الکرسی،اور

---

[1] شامی ص302ج2

مسئلہ: 413: اگر نماز صبح کی ہو یا عصر کی تو سلام پھیرنے کے بعد جب امام رُخ پھیرے تو اگر سامنے کوئی مسبوق نہ ہو تو قوم کی طرف رُخ کرے۔ ورنہ دائیں یا بائیں طرف رخ پھیر دے۔

معوذات پڑھنا تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا اور سو مکمل ہو جانے پر لاالہ الا اللہ کہنا، دعا مانگنا اور پھر اسے ختم کرنا سبحان ربک الایۃ پر۔ اور جوہرہ میں ہے کہ امام کیلئے اسی جگہ پر نفل پڑھنا مکروہ ہے نہ کہ مقتدی کیلئے اور بعض نے کہا ہے کہ صفوں کو توڑنا مستحب ہے اور خانیہ میں ہے مستحب ہے امام کیلئے قبلہ کے دائیں جانب گھومنا یعنی نمازیوں کے بائیں طرف نفل یا ورد کیلئے۔ اور منیہ میں ہے کہ اسے اختیار ہے دائیں، بائیں، سامنے، پیچھے اور اپنے گھر جانے کا۔

مسئلہ: 413: انشاء استقبال الناس بوجهہ--- وهذا اذا لم يكن بحذائه اى بحذاء الامام اى فى مقابلته عند استقبال القوم مصل حتى لو كان بحذائه مصل لا يستقبلهم بل ينحرف يمنة او يسرة سواء كان ذالک المصلى فى الصف الاول قريبا من الامام او فى صف آخر ---هذا الذى ذكرنا من التخيير بين الانحراف والانصراف والجلوس مستقبلا اذا لم يكن بعد الصلاة المكتوبة التى اتها تطوع كالفجر والعصر[1]

ترجمہ: اور امام کا اپنے چہرے کو لوگوں کی طرف کرنا۔۔۔ یہ اس وقت ہے جب امام کے سامنے کوئی شخص حالت نماز میں نہ ہو حتی کہ امام کے سامنے اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ لوگوں کی طرف رخ نہیں کریگا بلکہ دائیں یا بائیں منحرف ہو جائے گا چاہے کہ وہ نماز پڑھنے والا امام کے قریب پہلی صف میں ہو یا اس سے دور آخری صف میں ہو امام کیلئے انحراف و انصراف اور استقبال کا جو اختیار ہم نے ذکر کیا ہے یہ ان نمازوں کا ہے جن نمازوں میں فرائض کے بعد نوافل نہیں ہیں جیسا کہ فجر اور عصر۔

---

[1] کبیری 341

مبحث دوم: مسجد کے احکام:

414: نوٹ: مسجد کے جو احکام وقف سے متعلق ہیں اُن کا ذکر آگے چل کر کتاب الوقف میں آئے گا۔ یہاں پر احکام سے مراد دوسرے احکام ہیں۔

مسئلہ: 415: مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر نماز کا وقت نہ ہو اور حفاظت مال واسباب کے لیے بند کرنا مطلوب ہو تو پھر خیر ہے۔

مسئلہ: 416: مسجد کی چھت پر پیشاب یا پاخانہ وغیرہ یا جماع کرنا ایسا ہے جیسا کہ مسجد کے اندر یہ افعال کیے جائیں اس لیے کہ مسجد تو آسمان تک ہے.

مسئلہ: 417: جس گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ مخصوص ہو تو اُس گھر کے احکام مسجد کی طرح نہیں ہیں بلکہ اُس مخصوص مقام پر بھی مسجد کے سارے احکام نافذ نہیں ہوتے۔

مسئلہ: 415: کرہ غلق باب المسجد وقیل لاباس بغلق المسجد فی غیر اوان الصلاۃ صیانۃ لمتاع المسجد وھذا ھو الصحیح [1]

ترجمہ: مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر نماز کا وقت نہ ہو اور حفاظت مال واسباب کے لیے بند کرنا مطلوب ہو تو پھر صحیح ہے۔

مسئلہ: 416: (قَوْلُهُ وَالْوَطْءُ فَوْقَهُ وَالْبَوْلُ وَالتَّخَلِّي) أَيْ وَكُرِهَ الْوَطْءُ فَوْقَ الْمَسْجِدِ وَكَذَا الْبَوْلُ وَالتَّغَوُّطُ لِأَنَّ سَطْحَ الْمَسْجِدِ لَهُ حُكْمُ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَصِحَّ الِاقْتِدَاءُ مِنْهُ بِمَنْ تَحْتَهُ وَلَا يَبْطُلُ الِاعْتِكَافُ بِالصُّعُودِ إلَيْهِ [2]

ترجمہ: (قَوْلُهُ وَالْوَطْءُ فَوْقَهُ وَالْبَوْلُ وَالتَّخَلِّي) یعنی مسجد کی چھت پر جماع، پیشاب اور پاخانہ مکروہ ہے اسلئے کہ مسجد کی چھت کا حکم بھی مسجد کا ہے یہاں تک کہ چھت پر نماز پڑھنے والوں کی اقتداء اس سے نیچے شخص کے پیچھے صحیح ہے۔ اور مسجد کی چھت پر چڑھنے سے بھی اعتکاف باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ: 417: (قَوْلُهُ لَا فَوْقَ بَيْتٍ فِيهِ مَسْجِدٌ) أَيْ لَا يُكْرَهُ مَا ذُكِرَ فِي بَيْتٍ فِيهِ أَوْ فَوْقَهُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ مَسْجِدٌ وَهُوَ مَكَانٌ فِي الْبَيْتِ أُعِدَّ لِلصَّلَاةِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْخُذْ حُكْمَ الْمَسْجِدِ وَإِنْ كَانَ يُسْتَحَبُّ لِلْإِنْسَانِ رَجُلًا كَانَ أَوْ امْرَأَةً أَنْ يَتَّخِذَ فِي دَارِهِ مَكَانًا خَالِيًا لِصَلَاتِهِ وَبِهِ أَمَرَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَصْحَابَهُ [3]

ترجمہ: (قَوْلُهُ لَا فَوْقَ بَيْتٍ فِيهِ مَسْجِدٌ) یعنی مکروہ نہیں ہے مذکورہ امور ایسے گھر میں جس میں یا جس کے اوپر مسجد ہو اس لیے کہ وہ ایسی جگہ ہے جو نماز کیلئے تیار کی گئی ہے۔ لہذا وہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ اگرچہ ہر انسان کیلئے مستحب ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت کہ وہ اپنے گھر میں نماز کیلئے خاص طور پر ایک جگہ بنائے اور اسی کا حکم نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو دیا ہے۔

---

[1] ہندیہ ص121ج1
[2] بحر الرائق ص60ج2
[3] ایضاص64ج2

مسئلہ :418:مسجد کے فرش یادر و دیوار پر تھوکنا یاناک صاف کرنا براہے اگر سخت ضرورت ہو تو کپڑے وغیرہ سے صاف کردے۔

مسئلہ : 419:اگر کسی کے پاؤں پر کچھ مٹی وغیرہ لگی ہو تو اُسے مسجد کی دیوار یاستون وغیرہ سے رگڑنا مکروہ ہے۔

مسئلہ : 420:مسجد میں خرید وفروخت مکروہ تحریمی ہے۔اور منع ہے لیکن حالت اعتکاف میں بقدر ضرورت مسجد میں اس کی اجازت اس شرط پر ہے کہ فروخت ہونے والی چیز مسجد کے اندر نہ لائی جائے۔

مسئلہ :421:حائضہ عورت اور جنبی مرد کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

مسئلہ :422:مسجد کے درودیوار پر نقش ونگار کرنا۔اگر ذاتی پیسوں سے کوئی کرے تو خیر ہے لیکن سمتِ کعبہ دیوار اور محراب پر مکروہ ہے اور اگر یہ کام مسجد کے پیسوں سے کوئی کرے تو جائز نہیں ہے۔اور اگر مسجد کا متولی ایسا کرے تو یہ رقم اُس کی جیب سے وصول کی جائیگی۔

مسئلہ :418:ولایبزق علی حیطان المسجد ولا بین یدیہ علی الحصی ولا فوق البواری ولا تحتها وکذا المخاط ولکن یاخذ بثوبہ وان کان فعل فعلیہ ان یرفعہ کذا فی المحیط السرخسی [1]

ترجمہ:اور مسجد کی دیواروں پر نہ تھوکے اور اپنے سامنے کنکریوں پر اور نہ دریوں کے اوپر اور نہ نیچے اور اسی طرح ناک صاف نہ کریں مگر کپڑے کے ساتھ اور اگر اس نے ایسا کر دیا تو اس کا اٹھانا اس پر لازم ہے کذافی المحیط السرخسی۔

مسئلہ : 419:لو مشی فی الطین کرہ ان یمسحہ بحائط المسجد او باسطوانتہ[2]

ترجمہ:اگر کسی کے پاؤں پر کچھ مٹی وغیرہ لگی ہو تو اُسے مسجد کی دیوار یاستون وغیرہ سے رگڑنا مکروہ ہے

مسئلہ : 420:وکل عقد الامعتکف بشرطہ (قولہ بشرطہ) وھو ان لایکون للتجارۃ بل یکون ما یحتاجہ لنفسہ او عیالہ بدون احضار السلعۃ[3]

ترجمہ: اور مسجد میں ہر قسم کی خرید وفرخت منع ہے مگر معتکف کیلئے چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔(قولہ بشرطہ)اور وہ یہ کہ وہ عقد تجارت کیلئے نہ ہو بلکہ معتکف کی ذاتی یا اس کے عیال کی ضرورت ہو اور سامان کو مسجد میں لائے بغیر ہو۔

مسئلہ :421:ومنها ان یحرم علیها وعلی الجنب الدخول فی المسجد سواء کان الجلوس او للعبور ھکذا فی منیۃ المصلی[4]

ترجمہ:اور ان احکام میں سے ایک یہ ہے کہ جنب اور حائضہ کیلئے مسجد میں داخل ہونا حرام ہے چاہے ان کا مسجد میں داخل ہونا بیٹھنے کیلئے ہو یا مسجد عبور کرنے کیلئے ہو اسی طرح منیہ میں ہے۔

---

[1] ہندیہ 121ج1

[2] ایضا محولہ بالہ

[3] درمختار ص88

[4] ہندیہ ص43ج1

مسئلہ: 423: کہتے ہیں کہ مسجد کے در و دیوار یا محراب پر قرآن پاک کی آیتیں لکھنا احسن نہیں ہے۔ بعض علماء اُس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اُن آیتوں کے گرنے اور پامال ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: 424: مسجد کو راستہ قرار دینا اچھا نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی کو سخت ضرورت ہو اور شرعی مجبوری تو پھر آمد و رفت کر سکتا ہے لیکن تحیۃ المسجد کی نماز بھی اُسے ادا کرنی چاہیے۔

مسئلہ: 425: مسجد میں درخت نہیں لگانے چاہیے۔ کیونکہ یہ اہل کتاب کا دستور ہے۔ لیکن اگر اس کام میں مسجد کا فائدہ ہو تو پھر خیر ہے۔ مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو اور خطرہ ہو کہ دیواریں گر جائیں گی تو نمی جذب کرنے کے لیے درخت لگائے جا سکتے

مسئلہ: 422: (وَلَا بَأْس بِنَقْشِهِ خَلَا مِحْرَابَهُ) فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لِأَنَّهُ يُلْهِي الْمُصَلِّي. وَيُكْره التَّكَلُّف بِدَقَائِقِ النُّقُوشِ وَنَحْوِهَا خُصُوصًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ قَالَهُ الْحَلَبِيُّ. وَفِي حَظْرِ الْمُجْتَبَى: وَقِيلَ يُكْرَهُ فِي الْمِحْرَابِ دُونَ السَّقْفِ وَالْمُؤَخَّرِ انْتَهَى. وَظَاهِرُهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمِحْرَابِ جِدَارُ الْقِبْلَةِ فَلْيُحْفَظْ (بِجِصٍّ وَمَاءِ ذَهَبٍ) لَوْ (بِمَالِهِ) الْحَلَالِ (لَا مِنْ مَالِ الْوَقْفِ) فَإِنَّهُ حَرَامٌ (وَضَمِنَ مُتَوَلِّيه لَوْ فَعَلَ) النَّقْشَ أَوْ الْبَيَاضَ إلَّا إذَا خِيفَ طَمَعُ الظَّلَمَةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ كَافِي،[1]

ترجمہ: اور محراب کے علاوہ مسجد کے نقش و نگار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ محراب کو منقش کرنا اس لئے مکروہ ہے کہ یہ نمازی کو غافل کرتی ہے اور تکلف کے ساتھ باریک نقوش بنانا خصوصاً قبلہ والی دیوار میں ایسا کرنا مکروہ ہے قالہ الحلبی وفیؒ احضر المجتبی اور بعض نے کہا ہے کہ چھت اور پچھلی طرف کے علاوہ صرف محراب میں مکروہ ہے انتٰہی اور بظاہر محراب سے مراد قبلہ کی دیوار ہے۔ اور اس کے علاوہ باقی مسجد کو چونے اور سونے کے پانی کے ساتھ منقش کرنا مکروہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ اپنے حلال مال کے ساتھ ہو۔ وقف مال کے ساتھ نہ ہو۔ اس لئے کہ وقف مال کے ساتھ ایسا کرنا حرام ہے۔ اور اگر مسجد کے متولی نے نقش و نگار یا مسجد کی سفیدی کروائی تو ضامن ہوگا۔ مگر اندھیرے کو ختم کرنے کی غرض سے اگر ایسا کیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: 423: ولیس بمستحسن کتابۃ القرآن علی المحاریب والجدران لما یخاف من سقوط الکتابۃ وان توطا[2]

ترجمہ: مسجد کے در و دیوار یا محراب پر قرآن پاک کی آیتیں لکھنا احسن نہیں ہے۔ اُس وجہ سے کہ اُن آیتوں کے گرنے اور پامال ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: 424: (وَاتِّخَاذُهُ طَرِيقًا بِغَيْرِ عُذْرٍ) (قَوْلُهُ بِغَيْرِ عُذْرٍ) فَلَوْ بِعُذْرٍ جَازَ، وَيُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ مَرَّةً بَحْرٌ عَلَى الْخُلَاصَةِ: أَيْ إذَا تَكَرَّرَ دُخُولُهُ تَكْفِيه التَّحِيَّةُ مَرَّةً[3]

ترجمہ: بغیر کسی عذر کے مسجد کو راستہ قرار دینا اچھا نہیں ہے۔ (قَوْلُهُ بِغَيْرِ عُذْرٍ) ہاں اگر کسی کو سخت ضرورت ہو اور شرعی مجبوری تو پھر آمد و رفت کر سکتا ہے لیکن دن میں ایک مرتبہ تحیۃ المسجد بھی اُسے ادا کرنی چاہیے۔ یہ بحر نے خلاصہ سے ذکر کیا ہے یعنی جب دخول کا تکرار ہو تو دن میں ایک ہی مرتبہ تحیۃ المسجد کافی ہے۔

---

[1] در مختار ص88

[2] ہندیہ ص121 ج1

[3] در مختار ص89

ہیں یا عام فائدے کے لیے درخت لگائے جائیں مثلاً کہ درختوں کے سائے کو لوگ استعمال کریں۔ تو بھی خیر ہے بشرطیکہ مذکورہ درخت سے جگہ تنگ نہ ہو اور صفوں میں خلل نہ آئے۔

مسئلہ: 426: مسجد میں وضو کرنا اور مضمضہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر وضو کے لیے کوئی مخصوص جگہ بنائی گئی ہو تو وہاں کر سکتے ہیں۔

مسئلہ: 427: مسجد میں کھانا اور سونا جائز نہیں لیکن معتکف اور مسافر کے لیے جائز ہے۔ ان کے علاوہ اگر کوئی اور مسجد میں کچھ کھانا یا سونا چاہے تو اُس کو چاہیے کہ تھوڑی دیر کے لیے اعتکاف کی نیت کرے اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد نماز یا کوئی اور عبادت کرے۔ تب اپنے ارادے پر عمل کرے۔

مسئلہ: 425: وَغَرْسُ الْأَشْجَارِ إلَّا لِنَفْعٍ كَتَقْلِيلِ نَزٍّ، قَالَ فِي الْخُلَاصَةِ: غَرْسُ الْأَشْجَارِ فِي الْمَسْجِدِ لَا بَأْسَ بِهِ إذَا كَانَ فِيهِ نَفْعٌ لِلْمَسْجِدِ، بِأَنْ كَانَ الْمَسْجِدُ ذَا نَزٍّ وَالْأُسْطُوَانَاتُ لَا تَسْتَقِرُّ بِدُونِهَا وَبِدُونِ هَذَا لَا يَجُوزُ. اهـ. وَفِي الْهِنْدِيَّةِ عَنْ الْغَرَائِبِ: إنْ كَانَ لِنَفْعِ النَّاسِ بِظِلِّهِ، وَلَا يُضَيِّقُ عَلَى النَّاسِ، وَلَا يُفَرِّقُ الصُّفُوفَ لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِنْ كَانَ لِنَفْعِ نَفْسِهِ بِوَرَقِهِ أَوْ ثَمَرِهِ أَوْ يُفَرِّقُ الصُّفُوفَ، أَوْ كَانَ فِي مَوْضِعٍ تَقَعُ بِهِ الْمُشَابَهَةُ بَيْنَ الْبِيعَةِ وَالْمَسْجِدِ يُكْرَهُ. اهـ.[1]

ترجمہ: مسجد میں درخت نہیں لگانے چاہیے۔ مگر نفع کیلئے جائز ہے جیسا کہ نمی کو کم کرنے کیلئے قال فی الخلاصہ۔ لیکن اگر اس کام میں مسجد کا فائدہ ہو تو پھر خیر ہے۔ مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو اور خطرہ ہو کہ ستون کھڑے نہیں ہو سکیں گے تو نمی جذب کرنے کے لیے درخت لگائے جا سکتے ہیں وفی الہندی عن الغرائب یا عام فائدے کے لیے درخت لگائے جائیں مثلاً: درختوں کے سائے کو لوگ استعمال کریں۔ تو بھی خیر ہے بشرطیکہ مذکورہ درخت سے جگہ تنگ نہ ہو اور صفوں میں خلل نہ آئے۔ اور اگر اس کے پتوں یا پھل سے ذاتی فائدہ مقصود ہو یا اسکی وجہ سے صفوں میں خلل واقع ہو یا ایسی جگہ میں ہو جس سے یہودیوں کی عبادت گاہ کے ساتھ مسجد کی مشابہت واقع ہو جائے تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: 426: وتکرہ المضمضۃ والوضوء فی المسجد الا ان یکون ثمۃ موضع اعدذالک ولا یصلی فیہ ولہ ان یتوضا فی اناہ کذا فی فتاوی قاضی خان[2]

ترجمہ: مسجد میں وضو کرنا اور مضمضہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر وضو کے لیے کوئی مخصوص جگہ بنائی گئی ہو جہاں نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو وہاں کر سکتے ہیں۔ اور اسے چاہیے کہ کسی برتن میں وضو کرے۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

---

[1] شامی ص121ج1

[2] ہندیہ ص121ج1

مسئلہ :428:کسی شخص کے لیے مسجد میں اپنے پیشے کا کام کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مسجد تو دینی کاموں کے لیے ہے خصوصاً نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ مثلاا گر کوئی درزی مسجد میں بیٹھ کر سلائی کرے۔ یا کوئی اجرت پر کتابت کرے تو یہ جائز نہیں۔ ہاں اگر مسجد کی حفاظت کے لیے بیٹھا ہوا اور اُسی ضمن میں یہ کام بھی کرے تو خیر ہے۔

مسئلہ : 429:مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے مخصوص کر کے ہمیشہ اُسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ :427:واكل ونوم الالمعتكف وغريب (قوله واكل ونوم۔۔۔) واذااراد ذالک ينبغى ان ينوى الاعتكاف فيد خل ويذكر الله تعالىٰ بقدر ما نوى او يصلى ثم يفعل ما شاء فتاوى هنديه [1]

ترجمہ: مسجد میں کھانااور سونا جائز نہیں لیکن معتکف اور مسافر کے لیے جائز ہے۔ (قولہ واکل والنوم) اور جب مذکورہ کام کرنے کا ارادہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ اعتکاف کی نیت کر کے داخل ہو اور نیت کے بقدر اللہ کا ذکر کرے یا نماز پڑھے پھر جو چاہے کرے۔ فتاوی ھندیہ۔

مسئلہ :428:الخياط اذا كان يخيط فى المسجد يكره الا اذا جلس لدفع الصبيان وصيانة المسجد فحينئذ لا باس به وكذا الكاتب اذا كان يكتب باجر يكره وبغير اجر لا [2]

ترجمہ: اور درزی کے لئے مسجد میں سلائی کرنا مکروہ ہے مگر جب وہ بچوں کو بھگانے اور مسجد کی حفاظت کیلئے بیٹھا ہو تو اس وقت سلائی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح کاتب جب اجرت پر مسجد میں بیٹھ کر کتابت کرے تو مکروہ ہے اور بغیر اجرت کے مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ : 429:وتخصيص مكان لنفسه (قوله وتخصيص مكان لنفسه) لانه يخل بالخشوع كذا فى القنية اى لانه اذا اعتاده ثم صلى فى غير ه يبقى باله مشغولا بالاول بخلاف ما اذا لم يالف مكانا معينا [3]

ترجمہ: مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے مخصوص کر کے ہمیشہ اُسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے(قوله وتخصيص مكان لنفسه) کیونکہ یہ خشوع میں رکاوٹ ہے(كذا فى القنيه)یعنی جب اسی جگہ اس کی عادت بن جائے گی پھر دوسری جگہ نماز پڑھنے کی صورت میں اس کا دل پہلی ہی جگہ پر اٹکا رہے گا۔ بخلاف اس صورت کے جب اس کا دل کسی معین جگہ کے ساتھ مانوس نہ ہوا ہو۔

---

[1] شامی ص525ج2
[2] ہندیہ ص122ج1
[3] بحر الرائق ص62ج2

مسئلہ:430:مسجد کی صفائی کے لیے مسجد سے چمگادڑیا کبوتر وغیرہ کے گھونسلے کو ہٹانا جائز ہے۔

مسئلہ:430:ولاباس برمی عش خفاش وحمام لتنقیتہ[1]

ترجمہ:مسجد کی صفائی کے لیے مسجد سے چمگادڑیا کبوتر وغیرہ کے گھونسلے کو ہٹانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[1] درمختار ص90

باب چہارم: واجب، سنن اور نوافل

فصل اول: نماز وتر کا بیان:

مسئلہ: 431: وتر کی نماز واجب ہے اور واجب فرض کے نزدیک ہوتا ہے۔ لہٰذا وتر چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ بصورت قضا اسکی قضا ادائیگی واجب ہے۔

مسئلہ: 432: نماز وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دوسری رکعت پڑھ کر جب قعدہ کے لیے نمازی بیٹھے اور التحیات، عبدہ ورسولہ تک پڑھ لے تو فوراً اُٹھے۔ الحمد معہ سورت پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر کانوں کے نرم حصوں تک لے جائے۔ اور اگر عورت ہو تو کندھوں تک۔ پھر اگر مرد ہو تو دونوں ہاتھ باقاعدہ ناف کے نیچے باندھے۔ اور اگر عورت ہو تو سینے پر باندھے۔ اور دعائے قنوت پڑھے۔ پھر باقاعدہ رکوع اور سجود کرے پھر آخری قعدہ مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرے۔ دعائے قنوت درج ذیل ہے۔

دعائے قنوت: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ

مسئلہ: 431: " الوتر واجب عند أبي حنيفة رحمه الله وقالا سنة " لظهور آثار السنن فيه حيث لا يكفر جاحده ولا يؤذن له ولأبي حنيفة رحمه الله تعالى قوله عليه الصلاة والسلام " إن الله تعالى زادكم صلاة ألا وهي الوتر فصلوها ما بين العشاء إلى طلوع الفجر " أمر وهو للوجوب ولهذا وجب القضاء بالإجماع وإنما لا يكفر جاحده لأن وجوبه ثبت بالسنة وهو المعني بما روي عنه أنه سنة وهو يؤدى في وقت العشاء فاكتفي بأذانه وإقامته.[1]

ترجمہ: نماز وتر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ سنت ہے بوجہ اس کے کہ اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے ہے اور اس کا منکر کافر نہیں ہے اور اس کے لئے اذان بھی نہیں دی جاتی. اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے اور وہ نماز وتر ہے پس تم اسے عشاء اور طلوع فجر کے درمیان پڑھا کرو۔ اس حدیث میں امر وجوب کیلئے ہے اور اسی وجہ سے بالاجماع اس کی قضا واجب ہے اور اس کا منکر کافر اس وجہ سے نہیں ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے۔ یہی معنیٰ ہے اس کا جو مروی ہے اس کے سنت ہونے کے بارے میں اور یہ نماز چونکہ عشاء کے وقت میں ادا کی جاتی ہے اس لئے عشاء کی اذان اور اقامت اس کے لئے کافی ہیں۔

مسئلہ: 432: ثُمَّ إِنَّ الدُّعَاءَ الْمَشْهُورَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ[2]

---

[1] ھدایہ ص147ج1

[2] البحر الرائق ص74ج2

مسئلہ: 433: دعائے قنوت مختلف الفاظ میں منقول ہے۔ لہذا جو بھی منقول دعا پڑھ لے کافی ہے اور اگر مذکورہ بالا دعا کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھ لے تو زیادہ بہتر ہے۔ "اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قضيت فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ من واليت تَبَارَكت وَتعَالَيت".وصلى الله على النبى"

مسئلہ: 434: دعائے قنوت اگر کسی کو یاد نہ ہو تو وہ یہ دعا پڑھ لے۔{ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ } یا تین مرتبہ اللھم اغفرلی کہدے اور اگر تین مرتبہ یارب کہدے تو بھی کافی ہو جائے گا۔

ترجمہ: پھر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جو مشہور دعا ہے وہ یہ ہے: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحَقٌ "اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قضيت فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ من واليت تَبَارَكت وَتَعَالَيْت".وصلى الله على النبى"

مسئلہ: 433: وَأَمَّا دُعَاءُ الْقُنُوتِ فَلَيْسَ فِي الْقُنُوتِ دُعَاءٌ مُوَقَّتٌ كَذَا ذَكَرَ الْكَرْخِيُّ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنْ الصَّحَابَةِ أَدْعِيَةٌ مُخْتَلِفَةٌ فِي حَالِ الْقُنُوتِ؛ وَلِأَنَّ الْمُوَقَّتَ مِنْ الدُّعَاءِ يَجْرِي عَلَى لِسَانِ الدَّاعِي مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجِهِ إلَى إحْضَارِ قَلْبِهِ وَصِدْقِ الرَّغْبَةِ مِنْهُ إلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَبْعُدُ عَنْ الْإِجَابَةِ؛ وَلِأَنَّهُ لَا تَوْقِيتَ فِي الْقِرَاءَةِ لِشَيْءٍ مِنْ الصَّلَوَاتِ فَفِي دُعَاءِ الْقُنُوتِ أَوْلَى، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ: التَّوْقِيتُ فِي الدُّعَاءِ يُذْهِبُ رِقَّةَ الْقَلْبِ، وَقَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا: الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ لَيْسَ فِي الْقُنُوتِ دُعَاءٌ مُوَقَّتٌ مَا سِوَى قَوْلِهِ اللَّهُمَّ إنَّا نَسْتَعِينُكَ؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - اتَّفَقُوا عَلَى هَذَا فِي الْقُنُوتِ فَالْأَوْلَى أَنْ يَقْرَأَهُ.وَلَوْ قَرَأَ غَيْرَهُ جَازَ وَلَوْ قَرَأَ مَعَهُ غَيْرَهُ كَانَ حَسَنًا، وَالْأَوْلَى أَنْ يَقْرَأَ بَعْدَهُ مَا عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - فِي قُنُوتِهِ «اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ»[1]

ترجمہ: اور قنوت کیلئے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے كَذَا ذَكَرَ الْكَرْخِيُّ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ؛ اس لئے کہ قنوت کی حالت میں صحابہ سے مختلف دعائیں منقول ہیں اور اس لئے کہ مخصوص دعا داعی کی زبان پر بغیر کسی ضرورت اور دلی توجہ اور سچی رغبت کے جاری ہوتی ہے جو قبولیت سے دور ہے اور اس لئے کہ حالت نماز میں کوئی مخصوص قراءت نہیں ہے لہذا دعائیں قنوت میں بھی اولی یہی ہے کہ مخصوص نہ ہو اور امام محمدؒ سے منقول ہے کہ دعا کو خاص کرنا رقت قلبی کا باعث ہے۔ اور ہمارے بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انکی مراد قنوت میں اس دعا کے علاوہ کسی اور دعا کو مخصوص کرنا نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس قنوت پر صحابہ کا اتفاق ہے لہذا اسے پڑھنا اولی اور افضل ہے۔ اور اس کے علاوہ کو پڑھنا جائز ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی اور کو پڑھنا اچھا ہے۔ اور اولی یہ ہے کہ اس کے بعد اس دعا کو پڑھا جائے جو دعا آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علی کو قنوت میں سکھائی ہے اور وہ یہ ہے «اللَّهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ» الخ۔

---

[1] بدائع الصنائع ص614ج2

مسئلہ:435: وتر میں دعائے قنوت خاموشی سے پڑھے۔خواہ نمازی منفرد ہو یاامام ہو یا مقتدی ہو۔

مسئلہ:436: اگر تیسری رکعت ادا کرتے ہوئے دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جا کر یاد آئے۔ تو اب اُسے چاہیے کہ نہ پڑھے۔ لیکن نماز ختم ہونے پر سجدہ سہو کر لے اور اگر رکوع چھوڑ کر واپس کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھ لے اور رکوع کیے بغیر سیدھا سجدہ ادا کر دے تو ایسا کرنا اگرچہ ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ نماز ہو گئی لیکن سجدہ سہو اس صورت میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ:434: " وَمَنْ لَمْ يُحْسِنْ الْقُنُوتَ يَقُولُ : { رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ } .كَذَا فِي الْمُحِيطِ أَوْ يَقُولُ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَيُكَرِّرُ ذَلِكَ ثَلَاثًا وَهُوَ اخْتِيَارُ أَبِي اللَّيْثِ .كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ .[1]

ترجمہ: اور جس کو اچھی طرح قنوت یاد نہ ہو تو وہ کہے: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ } .كَذَا فِي الْمُحِيطِ **اور یا کہے:** اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا **اور اسے تین مرتبہ کہے** وَهُوَ اخْتِيَارُ أَبِي اللَّيْثِ .كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ

مسئلہ:435: وَالْمُخْتَارُ فِي الْقُنُوتِ الْإِخْفَاءُ فِي حَقِّ الْإِمَامِ وَالْقَوْمِ .هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَيُخَافِتُهُ الْمُنْفَرِدُ وَهُوَ الْمُخْتَارُ .كَذَا فِي شَرْحِ مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ لِابْنِ مَلَكٍ .[2]

ترجمہ: اور قنوت کو آہستہ آواز سے پڑھنا امام اور مقتدیوں کے حق میں پسندیدہ ہے هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ **اور منفرد کا آہستہ آواز سے پڑھنا بھی پسندیدہ ہے** .كَذَا فِي شَرْحِ مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ لِابْنِ مَلَكٍ

مسئلہ:436: (وَلَوْ نَسِيَهُ) أَيْ الْقُنُوتَ (ثُمَّ تَذَكَّرَهُ فِي الرُّكُوعِ لَا يَقْنُتُ) فِيهِ لِفَوَاتِ مَحَلِّهِ (وَلَا يَعُودُ إلَى الْقِيَامِ) فِي الْأَصَحِّ لِأَنَّ فِيهِ رَفْضَ الْفَرْضِ لِلْوَاجِبِ (فَإِنْ عَادَ إلَيْهِ وَقَنَتَ وَلَمْ يُعِدْ الرُّكُوعَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ) لِكَوْنِ رُكُوعِهِ بَعْدَ قِرَاءَةٍ تَامَّةٍ (وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ) قَنَتَ أَوَّلًا لِزَوَالِهِ عَنْ مَحَلِّهِ[3]

ترجمہ: اور اگر کوئی دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جا کر یاد آئے۔ تو اب اُسے چاہیے کہ نہ پڑھے۔ اس لئے کہ اس کا محل فوت ہو چکا ہے اور قیام کی طرف دوبارہ نہ جائے اصح قول کے مطابق اس لئے کہ اس صورت میں واجب کیلئے فرض کو چھوڑنا لازم آتا ہے۔ اور اگر رکوع چھوڑ کر واپس کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھ لے اور رکوع کیے بغیر سیدھا سجدہ ادا کر دے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی اس لئے کے اس نے قرات تامہ کے بعد رکوع کیا ہے اور وہ سجدہ سہو کریگا اس لئے کے اس نے اولا قنوت کو اپنے محل سے زائل کیا ہے۔

---

[1] ہندیہ ص123ج1
[2] ہندیہ ص123ج1
[3] در مختار ص90

مسئلہ:437:اگر سورۃ فاتحہ پڑھ لے۔ لیکن بھولے سے دوسری سورت نہ پڑھے اور دعائے قنوت پڑھ لے۔ پھر اسے دوسری سورت یاد آئے تو اسے چاہیے کہ سورت پڑھ لے۔ اور پھر دوبارہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے۔

مسئلہ:438:اگر رمضان کا مہینہ ہو اور وتر کے لیے جماعت کھڑی ہو اور کوئی نمازی آئے۔ اور تیسری رکعت کے قیام میں شامل ہو جائے۔ تو امام جب دعائے قنوت پڑھے گا۔ تو یہ بھی پڑھے گا۔ امام کی متابعت کرے گا۔ اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہو جائے تو امام کی دعائے قنوت اس کے لیے کافی ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ مسبوق امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب باقی دو رکعت پوری کرے گا۔ تو اُن میں دعائے قنوت نہیں پڑھے گا۔ اس لیے کہ امام کے ساتھ جو رکعت ملی ہے۔ وہ اس کی آخری رکعت ہے اور باقی دو رکعات پہلی ہیں۔ قرأت وغیرہ کے حق میں اور قنوت بر موقع وہ پڑھ چکا ہے۔

مسئلہ:439:اگر مقتدی نے دعائے قنوت ختم نہ کی ہو اور امام رکوع میں چلا جائے۔ تو مقتدی کو چاہیے کہ دعائے قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں جائے۔ اور اگر مقتدی نے ابھی تک دعائے قنوت کا کچھ حصہ بھی نہ پڑھا ہو اور امام رکوع میں جائے اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر دعائے قنوت پڑھوں گا تو امام رکوع سے سر اُٹھالے گا تو اس صورت میں چاہیے کہ دعائے قنوت نہ پڑھے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو پڑھ لے۔

مسئلہ:437: تَرَكَ السُّورَةَ دُونَ الْفَاتِحَةِ وَقَنَتَ ثُمَّ تَذَكَّرَ يَعُودُ وَيَقْرَأُ السُّورَةَ وَيُعِيدُ الْقُنُوتَ وَالرُّكُوعَ مِعْرَاجٌ وَخَانِيَّةٌ وَغَيْرُهُمَا[1]

ترجمہ: اگر کوئی شخص سورت فاتحہ پڑھ کر سورت پڑھے بغیر دعائے قنوت پڑھ لے پھر اسے یاد آجائے تو سورت، قنوت اور رکوع تینوں کا اعادہ کرے۔ مِعْرَاجٌ وَخَانِيَّةٌ وَغَيْرُهُمَا۔

مسئلہ:438: الْمُقْتَدِي يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ فَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ الْمُقْتَدِي مِنْ الْقُنُوتِ فَإِنَّهُ يُتَابِعُ الْإِمَامَ . وَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَقْرَأْ الْقُنُوتَ وَلَمْ يَقْرَأْ الْمُقْتَدِي مِنْ الْقُنُوتِ شَيْئًا إنْ خَافَ فَوْتَ الرُّكُوعِ فَإِنَّهُ يَرْكَعُ وَإِنْ كَانَ لَا يَخَافُ يَقْنُتُ ثُمَّ يَرْكَعُ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَإِذَا أَدْرَكَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ فِي الرُّكُوعِ وَلَمْ يَقْنُتْ مَعَهُ لَمْ يَقْنُتْ فِيمَا يَقْضِي .كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِ الْوِتْرِ .كَذَا فِي الْمُتُونِ .[2]

ترجمہ: مقتدی نماز وتر میں قنوت پڑھتے ہوئے امام کی متابعت کریگا۔ پس اگر مقتدی کے قنوت سے فارغ ہونے سے پہلے امام رکوع کرلے تو وہ امام کی متابعت کریگا۔ اور اگر قنوت پڑھے بغیر امام رکوع کرلے اور مقتدی نے ابھی تک قنوت میں سے کچھ بھی نہ پڑھا ہو تو اسے اگر رکوع کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو وہ رکوع کرلے ورنہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کرلے کذافی الخلاصہ۔ اور اگر مقتدی امام کو تیسری رکعت کے رکوع میں پائے اور وہ اس کے ساتھ قنوت نہ پڑھ سکے تو بعد میں نہ پڑھیں۔ کذافی المحیط اور وتر کے علاوہ میں بھی قنوت نہ پڑھے، کذافی المتون۔

مسئلہ:439: الْمُقْتَدِي يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ فَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ الْمُقْتَدِي مِنْ الْقُنُوتِ فَإِنَّهُ يُتَابِعُ الْإِمَامَ . وَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَقْرَأْ الْقُنُوتَ وَلَمْ يَقْرَأْ الْمُقْتَدِي مِنْ الْقُنُوتِ شَيْئًا إنْ خَافَ فَوْتَ الرُّكُوعِ فَإِنَّهُ يَرْكَعُ وَإِنْ كَانَ لَا يَخَافُ يَقْنُتُ ثُمَّ يَرْكَعُ .كَذَا فِي

---

[1] شامی ص540ج2

[2] عالمگیری ص123ج1

مسئلہ: 440: خدانخواستہ اگر مسلمانوں پر کوئی عام تکلیف یا مصیبت آجائے تو اس حالت میں اپنی نجات اور کامیابی کے لیے صبح کی نماز باجماعت میں دعائے قنوت پڑھنی چاہیے یعنی رکوع کے بعد حالت قومہ میں اس طریقے سے کہ دونوں ہاتھ باقاعدہ باندھے ہوئے ہوں اور عربی زبان میں ایسی دُعا جو لوگوں کی عام باتوں سے مشابہ نہ ہو۔ پڑھیں اور جس وقت کہ امام باآواز بلند دعائے قنوت پڑھے۔ تو مقتدیوں کو آمین کہنا چاہیے۔ اس دعا کو قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام یہ دعا ایسے موقعہ پر ایک ماہ تک فرما چکے ہیں اور صحابہ کرام بھی حسب ضرورت موقع بر موقع کرتے رہے اور اب بھی مشروع ہے۔ بوقت ضرورت کی جا سکتی ہے اور بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ قنوت عندالضرورت سب جہری نمازوں میں مشروع ہے۔

الْخُلَاصَةِ[1]

ترجمہ: مقتدی نماز وتر میں قنوت پڑھتے ہوئے امام کی متابعت کریگا۔ پس اگر مقتدی کے قنوت سے فارغ ہونے سے پہلے امام رکوع کرلے تو وہ امام کی متابعت کریگا۔ اور اگر قنوت پڑھے بغیر امام رکوع کرلے اور مقتدی نے ابھی تک قنوت میں سے کچھ بھی نہ پڑھا ہو تو اسے اگر رکوع کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو وہ رکوع کرلے ورنہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کرلے کذافی الخلاصہ۔

مسئلہ: 440: (وَلَا يَقْنُتُ لِغَيْرِهِ) إلَّا النَّازِلَةَ فَيَقْنُتُ الْإِمَامُ فِي الْجَهْرِيَّةِ، وَقِيلَ فِي الْكُلِّ..(قَوْلُهُ فَيَقْنُتُ الْإِمَامُ فِي الْجَهْرِيَّةِ) يُوَافِقُهُ مَا فِي الْبَحْرِ والشُّرُنْبُلالِيَّة عَنْ شَرْحِ النِّقَابَةِ عَنْ الْغَايَةِ: وَإِنْ نَزَلَ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْجَهْرِ. وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ اهـ وَكَذَا مَا فِي شَرْحِ الشَّيْخِ إسْمَاعِيلَ عَنْ الْبَنَايَةِ: إذَا وَقَعَتْ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ، لَكِنْ فِي الْأَشْبَاهِ عَنْ الْغَايَةِ: قَنَتَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ حَيْثُ قَالَ بَعْدَ كَلَامٍ: فَتَكُونُ شَرْعِيَّتُهُ: أَيْ شَرْعِيَّةُ الْقُنُوتِ فِي النَّوَازِلِ مُسْتَمِرَّةً، وَهُوَ مَحْمَلُ قُنُوتِ مَنْ قَنَتَ مِنْ الصَّحَابَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -، وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَعَلَيْهِ الْجُمْهُورُ. وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيُّ: إنَّمَا لَا يَقْنُتُ عِنْدَنَا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ غَيْرِ بَلِيَّةٍ، فَإِنْ وَقَعَتْ فِتْنَةٌ أَوْ بَلِيَّةٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ، فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -[2]

ترجمہ: اور نماز وتر کے علاوہ میں قنوت نہیں پڑھے گا مگر قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں پڑھ سکتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ تمام نمازوں میں، (قَوْلُهُ فَيَقْنُتُ الْإِمَامُ فِي الْجَهْرِيَّةِ) یہ قول اس کے موافق ہے جو بحر اور الشرنبلالیہ میں نقایہ غایہ سے منقول ہے اور اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام جہری نمازوں میں اسے پڑھے گا اور یہ امام ثوری واحمد کا قول ہے اور بنانیہ میں ہے جب کوئی مصیبت نازل ہو تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے گا لیکن اشباہ میں غایہ سے منقول ہے کہ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھے گا ۔اور اسکی تائید اس سے ہوتی ہے جو شرح منیہ میں ہے۔ لہذا قنوت کی مشروعیت مصائب میں عادتاً چلتی آرہی ہے اور اس کا محمل وہ صحابہ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اسکا اہتمام کیا ہے۔ اور یہی ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے اور

---

[1] عالمگیری ص123 ج1

[2] شرح در مختار ص54 ج2

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک کسی مصیبت کے علاوہ میں نماز فجر میں قنوت نہیں ہے۔ پس اگر کوئی فتنہ یا مصیبت واقع ہو جائے تو اس کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود ایسا کیا ہے۔

فصل دوم : سنن اور نوافل کا بیان:

مبحث اول سنن و نوافل

مسئلہ: 441: صبح کے وقت فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں۔ حدیث شریف میں ان کی بہت تاکید آئی ہے بلکہ بعض علماء کرامؒ تو انہیں واجب کہتے ہیں۔ ایک حدیث یُوں ہے کہ یہ دو رکعات سنت نہ چھوڑو۔ خواہ تم لوگوں کو گھوڑے پامال کر دیں یعنی کچل دیں۔ دوسری حدیث یوں ہے کہ یہ دو رکعات بہتر ہیں۔ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بھی۔

مسئلہ: 442: ظہر کے وقت پہلے چار رکعات سنت مؤکدہ ادا کرے گا۔ اُس کے بعد چار رکعات فرض نماز پڑھے گا۔ فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ادا کرے گا۔ حدیث شریف میں ان چھ رکعات سنت کے متعلق بھی تاکید آئی ہے بلا وجہ ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔

مسئلہ: 441: (وَ) السُّنَنُ (آكَدُهَا سُنَّةُ الْفَجْرِ) اتِّفَاقًا، ثُمَّ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ فِي الْأَصَحِّ، لِحَدِيثِ «مَنْ تَرَكَهَا لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِي» ثُمَّ الْكُلُّ سَوَاءٌ (وَقِيلَ بِوُجُوبِهَا، (قَوْلُهُ آكَدُهَا سُنَّةُ الْفَجْرِ) لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - «لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى شَيْءٍ مِنْ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ» وَفِي مُسْلِمٍ «رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا» وَفِي أَبِي دَاوُد «لَا تَدَعُوا رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمْ الْخَيْلُ» بَحْرٌ.[1]

ترجمہ: اور سنتوں میں سے سب سے زیادہ تاکید بالاتفاق فجر کی سنتوں کی ہے پھر ظہر سے پہلے چار رکعتوں کی۔ صحیح قول کے مطابق۔ اس حدیث کی وجہ سے کہ جس نے ان سنتوں کو چھوڑا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔ پھر ساری سنتیں برابر ہیں اور بعض نے اسے واجب کہا ہے (قَوْلُهُ آكَدُهَا سُنَّةُ الْفَجْرِ)اس کی دلیل وہ ہے جو صحیحین میں عائشہ سے منقول ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو سنتوں سے بڑھ کر دیگر نوافل کا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ تم فجر کی دو رکعتوں کو نہ چھوڑو اگرچہ گھوڑے تمہیں پامال کر دیں۔ (بحر)

مسئلہ: 442: ثُمَّ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ فِي الْأَصَحِّ، لِحَدِيثِ «مَنْ تَرَكَهَا لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِي» ثُمَّ الْكُلُّ سَوَاءٌ (وَقِيلَ بِوُجُوبِهَا---ورکعتان بعد الظهر[2]

ترجمہ: پھر ظہر سے پہلے چار رکعتوں کی تاکید آئی ہے۔ صحیح قول کے مطابق۔ اس حدیث کی وجہ سے کہ جس نے ان سنتوں کو چھوڑا وہ میری شفاعت سے محروم رہیگا۔ پھر ساری سنتیں برابر ہیں اور بعض نے اسے واجب کہا ہے---اور دو رکعت ظہر کے بعد۔

مسئلہ: 443: نماز جمعہ پڑھنے سے قبل چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ پھر دو رکعت فرض ہیں۔ پھر چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جمعے کے دن، دو رکعت فرض کے بعد کل چھ رکعت سنت مؤکدہ ہیں یعنی پہلے چار بعد میں دو رکعت

---

[1] شرح در مختار ص548 ج2

[2] در مختار ص93

پڑھنے چاہیے۔اور اکثر علماء کرامؒ نے اسی قول کو پسند کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کے بعد کبھی چار اور کبھی چھ رکعتیں پڑھنی چاہیے۔تاکہ دونوں اقوال پر عمل ہو جائے۔

مسئلہ :444: عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھنی چاہیے۔اور بعد میں چار رکعت فرض لیکن یہ سنت، سنت مؤکدہ نہیں ہیں۔اس کی ادائیگی میں ثواب ہے اور نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ :445: مغرب کے وقت اولاً تین رکعات فرض ہیں اور اس کے بعد دو سنت مؤکدہ ہیں۔

مسئلہ :443:وقبل الجمعۃ اربع بلا خلاف وبعدھا اربع بتسلیمۃ۔۔۔ وعند ابی یوسف بعد الجمعۃ ست یصلی اربعا وبعدہ رکعتین بتسلیمتین وبہ اخذ الطھاوی واکثر المشائخ مناوبۃ یعمل الیوم وفی الاختیار بتسلیمۃ وروی عن بعض المشائخ الافضل ان یصلی مرۃ اربعا ومرۃ ستا جمعا بینھما [1]

ترجمہ: اور نماز جمعہ سے پہلے بغیر کسی اختلاف کے چار رکعتیں ہیں اور اس کے بعد بھی ایک ہی سلام کے ساتھ چار رکعتیں ہیں اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ کے بعد چھ رکعتیں ہیں۔چار رکعت پڑھ کر پھر دو رکعتیں پڑھیگا دو سلاموں کے ساتھ۔اسی قول کو امام طحاوی اور اکثر مشائخ نے لیا ہے اور ایک سلام کے ساتھ پڑھنے میں اختیار دیا ہے اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ افضل یہ ہے کہ کبھی چار رکعتیں پڑھیں اور کبھی چھ رکعتیں پڑھیں تاکہ دونوں قولوں پر عمل ہو جائے۔

مسئلہ :444:وندب الاربع قبل العصر [2]

ترجمہ: اور عصر سے پہلے چار رکعتیں مستحب ہیں۔

مسئلہ :445:ورکعتان قبل الصبح وبعد الظھر والمغرب والعشاء [3]

ترجمہ: اور فجر سے پہلے اور ظہر کے بعد اور مغرب اور عشاء کے بعد دو دو رکعتیں سنت ہیں۔

---

[1] مجمع النھر ص194 ج1

[2] عالمگیری 124 ج1

[3] در مختار ص93

مسئلہ:446:عشاء کے وقت چار رکعات فرض ہیں،اُس کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پھر تین رکعت وتر کے ہیں۔احسن اور مستحب امر یہ ہے کہ پہلے چار رکعات سنت زوائد ادا کرے۔ پھر چار رکعات فرض اُس کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ اس کے بعد اگر دو رکعت نفل ادا کرے تو بھی اچھا ہے پھر وتر ادا کرے۔

فائدہ: جن سنتوں کی ادائیگی کے بارے میں تاکید آئی ہے انہیں سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور جن کے متعلق تاکید نہیں آئی ہے بلکہ ادائیگی میں ثواب اور نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔انہیں سنت زوائد کہتے ہیں۔ سنت زوائد کے علاوہ پانچ نمازوں کی کل رکعتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

-1 نماز صبح: کل چار رکعات ہیں دو سنت اور دو فرض۔

-2 نماز ظہر: کل دس رکعات ہیں چار سنت، چار فرض اور دو سنت۔

-3 نماز جمعہ: کل دس رکعات ہیں چار سنت، دو فرض، اور چار سنت۔امام ابویوسفؒ کے قول کے مطابق آخر میں دو رکعت سنت اور بھی ہیں۔یعنی کل بارہ رکعتیں نماز جمعہ کی ہیں۔

-4 نماز عصر کی کل چار رکعتیں فرض ہیں۔

-5 نماز مغرب کی کل پانچ رکعتیں ہیں تین فرض اور دو سنت۔

-6 نماز عشاء کی کل نو رکعتیں ہیں چار فرض، دو سنت اور تین وتر۔

مسئلہ:446: ورکعتان قبل الصبح وبعد الظہر والمغرب والعشاء۔۔۔ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدھا بتسلیمہ وان شاء رکعتین۔[1]

ترجمہ: اور فجر سے پہلے اور ظہر کے بعد اور مغرب اور عشاء کے بعد دو دو رکعتیں سنت ہیں۔اور عصر و عشاء سے پہلے چار چار رکعتیں مستحب ہے۔اور اس کے بعد بھی ایک سلام کے ساتھ۔اور اگر چاہیں تو دو رکعتیں پڑھے۔

---

[1] در مختار ص93

مسئلہ:447:ماہِ رمضان میں تراویح بھی سنت مؤکدہ ہیں۔ مرد ہو یا عورت لیکن تراویح بلاوجہ ترک نہ کرے۔ عشاء کی نماز کی چار رکعات فرض اور دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد بیس رکعات تراویح پڑھنی چاہیے۔ اور دو دو رکعت کی نیت باندھنی چاہیے۔ بیس رکعات ادا کرنے کے بعد پھر نمازِ وتر ادا کرنی چاہئیں۔ تراویح کے متعلق تفصیلی بیان آگے چل کر آئے گا۔

مسئلہ: 448:اگر سنت اور فرض کے درمیان کچھ باتیں نمازی کرلے یا کوئی اور منافی عمل بغیر عذر کے کرلے تو بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ سنت ضائع ہو جاتی ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ سنت ضائع نہیں ہوتی۔ لیکن ثواب میں کمی آتی ہے۔

مسئلہ: مذکورہ بالا نمازیں از روئے شریعت مقرر ہیں۔ علاوہ ازیں اگر زائد نمازیں کوئی پڑھنا چاہے تو جس قدر نفل ادا کرسکے بہتر ہے اور ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ ماسوائے اُن اوقات کے جن میں نفل منع ہے اوقات نمازان کا بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ:،449،450:دن کو اگر کوئی نفل پڑھے۔ تو اُس کی اپنی مرضی ہے کہ نیت دو رکعت کی باندھے یا چار رکعت کی۔ اور دن کو چار رکعت سے زائد کی نیت مکروہ ہے۔ یعنی ایک ہی سلام سے چھ یا آٹھ رکعتیں ادا کرنا مکروہ ہے۔ رات کے وقت اگر ایک دم چھ رکعت یا آٹھ رکعت کی نیت باندھے۔ تو بھی خیر ہے۔ لیکن ایک ہی سلام سے رات کو بھی آٹھ رکعتوں سے زیادہ ادا کرنا مکروہ ہے۔ اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ رات کے وقت ایک سلام کے ساتھ صرف دو دو رکعتیں ادا کرنی چاہیے۔

مسئلہ:447:التراويح سنة موكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا ووقتها بعد صلاة العشاء الى الفجر قبل الوتر---وهى عشرون ركعة[1]

ترجمہ: تراویح بالاجماع سنت موکدہ ہیں مردوں اور عورتوں سب پر اس لئے کہ خلفائے راشدین نے اس پر مواظبت فرمائی ہے اور اس کا وقت عشاء کے بعد سے لیکر فجر تک وتر سے پہلے ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

مسئلہ: 448:ولو تكلم بين السنة والفرض لا يسقطها ولكن ينقض ثوابها وقيل تسقط [2]

ترجمہ: اور فرض اور سنت کے درمیان باتیں کرنے سے سنت ساقط نہیں ہوتی لیکن اس کے ثواب میں کمی آجاتی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ سنت ضائع ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:449،450: (وَتُكْرَهُ الزِّيَادَةُ عَلَى أَرْبَعٍ فِي نَفْلِ النَّهَارِ، وَعَلَى ثَمَانٍ لَيْلًا بِتَسْلِيمَةٍ) لِأَنَّهُ لَمْ يَرِدْ (وَالْأَفْضَلُ فِيهِمَا الرُّبَاعُ بِتَسْلِيمَةٍ) وَقَالَا: فِي اللَّيْلِ الْمَثْنَى أَفْضَلُ، قِيلَ وَبِهِ يُفْتَى [3]

ترجمہ: اور دن کی سنتوں میں چار سے زیادہ اور رات کی سنتوں میں آٹھ سے زیادہ ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ منقول نہیں ہے اور دونوں میں بہتر چار چار رکعتیں ہیں ایک ہی سلام کے ساتھ اور صاحبین کہتے ہیں کہ رات کے وقت دو دو رکعتیں پڑھنا افضل ہے اور بعض علماء نے اسی پر فتوی دیا ہے۔

---

[1] ایضاً محولہ بالہ

[2] در مختار ص94

[3] در مختار ص94

مسئلہ: 451: دن ہو یا رات لیکن نفل چار چار رکعت پڑھنی بہتر ہے۔اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ دو دو پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ: 452: اگر نیت چار رکعت کی باندھی ہو اور پورا کرنے کا ارادہ ہو تو دو رکعت پڑھنے کے بعد جب قعدہ کے لیے بیٹھے اور عبدہ ورسولہ تک التحیات پڑھ لے۔ تو اُسے اختیار ہے کہ اس کے بعد درود شریف اور اللھم ربنا پڑھ کر بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت کے لیے اُٹھے اور اُس میں سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے۔ پھر الحمد شروع کرے۔ یہ طریقہ بھی جائز ہے اور اگر قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات عبدہ ورسولہ تک پورا پڑھ کر، تیسری رکعت کو بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے تو بھی جائز ہے۔ پھر چار رکعتوں کے بعد التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لے۔اور اگر نیت چھ رکعت کی باندھ چکا ہو اور ایک ہی سلام سے چھ رکعتیں پوری ادا کرنا چاہے تو اس میں بھی مذکورہ دونوں طریقے جائز ہیں۔یعنی دو رکعت کے بعد اگر قعدہ میں التحیات، درود شریف اور دعا پڑھے۔اور بغیر سلام پھرے تیسری رکعت کے لیے اُٹھ کر اُسے سبحانک اللھم سے شروع کرے۔ یا التحیات کے بعد تیسری رکعت بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے تو یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔اسی طرح چار رکعت پڑھنے کے بعد جب قعدہ کے لیے بیٹھے۔ تو اُسے اختیار ہے کہ التحیات، درود شریف اور دعا پڑھنے کے بعد بغیر سلام پھیرے پانچویں رکعت پڑھنے کیلئے اُٹھے اور وہ بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے۔ یا صرف التحیات کے بعد پانچویں رکعت کیلئے اٹھ کر اسے بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرنا چاہے تو بھی کر سکتا ہے۔ پھر چھٹی رکعت پڑھ کر قعدہ میں تشہد، درود اور دعا پڑھے اور سلام پھیرے۔ اگر نیت آٹھ رکعت کی باندھ چکا ہو تو چھ رکعتیں پڑھنے کے بعد جب قعدہ کے لیے بیٹھے تو مذکورہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ غرضیکہ ہر دو رکعت کے بعد جب قعدہ میں تشہد پڑھ لے۔ اُس کے بعد دونوں طریقوں کا نمازی کو اختیار ہے۔ آخری قعدہ میں تشہد، درود اور دعا پڑھنے کے بعد سلام پھیرے گا۔

مسئلہ: 451: (قولہ والافضل فیھا الرباع) ای الافضل فی اللیل والنھار اربع رکعات بتسلیمۃ واحدۃ وقالا فی اللیل رکعتان [1]

ترجمہ: (قولہ والافضل فیھا الرباع) یعنی دن ہو یا رات لیکن نفل کی چار چار رکعتیں ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھنی بہتر ہے۔اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ دو دو پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ: 452: (ولا يصلي على النبي (ص) في القعدة الاولى في الاربع قبل الظهر والجمعة وبعدها) ولو صلى ناسيا فعليه السهو، وقيل لا.شمني (ولا يستفتح اذا قام إلى الثالثة منها) أشبهت الفريضة (وفي البواقي من ذوات الاربع يصلي على النبي) (ص) (ويستفتح) ويتعوذ ولو نذرا، لان كل شفع صلاة (وقيل) لا يأتي في الكل وصححه في القنية.[2]

---

[1] بحر الرائق ص95ج2

[2] درمختار ص92

مسئلہ: 453:وتر، سنت اور نفل کی سب رکعتیں پُر ہیں۔یعنی ان میں سورۃ فاتحہ، مع دوسری سورت کے پڑھا جاتا ہے۔خالی رکعت ان میں نہیں اور خالی سے مراد وہ رکعتیں ہیں جن میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔لہٰذا اگر مذکورہ نمازوں میں کوئی قصداً سورت نہ پڑھے تو گناہ ہے اور اگر بھول جائے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

مسئلہ: 454:نوافل کی ادائیگی میں طویل قیام پسندیدہ ہے۔بمقابلہ کثرت رکوع وسجود کے مثلاً دو رکعت اگر کوئی پڑھے اور قیام میں طوالت کرے تو یہ دو رکعت بہتر ہیں۔اُن چار رکعتوں سے جن کی ادائیگی میں قیام مختصر ہو اور وقت دونوں کی ادائیگی میں برابر صرف ہو۔

ترجمہ: اور درود نہیں پڑھے گا نبی کریم ﷺ پر ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتوں والی نماز کے پہلے قعدہ میں اور اگر کسی نے بھول کر پڑھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نہیں ہے کذا فی شمنی۔اور تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو کر ثناء نہیں پڑھے گا فرض کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اور باقی چار رکعات والی نماز میں درود شریف بھی پڑھے گا اور ثناء اور تعوذ بھی اگرچہ نذر کی نماز ہو اس لئے کہ ہر شفع نماز ہے اور بعض نے کہا ہے کہ تمام میں نہیں پڑھیگا اور اسی کو قنیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

مسئلہ: 453:ولها واجبات --- وهى --- قراءة فاتحة الكتاب ---وضم اقصر سورة ---فى الاوليين من الفرائض --- وفى جميع ركعات النفل---وكل الوتر[1]

ترجمہ:اور اس کے چند واجبات ہیں جو کہ یہ ہیں۔فاتحہ پڑھنا،اور فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں،نوافل اور وتر کی تمام رکعتوں میں کسی چھوٹی سورت کو ملانا۔

مسئلہ: 454:وان مذهب الامام افضلية القيام وصححه فى البدائع(قوله وصححه فى البدائع) وعبارته قال اصحابنا طول القيام افضل---[2]

ترجمہ: اور امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ قیام افضل ہے اور بدائع میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔(قوله وصححه فى البدائع)اور اسکی

---

[1] درمختار ص94
[2] شامی ص554ج2

مسئلہ:455:اگر کوئی شخص صحیح طریقے سے نفل کی نماز شروع کرے تو اب اُسے پورا کرنا واجب ہے۔بغیر عذر کے توڑنا گناہ ہے۔اور اگر عذر سے توڑدے تو گناہ تو نہیں ہے لیکن قضا کی ادائیگی اُس پر بھی ہے۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ نفل دو دو رکعت مستقل ہیں۔اگر کوئی چار رکعت نفل کی نیت سے نماز شروع کر چکا ہو اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ کی ہوں کہ وہ نماز توڑ دے۔تو اس صورت میں قضا صرف دو رکعت کی ہو گی۔اور اگر دو رکعتیں پوری کر چکا ہو اور قعدہ کر کے سلام پھیر دے۔تو دو رکعتیں نفل ادا ہو گئی ہیں۔اور باقی رکعات کی ادائیگی بطور قضا اُس پر لازم نہیں کیونکہ انہیں ابھی شروع نہیں کیا تھا لہٰذا وہ لازم نہیں ہیں۔

مسئلہ:456:اگر نیت چار رکعات نفل کی باندھ چکا ہو اور دو رکعت ادا کر کے تیسری یا چوتھی میں نماز توڑدے تو اگر پہلی دو رکعات پڑھ کر قعدے پر بیٹھا ہو اور تشہد بھی پڑھ چکا ہو۔تو صرف دو رکعات بطور قضا ادا کرے گا۔اور اگر ایسا ہو کہ دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا ہو۔بھول گیا ہو یا قصداً نہ کیا ہو تو اب چار رکعات بطور قضا ادا کرے گا۔

عبارت یہ ہے کہ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ طول قیام افضل ہے۔

مسئلہ:455: (وَلَزِمَ نَفْلٌ شَرَعَ فِيهِ) بِتَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ أَوْ بِقِيَامِ الثَّالِثَةِ شُرُوعًا صَحِيحًا (قَصْدًا)--- (فَإِنْ أَفْسَدَهُ حَرُمَ) - {وَلا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ} [محمد: 33]- (إلَّا بِعُذْرٍ، (وَقَضَى رَكْعَتَيْنِ لَوْ نَوَى أَرْبَعًا) غَيْرَ مُؤَكَّدَةٍ عَلَى اخْتِيَارِ الْحَلَبِيِّ وَغَيْرِهِ (وَنَقَضَ فِي) خِلَالِ (الشَّفْعِ الْأَوَّلِ أَوْ الثَّانِي) أَيْ وَتَشَهَّدَ لِلْأَوَّلِ وَإِلَّا يَفْسُدُ الْكُلُّ اتِّفَاقًا وَالْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ شَفْعٍ صَلَاةٌ (قَوْلُهُ فِي خِلَالِ) قَيَّدَ بِهِ لِأَنَّهُ لَوْ نَقَضَ بَيْنَ آخِرِ الْقَعْدَةِ الْأُولَى وَبَيْنَ الْقِيَامِ إلَى الثَّالِثَةِ لَا يَلْزَمُهُ شَيْءٌ لِأَنَّ الشَّفْعَ الْأَوَّلَ قَدْ تَمَّ بِالْقَعْدَةِ، وَالثَّانِي لَمْ يَشْرَعْ فِيهِ حِينَئِذٍ.[1]

ترجمہ:اور تکبیر تحریمہ یا تیسری رکعت کے قیام کے ساتھ نوافل کو شروع کر کے اسکی تکمیل لازم ہے پس اگر فاسد کیا تو ناجائز ہے دلیل اس کی{وَلا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ} [محمد: 33] ہے مگر عذر کے ساتھ۔اور دو رکعتوں کی قضا کریگا اگر اس نے چار کی نیت کی تھی اور اگر پہلے شَفع میں یا دوسرے شَفع میں اس نے نماز توڑدی یعنی اول شفع کیلئے تشہد پڑھ چکا ہو ورنہ سب رکعتیں بالا تفاق فاسد ہو جائیں گی۔اور اسکی بنیاد یہ ہے کہ نفل کا ہر شفع نماز ہے۔(قَوْلُهُ فِي خِلَالِ)یہ قید اس لئے ہے کہ اگر اس میں قعدہ اولیٰ اور تیسری رکعت کے قیام کے دوران نماز توڑدی تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا۔اس لئے کہ قعدہ کے ساتھ پہلا شفع مکمل ہو چکا ہے اور دوسرا شفع اس نے ابھی تک شروع نہیں کیا ہے۔

مسئلہ:456: (وَقَضَى رَكْعَتَيْنِ لَوْ نَوَى أَرْبَعًا) غَيْرَ مُؤَكَّدَةٍ عَلَى اخْتِيَارِ الْحَلَبِيِّ وَغَيْرِهِ (وَنَقَضَ فِي) خِلَالِ (الشَّفْعِ الْأَوَّلِ أَوْ الثَّانِي) أَيْ وَتَشَهَّدَ لِلْأَوَّلِ وَإِلَّا يَفْسُدُ الْكُلُّ اتِّفَاقًا (قَوْلُهُ أَوْ الثَّانِي) أَيْ وَكَذَا يَقْضِي رَكْعَتَيْنِ لَوْ أَتَمَّ الشَّفْعَ الْأَوَّلَ بِقَعْدَتِهِ ثُمَّ شَرَعَ فِي الثَّانِي فَنَقَضَهُ فِي خِلَالِهِ قَبْلَ الْقَعْدَةِ فَيَقْضِي الثَّانِيَ فَقَطْ لِتَمَامِ الْأَوَّلِ، لَكِنْ يَنْبَغِي وُجُوبُ إعَادَةِ الْأَوَّلِ لِتَرْكِ وَاجِبِ السَّلَامِ مَعَ عَدَمِ انْجِبَارِهِ بِسُجُودِ سَهْوٍ كَمَا هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ تَرْكِ وَاجِبٍ[2]

---

[1] ایضا574ج2

[2] شرح در مختار ص577ج2

مسئلہ: 457:اگر ظہر کی چار رکعتیں سنت مؤکدہ ادا کرتے ہوئے کوئی توڑ دے تو دوبارہ چار رکعت ادا کرنا،اُس پر واجب ہے چاہے قعدہ اولی کر چکا ہو یا نہیں۔

مسئلہ: 458:اگر امام ظہر کی فرض نماز ادا کر رہا ہو اور مقتدی فرض ادا کر چکا ہو لیکن نفل کی نیت سے پیچھے کھڑا ہو جائے۔اب مذکورہ مقتدی یہ نماز توڑ دے۔تو اب وہ دوبارہ چار رکعتیں ادا کرے گا۔اسی طرح اگر کسی نے نذر مانی ہو کہ چار رکعت نفل پڑھوں گا۔اور وہ نفل نماز شروع کر کے پھر توڑ دے۔تو دوبارہ پوری چار رکعتیں ادا کرے گا۔

مسئلہ: 459: نفل کی نماز بیٹھے بیٹھے بھی ادا ہو سکتی ہے۔لیکن قیام یعنی کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثواب دوچند ہے۔البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے اور بیٹھ کر ادا کرے تو ثواب میں فرق نہیں آتا۔

ترجمہ:۔اور دو رکعتوں کی قضا کریگا اگر اس نے چار کی نیت کی تھی۔ اور اگر پہلے شفع میں یا دوسرے شفع میں اس نے نماز توڑ دی یعنی اول شفع کیلئے تشہد پڑھ چکا ہو ورنہ سب رکعتیں بالاتفاق فاسد ہو جائیں گی اور اسکی بنیاد یہ ہے کہ نفل کا ہر شفع نماز ہے۔اگر اس میں قعدہ اولی اور تیسری رکعت کے قیام کے دوران نماز توڑ دی تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا۔اس لئے کہ قعدہ کے ساتھ پہلا شفع مکمل ہو چکا ہے اور دوسرا شفع اس نے ابھی تک شروع نہیں کیا ہے، لیکن پہلے شفع کے اعادے کا وجوب مناسب ہے سلام کے ترک کی وجہ سے جو کہ واجب ہے باوجودیکہ سجدہ سہو کے ساتھ اس کی تلافی نہیں ہوئی ہے جیسا کہ یہی حکم ہے ان تمام نمازوں میں جو ترک واجب کے ساتھ ادا کی گئی ہوں۔

مسئلہ: 457: اما اذا شرع فی الاربع التی قبل الظهر او قبل الجمعہ او بعدها و یقطع فی الشفع الاول اوالثانی یلزمہ الاربع ای قضاؤها بالاتفاق[1]

ترجمہ: اور ظہر سے پہلے یا جمعہ سے پہلے اور یا اس کے بعد والی چار رکعتوں کو شروع کرنے کے بعد اگر کوئی شخص پہلے یا دوسرے شفع میں نماز توڑ دے تو بالاتفاق اس پر چار رکعتوں کی قضا لازم آئے گی۔

مسئلہ: 458: كَمَا لَوْ اقْتَدَى بِمُصَلِّي الظُّهْرِ ثُمَّ قَطَعَهَا فَإِنَّهُ يَقْضِي أَرْبَعًا، سَوَاءٌ اقْتَدَى بِهِ فِي أَوَّلِهَا أَوْ فِي الْقَعْدَةِ الْأَخِيرَةِ لِأَنَّهُ الْتَزَمَ صَلَاةَ الْإِمَامِ وَهِيَ أَرْبَعٌ. بَحْرٌ وَنَهْرٌ عَنْ الْبَدَائِعِ.(قَوْلُهُ أَوْ نَذَرَ) أَيْ لَوْ نَذَرَ صَلَاةً وَنَوَى أَرْبَعًا لَزِمَتْهُ بِلَا خِلَافٍ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ الْبَحْرِ.[2]

ترجمہ: جیسا کہ ظہر کی نماز پڑھنے والے نے اقتداء کی پھر اس نے نماز توڑ دی تو وہ چار رکعتوں کی قضا کریگا چاہے اس نے نماز کے شروع میں اقتداء کی ہو یا قعدہ اخیرہ میں اسلئے کے امام کی نماز اس پر لازم ہوئی ہے اور وہ چار رکعتیں ہیں، بحر اور نہر نے بدائع سے یوں ہی نقل کیا ہے.(قَوْلُهُ أَوْ نَذَرَ) یعنی اگر کسی نے نماز کی نذر مانی اور اس نے چار رکعت کی نیت کی تو بغیر کسی اختلاف کے ان چار رکعتوں کی تکمیل اس پر لازم ہوگی۔ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ الْبَحْرِ۔

---

[1] کبیری ص594

[2] شامی ص579ج2

مسئلہ:460:اگر نفل نماز بیٹھے شروع کر چکا ہو اور پھر بعد میں کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے۔اسی طرح اگر کھڑے ہو کر نوافل کی نماز شروع کر چکا ہو۔پھر بغیر کسی عذر کے پہلی یا دوسری رکعت میں بیٹھ جائے اور نماز مکمل کر لے تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: 461:اگر نفل نماز ادا کرتے ہوئے کوئی تھک جائے تو دیوار یا کسی اور چیز کے ساتھ ٹیک لگانے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ:462:اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر لے۔بوقت طلوع یا غروب آفتاب یا استواء میں تو ظاہر الروایت کے مطابق یہ نماز اس پر واجب ہو گئی۔لیکن پوری نہیں کرنی چاہیے۔بلکہ توڑ دے۔پھر مناسب وقت میں ادا کر دے۔اور اگر اسی وقت پوری کر دے(نماز) تو ادا ہو جائے گی لیکن بُری بات ہے اور یہ گناہ ہے۔

مسئلہ:459: (وَيَتَنَفَّلُ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلَى الْقِيَامِ قَاعِدًا) لَا مُضْطَجِعًا إلَّا بِعُذْرٍ ---(قَوْلُهُ عَلَى النِّصْفِ إلَّا بِعُذْرٍ) أَمَّا مَعَ الْعُذْرِ فَلَا يَنْقُصُ ثَوَابُهُ عَنْ ثَوَابِهِ قَائِمًا۔[1]

ترجمہ: اور قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نفل نماز پڑھ سکتا ہے مگر بلا عذر لیٹ کر نہیں پڑھ سکتا۔-- (قَوْلُهُ عَلَى النِّصْفِ إلَّا بِعُذْرٍ)اور عذر کے ساتھ کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے ثواب سے اس کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

مسئلہ:460: (وَيَتَنَفَّلُ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلَى الْقِيَامِ قَاعِدًا) لَا مُضْطَجِعًا إلَّا بِعُذْرٍ (ابْتِدَاءً وَ) كَذَا (بِنَاءً) بَعْدَ الشُّرُوعِ بِلَا كَرَاهَةٍ فِي الْأَصَحِّ كَعَكْسِهِ بَحْرٌ.ا[2]

ترجمہ: اور قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نفل نماز پڑھ سکتا ہے مگر بلا عذر لیٹ کر نہیں پڑھ سکتا چاہے ابتداءً ہو یا کسی کراہت کے بغیر شروع کرنے کے بعد بناءً ہو اصح قول کے مطابق، جیسا کہ اس کے عکس میں بھی ہے بحر۔

مسئلہ: 461:اذا تطوع قائما فاعيا لا باس بان يتوكا على عصا او حائط هكذا فى شرح الجامع الصغير الحسامى[3]

ترجمہ: اگر نفل نماز ادا کرتے ہوئے کوئی تھک جائے تو عصا یا دیوار کے ساتھ ٹیک لگانے میں کوئی کراہت نہیں ہے هكذا فى شرح الجامع الصغير الحسامى۔

مسئلہ:462: (وَلَوْ عِنْدَ غُرُوبٍ وَطُلُوعٍ وَاسْتِوَاءٍ) عَلَى الظَّاهِرِ --- ومن العذرمَا إذَا كَانَ شُرُوعُهُ فِي وَقْتٍ مَكْرُوهٍ. فَفِي الْبَدَائِعِ: الْأَفْضَلُ عِنْدَنَا أَنْ يَقْطَعَهَا وَإِنْ أَتَمَّ فَقَدْ أَسَاءَ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ أَدَّاهَا كَمَا وَجَبَتْ، فَإِذَا قَطَعَهَا لَزِمَهُ الْقَضَاءُ اهـ.[4]

ترجمہ:وقت طلوع یا غروب آفتاب یا استواء میں اگر نماز شروع کی تو ظاہر الروایت کے مطابق یہ نماز اس پر واجب ہو گئی۔اور عذر کی وجہ سے جب نماز مکروہ وقت میں شروع کی گئی ہو تو بدائع میں ہے کہ ہمارے نزدیک اسے توڑنا افضل ہے اور اگر اس نے نماز مکمل کی تو اس نے بُرا کیا اور اس پر قضا نہیں ہے اس لئے کہ اس نے نماز ویسی ہی ادا کی ہے جیسی کہ واجب ہوئی تھی لیکن اگر اس نے نماز توڑ دی تو اس پر قضا لازم ہے۔

---

[1] ردالمحتار ص579ج2
[2] شامی ص579ج2
[3] عالمگیری ص126ج1
[4] شامی ص567ج2

مسئلہ: 463: رمضان المبارک کی آخری دس اور عید الاضحیٰ کی اول دس راتوں میں اور شعبان کی پندرہویں رات اور عید کی رات (جبکہ صبح عید ہو) عبادت کرنے کا ثواب اور فضیلت۔ احادیث میں بکثرت وارد ہے۔ لہٰذا مذکورہ اوقات میں جس قدر نوافل اور عبادت کوئی کر سکے تو بہتر ہے۔

فائدہ: احادیث میں بعض نوافل کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے جن کی ادائیگی سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے وہ نوافل یہ ہیں۔ تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، صلوۃ اشراق، صلوۃ ضحی، صلوۃ اوابین، صلوۃ تہجد، صلوۃ تسبیح۔

مبحث دوم: تحیۃ الوضوء

464: تحیۃ الوضو سے مراد یہ ہے کہ جس وقت کوئی وضو کر لے اور اعضاء کا گیلا پن خشک نہ ہو۔ تو دو رکعت نفل پڑھ لے بشرطیکہ اُس وقت نفل پڑھنا مکروہ نہ ہو۔ اور یہی حکم ہے غسل کرنے کے بعد۔

مبحث سوم تحیۃ المسجد:

465: جس وقت کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو اُس کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ بیٹھنے سے قبل دو رکعت نفل ادا کر لے۔ اگر بیٹھنے کے بعد بھی ادا کر لے تو ادا ہو جاتے ہیں۔ لیکن پہلا طریقہ پسندیدہ ہے۔ اور اگر ایسے وقت مسجد میں داخل ہو جائے کہ اُس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہو یا بوجہ بے وضو ہونے کے تحیۃ المسجد نہ پڑھ سکے تو اس کے لیے مستحب ہے یہ کلمات چار بار پڑھ لے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

مسئلہ: 463: وندب احياء ليالى العشر الاخير من رمضان واحياءليلتى العيدين وليالى عشرذى الحجة وليلة النصف من شعبان[1]

ترجمہ: اور مستحب ہے رمضان کی آخری دس راتوں، عیدین کی راتوں، ذی الحجہ کی دس راتوں اور شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کے ساتھ زندہ کرنا۔

464: (وَنُدِبَ رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْوُضُوءِ) يَعْنِي قَبْلَ الْجَفَافِ كَمَا فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ عَنْ الْمَوَاهِبِ. ولا تسقط بالجلوس عندنا بحر ، وَمِثْلُ الْوُضُوءِ الْغُسْلُ كَمَا نَقَلَهُ ط عَنْ الشُّرُنْبُلَالِيِّ،[2]

ترجمہ: اور مستحب ہے وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت پڑھنا۔ كَمَا فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ عَنْ الْمَوَاهِبِ۔ اور ہمارے نزدیک بیٹھنے کے ساتھ ان رکعتوں کا پڑھنا ساقط نہیں ہوگا اور غسل بھی وضو کی طرح ہے كَمَا نَقَلَهُ ط عَنْ الشُّرُنْبُلَالِيِّ،

465: (وَيُسَنُّ تَحِيَّةُ) رَبِّ (الْمَسْجِدِ، وَهِيَ رَكْعَتَانِ،.(قَوْلُهُ وَهِيَ رَكْعَتَانِ) فِي الْقُهُسْتَانِيِّ وَرَكْعَتَانِ أَوْ أَرْبَعٌ، وَهِيَ أَفْضَلُ لِتَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ إلَّا إذَا دَخَلَ فِيهِ بَعْدَ الْفَجْرِ أَوْ الْعَصْرِ ، فَإِنَّهُ يُسَبِّحُ وَيُهَلِّلُ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ يُؤَدِّي حَقَّ الْمَسْجِدِ كَمَا إذَا دَخَلَ لِلْمَكْتُوبَةِ فَإِنَّهُ غَيْرُ مَأْمُورٍ بِهَا حِينَئِذٍ كَمَا فِي التُّمُرْتَاشِيِّ. اهـ.[3]

ترجمہ: اور اللہ کی رضا کیلئے تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے (قَوْلُهُ وَهِيَ رَكْعَتَانِ) قہستانی میں ہے کہ یہ دو یا چار رکعتیں ہیں اور یہ مسجد کی تعظیم کیلئے افضل ہے مگر جب مسجد میں فجر یا عصر کے وقت داخل ہو تو یہ نماز نہ پڑھے بلکہ اس وقت تسبیح، تہلیل اور

---

[1] نور الایضاح ص94

[2] رد المحتار ص563 ج2

[3] ایضا ص555 ج2

مسئلہ : 466: اگر ایک ہی دن میں کئی بار مسجد میں داخل ہونے کا اتفاق ہو۔ تو نماز تحیۃ المسجد ایک بار ادا کرنی کافی ہو گی۔ یہ اس کی مرضی ہے کہ پہلی بار پڑھے یا آخری بار۔

مسئلہ : 467: تحیۃ المسجد سے مقصد تعظیمِ مسجد ہے اور یہ در حقیقت تعظیم اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اگر مسجد میں داخل ہونے کے بعد کوئی فرض، سنت یا کوئی اور نماز پڑھ لے تو تحیۃ المسجد کیلئے کافی ہے۔ کیونکہ احترام اور ادب اس سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ مذکورہ نمازوں میں نیت تحیۃ المسجد کی نہیں ہے۔

مسئلہ : 468: تحیۃ المسجد کے لیے دو رکعت کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اگر چار بھی ادا کرلے تو اچھا ہے۔

درود پڑھے اس وقت انہی سے مسجد کا حق ادا ہو جائے گا۔ جیسا کہ فرض نماز کے وقت اگر کوئی داخل ہو تو اس وقت بھی اس نماز کا حکم نہیں ہے کما فی التمرتاشی ۔

مسئلہ : 466: وَتَكْفِيهِ لِكُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً (قَوْلُهُ وَتَكْفِيهِ لِكُلِّ يَوْمٍ مَرَّةٌ) أَيْ إِذَا تَكَرَّرَ دُخُولُهُ لِعُذْرٍ. وَظَاهِرُ إِطْلَاقِهِ أَنَّهُ مُخَيَّرٌ بَيْنَ أَنْ يُؤَدِّيَهَا فِي أَوَّلِ الْمَرَّاتِ أَوْ آخِرِهَا ط.[1]

ترجمہ : ہر روز ایک مرتبہ تحیۃ المسجد ادا کرنا کافی ہے جب کسی عذر کی وجہ سے بار بار مسجد میں داخل ہونا پڑتا ہو اور اسے اختیار ہے چاہے تو شروع میں پڑھ لے یا آخر میں۔

مسئلہ : 467: واداء الفرض ینوب عنها قاله الزيلعى وكذا كل صلاة اداها اى فعلها عند الدخول بلا نية التحية لانها التعظيمة وحرمته وقد حصل ذالک بما صلاه[2]

ترجمہ : اور فرض کی ادائیگی اس کے قائمقام ہو جاتی ہے اسے زیلعی نے کہا ہے اور اسی طرح ہر وہ نماز جو اس نے مسجد میں داخل ہوتے وقت ادا کی ہو تحیہ کی نیت کے بغیر، اس لئے کہ اس سے مراد تعظیم اور حرمت ہے اور وہ حاصل ہو چکی ہے اس نماز سے جو اس نے ادا کی ہے۔

مسئلہ : 468: قوله وهى ركعتان في االقهستاني وركعتان او اربع [3]

ترجمہ : یہ قول کہ دو رکعتیں ہیں قہستانی میں ہے کہ دو رکعت یا چار رکعتیں ہیں۔

---

[1] ایضا 557 ج 2

[2] مراقی الفلاح ص 394

[3] شامی ص 555 ج 2

مبحث چہارم: صلوۃ اشراق:

مسئلہ: 469:احسن امر یہ ہے کہ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔اور قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہے،درود شریف یا وظیفہ پڑھتا رہے اور دنیاوی باتیں نہ کرے۔جب سورج طلوع ہو کر ایک نیزہ بلند آجائے تو دو رکعات یا چار رکعات نماز ادا کرے۔یہی نماز اشراق ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس نماز کی ادائیگی سے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو جائے۔اور سورج ایک نیزہ چڑھ آنے کے بعد یہ نماز ادا کرلے تو بھی خیر ہے۔لیکن ثواب میں بہ نسبت درجہ اول کے کچھ کمی ہو گی۔

مبحث پنجم: صلوۃ ضحیٰ

470:اس نماز کا وقت تو سورج کے بلند ہونے سے زوال تک ہے۔لیکن بہتر یہ ہے کہ دن کا ۱/۴ حصہ گذرنے پر ادا کی جائے۔دو ر،یا چار،یا آٹھ اور یا بارہ رکعتیں۔اور اسی کو نماز چاشت کہتے ہیں۔یہ بھی مستحب ہے اور حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

مسئلہ: 469: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى الفجر في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة . قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تامة تامة تامة[1]

ترجمہ: اور حضور ﷺ کا فرمان ہے جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی پھر بیٹھ کر طلوع شمس تک وہ ذکر کرتا رہا پھر اس نے دو رکعتیں ادا کیں تو ان کا ثواب حج اور عمرہ کی طرح ہے راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا مکمل حج و عمرہ کا ثواب ہے۔

470: (وَ) نُدِبَ (أَرْبَعٌ فَصَاعِدًا فِي الضُّحَى) عَلَى الصَّحِيحِ مِنْ بَعْدِ الطُّلُوعِ إلَى الزَّوَالِ وَوَقْتُهَا الْمُخْتَارُ بَعْدَ رُبُعِ النَّهَارِ. وَفِي الْمُنْيَةِ: أَقَلُّهَا رَكْعَتَانِ وَأَكْثَرُهَا اثْنَيْ عَشَرَ، وَأَوْسَطُهَا ثَمَانٍ وَهُوَ أَفْضَلُهَا كَمَا فِي الذَّخَائِرِ الْأَشْرَفِيَّةِ،[2]

ترجمہ:اور مستحب ہے چاشت کے وقت چار یا اس سے زیادہ رکعتیں پڑھنا صحیح قول کے مطابق اس کا وقت طلوع فجر کے بعد سے زوال تک ہے اور اس کا پسندیدہ وقت ربع نہار کے بعد ہے اور منیہ میں ہے کہ اس کی کم از کم رکعتیں دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔اور اس کی اوسط رکعتیں آٹھ ہیں اور یہی افضل ہے کَمَا فِي الذَّخَائِرِ الْأَشْرَفِيَّةِ۔

---

[1] ترمذی ص246ج1

[2] شامی 565ج2

مبحث پنجم صلوۃ اوابین:

471: نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔یہی نماز اوابین ہے۔اب رہی یہ بات کہ مغرب کی وہ دو رکعتیں سنت مؤکدہ بھی اس میں شامل ہوتی ہیں یا نہیں؟تو بعض علماء کہتے ہیں کہ شامل ہوتی ہیں اور اگر بیس رکعات ادا کرے تو زیادہ بہتر ہے۔

مبحث ششم: تہجد کی نماز

472:رات کے وقت نیند سے بیدار ہو کر نفل نماز پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔اسی کو تہجد کی نماز کہتے ہیں۔نوافل کی سب نمازوں سے اس کا ثواب زیادہ اور مرتبہ اونچا ہے۔بلکہ بعض علماء کرامؒ تو کہتے ہیں کہ یہ نماز سنت ہے۔ مسئلہ:473: نماز تہجد کی رکعات آٹھ ہیں اور اگر کوئی بارہ رکعت پڑھ لے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر کم سے کم چار رکعت ادا کر لے تو بھی خیر ہے۔اگر یہ نہ کر سکے تو کم از کم دو رکعت پڑھ لے۔اور اگر رات کو نہ اُٹھ سکے تو نماز عشاء کے بعد پڑھ لے لیکن ثواب اتنا نہیں ہو گا۔

471: وست بعد المغرب"و" ندب "ست" ركعات "بعد المغرب" لقوله صلى الله عليه وسلم: "من صلى بعد المغرب ست ركعات كتب من الأوابين" ---وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أنه عليه السلام قال: "من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى له بيتا في الجنة" وعن ابن عباس أنه عليه السلام قال: "من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له عبادة اثنتي عشرة سنة"---وظاهره المغايرة فتكون الست في المغرب غير الركعتين المؤكدتين.[1]

ترجمہ:اور چھ رکعتیں نماز مغرب کے بعد مستحب ہیں اس کی دلیل حضور ﷺ کا فرمان ہے جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں تو وہ اوابین میں سے لکھا جائے گا۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں تو اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنایا جائیگا۔اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور اس نے ان کے درمیان کوئی برا کلام نہیں کیا تو اس کیلئے بارہ سال کی عبادت ہے۔اور تجنیس میں ہے کہ یہ چھ رکعتیں تین سلاموں کے ساتھ ہے۔اور ثمرہ اختلاف کا یہ ہے کہ یہ چھ رکعتیں ان دو رکعتوں کے علاوہ ہیں جو سنت موکدہ ہیں۔

472:وصلاۃ اللیل خصوصا فی الثلث الاخیر من افضل من الصلاۃ النہار لانہ اشق علی النفس [2]

ترجمہ:اور رات کے تہائی حصے کی نماز دن کے تمام نفلی نمازوں سے بہتر ہے اس لئے کے یہ نماز نفس پر سب سے زیادہ بھاری ہے۔

مسئلہ:473: وَصَلَاةُ اللَّيْلِ وَأَقَلُّهَا عَلَى مَا فِي الْجَوْهَرَةِ ثَمَانٍ، وَهَذَا يُفِيدُ أَنَّ هَذِهِ السُّنَّةَ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ. اهـ[3]

ترجمہ: تہجد کی نماز جوہرہ کے مطابق جس کی کم از کم رکعتیں آٹھ ہیں۔اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سنت کا ثواب عشاء کے بعد سونے سے پہلے نفل کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

---

[1] مراقی الفلاح ص390

[2] مراقی الفلاح ص393

[3] شامی ص565ج2

مسئلہ: 474:اگر کسی کاارادہ ہو کہ رات کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے میں نماز تہجد پڑھوں گااور دو حصے نیند کروں گا تو تہجد کے لیے درمیانی حصہ احسن ہے اور اگر یہ نیت ہو کہ نصف رات نیند کروں گااور نصف رات تہجد پڑھوں گا تو آخری نصف رات تہجد (عبادت) کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ:475:جو کوئی کہ نماز تہجد کا عادی ہو تو اُس کے لیے بغیر کسی عذر کے یہ نماز چھوڑنا مکروہ ہے اور اگر اتفاقاً نہ اُٹھ سکے تو جب سورج طلوع ہو کر ایک نیزہ بلند ہو جائے اس وقت تہجد کی تعداد کے برابر نوافل ادا کرنے سے امید ہے اس کا تدارک ہو جائے گا

مسئلہ:476:اگر کوئی تہجد کے وقت میں نوافل کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھ لے۔ مثلاً قضا شدہ نمازیں ادا کرے تو آیا مذکورہ نمازوں کو تہجد کہا جائے گا یا نہیں۔؟ تو بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ ہاں یہ تہجد کہلائیں گی۔

مسئلہ: 474: وَلَوْ جَعَلَهُ أَثْلَاثًا فَالْأَوْسَطُ أَفْضَلُ، وَلَوْ أَنْصَافًا فَالْأَخِيرُ أَفْضَلُ.[1]

ترجمہ: اگر کسی نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا تو درمیان والا حصہ تہجد کیلئے افضل ہے۔ اور اگر کسی نے رات کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو آخری حصہ تہجد کیلئے افضل ہے۔

مسئلہ:475: أَنَّهُ يُكْرَهُ تَرْكُ تَهَجُّدٍ اعْتَادَهُ بِلَا عُذْرٍ لِقَوْلِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِابْنِ عُمَرَ «يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ ثُمَّ تَرَكَهُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، فَيَنْبَغِي لِلْمُكَلَّفِ الْأَخْذُ مِنْ الْعَمَلِ بِمَا يُطِيقُهُ كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ،[2]

ترجمہ: عادی شخص کیلئے بغیر کسی عذر کے تہجد کو چھوڑنا مکروہ ہے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن عمر سے فرمایا اے عبداللہ فلاں شخص کے مثل نہ بن جو رات کو قیام اللیل کرتا تھا پھر اس نے اسے چھوڑ دیا (متفق علیہ) پس مکلف کیلئے مناسب یہ ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق عمل کرے جیسا کہ صحیحین میں اس کا ثبوت ہے۔

مسئلہ:476: ظَاهِرُ مَا مَرَّ أَنَّ التَّهَجُّدَ لَا يَحْصُلُ إلَّا بِالتَّطَوُّعِ؛ فَلَوْ نَامَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَوَائِتَ لَا يُسَمَّى تَهَجُّدًا وَتَرَدَّدَ فِيهِ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ.[3]

ترجمہ: ماقبل کا خلاصہ یہ ہے کہ تہجد کی نماز نفل ہی کی ذریعے حاصل ہوتی ہے پس اگر عشاء کی نماز کے بعد کوئی شخص سو کر اُٹھے اور فوت شدہ نمازیں ادا کرے تو اسے تہجد نہیں کہا جائیگا۔ جبکہ بعض شوافع کو اس میں تردد ہے۔

---

[1] ایضاص576ج2
[2] ایضا568ج2
[3] شامی ص567ج2

مبحث ہفتم: صلوۃ تسبیح:

477: حدیث شریف میں صلوۃ تسبیح کی بے انتہا فضیلت بیان ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے یہ نماز اپنے چچا حضرت عباسؓ کو سکھائی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ اس کی ادائیگی سے آپ کے ظاہری اور باطنی نئے اور پرانے ہر قسم کے گناہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف کر دیں گے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ نماز ہر روز پڑھا کریں اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو ہر ہفتہ میں ورنہ ہر مہینے، ورنہ سال میں ایک بار پڑھا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم عمر بھر میں ایک بار تو ضرور ادا کریں۔ اس نماز میں تین سو بار یہ کلمات پڑھے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ ہر رکعت میں یہ کلمات پچھتر بار پڑھے جاتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے۔ ثنا کے بعد مذکورہ کلمات پندرہ بار، پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور الحمد معہ سورت پڑھے۔ پھر رکوع میں جانے سے پہلے دس بار پھر رکوع میں دس بار پھر دس بار حالت قومہ میں، دس بار سجدہ میں، دس بار جلسہ میں اور دس بار دوسرے سجدہ میں۔ اسی طرح باقی تین رکعتوں میں۔ لیکن ان تین رکعتوں کو مذکورہ کلمات سے شروع کرے گا۔ اس لیے کہ ان میں ثنا اور تعوذ نہیں ہیں۔ یہ تو صلوۃ تسبیح پڑھنے کا ایک طریقہ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قیام میں قرأت کے بعد پندرہ بار پڑھے۔ باقی دس دوسرے سجدے سے اُٹھ کر بیٹھنے کی حالت میں پڑھے گا۔ اور باقی اپنے اپنے مقام پر پہلے طریقے کے مطابق پڑھے گا یہ پچھتر بار ہو گئے ہیں ایک رکعت میں اور اسی طرح باقی تین رکعتوں میں پچھتر پچھتر بار پڑھے گا۔ لیکن بہتر طریقہ پہلا ہے۔ بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ کبھی ایک طریقے پر اور کبھی دوسرے طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔

477: (قَوْلُهُ وَأَرْبَعُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ إلَخْ) يَفْعَلُهَا فِي كُلِّ وَقْتٍ لَا كَرَاهَةَ فِيهِ، أَوْ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ مَرَّةً، وَإِلَّا فَفِي كُلِّ أُسْبُوعٍ أَوْ جُمُعَةٍ أَوْ شَهْرٍ أَوْ الْعُمُرِ، وَحَدِيثُهَا حَسَنٌ لِكَثْرَةِ طُرُقِهِ. وَوَهَمَ مَنْ زَعَمَ وَضْعَهُ، وَفِيهَا ثَوَابٌ لَا يَتَنَاهَى --- وَهِيَ أَرْبَعٌ بِتَسْلِيمَةٍ أَوْ تَسْلِيمَتَيْنِ، يَقُولُ فِيهَا ثَلَثَمِائَةِ مَرَّةٍ «سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَاَللَّهُ أَكْبَرُ» وَفِي رِوَايَةٍ زِيَادَةُ «وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ» يَقُولُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ خَمْسَةً وَسَبْعِينَ مَرَّةً؛ فَبَعْدَ الثَّنَاءِ خَمْسَةَ عَشَرَ، ثُمَّ بَعْدَ الْقِرَاءَةِ وَفِي رُكُوعِهِ، وَالرَّفْعِ مِنْهُ، وَكُلٍّ مِنْ السَّجْدَتَيْنِ، وَفِي الْجَلْسَةِ بَيْنَهُمَا عَشْرًا عَشْرًا بَعْدَ تَسْبِيحِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَهَذِهِ الْكَيْفِيَّةُ هِيَ الَّتِي رَوَاهَا التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ ---. وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ: أَنْ يَقْتَصِرَ فِي الْقِيَامِ عَلَى خَمْسَةَ عَشَرَ مَرَّةً بَعْدَ الْقِرَاءَةِ، وَالْعَشَرَةُ الْبَاقِيَةُ يَأْتِي بِهَا بَعْدَ الرَّفْعِ مِنْ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ،---لَكِنْ قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: إنَّ الصِّفَةَ الَّتِي ذَكَرَهَا ابْنُ الْمُبَارَكِ هِيَ الَّتِي ذَكَرَهَا فِي مُخْتَصَرِ الْبَحْرِ، وَهِيَ الْمُوَافِقَةُ لِمَذْهَبِنَا لِعَدَمِ الِاحْتِيَاجِ فِيهَا إلَى جَلْسَةِ الِاسْتِرَاحَةِ إذْ هِيَ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَنَا. اهـ.قُلْت: وَلَعَلَّهُ اخْتَارَهَا فِي الْقُنْيَةِ لِهَذَا، لَكِنْ عَلِمْت أَنَّ ثُبُوتَ حَدِيثِهَا يُثْبِتُهَا وَإِنْ كَانَ فِيهَا ذَلِكَ، فَالَّذِي يَنْبَغِي فِعْلُ هَذِهِ مَرَّةً وَهَذِهِ مَرَّةً.[1]

---

[1] ایضاص571ج2

مسئلہ:478:ان چار رکعتوں میں کوئی بھی سورت پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی تخصیص نہیں ہے۔ لیکن التَّکَاثُرُ وَالْعَصْرُ وَالْکَافِرُونَ وَالْإِخْلَاصُ پڑھنا بہتر ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سورۃ حدید، سورۃ حشر اور سورۃ صف پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ:479:اگر نمازی سے صلٰوۃ تسبیح میں سہو ہو جائے تو کیا سجدہ سہو کرتے وقت مذکورہ کلمات ہر سجدہ میں دس دس بار پڑھے گا یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں پڑھے گا۔ کیونکہ تین سو بار پڑھنا ہی مطلوب ہے۔

ترجمہ: (قَوْلُهُ وَأَرْبَعُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ إلَخْ)ہر وقت یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ یا دن رات میں ایک مرتبہ ورنہ ہفتہ میں یا جمعہ میں یا مہینے میں یا عمر میں ایک مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ اور اس کی حدیث حسن ہے کثرت طرق کی وجہ سے۔ اور اس حدیث کو موضوع کہنے والے کو وہم ہوا ہے اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ اور یہ چار رکعتیں ہیں ایک یا دو سلاموں کے ساتھ ،جس میں تین سو مرتبہ یہ کلمات کہے گا۔(«سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَاَللَّهُ أَكْبَرُ»)اور ایک روایۃ میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔(«وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ») ہر رکعت میں ان کلمات کو ۷۵ مرتبہ کہے گا۔ جس کی تفصیل یہ ہے ثنا کے بعد ۱۵ مرتبہ پھر قراءت کے بعد، رکوع میں، قومہ میں، دونوں سجدوں میں اور جلسے میں ۱۰، ۱۰ مرتبہ کہے گا۔ اور یہ طریقہ وہ ہے جسے امام ترمذی نے اپنی جامع میں عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قیام میں قراءت کے بعد ۱۵ مرتبہ کہے گا اور باقی دس کو دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد کہے گا۔ لیکن شرح منیہ میں ہے کہ جو طریقہ ابن مبارک نے ذکر کیا ہے وہ ہمارے مذہب کے زیادہ موافق ہے اس لئے کہ اس میں جلسہ استراحت کی ضرورت نہیں پڑتی جو کہ ہمارے نزدیک مکروہ ہے۔

مسئلہ:478: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ تَعْلَمُ لِهَذِهِ الصَّلَاةِ سُورَةً قَالَ: التَّكَاثُرُ وَالْعَصْرُ وَالْكَافِرُونَ وَالْإِخْلَاصُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْأَفْضَلُ نَحْوُ الْحَدِيدِ وَالْحَشْرِ وَالصَّفِّ وَالتَّغَابُنِ لِلْمُنَاسَبَةِ فِي الِاسْمِ.[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ کیا اس نماز کیلئے کوئی سورت بھی آپ کو معلوم ہے تو آپ نے فرمایا التَّكَاثُرُ وَالْعَصْرُ وَالْكَافِرُونَ وَالْإِخْلَاصُ اور بعض کہتے ہیں الْحَدِيدِ وَالْحَشْرِ وَالصَّفِّ وَالتَّغَابُنِ پڑھنا بہتر ہے۔ بوجہ نام میں مناسبت کے۔

مسئلہ:479: وَقِيلَ لِابْنِ الْمُبَارَكِ: لَوْ سَهَا فَسَجَدَ هَلْ يُسَبِّحُ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ: لَا إنَّمَا هِيَ ثَلَثُمِائَةِ تَسْبِيحَةٍ..[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا گیا اگر کوئی شخص صلاۃ تسبیح میں سجدہ سہوا کرے تو ان سجدوں میں بھی دس دس مرتبہ تسبیح پڑھے گا تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ اسلئے کہ تسبیح تو ۳۰۰ مرتبہ ہی ہیں۔

---

[1] ردالمحتار ص571ج2

[2] محولہ بالہ

مسئلہ:480 :اگر کسی مقام پر مذکورہ کلمات پڑھنا بھول جائے۔ تو پلٹ کر دوبارہ نہ جائے۔ بلکہ دوسرے مقام پر پڑھ کر تعداد پوری کر دے اور مناسب یہی ہے کہ متصل مقام اگر مختصر نہ ہو۔ تو اُسی میں پوری کر دے مثلاً قومہ میں بھول جائے تو سجدہ میں بیس بار۔ پڑھ کر تعداد پوری کر لے۔ اور اگر رکوع میں بھول جائے تو قومہ میں نہ پڑھے کیونکہ قومہ کا وقت مختصر ہوتا ہے بلکہ وہ بھی سجدہ میں پڑھ لے۔ اسی طرح اگر پہلے سجدہ میں بھول جائے تو جلسہ میں نہ پڑھے بلکہ دوسرے سجدہ میں تعداد پوری کر لے اور یہی قول بعض شوافع علماء کرامؒ کا بھی ہے۔

مبحث ہشتم :نوافل سفر

481:جو کوئی گھر سے سفر پر روانہ ہو تو اُسے چاہیے کہ گھر میں دو رکعت نفل پڑھ لے۔ حدیث شریف میں آیا کہ گھر میں کوئی بھی اپنے پیچھے اس سے عمدہ اثاثہ چھوڑ کر نہیں جاتا جو وہ دو رکعات بوقت سفر پڑھتا ہے۔

مسئلہ:480 : وَاسْتُفِيدَ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ الرُّجُوعُ إِلَى الْمَحَلِّ الَّذِي سَهَا فِيهِ وَهُوَ ظَاهِرٌ، وَيَنْبَغِي كَمَا قَالَ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ أَنْ يَأْتِيَ بِمَا تَرَكَ فِيمَا يَلِيهِ إِنْ كَانَ غَيْرَ قَصِيرٍ فَتَسْبِيحُ الِاعْتِدَالِ يَأْتِي بِهِ فِي السُّجُودِ، أَمَّا تَسْبِيحُ الرُّكُوعِ فَيَأْتِي بِهِ فِي السُّجُودِ أَيْضًا لَا فِي الِاعْتِدَالِ لِأَنَّهُ قَصِيرٌ.قُلْت: وَكَذَا تَسْبِيحُ السَّجْدَةِ الْأُولَى يَأْتِي بِهِ فِي الثَّانِيَةِ لَا فِي الْجِلْسَةِ لِأَنَّ تَطْوِيلَهَا غَيْرُ مَشْرُوعٍ عِنْدَنَا عَلَى مَا مَرَّ فِي الْوَاجِبَاتِ.[1]

ترجمہ: اور خلاصہ یہ ہے کہ اس محل کی طرف دوبارہ نہیں جائے گا جس میں وہ تسبیح بھول چکا ہے یہ ظاہر الروایہ ہے اس مقام پر مناسب وہی ہے جو بعض شوافع کا قول ہے کہ قریب ترین محل میں اس کا تدارک کرے گا بشرطیکہ وہ زیادہ مختصر نہ ہو چناچہ قومہ کی تسبیح کو سجود میں کہے گا اور رکوع کی تسبیح کو بھی قومہ میں نہیں بلکہ سجود میں کہے گا۔ اس لئے کہ یہ محل بھی مختصر ہے میں کہتا ہوں کہ پہلے سجدے کی تسبیح کو بھی دوسرے سجدے میں کہے گا جلسے میں نہیں اس لئے کہ جلسے کو طویل کرنا ہمارے نزدیک مشروع نہیں ہے۔ جیسا کہ واجبات میں بیان ہو چکا ہے۔

481: وَمِنْ الْمَنْدُوبَاتِ رَكْعَتَا السَّفَرِ وَالْقُدُومِ مِنْهُ. (قَوْلُهُ رَكْعَتَا السَّفَرِ وَالْقُدُومِ مِنْهُ) عَنْ مِطْعِمِ بْنِ الْمِقْدَامِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «مَا خَلَّفَ أَحَدٌ عِنْدَ أَهْلِهِ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِينَ يُرِيدُ سَفَرًا» رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.[2]

ترجمہ: اور سفر میں جاتے وقت اور سفر سے آتے وقت دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ (قَوْلُهُ رَكْعَتَا السَّفَرِ وَالْقُدُومِ مِنْهُ) حضرت مطعم بن مقدام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سفر پر جاتے تے وقت دو رکعتیں پڑھتا ہے اس سے بہتر کوئی چیز وہ اپنے اہل کے پاس چھوڑ کر نہیں جاتا۔

---

[1] محولہ بالہ

[2] شامی ص565ج2

مسئلہ 482:: جو کوئی سفر سے واپس وطن پہنچے۔اُس کے لیے مستحب ہے کہ پہلے مسجد جاکر دو رکعت نفل نماز ادا کرے۔تب گھر جائے۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ السلام جب سفر سے واپس لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔
مسئلہ: 483: مسافر کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ دوران سفر جب وہ کسی ایسی منزل پر پہنچے۔جہاں قیام کا ارادہ ہو تو دو رکعت نفل نماز ادا کرے اور بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے ادا کرے۔

مبحث نہم: نماز قتل

مسئلہ: 484: جس وقت کہ کسی مسلمان کو قتل کیا جارہا ہو تو اُس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز نفل ادا کرلے۔ پھر بارگاہ الٰہی میں اپنے گناہوں کی مغفرت کیلئے دعا مانگے۔تاکہ یہ استغفار، اور یہ نماز دنیا میں اس کا آخری عمل بن جائے۔

485: ایک دفعہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام میں سے چند قاریوں کو تعلیم قرآن کے لیے ایک جگہ جانے کے لیے روانہ کردیا۔ راستے میں اُن کو مکہ کے کفار نے گرفتار کرکے سوائے حضرت خبیبؓ کے سب کو شہید کردیا۔ حضرت خبیبؓ کو اپنے ساتھ مکہ لے گئے۔اور وہاں بڑے اہتمام کے ساتھ خوشیاں مناتے ہوئے ان کو شہید کردیا۔ شہادت سے قبل کفار کی اجازت سے انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔تب سے یہ نماز مستحب قرار دی گئی ہے۔

مسئلہ 482: : وَمِنْ الْمَنْدُوبَاتِ رَكْعَتَا السَّفَرِ وَالْقُدُومِ مِنْهُ. (قَوْلُهُ رَكْعَتَا السَّفَرِ وَالْقُدُومِ مِنْهُ) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا يَقْدَمُ مِنْ السَّفَرِ إلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ شَرْحُ الْمُنْيَةِ.[1]

ترجمہ: اور سفر میں جاتے وقت اور سفر سے آتے وقت دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ (قَوْلُهُ رَكْعَتَا السَّفَرِ وَالْقُدُومِ مِنْهُ) حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت سفر سے واپس آتے تھے جب بھی آپ سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد جاکر دو رکعتیں پڑھتے پھر وہیں بیٹھ جاتے (رواہ مسلم شرح منیہ)

مسئلہ: 483: ومنه الصلاة اذا نزل منزلا فيستحب ان لا يقعدحتىٰ يصلى ركعتين كما فى السير الكبير وكذا اذا ارادسفرا او رجع[2]

ترجمہ: اور مستحب ہے دوران سفر کسی منزل پر پہنچ کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا کمافی سیر الکبیر اور اسی طرح سفر کیلئے جاتے وقت اور اس سے واپس لوٹ کر۔

مسئلہ: 484: خاتمة من المندوب صلاة القتل فإذا ابتلي به مسلم يستحب أن يصلي ركعتين يستغفر بعدهما من ذنوبه لتكون الصلاة الإستغفار آخر أعماله[3]

ترجمہ: اور قتل کے وقت نماز پڑھنا بھی مستحبات میں سے ہے۔جب کسی مسلمان کو قتل کیا جارہا ہوں تو اس کیلئے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے جن کے بعد وہ اپنے گناہوں سے استغفار کرے تاکہ یہ صلاۃ استغفار اس کا آخری عمل ہو جائے۔

---

[1] شامی 565ج2
[2] طحطاوی ص401
[3] محولہ بالہ

....

485: 3989 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ [ص:79] شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ، حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ» حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالهَدَةِ بَيْنَ عَسْفَانَ، وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ، فَقَالُوا: تَمْرُ يَثْرِبَ، فَاتَّبَعُوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى مَوْضِعٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ القَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمُ العَهْدُ وَالمِيثَاقُ: أَنْ لاَ نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا القَوْمُ: أَمَّا أَنَا فَلاَ أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ عَلَى العَهْدِ وَالمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ، وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ، فَرَبَطُوهُمْ بِهَا، قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الغَدْرِ، وَاللَّهِ لاَ أَصْحَبُكُمْ، إِنَّ لِي بِهَؤُلاَءِ أُسْوَةً، يُرِيدُ القَتْلَى، فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ، وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتَّى بَاعُوهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ بَنُو الحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الحَارِثِ مُوسًى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ، فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالمُوسَى بِيَدِهِ، قَالَتْ: فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ، فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ، قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالحَدِيدِ، وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَوْلاَ أَنْ تَحْسِبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا، وَلاَ تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ[البحر الطويل]فَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا ... عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِيوَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ ... يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ[ص:80]ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الحَارِثِ فَقَتَلَهُ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلاَةَ، وَأَخْبَرَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ - حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ - أَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ، فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا [1]

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد البدر حدیث نمبر ۳۹۸۹ ص568 ج2 قدیمی کتب خانہ کراچی

مبحث دہم   صلوۃ استغفار

486؛: خدانخواستہ اگر کسی سے کسی وقت کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اُس کو چاہیے کہ دو رکعت نفل ادا کرے اور پھر بہت عاجزی و انکساری کے ساتھ توبہ کرے اور پشیمانی اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت مانگے اور آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرے۔ اس طریقے سے امید ہے کہ اُس کے گناہ معاف ہو جائے۔ ان شاءاللہ

مسئلہ 487: توبہ اور استغفار سے کسی بندے (انسان) کا حق معاف نہیں ہوتا بلکہ اُس کے لیے موافق قاعدہ حقدار سے معافی حاصل کی جائے یا حقدار کو حق پہنچایا جائے۔ بلکہ بعض کتابوں میں تو لکھا ہے کہ ایک شرعی درہم کے چھٹے حصے کے برابر اگر کسی پر کسی کا حق ہو تو اُس کے عوض روز قیامت اُس سے سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لیا جائے گا۔ اور یہ ثواب اُس حقدار کو دیا جائے گا۔ اگر نمازوں کی تعداد اسی قدر نہ ہو تو مناسب انداز گناہ اُس پر لازم قرار دی جائے گی۔

486: ومنه صلاة الإستغفار لمعصية وقعت منه لما عن علي عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ما من عبد يذنب ذنبا فيتوضأ ويحسن الوضوء ثم يصلي ركعتين فيستغفر الله إلا غفر له" كذا في القهستاني[1]

ترجمہ: اور اسی میں سے صلوۃ استغفار ہے۔ کسی معصیت کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہو گئی ہو، اس حدیث کی بنیاد پر جو حضرت علی نے حضرت ابو بکر صدیق سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جو کوئی گناہ کرے پھر وضو کرے اور خوب اچھی طرح سے وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ قہستانی۔

---

[1] طحطاوی ص 401

مبحث یازدہم　　　استخارہ کا بیان

488:اگر کسی شخص کو کوئی کام پیش آئے اور اُسے تردد ہو یعنی اِس سوچ بچار میں ہو کہ یہ کام کروں یا نہ کروں؟اس میں میرے لیے فائدہ ہوگا۔ یا نقصان تو ایسے شخص کو چاہیے کو اس بارے میں خداوند کریم سے صلاح حاصل کرلے۔ اور اسی کو استخارہ کہتے ہیں۔ استخارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر خوب غور و فکر سے یہ دعا پڑھے۔(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ (عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ،) فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ (عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ) فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ،)۔(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ (عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ،) **(عاجلہ واجلہ) اگر نہ بھی پڑھے تو بھی خیر ہے۔ لیکن پڑھنا بہتر ہے۔ اور جس وقت ھذہ الامر تک پہنچے۔ یعنی لکیر زدہ الفاظ۔ تو اس وقت جو کام مقصود ہو اُسے تصور میں لائے۔ یعنی جس کام کے لیے کہ استخارہ شروع کر چکا ہو۔ دعا پڑھنے کے بعد پاک جگہ پر پاک اور ستھرا بچھونا بچھا کر باوضو رو بہ قبلہ ہو کر سو جائے۔ دوران خواب میں جو بات کہ دل میں بیٹھ جائے۔ بیدار ہو کر اسی پر عمل کرے۔**

488:(قَوْلُهُ وَمِنْهَا رَكْعَتَا الِاسْتِخَارَةِ) عَنْ 1538 «جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنْ الْقُرْآنِ يَقُولُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ، فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ، قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ» رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إلَّا مُسْلِمًا[1] شَرْحُ الْمُنْيَةِ.[2]

ترجمہ: اور اس میں سے دو رکعت استخارہ بھی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو تمام کاموں میں استخارہ اتنی اہمیت سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام میں فکر مند ہو جائے تو اسی چاہئے کہ دو رکعت فرض کے علاوہ ادا کرے اور پھر دعا میں یہ کہے: اے اللہ ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں، آپ غیب کو جاننے والے ہیں۔ اے اللہ ! آپ علم رکھتے ہیں میں

---

[1] أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ) سنن أبي داود باب الاستخاره حديث ١٥٣٨ المكتبة العصرية، صيدا - بيروت

[2] ردالمحتار ص569ج2

مسئلہ:489: اگر ایک بار استخارہ کرنے سے تردد زائل نہ ہو تو دوسرے دن پھر کرلے۔اسی طرح سات رات تک کرسکتا ہے۔امید ہے کہ اُس کام کی اچھائی یا برائی اللہ کے فضل سے معلوم ہو جائی گی۔

مسئلہ:490: اگر استخارہ کرنے والے کیلئے نماز پڑھنی مشکل ہو تو صرف مذکورہ دعا پڑھنے سے بھی استخارہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بہتر طریقہ وہی ہے۔اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

علم نہیں رکھتا، یعنی یہ معاملہ میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں، اس کا علم آپ کو ہے، مجھے نہیں، اور آپ قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں قوت نہیں۔ یااللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کررہا ہے) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لیے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور میرے فوری نفع کے اعتبار سے اور دیر پا فائدے کے اعتبار سے بھی تو اس کو میرے لیے مقدر فرمادیجیے اور اس کو میرے لیے آسان فرمادیجیے اور اس میں میرے لیے برکت پیدا فرمادیجیے۔اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کررہا ہے) میرے حق میں برا ہے ، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے، فوری نفع اور دیر پا نفع کے اعتبار سے بھی بہتر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجیے اور مجھے اس سے پھیر دیجیے اور میرے لیے خیر مقدر فرمادیجیے جہاں بھی ہو، یعنی اگر یہ معاملہ میرے لیے بہتر نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اس کے بدلے جو کام میرے لیے بہتر ہو اس کو مقدر فرمادیجیے ، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجیے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجیے ۔ اور اپنی حاجت کو نام لے کر بیان کرے۔(المنیۃ)

مسئلہ:489: وَيَنْبَغِي أَنْ يُكَرِّرَهَا سَبْعًا، لِمَا رَوَى ابْنُ السُّنِّيِّ «يَا أَنَسُ إذَا هَمَمْت بِأَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّك فِيهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ انْظُرْ إلَى الَّذِي سَبَقَ إلَى قَلْبِك فَإِنَّ الْخَيْرَ فِيهِ»[1]

ترجمہ: اور چاہئے کہ اسے سات مرتبہ دہرائے اس روایت کی بنیاد پر جو ابن سنی نے نقل کی ہے: (حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ) اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالی سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے، یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لیے وہی بہتر ہے۔

---

[1] ردالمحتار ص570ج2

مسئلہ:491: بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مذکورہ دعا پڑھنے کے بعد اگر خواب میں سفیدی یا زردی دیکھے۔ تو یہ علامت اچھی ہے اور اگر سرخی یا سیاہی دیکھے تو علامت بری ہے۔ لہٰذا وہ کام جو کرنا مقصود ہو نہ کرے۔

مسئلہ:492: اگر حج جانے کے لیے کوئی استخارہ کرے۔ تو اُس کا یہ مطلب نہیں کہ حج کروں یا نہ کروں۔ بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ میں حج کیلئے فلاں وقت روانہ ہو جاؤں یا نہ؟ اسی طرح دوسرے دینی امورات میں بھی یہی مطلب ہوگا۔

مسئلہ:490: وَلَوْ تَعَذَّرَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ اسْتَخَارَ بِالدُّعَاءِ اھ مُلَخَّصًا.[1]

ترجمہ: اور اگر نماز پڑھنا مشکل ہو تو صرف دعا پر ہی اکتفا کر کے استخارہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ:491: وَفِي شَرْحِ الشِّرْعَةِ: الْمَسْمُوعُ مِنْ الْمَشَايِخِ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يَنَامَ عَلَى طَهَارَةٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بَعْدَ قِرَاءَةِ الدُّعَاءِ الْمَذْكُورِ، فَإِنْ رَأَى مَنَامَهُ بَيَاضًا أَوْ خُضْرَةً فَذَلِكَ الْأَمْرُ خَيْرٌ، وَإِنْ رَأَى فِيهِ سَوَادًا أَوْ حُمْرَةً فَهُوَ شَرٌّ يَنْبَغِي أَنْ يُجْتَنَبَ اھ.[2]

ترجمہ: شرح شرعۃ میں ہے: مشائخ سے سنا ہے کہ استخارہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اس دعائے مذکور کو پڑھ کر باوضو قبلہ رخ ہو کر سو جائے، اگر اپنے خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو وہ امر خیر والا ہے، اور اگر سیاہی اور سرخی دیکھے تو وہ کام شر والا ہے پس اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ:492: والاستخارة فی الحج والجهاد وجميع ابواب الخير تحمل على تعين الوقت لا على نفس الفعل[3]

اور ردالمحتار میں ہے: وَقَالُوا الِاسْتِخَارَةُ فِي الْحَجِّ وَنَحْوِهِ تُحْمَلُ عَلَى تَعْيِينِ الْوَقْتِ.[4]

ترجمہ: حج، جہاد اور دیگر خیر کے کاموں میں جو استخارہ کیا جاتا ہے اس کا مطلب نفس فعل کے حوالے سے استخارہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ وقت کے تعین کے لئے ہوتا ہے کہ اس وقت میں یہ نیک کام کروں یا نہ کروں۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ حج اور اس کی طرح کی عبادات میں استخارہ تعیین وقت پر محمول کیا جاتا ہے۔

---

[1] محولہ بالہ
[2] محولہ بالہ
[3] کبیری ص531
[4] شامی ص570ج2

مبحث دوازدہم　　　　صلوۃ حاجت

493: حاجت پوری ہونے کے لیے جو نماز مستحب ہے۔اس کو صلوۃ حاجت کہتے ہیں۔ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد چار رکعت کی نیت کرے۔اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں میں ایک ایک بار سورہ اخلاص، معوذتین پڑھے۔اور نماز کے بعد دعا کرے۔اس نماز کے بارے بہت سارے علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ جب کبھی یہ نماز ہم نے ادا کی ہے تو اللہ تعالی نے حاجتیں پوری کی ہیں۔صلوۃ حاجت کا یہ طریقہ بعض کتابوں میں درج ہے اور بعض کتابوں میں دوسرا طریقہ بیان ہوا ہے اور ترمذی شریف کی ایک حدیث بھی نقل کر چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو اُسے چاہیے کہ خوب وضو کرے۔پھر دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ثنا اور درود شریف پڑھے۔اُس کے بعد دعا مانگے۔اس نماز کے اور بھی طریقے ہیں لیکن یہ دو طریقے چونکہ آسان ہیں اسلئے لکھے گئے۔

493: (قَوْلُهُ وَأَرْبَعُ صَلَاةِ الْحَاجَةِ إلَخْ) قَالَ الشَّيْخُ إسْمَاعِيلُ: وَمِنْ الْمَنْدُوبَاتِ صَلَاةُ الْحَاجَةِ، ذَكَرَهَا فِي التَّجْنِيسِ وَالْمُلْتَقَطِ وَخِزَانَةِ الْفَتَاوَى وَكَثِيرٍ مِنْ الْفَتَاوَى وَالْحَاوِي وَشَرْحِ الْمُنْيَةِ. أَمَّا فِي الْحَاوِي فَذَكَرَ أَنَّهَا ثِنْتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَبَيَّنَ كَيْفِيَّتَهَا بِمَا فِيهِ كَلَامٌ. وَأَمَّا فِي التَّجْنِيسِ وَغَيْرِهِ، فَذَكَرَ أَنَّهَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَأَنَّ فِي الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ ثَلَاثًا، وَفِي كُلٍّ مِنْ الثَّلَاثَةِ الْبَاقِيَةِ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالْإِخْلَاصَ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ مَرَّةً مَرَّةً كُنَّ لَهُ مِثْلَهُنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ. قَالَ مَشَايِخُنَا: صَلَّيْنَا هَذِهِ الصَّلَاةَ فَقُضِيَتْ حَوَائِجُنَا مَذْكُورٌ فِي الْمُلْتَقَطِ وَالتَّجْنِيسِ وَكَثِيرٍ مِنْ الْفَتَاوَى، كَذَا فِي خِزَانَةِ الْفَتَاوَى. وَأَمَّا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ فَذَكَرَ أَنَّهَا رَكْعَتَانِ، وَالْأَحَادِيثُ فِيهَا مَذْكُورَةٌ فِي التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ كَمَا فِي الْبَحْرِ.وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «مَنْ كَانَتْ لَهُ إلَى اللَّهِ حَاجَةٌ أَوْ إلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُحْسِنْ الْوُضُوءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ثُمَّ لِيَقُلْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. أَسْأَلُك مُوجِبَاتِ رَحْمَتِك، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِك، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إثْمٍ، لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إلَّا غَفَرْته، وَلَا هَمًّا إلَّا فَرَّجْته، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَك رِضًا إلَّا قَضَيْتهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ» . اهـ.أَقُولُ: وَقَدْ عَقَدَ فِي آخِرِ الْحِلْيَةِ فَصْلًا مُسْتَقِلًّا لِصَلَاةِ الْحَاجَةِ، وَذَكَرَ مَا فِيهَا مِنْ الْكَيْفِيَّاتِ وَالرِّوَايَاتِ وَالْأَدْعِيَةِ وَأَطَالَ وَأَطَابَ كَمَا هُوَ عَادَتُهُ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - فَلْيُرَاجِعْهُ مَنْ أَرَادَهُ.[1]

ترجمہ: اور حاجت کے لئے چار رکعت نماز پڑھنا۔ شیخ اسماعیل کہتے ہیں: مندوبات میں سے صلاۃ حاجت بھی ہے۔اسے التَّجْنِيسِ اور الْمُلْتَقَطِ اور خِزَانَةِ الْفَتَاوَى اور بہت سارے مجموعہ ہائے فتاویٰ اور الْحَاوِي اور شَرْحِ الْمُنْيَةِ میں ذکر کیا گیا ہے۔الْحَاوِي میں ہے کہ اس کی بارہ رکعتیں ہوتی ہیں۔اور اس کی کیفیت بھی بتائی ہے جس میں کلام ہے۔اور تجنیس وغیرہ میں چار رکعات کا ذکر ہے جیسا کہ حدیث مرفوع میں اس کا ذکر موجود ہے۔راوی کہتے ہیں: "جب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے۔" اس کے لیے دو رکعت یا چار پڑھے۔حدیث میں ہے: "پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہیں جیسے شبِ قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔" مشائخ فرماتے ہیں: کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ سیدنا عبداللہ ابن ابواوفی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا": جس کسی کو بھی اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب یا پھر کسی بنی آدم کی طرف کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت ادا کر کے اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے نبی ﷺ پر

---

[1] شامی ص573ج2

مبحث سیزداہم صلٰوۃ کسوف وخسوف

494:سورج پر گرہن آجائے تو اسے کسوف کہتے ہیں۔ کسوف کے وقت دو رکعت نفل نماز باجماعت پڑھنا مسنون ہیں۔ بشرطیکہ اگرامام امامت کرائے یا مسلمان حاکم وقت یا اُس کا کوئی نائب امامت کرے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ہر مسجد کا امام اپنی مسجد میں یہ نماز باجماعت ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ :495:اس نماز کے لیے نہ تو اذان ہے اور نہ اقامت اور لوگوں کو جمع کرنا اگر مطلوب ہو تو یہ منادی کی جائے گی۔ الصلوۃ جامعہ

درود پڑھے اور پھر یہ کلمات کہے:لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلاَمَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لاَ تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلاَّ غَفَرْتَهُ وَلاَ هَمًّا إِلاَّ فَرَّجْتَهُ وَلاَ حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلاَّ قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ " **"اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے، سب تعریفات و حمد اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت واجب کرنے والے اُمور طلب کرتا ہوں، اور تیری بخشش کا طلبگار ہوں، اور ہر نیکی کی غنیمت چاہتا ہوں، اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں، میرے سب گناہ معاف کر دے، اور میرے سارے غم و پریشانیاں دور فرما، اور تیری رضا و خوشنودی کا، جو بھی حاجت و ضرورت ہے، وہ پوری فرما اے ارحم الراحمین"!**

494: (يُصَلِّي بِالنَّاسِ مَنْ يَمْلِكُ إقَامَةَ الْجُمُعَةِ) بَيَانٌ لِلْمُسْتَحَبِّ وَمَا فِي السِّرَاجِ لَا بُدَّ مِنْ شَرَائِطِ الْجُمُعَةِ إلَّا الْخُطْبَةَ رَدَّهُ فِي الْبَحْرِ عِنْدَ الْكُسُوفِ (رَكْعَتَيْنِ) بَيَانٌ لِأَقَلِّهَا،(قَوْلُهُ مَنْ يَمْلِكُ إقَامَةَ الْجُمُعَةِ) وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ فِي غَيْرِ رِوَايَةِ الْأُصُولِ لِكُلِّ إمَامِ مَسْجِدٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِجَمَاعَةٍ فِي مَسْجِدِهِ وَالصَّحِيحُ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَهُوَ أَنَّهُ لَا يُقِيمُهَا إلَّا الَّذِي يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْجُمُعَةَ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ (نَهْرٌ قَوْلُهُ: بَيَانٌ لِلْمُسْتَحَبِّ) أَيْ قَوْلُهُ: يُصَلِّي بِالنَّاسِ بَيَانُ الْمُسْتَحَبِّ، وَهُوَ فِعْلُهَا بِالْجَمَاعَةِ، أَيْ إذَا وُجِدَ إمَامُ الْجُمُعَةِ، وَإِلَّا فَلَا تُسْتَحَبُّ الْجَمَاعَةُ بَلْ تُصَلَّى فُرَادَى؛ إذْ لَا يُقِيمُهَا غَيْرُهُ كَمَا عَلِمْته (قَوْلُهُ: رَدَّهُ فِي الْبَحْرِ) أَيْ بِتَصْرِيحِ الْإِسْبِيجَابِيِّ بِأَنَّهُ يُسْتَحَبُّ فِيهَا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الْإِمَامُ وَالْوَقْتُ أَيْ الَّذِي يُبَاحُ فِيهِ التَّطَوُّعُ وَالْمَوْضِعُ أَيْ مُصَلَّى الْعِيدِ أَوْ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ. اهـ. قَوْلُهُ: الْإِمَامُ أَيْ الِاقْتِدَاءُ بِهِ. وَحَاصِلُهُ أَنَّهَا تَصِحُّ بِالْجَمَاعَةِ وَبِدُونِهَا، وَالْمُسْتَحَبُّ الْأَوَّلُ لَكِنْ إذَا صُلِّيَتْ بِجَمَاعَةٍ لَا يُقِيلُهَا إلَّا السُّلْطَانُ وَمَأْذُونُهُ كَمَا مَرَّ أَنَّهُ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ، وَكَوْنُ الْجَمَاعَةِ مُسْتَحَبَّةً فِيهِ رَدٌّ عَلَى مَا فِي السِّرَاجِ مِنْ جَعْلِهَا شَرْطًا كَصَلَاةِ الْجُمُعَةِ[1]

ترجمہ: اس نماز کو جماعت کے ساتھ وہی امام پڑھائے گا جو جمعہ پڑھاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے ہاں یہ ہے کہ ہر مسجد کا امام اپنی مسجد میں پڑھائے گا۔ اور صحیح روایت کے مطابق یہ ہے کہ جمعے کی امامت کرنے والا امام ہی اس کی امامت کرے۔ اگر جمعے کا امام مل جائے تو اس کے ساتھ جماعت کی صورت میں نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ اگر امام میسر نہ ہو تو ہر کوئی اپنی الگ الگ نماز پڑھے۔ بحر میں جو بات لکھی گئی ہے اس کے مطابق اس میں تین چیزیں مستحب ہیں: امام، جائز وقت جس میں نوافل مکروہ نہ ہوں، اور جگہ کا ہونا یعنی عید کی نماز کی جگہ یا جامع مسجد، اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ جماعت امام کے ساتھ درست ہے اس کے بغیر نہیں، اور پہلا عمل مستحب ہے۔ جب جماعت کے ساتھ ادا کی جائے تو بہتر ہے کہ سلطان اس کی امامت کرے وہ نہیں تو اس سے نچلے درجے والا، وہ نہیں تو اس سے نیچے درجے والا۔ اور جامعت کے مستحب ہونے والے قول میں سراج کے اس قول کا رد ہے

---

[1] ردالمحتار علی در مختار ص77 ج3

مسئلہ:496،:صلوۃ کسوف میں طویل سورتیں پڑھنااور رکوع وسجود میں زیادہ وقت صرف کرنامسنون ہے۔

مسئلہ:497:قرأت بالجہر نہ ہو بلکہ خاموش پڑھی جائے۔

مسئلہ:498: نماز کے بعد امام قبلہ رو بیٹھ دعا میں مشغول ہو جائے یا کھڑے ہو کر اس طریقے سے کہ دعامانگتے ہوئے مڑ کر مقتدیوں کو دیکھے گا۔اور مقتدی آمین کہیں گے۔جب تک سورج گرہن سے نہ نکلے۔اُس وقت تک دعا کرنی چاہیے۔اگراسی حالت میں سورج غروب ہو جائے یادوسرے نماز کاوقت ہو جائے تو دعا چھوڑ کر مذکورہ وقت کی نماز ادا کی جائے۔

جس میں اس کے نماز جمعے کی مانند ہونے کی شرط ہے۔

مسئلہ:494: "بلا أذان ولا إقامة ولا جهر" في القراءة فيها عنده خلافا لهما ولا خطبة" بإجماع أصحابنا لعدم أمره صلى الله عليه وسلم بالخطبة "بل ينادى الصلاة جامعة" ليجتمعوا

[1]ترجمہ: اذان،اقامت اور قرات میں جہر کے بغیر دونوں میں امام اعظم کے نزدیک بخلاف صاحبین کے اور نہ ہی کوئی خطبہ ہے ہمارے اصحاب کے اجماع کے ساتھ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے کا حکم نہیں دیا۔بلکہ ان کو جمع کرنے کے ؛لئے منادی کروئی جائے گی کہ الصلوۃ جامعۃ۔

مسئلہ:،496،495:"وسن تطويلها" بنحو سورة البقرة قال الكمال وهذا مستثنى من تطويل الصلاة ولو خففها جاز ولا يكون مخالفا للسنة لأن المسنون استيعاب الوقت بالصلاة والدعاء فإذا خفف إحداهما طول الأخرى ليبقى على الخشوع والخوف إلى انجلاء الشمس "و" سن "تطويل ركوعها وسجودها" لما روي أن الشمس انكسفت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم: "فقام فلم يكد يركع ثم ركع فلم يكد يرفع ثم رفع فلم يكد يسجد ثم سجد فلم يكد يرفع" وفعل في الركعة الأخرى مثل ذلك أخرجه الحاكم وصححه[2]

ترجمہ: ان دونوں کو طویل کرناسنت ہے،اور ان میں سورہ بقرہ اور اس کی طرح کی سورتیں پڑھناسنت ہے۔کمال نے کہاہے: اور یہ نماز کے لمبا کرنے سے مستثنی ہے اور اگر اسے مختسر کردے تو بھی جائز ہے اور سنت کے مخالف نہیں ہے اس لئے کہ مسنون سارے وقت کو نماز اور دعا میں صرف کرناہے، پس جب ایک مختصر ہو گی تو دوسری چیز طویل ہو جائے گی تاکہ خوف اور خشوع سورج کے دوبارہ روشن ہونے تک باقی رہے۔اور رکعتوں کو طویل کرنے اور لمبت رکوع وسجود کا اس لئے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن لگا۔آپ نے دو رکعتیں پڑھائی۔آپ نے سورہ بقرۃ کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبار رکوع کیا، پھر سر اٹھا کر پہلے قیام سے کم لمبا قیام کیا، پھر پہلے رکوع سے کم لمبار کوع کیا، پھر (قومہ کرکے) دو سجدے کئے پھر کھڑے ہو کر پچھلے قیام سے کم لمباقیام کیا پھر پچھلے رکوع سے کم لمبار کوع کیا پھر پچھلے قیام سے کم لمبا قیام کیا پھر پچھلے رکوع سے کم لمبار کوع کیا، پھر دو سجدے کیے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا۔اتنی دیر میں سورج روشن ہو چکا تھا۔پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو وعظ بھی کیا۔(صحیح بخاری:۱۰۵۲حدیث نمبر)

مسئلہ:497:ولا جهر" في القراءة فيها عنده خلافا لهما ولا خطبة[3]

ترجمہ: ان دو رکعتوں میں امام ابو حنیفہ کے ہاں قرات بلند آواز سے نہیں ہو گی اور نہ خطبہ ہو گا بخلاف صاحبین کے۔

---

[1]مراقی الفلاح ص545

[2]مراقی الفلاح ص545

[3]مراقی الفلاح ص545

خسوف:

مسئلہ:499: چاند پر گرہن آجائے تو اسے خسوف کہتے ہیں۔ اس حالت میں دو رکعت نماز گھروں میں فرداً فرداً پڑھنا مسنون ہے۔ مسجد جانا مسنون نہیں۔

مسئلہ: 500:اسی طرح اگر خوف یا مصیبت وغیرہ پیش آئے تو اُس وقت بھی نماز پڑھنا مسنون ہے۔ مثلاً سخت آندھی آئے یا مسلسل زلزلہ ہو یا بجلی گرتی ہو یا ستارے زیادہ ٹوٹتے ہوں۔ یا حد سے زیادہ برف پڑھ رہی ہو یا مسلسل بارشیں ہوں یا عام مرض پھیلے یا دشمن کا خوف ہو وغیرہ وغیرہ۔ یہ نماز بھی مسجد میں باجماعت نہیں۔ بلکہ گھروں میں فرداً فرداً پڑھنی چاہیے۔ آپ ﷺ کو جب کوئی مصیبت پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔

مسئلہ:498: "ثم يدعو الإمام" لأن السنة تأخيره عن الصلاة "جالسا مستقلا القبلة أن شاء أو يدعو" يدعو "قائما مستقبل الناس" قال شمس الأئمة الحلواني "وهو أحسن من استقبال القبلة ولو اعتمد قائما على عصا أو قوس كان أيضا حسنا ولا يصعد المنبر للدعاء ولا يخرج "و" إذا دعا "يؤمنون على دعائه" ويستمرون كذلك "حتى يكمل إجلاء الشمس"[1]

ترجمہ: پھر امام دعا کرے گا، اس لئے کہ سنت یہ ہے کہ اسے نماز کے بعد مانگا جائے۔ بیٹھ کر قبلہ رخ ہو کر اور اگر چاہے تو لوگوں کی جانب منہ کر کے بھی دعا مانگ سکتا ہے، شمس الائمۃ حلوانی کہتے ہیں کہ یہ زیادہ اچھا ہے قبلہ رخ ہو کے دعا مانگنے سے، اور اگر کسی کمان یا لاٹھی پر سہارا لیا جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ دعا کے لئے امام منبر پر نہیں چڑھے گا، اور جب دعا کرے گا تو مقتدی اس کی دعا پر آمین کہیں گے۔ اور یہ عمل ایسے ہی جاری رہے گا یہاں تک سورج دوبارہ چمکنا شروع ہو جائے۔

مسئلہ:499: (رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا كَالْخُسُوفِ) كَمَا يُصَلُّونَ فِي خُسُوفِ الْقَمَرِ فُرَادَى بِلَا جَمَاعَةٍ لِتَعَذُّرِ الِاجْتِمَاعِ بِاللَّيْلِ أَوْ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ.وَفِي التُّحْفَةِ يُصَلُّونَ فِي مَنَازِلِهِمْ وَقِيلَ: الْجَمَاعَةُ جَائِزَةٌ فِيهِ عِنْدَنَا لَكِنَّهَا لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ وَلَا خُطْبَةَ فِيهَا بِالْإِجْمَاعِ.[2]

ترجمہ: دو رکعتیں یا چار رکعتیں نماز خسوف کی طرح۔ جیسے کہ پڑھی جاتی ہیں، انفرادی طور پر ادا کی جائیں گی بوجہ رات کے وقت لوگوں کے ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہ ہونے کی وجہ سے۔ یا خوف فتنہ کی وجہ سے۔ تحفہ میں لکھا ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی جماعت ہمارے نزدیک جائز ہے لیکن وہ سنت نہیں ہے اور اس میں خطبے کے نہ ہونے پر اجماع ہے۔

مسئلہ: 500: (وَالرِّيحِ) الشَّدِيدَةِ (وَالظُّلْمَةِ) الْقَوِيَّةِ نَهَارًا وَالضَّوْءِ الْقَوِيِّ لَيْلًا (وَالْفَزَعِ) الْغَالِبِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنْ الْآيَاتِ الْمَخُوفَةِ كَالزَّلَازِلِ وَالصَّوَاعِقِ وَالثَّلْجِ وَالْمَطَرِ الدَّائِمَيْنِ وَعُمُومِ الْأَمْرَاضِ، وَمِنْهُ الدُّعَاءُ بِرَفْعِ الطَّاعُونِ وَقَوْلُ ابْنِ حَجَرٍ: بِدْعَةٌ أَيْ حَسَنَةٌ، وَكُلُّ طَاعُونٍ وَبَاءٌ وَلَا عَكْسَ، وَتَمَامُهُ فِي الْأَشْبَاهِ. وَفِي الْعَيْنِيِّ: صَلَاةُ الْكُسُوفِ سُنَّةٌ: وَاخْتَارَ فِي الْأَسْرَارِ وُجُوبَهَا صَلَاةُ الْخُسُوفِ حَسَنَةٌ وَكَذَا الْبَقِيَّةُ. وَفِي الْفَتْحِ: وَاخْتُلِفَ فِي اسْتِنَانِ صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ فَلِذَا أَخَّرَهَا.[3]

---

[1] مراقی الفلاح ص545

[2] مجمع النہر ص206 ج1

[3] در مختار ص104

501: تنبیہ: جن اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے اُن اوقات میں یہ مذکورہ نماز نہیں پڑھنی چاہئیں۔ یہی حکم استسقاء کا ہے۔

مبحث چہاردہم صلوٰۃ استسقاء

502،،: بوقت ضرورت اگر بارش نہ برسے تو ایسے وقت میں بارش کے لیے سوال اور دعا کرنا مسنون ہے۔ اسی کو استسقاء کہتے ہیں۔ استسقاء کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کے مسلمان لوگ اپنے بوڑھوں اور بچوں کو معمولی لباس پہناتے ہوئے پیادہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دیہات سے باہر نکلیں اور مویشی بھی اگر ساتھ نکالیں تو زیادہ بہتر ہے کافروں کو ساتھ نہیں آنا چاہیے۔ اور دوسروں کے حقوق حقداروں کو پہنچادیں اور توبہ گار ہو کر توبہ کرے اور مغفرت کی طلب کرلیں۔ اور پھر بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت نماز باجماعت ادا کرے۔ اور امام قرات بالجہر سے نماز پڑھائے اور پھر امام قبلہ رو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر بارش کے لیے دعا کرے اور حاضرین بھی ساتھ دعا مانگتے ہوئے آمین کہیں گے۔

ترجمہ: اور تیز ہوا، اور دن کے وقت شدید اندھیرا، اور رات کے وقت بہت واضح روشنی اور بہت زیادہ ڈر اور اسی طرح کی دیگر ڈرانے والی نشانیاں جیسے زلزلے، بجلیاں، ہمیشہ کی برف باری، بارش اور امراض کا عام ہونا، اور اسی سے طاعون کے اٹھنے کی دعا کرنا۔ اور ابن حجر کا قول ہے کہ یہ بدعت ہے لیکن حسنہ ہے۔ اور ہر طاعون وبا ہے، اس کا الٹ نہیں ہے۔ اس کی مکمل بحث الاشباہ میں ہے۔ عینی میں ہے کہ نماز کسوف سنت ہے، اسرار میں اس کے وجوب کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور فتح میں ہے کہ نماز استسقا کے سنت ہونے میں اخلاف ہونے کے سبب اسے مؤخر کیا گیا ہے۔

501: (قَوْلُهُ فِي غَيْرِ وَقْتٍ مَكْرُوهٍ) لِأَنَّ النَّوَافِلَ لَا تُصَلَّى فِي الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنْ الصَّلَاةِ فِيهَا، وَهَذِهِ نَافِلَةٌ جَوْهَرَةٌ،[1]

ترجمہ: جن اوقات میں نفل پڑھنا مکروہ ہے اُن اوقات میں یہ مذکورہ نماز نہیں پڑھنے چاہئیں۔ اور یہ نوافل جوہرہ ہیں۔

502: (هُوَ دُعَاءٌ وَاسْتِغْفَارٌ) لِأَنَّهُ السَّبَبُ لِإِرْسَالِ الْأَمْطَارِ (بِلَا جَمَاعَةٍ) مَسْنُونَةٌ بَلْ هِيَ جَائِزَةٌ (وَ) بِلَا (خُطْبَةٍ) وَقَالَا: تُفْعَلُ كَالْعِيدِ وَهَلْ يُكَبِّرُ لِلزَّوَائِدِ؟ خِلَافٌ (وَ) بِلَا (قَلْبِ رِدَاءٍ) خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ (وَ) بِلَا (حُضُورِ ذِمِّيٍّ) وَإِنْ كَانَ الرَّاجِحُ أَنَّ دُعَاءَ الْكَافِرِ قَدْ يُسْتَجَابُ اسْتِدْرَاجًا، وَأَمَّا قَوْله تَعَالَى {وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلا فِي ضَلالٍ} [غافر: 50] فَفِي الْآخِرَةِ شُرُوحُ مَجْمَعٍ (وَإِنْ صَلَّوْا فُرَادَى جَازَ) فَهِيَ مَشْرُوعَةٌ لِلْمُنْفَرِدِ، وَقَوْلُ التُّحْفَةِ وَغَيْرِهَا ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ لَا صَلَاةَ أَيْ بِجَمَاعَةٍ(وَيَخْرُجُونَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ) لِأَنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ أَكْثَرُ مِنْهَا (مُتَتَابِعَاتٍ) وَيُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ الْخُرُوجِ وَبِالتَّوْبَةِ ثُمَّ يَخْرُجُ بِهِمْ فِي الرَّابِعِ (مُشَاةً فِي ثِيَابٍ غَسِيلَةٍ أَوْ مُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِينَ مُتَوَاضِعِينَ خَاشِعِينَ لِلَّهِ نَاكِسِينَ رُءُوسَهُمْ وَيُقَدِّمُونَ الصَّدَقَةَ فِي كُلِّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوجِهِمْ وَيُجَدِّدُونَ التَّوْبَةَ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلْمُسْلِمِينَ وَيَسْتَسْقُونَ بِالضَّعَفَةِ وَالشُّيُوخِ) وَالْعَجَائِزِ وَالصِّبْيَانِ وَيُبْعِدُونَ الْأَطْفَالَ عَنْ أُمَّهَاتِهِمْ. وَيُسْتَحَبُّ إخْرَاجُ الدَّوَابِّ(قَوْلُهُ كَالْعِيدِ) أَيْ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إقَامَةٍ ثُمَّ يَخْطُبَ بَعْدَهَا قَائِمًا عَلَى الْأَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلَى قَوْسٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ عَصًا خُطْبَتَيْنِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَخُطْبَةً وَاحِدَةً عَنْ أَبِي يُوسُفَ حِلْيَةٌ[2]

---

[1] شامی ص78ج3

[2] شامی ص18ج3

503:استسقاء کے دعا میں خاص الفاظ ضروری نہیں ہیں۔ جو الفاظ کے آپ ﷺ سے منقول ہیں وہی پڑھنا احسن ہے۔اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا نافعا غیر ضار عاجلا غیر آجل

504:اور تین دن متواتر اسی طرح استسقاء کے لیے نکلنا چاہیے۔اس سے زیادہ نہیں۔اس لیے کہ اس سے زیادہ نکلنے کا ثبوت نہیں ہے اور اگر نکلنے سے پہلے یا استسقاء ایک دن ہونے کے بعد بارش ہو جائے تو پھر بھی بغرض ادائیگی شکر یہ نکلنا اچھا ہے۔

ترجمہ: یہ دعا اور استغفار ہے اس لئے کہ یہ بارش کے مانگنے کا سبب ہے۔بلا جماعت مسنون ہے بلکہ جائز ہے اور بغیر خطبے کے ہے۔اور صاحبین نے کہا ہے کہ اس میں عید کی مانند افعال ادا کئے جائیں گے۔اور اس میں چادر کا لوٹانا بھی نہیں ہے،امام محمد کی رائے اس کے خلاف ہے اور ذمی کا حاضر ہونا بھی ضروری نہیں ہے اگرچہ راجح یہی ہے کہ کبھی کبھی کافر کی دعا بھی استدراجا قبول ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا قوم {وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلا فِي ضَلالٍ} [غافر: 50]آخرت کے بارے میں ہے۔اگر سب اسے انفرادی طور پر ادا کریں تو جائز ہے،اس لئے کہ یہ منفرد کے لئے ہی مشروع ہے۔اس نماز کے لئے مسلسل تین دن تک لوگ نکلیں گے،امام کے لئے مستحب ہے کہ اس نماز کی ادائیگی سے پہلے لوگوں کو حکم دے کہ وہ تین دن روزہ رکھیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور چوتھے دن نماز استسقا ادا کریں۔پیدل جائیں،پرانے کپڑوں میں یا دھلے ہوئے کپڑوں میں یا پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں اور اللہ کے سامنے انکسار،عاجزی اور تواضع کرتے ہوئے اور سروں کو جھکاتے ہوئے جائیں،پھر ہر روز نکلنے سے پہلے اللہ کے راستے میں صدقہ کریں پھر جائیں۔توبہ کی تجدید کرتے رہیں اور مسلمانوں کے لئے مغفرت طلب کریں،اور اپنے بوڑھوں اور کمزور لوگوں،بچوں کے ذریعے سے بارش طلب کریں اور بچوں کو ان کی ماؤں سے دور کر دیا جائے۔اور جانوروں کا نکالنا بھی مستحب ہے۔اور عید کی مانند ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں دو رکعتیں ادا کی جائیں گی جن میں بلند آواز سے قرات کی جائے گی اور اس کی کوئی اذان اور اقامت نہیں ہو گی۔اس کے بعد امام زمین پر کھڑا ہو کر کسی عصا یا کمان کا سہارا لے کر خطبہ دے گا۔امام محمد کے ہاں دو خطبے دے گا اور امام ابو یوسف کے ہاں ایک خطبہ ہی کافی ہے(حلیہ)

503:وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا استسقى قال اللهم اسق عبادك وبهيمتك وانشر رحمتك وأحي بلدك الميت . رواه مالك وأبو داود .
(صحيح) وعن جابر قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يواكئ فقال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا مريعا نافعا غير ضار عاجلا غير آجل . قال فأطبقت عليهم السماء . رواه أبو داود .[1]

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد سے،وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش طلب فرماتے تو کہتے اے اللہ! اپنے طبدوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنے مردہ شہر کو زندہ فرمادے۔(ابو داود)

---

[1] مشکواۃ المصابیح ص132 ج1

استسقاء سے قبل تین دن روزے رکھنا بھی مستحب ہے۔ اور تینوں دن استسقاء کے لیے نکلنے سے پہلے صدقہ اور خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

505:تنبیہ: امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزد استسقاء صرف دعا اور استغفار ہے۔ اس کے لیے نماز مقرر نہیں۔ البتہ اگر فرداً فرداً نماز پڑھی جائے۔ تو جائز ہے اور اگر باجماعت پڑھی جائے تو بھی جائز ہے۔ لیکن سنت نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کئی بار بغیر نماز کے بھی استسقاء کر چکے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ استسقاء میں جماعت امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ بات ضعیف ہے اور قابل اعتبار نہیں۔ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ استسقاء میں نماز کو بھی ادا کرنی چاہیے۔ باجماعت جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ اسی طرح امام احمد، امام شافعی، امام احمد بن حنبل تینوں اماموں کا قبول ہے کہ نماز باجماعت ہونی چاہیے۔

نوٹ: فیض الباری شرح صحیح البخاری میں لکھا گیا ہے کہ صاحبین کے قول پر عمل ہے اور امام کے لیے تفاؤلاً چادر اوڑھنا مستحب ہے۔ نہ کہ قوم کے لیے فتح القدیر وغیرہ میں چادر اوڑھنے کی جو نفی ہے تو اُس سے مراد وجوب کی نفی ہے۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ دعا فرما رہے تھے: اے اللہ! ہمیں بھرپور، خوشگوار، شادابی لانے والی، نفع بخش، غیر نقصاندہ، جلدی نہ کہ تاخیر والی بارش عطا فرما۔

504:(وَيَخْرُجونَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ) لِأَنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ أَكْثَرُ مِنْهَا (مُتَتَابِعَاتٍ) وَيُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ الْخُرُوجِ وَبِالتَّوْبَةِ ثُمَّ يَخْرُجُ بِهِمْ فِي الرَّابِعِ (مُشَاةً فِي ثِيَابٍ غَسِيلَةٍ أَوْ مُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِينَ مُتَوَاضِعِينَ خَاشِعِينَ لِلَّهِ نَاكِسِينَ رُءُوسَهُمْ وَيُقَدِّمُونَ الصَّدَقَةَ فِي كُلِّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوجِهِمْ وَيُجَدِّدُونَ التَّوْبَةَ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلْمُسْلِمِينَ وَيَسْتَسْقُونَ بِالضَّعَفَةِ وَالشُّيُوخِ) وَالْعَجَائِزِ وَالصِّبْيَانِ وَيُبْعِدُونَ الْأَطْفَالَ عَنْ أُمَّهَاتِهِمْ. وَيُسْتَحَبُّ إخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالْأَوْلَى خُرُوجُ الْإِمَامِ مَعَهُمْ وَإِنْ خَرَجُوا بِإِذْنِهِ أَوْ بِغَيْرِ إذْنِهِ جَازَ (وَيَجْتَمِعُونَ فِي الْمَسْجِدِ بِمَكَّةَ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ) وَلَمْ يَذْكُرْ الْمَدِينَةَ كَأَنَّهُ لِضِيقِهِ وَإِنْ دَامَ الْمَطَرُ حَتَّى أَضَرَّفَلَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ بِحَبْسِهِ وَصَرْفِهِ حَيْثُ يَنْفَعُ، وَإِنْ سُقُوا قَبْلَ خُرُوجِهِمْ نُدِبَ أَنْ يَخْرُجُوا شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى.[1]

ترجمہ: اور تین دن متواتر اسی طرح استسقاء کے لیے نکلنا چاہیے۔ اس سے زیادہ نہیں یعنی اس نماز کے لئے مسلسل تین دن تک لوگ نکلیں گے، امام کے لئے مستحب ہے کہ اس نماز کی ادائیگی سے پہلے لوگوں کو حکم دے کہ وہ تین دن روزہ رکھیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور چوتھے دن نماز استسقا ادا کریں۔ پیدل جائیں، پرانے کپروں میں یا دھلے ہوئے کپڑوں میں یا پیوند لگے ہوئے کپڑوں میں اور اللہ کے سامنے انکسار، عاجزی اور تواضع کرتے ہوئے اور سروں کو جھکاتے ہوئے جائیں، پھر ہر روز نکلنے سے پہلے اللہ کے راستے میں صدقہ کریں پھر جائیں۔ توبہ کی تجدید کرتے رہیں اور مسلمانوں کے لئے مغفرت طلب

---

[1] در مختار ص96

کریں، اور اپنے بوڑھوں اور کمزور لوگوں، بچوں کے ذریعے سے بارش طلب کریں اور بچوں کو ان کی ماؤں سے دور کر دیا جائے۔ اور جانوروں کا نکالنا بھی مستحب ہے۔

505: (هُوَ دُعَاءٌ وَاسْتِغْفَارٌ) لِأَنَّهُ السَّبَبُ لِإِرْسَالِ الْأَمْطَارِ (بِلَا جَمَاعَةٍ) مَسْنُونَةٌ بَلْ هِيَ جَائِزَةٌ (وَ) بِلَا (خُطْبَةٍ) وَقَالَا: تُفْعَلُ كَالْعِيدِ وَهَلْ يُكَبِّرُ لِلزَّوَائِدِ؟ خِلَافٌ (وَ) بِلَا (قَلْبِ رِدَاءٍ) خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ (وَ) بِلَا (حُضُورِ ذِمِّيٍّ)--- (وَإِنْ صَلَّوْا فُرَادَى جَازَ) فَهِيَ مَشْرُوعَةٌ لِلْمُنْفَرِدِ، وَقَوْلُ التُّحْفَةِ وَغَيْرِهَا ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ لَا صَلَاةَ أَيْ بِجَمَاعَةٍ(قَوْلُهُ: بَلْ هِيَ) أَيْ الْجَمَاعَةُ جَائِزَةٌ لَا مَكْرُوهَةٌ، وَهَذَا مُوَافِقٌ لِمَا ذَكَرَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ مِنْ أَنَّ الْخِلَافَ فِي السُّنِّيَّةِ لَا فِي أَصْلِ الْمَشْرُوعِيَّةِ، وَجَزَمَ بِهِ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ مَعْزِيًّا إلَى شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ، وَكَلَامُ الْمُصَنِّفِ كَالْكَنْزِ يُفِيدُ عَدَمَ الْمَشْرُوعِيَّةِ كَمَا فِي الْبَحْرِ وَتَمَامُهُ فِي النَّهْرِ وَظَاهِرُ كَلَامِ الْفَتْحِ تَرْجِيحُهُ. وَذَكَرَ فِي الْحِلْيَةِ أَنَّ مَا ذَكَرَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ مُتَّجَهٌ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيلُ فَلْيَكُنْ عَلَيْهِ التَّعْوِيلُ اهـ وَقَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الْكَبِيرِ بَعْدَ سَوْقِهِ الْأَحَادِيثَ وَالْآثَارَ.فَالْحَاصِلُ: أَنَّ الْأَحَادِيثَ لَمَّا اخْتَلَفَتْ فِي الصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ وَعَدَمِهَا عَلَى وَجْهٍ لَا يَصِحُّ بِهِ إثْبَاتُ السُّنِّيَّةِ لَمْ يَقُلْ أَبُو حَنِيفَةَ بِسُنِّيَّتِهَا وَلَا يَلْزَمُ مِنْهَا قَوْلُهُ بِأَنَّهَا بِدْعَةٌ كَمَا نَقَلَهُ عَنْهُ بَعْضُ الْمُتَعَصِّبِينَ بَلْ هُوَ قَائِلٌ بِالْجَوَازِ اهـ.قُلْت: وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ النَّدْبُ وَالِاسْتِحْبَابُ لِقَوْلِهِ فِي الْهِدَايَةِ قُلْنَا: «إنَّهُ فَعَلَهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - مَرَّةً وَتَرَكَهُ أُخْرَى» فَلَمْ يَكُنْ سُنَّةً اهـ أَيْ لِأَنَّ السُّنَّةَ مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ وَالْفِعْلُ مَرَّةً مَعَ التَّرْكِ أُخْرَى يُفِيدُ النَّدْبَ تَأَمَّلْ (قَوْلُهُ كَالْعِيدِ) أَيْ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إقَامَةٍ ثُمَّ يَخْطُبَ بَعْدَهَا قَائِمًا عَلَى الْأَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلَى قَوْسٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ عَصًا خُطْبَتَيْنِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَخُطْبَةً وَاحِدَةً عَنْ أَبِي يُوسُفَ حِلْيَةٌ (قَوْلُهُ خِلَافٌ) فَفِي رِوَايَةِ ابْنِ كَاسٍ عَنْ مُحَمَّدٍ يُكَبِّرُ الزَّوَائِدَ كَمَا فِي الْعِيدِ وَالْمَشْهُورُ مِنْ الرِّوَايَةِ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَا يُكَبِّرُ كَمَا فِي الْحِلْيَةِ (قَوْلُهُ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ) فَإِنَّهُ يَقُولُ يَقْلِبُ الْإِمَامُ رِدَاءَهُ إذَا مَضَى صَدْرٌ مِنْ خُطْبَتِهِ، فَإِنْ كَانَ مُرَبَّعًا جَعَلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ وَأَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ، وَإِنْ كَانَ مُدَوَّرًا جَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ، وَإِنْ كَانَ قَبَاءً جَعَلَ الْبِطَانَةَ خَارِجًا، وَالظِّهَارَةَ دَاخِلًا حِلْيَةٌ. وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ رِوَايَتَانِ وَاخْتَارَ الْقُدُورِيُّ قَوْلَ مُحَمَّدٍ لِأَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - فَعَلَ ذَلِكَ نَهْرٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَمَا فِي شَرْحِ دُرَرِ الْبِحَارِ قَالَ فِي النَّهْرِ وَأَمَّا الْقَوْمُ فَلَا يَقْلِبُونَ أَرْدِيَتَهُمْ عِنْدَ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ خِلَافًا لِمَالِكٍ[1]

ترجمہ: یہ دعا اور استغفار ہے اس لئے کہ یہ بارش کے مانگنے کا سبب ہے۔ بلا جماعت مسنون ہے بلکہ جائز ہے اور بغیر خطبے کے ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے کہ اس میں عید کی مانند افعال ادا کئے جائیں گے۔ اور اس میں چادر کا لوٹانا بھی نہیں ہے، امام محمد کی رائے اس کے خلاف ہے۔ یہ دعا اور استغفار ہے اس لئے کہ یہ بارش کے مانگنے کا سبب ہے۔ بلا جماعت مسنون ہے بلکہ جائز ہے اور بغیر خطبے کے ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے کہ اس میں عید کی مانند افعال ادا کئے جائیں گے۔ اور اس میں چادر کا لوٹانا بھی نہیں ہے، امام محمد کی رائے اس کے خلاف ہے اور ذمی کا حاضر ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر سب اسے انفرادی طور پر ادا کریں تو جائز ہے، اس لئے کہ یہ منفرد کے لئے ہی مشروع ہے۔ البتہ اگر فرداً فرداً نماز پڑھی جائے۔ تو جائز ہے اور اگر باجماعت پڑھی جائے تو بھی جائز ہے۔ لیکن سنت نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کئی بار بغیر نماز کے بھی استسقاء کر چکے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ استسقاء میں جماعت امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ بات ضعیف ہے اور قابل اعتبار نہیں۔ اور صاحبین فرماتے

---

[1] شامی ص81 ج3

مسئلہ:506:اگر مسلسل بارش برسنے سے تکلیف اور نقصان کا خطرہ ہو تو بارش تھم جانے کے لیے دعا مانگنے میں کوئی برائی نہیں۔ جو الفاظ آپ ﷺ ایسے موقع پر فرما چکے ہیں۔ وہی الفاظ پڑھنا احسن ہے۔ وہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔ «اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ»

ہیں کہ استسقاء میں نماز کو بھی ادا کرنی چاہیے۔ باجماعت جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ اسی طرح امام احمد، امام شافعی، امام احمد بن حنبل تینوں اماموں کا قبول ہے کہ نماز باجماعت ہونی چاہیے۔

مسئلہ:506: وَإِنْ دَامَ الْمَطَرُ حَتَّى أَضَرَّ فَلَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ بِحَبْسِهِ وَصَرْفِهِ حَيْثُ يَنْفَعُ، وَإِنْ سُقُوا قَبْلَ خُرُوجِهِمْ نُدِبَ أَنْ يَخْرُجُوا شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى (قَوْلُهُ: فَلَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ بِحَبْسِهِ إلَخْ) أَيْ فَيَقُولُ كَمَا قَالَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ» وَتَمَامُ الْكَلَامِ فِي الْإِمْدَادِ[1]

ترجمہ: اگر بارش مسلسل ہو رہی ہو تو اس کے رکنے کی دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ان کے نکلنے سے پہلے ہی بارش ہو جائے تب بھی مستحب ہے کہ وہ اللہ کے شکر کے لئے باہر نکلیں۔ اور بارش کے رکنے کی دعا کے حوالے سے جو دعا کرنی ہے وہ وہی الفاظ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائے ہیں۔ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ مکمل بحث امداد میں ہے۔

---

[1] شامی ص81ج3

مبحث پنج دہم صلٰوۃ تراویح

507: تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ ہر مکلف کے حق میں خواہ مرد ہو یا عورت رمضان کے مہینے میں عشاء کی فرض نماز اور سنت پڑھنے کے بعد اور وتر پڑھنے سے قبل بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت ہیں۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر اور اس طرح دس بار سلام پھیر کر بیس رکعت کی نماز تراویح پڑھی جاتی ہے۔

مسئلہ: 508: وتر کی نماز تراویح کے بعد ادا کرنی چاہیے۔ اور اگر تراویح سے پہلے پڑھی جائے تو بھی ادا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: 509: اگر تراویح عشاء کی فرض نماز سے پہلے پڑھی جائے تو ادا نہیں ہوتی کیونکہ تراویح کا وقت فرض نماز کے بعد ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تراویح فرض نماز کے بعد ادا کرے لیکن بعد میں اُسے معلوم ہو جائے کہ فرض نماز بغیر وضو کے پڑھی ہے اور تراویح باوضو پڑھی ہے، یا معلوم ہو جائے کہ کسی اور وجہ سے فرض نماز فاسد ہو چکی ہے تو فرض نماز لوٹانے کے بعد وقت کے اندر اندر تراویح کی اعادہ بھی ہونا چاہیے۔

507: (التَّرَاوِيحُ سُنَّةٌ) مُؤَكَّدَةٌ لِمُوَاظَبَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ (لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ) إجْمَاعًا(وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ) إلَى الْفَجْرِ (قَبْلَ الْوِتْرِ وَبَعْدَهُ) فِي الْأَصَحِّ،[1]

ترجمہ: تراویح سنت مؤکدہ ہے، مؤکدہ اس لئے کہ اس پر خلفائے راشدین نے مواظبت کی ہے۔ مردوں اور عورتوں کے لئے اور اس پر اجماع ہے۔ اس کا وقت نماز عشا کے بعد سے فجر تک ہے وتر سے پہلے اور اس کے بعد۔

مسئلہ: 508: ويصح تقديم الوتر على التراويح وتاخيره عنها وهو افضل [2]

ترجمہ: اور صحیح یہ ہے کہ وتر کو تراویح پر مقدم کیا جائے، اور وتر کی تاخیر تروایح کی نماز سے افضل ہے۔

مسئلہ: 509: وَالصَّحِيحُ أَنَّ وَقْتَهَا مَا بَعْدَ الْعِشَاءِ إلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ قَبْلَ الْوِتْرِ وَبَعْدَهُ حَتَّى لَوْ تَبَيَّنَ أَنَّ الْعِشَاءَ صَلَّاهَا بِلَا طَهَارَةٍ دُونَ التَّرَاوِيحِ وَالْوِتْرِ أَعَادَ التَّرَاوِيحَ مَعَ الْعِشَاءِ دُونَ الْوِتْرِ ؛ لِأَنَّهَا تَبَعٌ لِلْعِشَاءِ هَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى [3]

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ اس کا وقت عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے، وتر سے پہلے اور وتر کے بعد۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص تراویح فرض نماز کے بعد ادا کرے لیکن بعد میں اُسے معلوم ہو جائے کہ فرض نماز بغیر وضو کے پڑھی ہے اور تراویح باوضو

---

[1] در مختار ص95

[2] مراقی الفلاح ص413

[3] ہندیہ ص127ج1

مسئلہ: 510: تراویح کی نیت میں صرف نماز کہنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ سنت مؤکدہ یا تراویح یا سنت تراویح بھی ساتھ نیت میں کہے۔ مطلب یہ ہے کہ مناسب طریق سے تراویح کا تعین ہونا چاہیے اور بعض علماء کرامؒ کہتے ہیں کہ یہ حکم ضروری ہے اور بعض کہتے ہیں کہ احتیاطا کہنا چاہیے۔

مسئلہ: 511: نماز تراویح کی قضا نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص تراویح کی قضا کرے تو وہ نوافل ہو جائیں گے۔ ایک ہی بات ہے کہ تراویح فرض نماز کے ساتھ قضا ہوئی ہو یا بغیر۔ عشاء کی نماز کے ساتھ قضا ہونے کی صورت میں صرف فرض اور وتر کی قضا لازم ہے۔

مسئلہ: 512: ایک ہی سلام کے ساتھ چار رکعت تراویح پڑھنے کی صورت میں اگر قعدہ اولی بھول جائے تو صرف دو رکعت ادا ہوں گی۔ اور اگر دو رکعت پڑھنے کے بعد تشہد والا قعدہ کر چکا ہو تو صحیح قول کے مطابق چار رکعت ادا ہو گئیں۔

پڑھی ہے تو فرض نماز لوٹانے کے بعد وقت کے اندر اندر تراویح کا اعادہ بھی ہونا چاہیے، وتر کا نہیں۔ اس لئے کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں یہ عشا کے تابع ہے۔

مسئلہ: 510: تَقَدَّمَ فِي بَحْثِ النِّيَّةِ الِاخْتِلَافُ فِي أَنَّ السُّنَنَ لَا بُدَّ فِيهَا مِنْ التَّعْيِينِ أَوْ يَكْفِي لَهَا مُطْلَقُ النِّيَّةِ وَالْأَصَحُّ الثَّانِي وَالْأَحْوَطُ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ تَمَامُ الْكَلَامِ فِيهِ فَرَاجِعْهُ.®[1]

ترجمہ: نیت کی بحث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ سنت عبادتوں میں تعیین ضروری ہے یا ان میں صرف مطلق نیت کافی ہے، اور صحیح قول دوسرا ہے اور زیادہ احتیاط پہلے قول میں ہے۔ ساری گفتگو اس باب میں گزر چکی ہے وہاں مراجعت کریں۔

مسئلہ: 511: (وَلَا تُقْضَى إذَا فَاتَتْ أَصْلًا) وَلَا وَحْدَهُ فِي الْأَصَحِّ (فَإِنْ قَضَاهَا كَانَتْ نَفْلًا مُسْتَحَبًّا وَلَيْس بِتَرَاوُح) كَسُنَّةِ مَغْرِبٍ وَعِشَاءٍ (قَوْلُهُ كَسُنَّةِ مَغْرِبٍ وَعِشَاءٍ) أَيْ حُكْمُ التَّرَاوِيحِ فِي أَنَّهَا لَا تُقْضَى إذَا فَاتَتْ إلَخْ كَحُكْمِ بَقِيَّةِ رَوَاتِبِ اللَّيْلِ لِأَنَّهَا مِنْهَا لِأَنَّ الْقَضَاءَ مِنْ خَوَاصِّ الْفَرْضِ وَسُنَّةُ الْفَجْرِ بِشَرْطِهَا[2]

ترجمہ: تراویح کی قضا نہیں ہوتی جب ایک بار رکعات تراویح فوت ہو جائیں اور نہ ہی انفرادی طور پر ادا ہوتی ہے صحیح قول کے مطابق، اور اگر قضا کرے تو وہ مستحب نفل ہوں گے تراویح نہیں ہو گی۔ جیسے مغرب اور عشا کی سنت۔ تراویح کا حکم یہی ہے کہ ایک مرتبہ فوت ہو جائے تو قضا نہیں ہے، اس لئے کہ یہ بھی رات کے دیگر نوافل کے حکم میں ہے اوت قضا تو صرف فرض اور سنت فجر (شرط کے ساتھ) کی خصوصیات میں سے ہے۔

---

[1] ردالمحتار ص597ج2
[2] ایضاص598ج2

مسئلہ:513:اگر بیس رکعت تراویح کوئی ایک سلام کے ساتھ ادا کرے۔ تو اس صورت میں اگر دو رکعت کے بعد بقدر تشہد قعدہ کر چکا ہو تو اُس کی نماز تراویح ادا ہو گئی۔ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر قعدہ نہ کر چکا ہو اور مسلسل بیس رکعت کر ادا ے اور آخر میں قعدہ کر لے اور سلام پھیر لے تو صرف دو رکعت تراویح کی ادا ہوئی۔ بعض علماء کرامؒ کہتے ہیں کہ اس صورت میں ایک رکعت بھی ادا نہیں ہوئی بلکہ نماز ہی ادا نہیں ہوئی۔

مسئلہ:514: بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر تراویح کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے نماز ادا نہیں ہوتی۔ لیکن صحیح قول پہلا ہے۔

مسئلہ:512:رجل يصلى اربع ركعات بتسليمة وقعد فى الثانية قدر التشهد اختلف المشائخ فيه اكثر هم على انه يجزيه عن تسليمتين ولو سلم ولى راس الاربع ولم يقعد فى الركعة الثانية عند محمد وهو رواية عن ابى حنيفةؒ تفسد صلاته ويلزمه قضاء هذه التسليمة ولا يجزيه ذالك عن شئى وفى الاستحسان وهو قولهما يجزيه واختلف المشائخ على قولهما انه يجزيه عن تسليمة او تسليمتين الصحيح انه يجزيه عن تسليمة بخلاف ما اذا قصد فى الثانية ساهيا او عامدا[1]

ترجمہ: ایک آدمی نے چار رکعات نماز پڑھی ایک سلام کے ساتھ اور دوسری رکعت کے بعد تشہد کے بقدر قعود بھی کیا، اس مسئلے میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ آیا اس کی نماز ہو گئی کہ نہیں ہوئی۔ زیادہ تر کا یہ کہنا ہے کہ وہ جائز ہو گی لیکن دو سلاموں کے ساتھ اور اگر چار کے بعد سلام پھیرا اور دوسری رکعت میں قعود نہیں کیا امام محمد کے ہاں، اور امام اعظم کے ہاں ایک روایت ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اسے اس سلام (دو رکعت) کی قضا کرنی پڑے گی، اور اس کے علاوہ کوئی چیز اسے جواز عطا نہیں کرے گی۔ اور استحسان کے طور پر ان کے قول کے مطابق جائز ہو گی، اور یہ ایک ہی سلام سے درست ہے صحیح قول کے مطابق۔ بخلاف اس کے کہ جب وہ دوسرے میں قصدا یا بھول کر ارادہ کر لے۔

مسئلہ:513:ولو صلى التراويح كلها بتسلية واحدة عمدا ان قعدفى كل ركعتين يجوز عن الكل عند العامة وعند البعض يجوز عن تسليمة واحدة كما فى الاربع وان لم يقعد فى كل ركعتين وقعد فى اخرها فى القياس وهو قول محمد وزفر رحمهما الله تعالى تفسد صلاته ولا يجوز عن شئى وفى الاستحسان على قول الصحيح يجزيه عن تسليمة واحدة كما لو صلى اربعا بتسليمة واحدة ولم يقعد فى الثانية فى الصحيح انه ينوب عن تسليمة واحدة كذا هنا[2]

ترجمہ: اگر کوئی جان بوجھ کر بیس رکعت تراویح ایک سلام کے ساتھ ادا کرے تو اس صورت میں اگر ہر دو رکعت کے بعد بقدر تشہد قعدہ کر چکا ہو تو اُس کی نماز تراویح ادا ہو گئی۔ اور بعض کے ہاں جائز ہے چار رکعت ایک سلام کے ساتھ۔ اگر مسلسل بیس رکعت ادا کرے اور ہر دو رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا ہو اور آخر میں قعدہ کر لے اور سلام پھیر لے تو امام محمد اور زفر کے ہاں نماز فاسد ہے اور کسی طرح درست نہیں۔ اور استحسان میں قول صحیح کے مطابق وہ اسے جائز قرار دیتے ہیں جیسے کسی نے چار رکعت ایک سلام کے ساتھ ادا کی ہوں اور دوسری رکعت میں قعدہ نہ کیا ہو۔ صرف دو رکعت تراویح کی ادا ہوئی۔ اور بعض

---

[1] خلاصۃ الفتاوی ص65 ج1

[2] قاضی خان ص116 ج1 حافظ کتب خانہ پشاور

مسئلہ :515:مردوں کے لیے تراویح کی نماز باجماعت سنت کفایہ ہے لہٰذا مرد کو چاہیے تراویح باجماعت ادا کرے۔

مسئلہ : 516:تراویح کی نماز میں ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا سنت ہے اور دوسری مرتبہ احسن ہے اور تیسری مرتبہ زیادہ احسن ہے۔

مسئلہ :517:اگر عشاء کی فرض نماز امام اور مقتدی بغیر جماعت کے ادا کریں یعنی فرض فرداً فرداً ادا کرے تو تراویح کی نماز بھی فرداً فرداً ادا کریں گے جماعت کے ساتھ ادا نہ کریں۔ یہ اس لیے کہ نماز تراویح کی جماعت فرض نماز کی جماعت کے تابع ہے۔

علماء کرامؒ کہتے ہیں کہ اس صورت میں ایک رکعت بھی ادا نہ ہوئی بلکہ نماز ہی ادا نہیں ہوئی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ :514:(وَتُكْرَهُ قَاعِدًا) لِزِيَادَةِ تَأَكُّدِهَا، حَتَّى قِيلَ لَا تَصِحُّ (مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ) كَمَا يُكْرَهُ تَأْخِيرُ الْقِيَامِ إلَى رُكُوعِ الْإِمَامِ لِلتَّشَبُّهِ بِالْمُنَافِقِينَ.[1]

اور ہندیہ میں ہے: اتفقوا على ان اداء التراويح قاعدا لا يستحب بغير عذر واختلفوا فى الجواز قال بعضهم : يجوز وهو الصحيح الا ان ثوابه يكون على النصف من صلاة القائم [2]

ترجمہ: بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر تراویح کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قیام پر قدرت کے ہوتے ہوئے بیٹھ کر پڑھنے سے نماز ہی درست نہیں ہوتی۔ جیسے قیام میں تاخیر کرنا امام کے رکوع میں جانے کے انتظار میں منافقین سے تشبہ کی بنا پر مکروہ ہے۔اور ہندیہ میں ہے: اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز تراویح کو بیٹھ کر ادا کرنا مستحب نہیں ہے بغیر کسی عذر کے اور اس کے جواز میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے سوائے اس کے کہ اس کا ثواب کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کے ثواب سے آدھا ہو گا۔

مسئلہ :515:والجماعة فيها سنة على الكفاية فى الاصح فلو تركها اهل مسجد اثموا الا لو ترك بعضهم [3]

ترجمہ: تراویح کی جماعت سنت علی الکفایۃ ہے اگر ایک مسجد کے نمازیوں نے چھوڑ دی تو سب گناہ گار ہوں گے اور اس میں سے بعض چھوڑ دیں گے تو گنہگار نہیں ہوں گے۔

مسئلہ : 516:وَالْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ الْخَتْمُ مَرَّةً فَلَا يُتْرَكُ لِكَسَلِ الْقَوْمِ وَيُخْتَمُ فِي اللَّيْلَةِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ لِكَثْرَةِ الْإِخْبَارِ أَنَّهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَمَرَّتَيْنِ فَضِيلَةٌ وَثَلَاثُ مَرَّاتٍ فِي كُلِّ عَشْرٍ مَرَّةً أَفْضَلُ كَذَا فِي الْكَافِي[4]

ترجمہ: جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے، پس اسے قوم کی سستی کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا اور ستائیسویں شب میں ختم کیا جائے گا اس لئے کہ اس بات کی اخبار زیادہ ہیں کہ اس رات میں شب قدر ہونے کے زیادہ امکانات ہیں، اور دو مرتبہ ختم کرنا زیادہ کی اپنی فضیلت ہے اور تین مرتبہ یعنی ہر عشرے میں ایک مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔(الکافی)

---

[1] در مختار ص95

[2] ہندیہ ص131 ج1

[3] در مختار ص95

[4] بحر الرائق ص120 ج2

اگر کوئی شخص عشاء کی فرض نماز انفرادی طور پر ادا کر چکا ہو اور نماز تراویح ایسی جماعت کے ساتھ میں شامل ہو کر ادا کرے جو عشاء کی فرض نماز باجماعت ادا کر چکے ہو تو ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ یہ نمازی اُس جماعت کا تابع تصور ہو گا۔

مسئلہ:518: اگر کوئی نمازی عشاء کی فرض نماز تنہا یعنی فرداً پڑھ لے اور تراویح میں امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ تو یہ جائز ہے جیسا کہ اس سے پہلے والے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔ ایسے شخص کے وتر کی نماز کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ فرداً یعنی اکیلے پڑھے گا۔ امام کے ساتھ جائز نہیں، لیکن مجموعۃ الفتاویٰ میں منقول ہے کہ حق بات یہ ہے کہ امام کے ساتھ جائز ہے کیونکہ ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

مسئلہ:517: (وَلَوْ تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ فِي الْفَرْضِ لَمْ يُصَلُّوا التَّرَاوِيحَ جَمَاعَةً) لِأَنَّهَا تَبَعٌ فَمُصَلِّيهِ وَحْدَهُ يُصَلِّيهَا مَعَهُ. (قَوْلُهُ لِأَنَّهَا تَبَعٌ) أَيْ لِأَنَّ جَمَاعَتَهَا تَبَعٌ لِجَمَاعَةِ الْفَرْضِ فَإِنَّهَا لَمْ تَقُمْ إلَّا بِجَمَاعَةِ الْفَرْضِ، فَلَوْ أُقِيمَتْ بِجَمَاعَةٍ وَحْدَهَا كَانَتْ مُخَالِفَةً لِلْوَارِدِ فِيهَا فَلَمْ تَكُنْ مَشْرُوعَةً؛ أَمَّا لَوْ صَلَّيْت بِجَمَاعَةِ الْفَرْضِ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ صَلَّى الْفَرْضَ وَحْدَهُ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ ذَلِكَ الْإِمَامِ لِأَنَّ جَمَاعَتَهُمْ مَشْرُوعَةٌ فَلَهُ الدُّخُولُ فِيهَا مَعَهُمْ لِعَدَمِ الْمَحْذُورِ،[1]

ترجمہ: اور اگر نماز عشا انفرادی طور پر ادا کریں تو تراویح کی نماز بھی انفرادی ہی ادا کریں اس لئے کہ تراویح کی نماز عشا کی تابع ہے، جب عشا انفرادی طور پر ادا کی ہے تو تراویح بھی انفرادی طور پر ادا کی جائے گی۔ تراویح کی جماعت فرضوں کی جماعت کے تابع ہے، جب تک فرض کی جماعت نہیں ہو گی تراویح کی جماعت بھی نہیں ہو گی۔ اگر کوئی شخص عشاء کی فرض نماز فرداً ادا کر چکا ہو اور نماز تراویح ایسے جماعت کے ساتھ میں شامل ہو کر ادا کرے جو عشاء کی فرض نماز باجماعت ادا کر چکے ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ نمازی اُس جماعت کا تابع تصور ہو گا۔

مسئلہ:518: (قَوْلُهُ وَلَوْ لَمْ يُصَلِّهَا إلَخْ) ذَكَرَ هَذَا الْفَرْعَ وَالَّذِي قَبْلَهُ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْقُنْيَةِ، وَكَذَا فِي مَتْنِ الدُّرَرِ، لَكِنْ فِي التَّتَارْخَانِيَّة عَنْ التَّتِمَّةِ أَنَّهُ سَأَلَ عَلِيَّ بْنَ أَحْمَدَ عَمَّنْ صَلَّى الْفَرْضَ وَالتَّرَاوِيحَ وَحْدَهُ أَوْ التَّرَاوِيحَ فَقَطْ هَلْ يُصَلِّي الْوِتْرَ مَعَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ لَا اهـ. ثُمَّ رَأَيْت الْقُهُسْتَانِيَّ ذَكَرَ تَصْحِيحَ مَا ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ، ثُمَّ قَالَ: لَكِنَّهُ إذَا لَمْ يُصَلِّ الْفَرْضَ مَعَهُ لَا يَتْبَعُهُ فِي الْوِتْرِ اهـ فَقَوْلُهُ وَلَوْ لَمْ يُصَلِّهَا أَيْ وَقَدْ صَلَّى الْفَرْضَ مَعَهُ، لَكِنْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ قَوْلُ الْقُهُسْتَانِيِّ مَعَهُ احْتِرَازًا عَنْ صَلَاتِهَا مُنْفَرِدًا؛ أَمَّا لَوْ صَلَّاهَا جَمَاعَةً مَعَ غَيْرِهِ ثُمَّ صَلَّى الْوِتْرَ مَعَهُ لَا كَرَاهَةَ تَأَمَّلْ.[2]

مجموعۃ الفتاوی میں ہے

در قنیہ از عین الائمہ ودر تاتارخانیہ از علی بن احمدؒ مرقوم کہ ہر کہ فرض با جماعت ادا نکردہ باشد وتر ہم بجماعت ادا نہ سازد وہمچنین درغنیہ وغیرہ مذکور است لیکن کدامی وجہ قوی معتدبہ ودم جواز معلوم نمی خودحقجواز معلوم می شود واللہ اعلم [3]

---

[1] شامی ص603ج2

[2] محولہ بالہ

[3] عبدالحئ لکھنوی مجموع الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی ص124ج1

مسئلہ: 519: اگر کسی نمازی سے نماز تراویح کی کچھ رکعات رہ گئی ہوں اور وتر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وتر کی نماز باجماعت ادا کرے اور تراویح کی بقیہ رکعات بعد میں انفرادی طور پر ادا کر لے۔

مسئلہ: 520: نماز تراویح کے چار رکعتوں کو ترویحہ کہتے ہیں اور ہر ترویحہ کے بعد ایک ترویحہ کے ادائیگی کے مقدار انتظار کرنا مستحب ہے۔ یہ نمازی کی مرضی پر منحصر ہے کہ اس وقفے میں تسبیح پڑھے یا قرآن پڑھے یا فرداً نفل پڑھے یا خاموش بیٹھے۔

مسئلہ: 521: اگر مقتدیوں پر بوجھ معلوم ہو تو ایک ترویحہ کے میعاد سے کم مقدار پر وقفہ، انتظار بھی جائز ہے۔

ترجمہ: یہ فرع اور اس سے پہلے والی بحر میں مذکور ہے قنیہ کے حوالے سے، لیکن تاتارخانیہ میں ہے تتمہ کے حوالے سے کہ اس نے علی بن احمد سے سوال کیا ایسے شخص کے بارے میں جس نے فرض اور تراویح انفرادی طور پر ادا کئے ہوں یا تراویح انفرادی ادا کی ہو، کیا ایسا شخص وتر امام کے ساتھ ادا کرے گا؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر قہستانی کو دیکھا کہ انہوں نے مصنف کے ذکر کردہ قول کی تصحیح کی ہے۔ پھر کہا: لیکن اگر امام کے ساتھ فرض ادا نہ کرے تو وتر میں اس کی اتباع نہیں کرے گا۔ لیکن یہاں قہستانی کے قول کے ساتھ اس کے نماز کے انفرادی طور پر ادا کرنے سے احتراز بھی ہونا چاہیئے۔ اور اگر کسی اور کے ساتھ جماعت ادا کی اور پھر اس کے ساتھ وتر ادا کئے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔

مسئلہ: 519: واذا فاتتہ ترویحۃ او ترویحتان فلواشتغل بھا یفوتہ الوتر بالجماعۃ ثم یصلی ما فاتہ من التراویح [1]

ترجمہ: اور اگر ایک آدمی کی ترویحہ (چار رکعت نماز تراویح) یا دو ترویحے (آٹھ رکعت نماز نماز تراویح) رہ گئے ہوں تو اور یہ امکان ہو کہ ان کی ادائیگی میں مشغول ہوا تو نماز وتر باجماعت رہ جائے گی تو وہ وتر پہلے پڑھے گا اس کے بعد بقیہ تراویح منفرداً ادا کرے گا۔

مسئلہ: 520: (يَجْلِسُ) نَدْبًا (بَيْنَ كُلِّ أَرْبَعَةٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ) وَيُخَيَّرُونَ بَيْنَ تَسْبِيحٍ وَقِرَاءَةٍ وَسُكُوتٍ وَصَلَاةٍ فُرَادَى، [2]

تراویح کی چار رکعتوں کے بعد ان کی مقدار کے بقدر بیٹھنا مستحب ہے اور اسی طرح پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بھی۔ ہر ایک کو اس وقفے میں اختیار ہے کہ وہ تسبیح کرے یا قرات کرے یا انفرادی نماز نفل ادا کرے۔

مسئلہ: 521: ولو علم ان الجلوس بین الخامسۃ والوتر یثقل علی القوم لایجلس ھکذا فی السراجیہ [1]

---

[1] عالمگیری ص 129 ج 1
[2] در مختار ص 96

مسئلہ: 522: امام اور مقتدیوں کو چاہیے کہ نیت باندھنے کے بعد ہر شفعے کے شروع میں ثنا باقاعدہ پڑھیں۔

مسئلہ: 523: امام قعدہ میں تشہد کے بعد درود اور دعا پڑھے گا لیکن اگر مقتدیوں پر بوجھ ہو اور صرف تشہد پڑھے تو بھی صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد بھی ساتھ پڑھے۔ اُس کے بعد سلام پھیر لے۔

مسئلہ: 524: نماز تراویح کی طویل نماز کسی ایسے حافظ کے پیچھے پڑھنی چاہیے۔ کہ وہ موجودہ رمضان میں اس سے پہلے تراویح کے اندر قرآن شریف کا ختم نہ کر چکا ہو ورنہ حافظ قرآن کو چاہیے کہ دوبارہ قرآن شریف کے ختم خود پر نذر مان لے اور اس میں احتیاط ضروری ہے۔

اور اگر علم ہو جائے کہ تراویح اور وتر کے درمیان وقفہ نمازیوں پر بھاری ہو تو وہاں زیادہ نہ بیٹھا جائے۔

مسئلہ: 522: ویاتی الامام والقوم بالثناء فی کل شفع[2]

ترجمہ: امام اور مقتدی نیت باندھنے کے بعد ہر شفعے کے شروع میں ثنا باقاعدہ پڑھیں گے۔

مسئلہ: 523: وَيَزِيدُ) الْإِمَامُ (عَلَى التَّشَهُّدِ، إلَّا أَنْ يَمَلَّ الْقَوْمُ فَيَأْتِي بِالصَّلَوَاتِ) وَيَكْتَفِي بِاللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ لِأَنَّهُ الْفَرْضُ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ(وَيَتْرُكُ الدَّعَوَاتِ)[3]

ترجمہ: امام قعدہ میں تشہد کے بعد درود اور دعا پڑھے گا۔ لیکن اگر مقتدیوں پر بوجھ ہو اور صرف تشہد پڑھے تو بھی صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد بھی ساتھ پڑھے اور دعائیں چھوڑ دے۔

مسئلہ: 524: ایک حافظ رمضان کے پہلے عشرہ میں ایک قرآن مجید ایک مسجد میں پڑھے اور دوسرے عشرہ میں دوسرا قرآن دوسری مسجد میں پڑھے تو مقتدیوں کی سنت مؤکدہ ادا ہو جائے گی یا نہیں[4]

---

[1] ہندیہ ص128 ج1

[2] در مختار ص96

[3] محولہ بالہ در مختار ص96

[4] خلاصۃ الفتاوی اردو ص204 ج1

مسئلہ: 525:اگرحافظ نماز تراویح میں بھولے سے ایک آیت یا سورت چھوڑدے اور اُس کے بعد والا حصہ پڑھ لے اور پھر اُسے یاد آئے تو چھوڑے ہوے حصے کے پڑھنے کے بعد،اُسکے بعد پڑھی ہوئی آیت /آیات کو دوبارہ پڑھنا مستحب ہے تاکہ ترتیب فوت نہ ہو جائے۔

مسئلہ: 526:سورۃ نمل میں جو بسم اللہ ہے وہ بالاتفاق سورۃ النمل جُز ہے۔اور سورہ برأت کے علاوہ تمام سورتوں کے شروع میں جو بسم اللہ لکھی ہوئی ہے،وہ احناف کے نزدیک ہر سورت کا جُزو نہیں ہے بلکہ پورے قرآن شریف کا جزو ہے،لہٰذا نماز تراویح میں ختم قرآن مجید تب کامل اور مکمل ہوگا جب حافظ ایک بار کسی سورت کے شروع میں بسم اللہ زور سے پڑھے اور زور سے اسلئے تاکہ مقتدیوں کے حق میں بھی ختمِ قرآن کامل اور مکمل ہو جائے۔

مسئلہ: 525:واذا غلط فی القراءة فی التراویح فترک سوارة او اية وقراء ما بعدها فالمستحب لہ ان یقراء المتروکۃ ثم المقروءة لیکون علی الترتیب[1]

ترجمہ: اگرحافظ نماز تراویح میں بھولے سے ایک آیت یا سورت چھوڑدے اور اُس کے مابعد والا حصہ پڑھ لے اور پھر اُسے یاد آئے۔تو چھوڑے ہوے حصے کے پڑھنے کے بعد۔اُسکے بعد پڑھی ہوئی آیت کو دوبارہ پڑھنا مستحب ہے تاکہ ترتیب متاثر نہ ہو۔

مسئلہ: 526:زیرا چہ بسم اللہ ایتی است از قران مکرر کردہ شد بر سر ہر سورت برائے فصل پس ہنگام ختم قرآن در تراویح یک مرتبہ بسم اللہ خواندن ضرور است بر سر ہر سورۃ کہ خواہر بخواند اگر ترک کردہ شود در قرآن تصور است در تنویر المنار می ارد حنفیہ ہر آئیندہ کہ بسم اللہ ایت واحدہ است مکرر شدہ برائے فصل میان سور پس قرآن عبارت ست از مائۃ وچھار دہ سور ویک ایت پس درختم قرآن یکبار بسم اللہ ضروری است بر سر ہر سوارۃ کہ خواہد ونیست جزوہر سوارۃ چنانچہ مذہب امام شافعی است کہ بسم اللہ ماۃ وسیزدہ ایت ست در قرآن بر سر ہر سوارۃ سوائے سورۃ براءت واگر در یک جا ترک کرد ترک کرد ختم را [2]

---

[1] قاضی خان ص114ج1

[2] مجموعۃ الفتاوی علی حامش خلاصۃ الفتاوی ص119ج1

مسئلہ: 527: نماز تراویح میں اگر حافظ صاحب قرآن شریف ختم کرنے کے وقت سورہ اخلاص تین تین بار پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن لازم تصور نہ کرے۔

مسئلہ: 528: صحیح قول یہ ہے کہ تراویح میں قرآن مجید کی ختم کرنے کے بعد رمضان کی بقیہ راتوں میں بھی تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: 529: اگر اپنے محلے کی مسجد میں ختم قرآن نہ ہوتا ہو اور ختم قرآن کے لیے کوئی شخص دوسری مسجد میں چلا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ: 530: نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح کی نماز ادا کرنے میں علماء کرامؒ کے مابین اختلاف ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ بغیر ضرورت ایسا نہ کرے۔

مسئلہ: 527: قراءة قل هو الله ثلاث مرات عقيب الختم لم يستحسنها بعض المشائخ واستحسنها اكثر المشائخ[1]

ترجمہ: نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کرنے کے بعد سورہ اخلاص تین تین بار پڑھنے کو بعض مشائخ نے پسند نہیں کیا، لیکن اکثر نے اسے پسند کیا ہے۔

مسئلہ: 528: لو حصل الختم ليلة التاسع عشر او الحادى والعشرين لاتترك التراويح فى بقية الشهر لانها سنة كذا فى الجوهرة النيرة الا صح انه يكره له ترك كذا فى السراج الوهاج[2]

ترجمہ: اگر رمضان کی انیسویں یا اکیسویں رات تک قرآن ختم ہو جائے تب بھی باقی ایام میں تراویح کو چھوڑا نہیں جائے گا، اس لئے کہ یہ سنت ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ) صحیح یہ ہے کہ بقیہ دنوں میں تراویح کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (سراج وہاج)

مسئلہ: 529: وبهذا تبين انه اذا كان لا يختم فى مسجد حية له ان يترك مسجد حيه ويطوف كذا فى المحيط [3]

ترجمہ: اس سے یہ واضح ہوا کہ اگر اپنے محلے کی مسجد میں ختم قرآن نہ ہوتا ہو تو وہ ختم قرآن کے لیے اپنے محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ (المحیط)

مسئلہ: 530: واما امامة الصبى العاقل فى التراويح والنوافل المطلقة تجوز عند بعضهم ولا تجوز عند عامتهم كذا فى محيط السرخسى[4]

ترجمہ: سمجھدار بچے کی امامت میں نماز تراویح اور نوافل مطلقہ بعض کے ہاں جائز ہیں اور اکثر کے ہاں جائز نہیں ہیں۔ (المحیط للسرخسی)

---

[1] عالمگیری ص392 ج5

[2] عالمگیری ص130 ج1

[3] ہندیہ ص130 ج1

[4] ہندیہ ص129 ج1

مسئلہ: 531: ماہ رمضان میں نماز تراویح میں ایک مرتبہ ختم قرآن شریف سنت مؤکدہ ہے۔ قوم کی ناراضگی اور سستی کی وجہ سے نہ چھوڑے۔ اگر اُن پر زیادہ بوجھ ہو اور یہ خطرہ ہو کہ مسجد میں نہیں آئیں گے اور مسجد غیر آباد ہو جائے گ، یا نمازیوں کی جماعت کم ہو جائے گی یا حافظ قرآن میسر نہ ہو تو پھر مختصر تراویح پڑھنی چاہئیں۔ تراویح میں قرأت اتنی مقدار میں کی جائے کہ لوگوں پر گراں نہ گزرے۔ ایسی صورت بعض علماء کرامؒ ہر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھتے ہیں۔ اور بعض علماء کرامؒ ہر ترویحہ کے پہلے شفعے میں سورۃ العصر، سورۃ اخلاص اور دوسرے شفعے میں سورہ کوثر، سورہ اخلاص پڑھتے ہیں اور بعض علماء کرامؒ الم ترکیف سے شروع کر کے آخر تک دس سورت پڑھتے ہیں اور بعض علماء کرامؒ کسی اور طریقے سے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ الم ترکیف سے شروع کر کے آخر تک دس سورتیں دس رکعتوں میں پڑھے اور پھر دوبارہ الم ترکیف سے شروع کر کے آخر تک دس سورتیں دس رکعتوں میں پڑھے ہیں۔ اگر کسی اور مناسب طریقے سے مذکورہ سورتیں پڑھیں یا کوئی اور سورتیں پڑھیں تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ: 531: وَالْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ الْخَتْمُ مَرَّةً فَلَا يُتْرَكُ لِكَسَلِ الْقَوْمِ وَيُخْتَمُ فِي اللَّيْلَةِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ لِكَثْرَةِ الْإِخْبَارِ أَنَّهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَمَرَّتَيْنِ فَضِيلَةٌ وَثَلَاثُ مَرَّاتٍ فِي كُلِّ عَشْرٍ مَرَّةً أَفْضَلُ كَذَا فِي الْكَافِيوذَكَرَ فِي الْمُحِيطِ وَالِاخْتِيَارُ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يَقْرَأَ فِيهَا مِقْدَارَ مَا لَا يُؤَدِّي إلَى تَنْفِيرِ الْقَوْمِ فِي زَمَانِنَا لِأَنَّ تَكْثِيرَ الْجَمْعِ أَفْضَلُ مِنْ تَطْوِيلِ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْمُجْتَبَى وَالْمُتَأَخِّرُونَ كَانُوا يُفْتُونَ فِي زَمَانِنَا بِثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ آيَةٍ طَوِيلَةٍ حَتَّى لَا يَمَلَّ الْقَوْمُ وَلَا يَلْزَمُ تَعْطِيلُهَا وَهَذَا حَسَنٌ فَإِنَّ الْحَسَنَ رَوَى عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ إنْ قَرَأَ فِي الْمَكْتُوبَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ ثَلَاثَ آيَاتٍ فَقَدْ أَحْسَنَ وَلَمْ يُسِئْ هَذَا فِي الْمَكْتُوبَةِ فَمَا ظَنُّك فِي غَيْرِهَا اهـ.وَفِي التَّجْنِيسِ ثُمَّ بَعْضُهُمْ اعْتَادُوا قِرَاءَةَ {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} [الإخلاص: 1] فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَبَعْضُهُمْ اخْتَارُوا قِرَاءَةَ سُورَةِ الْفِيلِ إلَى آخِرِ الْقُرْآنِ وَهَذَا حَسَنٌ لِأَنَّهُ لَا يُشْتَبَهُ عَلَيْهِ عَدَدُ الرَّكَعَاتِ وَلَا يَشْتَغِلُ قَلْبُهُ بِحِفْظِهَا فَيَتَفَرَّغُ لِلتَّدَبُّرِ وَالتَّفَكُّرِ اهـ.[1]

ترجمہ: جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے، پس اسے قوم کی سستی کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا اور ستائیسویں شب میں ختم کیا جائے گا اس لئے کہ اس بات کی اخبار (احادیث و آثار) زیادہ ہیں کہ اس رات میں شب قدر ہونے کے زیادہ امکانات ہیں، اور دو مرتبہ ختم کرنا زیادہ کی اپنی فضیلت ہے اور تین مرتبہ یعنی ہر عشرے میں ایک مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔ (الکافی) اور تروایح میں عوام کی طبیعت کی رعایت سے قرآن کریم پڑھا جائے۔ قرأت اتنی مقدار میں کی جائے کہ لوگوں پر گراں نہ گزرے اس لئے کہ قرات کو طویل کرنے سے زیادہ افضل یہ ہے کہ لوگوں کو زیادہ تعداد میں جمع کیا جائے۔ اگر اُن پر زیادہ بوجھ ہو اور یہ خطرہ ہو کہ مسجد میں نہیں آئیں گے اور مسجد غیر آباد ہو جائے گی، یا پھر یہ خطرہ ہو کہ نمازیوں کی تعداد کم ہو جائے گی یا حافظ قرآن میسر نہ ہو پائے تو پھر مختصر تراویح پڑھنی چاہئیں۔ اور متاخرین نے اس بات پر فتویٰ دیا ہے کہ تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھی جائے۔ یہی بہتر بات ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

---

[1] بحر الرائق ص120 ج2

مسئلہ: 532: اگر سلام پھیرنے کے بعد بعض مقتدی یہ کہیں کہ تین رکعات ادا ہوئی ہیں اور بعض کہیں کہ دو رکعات ادا ہوئی ہیں تو امام کو چاہیے کہ اپنے یقین پر عمل کرے اگر اُس کا یقین کسی ایک جانب نہ ہو تو جن مقتدیوں کو قابل اعتماد تصور کرتا ہو انہی کے کہنے پر عمل کرے۔

مسئلہ: 533: اگر نماز تراویح کی ادائیگی میں یہ شک پیدا ہو جائے کہ بیس رکعات ادا ہوئیں یا اٹھارہ تو صحیح امر یہ ہے کہ اس صورت میں احتیاطاً مزید دو رکعات ادا کی جائیں بغیر جماعت کے یعنی فرداً فرداً۔

بعض علماء کرامؒ ہر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھتے ہیں۔ اور بعض علماء کرامؒ ہر ترویحہ کے پہلے شفعے میں سورۃ العصر، سورۃ اخلاص اور دوسرے شفعے میں سورہ کوثر، سورہ اخلاص پڑھتے ہیں اور بعض علماء کرامؒ الم ترکیف سے شروع کرکے آخر تک دس سورت پڑھتے ہیں اور بعض علماء کرامؒ کسی اور طریقے سے۔ بہتر یہ ہے کہ الم ترکیف سے شروع کرکے آخر تک دس سورتیں دس رکعتوں میں پڑھے اور پھر دوبارہ الم ترکیف سے شروع کرکے آخر تک دس سورتیں دس رکعتوں میں پڑھے ہیں۔ اس طرح ان کا دل ان کے حفظ میں مشغول نہیں ہوتا۔

مسئلہ: 532: اذا سلم الامام فی ترویحۃ فقال بعض القوم صلی ثلث رکعات وقال بعضهم صلی رکعتین یاخذ الامام بما کان عنده فی قول ابی یوسفؒ ولا یدع علمه بقول الغیر وان لم یکن الامام علی یقین یاخذ بقول من کان صادقا عنده[1]

ترجمہ: اگر سلام پھیرنے کے بعد بعض مقتدی یہ کہیں کہ تین رکعات ادا ہوئی ہیں اور بعض کہیں کہ دو رکعات ادا ہوئی ہیں تو امام کو چاہیے کہ اپنے یقین پر عمل کرے، یہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور دوسروں کے کہنے پر وہ اپنے یقین کو نہیں چھوڑے گا۔ اگر اُس کا یقین کسی ایک جانب نہ ہو تو جن مقتدیوں کو سچا سمجھتا ہو، انہی کے کہنے پر عمل کرے۔

مسئلہ: 533: وان وقع الشک انه صلی تسع تسلیمات او عشر تسلیمات اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصلون تسلیمۃ اخری لان الزیادۃ علی التراویح بالجماعۃ انما یکره اذا تیقنوا بالزیادۃ وراؤالزیادۃ تراویحا وههنا یصلون التسلیمۃ الاخری بنیۃ اتمام التراویح فلا یکره کاالتطوع بعد العصر انما یکره اذا شرع فیه مع العلم به[2]

ترجمہ: اگر یہ شک پڑ جائے کہ نو سلام پھیرے ہیں یا دس سلام پھیرے ہیں تو اس میں اختلاف مشائخ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مزید دو رکعت ادا کی جائیں گی جماعت کے ساتھ اس لئے کہ باجماعت تراویح پر اضافہ اس وقت مکروہ ہوتا ہے جب کہ وہ

---

[1] قاضی خان ص115 ج1

[2] قاضی خان ص115 ج1

مسئلہ :534:امام اس خیال سے وتر کی نماز شروع کرے کہ تراویح ختم ہو چکی ہیں۔ پھر دوران نماز اُسے یاد آئے کہ ابھی بھی تراویح کی دو رکعات باقی ہیں اب اگر وہ نماز وتر کی دوسری رکعات ادا کر کے سلام پھیرے تو یہ دو رکعت تراویح شمار نہیں ہوں گی بلکہ انہیں مستقل طریقے سے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ :535:اگر کوئی شخص تراویح کے قعدے میں بیٹھے بیٹھے سو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد دوسرا شفعہ شروع کرے۔اور مذکورہ شخص دوسرے شفعے کے دوسرے قعدے پر جاگ پڑے تو اُسے چاہیے کہ سلام پھیرے۔اور امام کے ساتھ قعدے میں شریک ہو جائے۔ پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر جلدی سے دو رکعت پڑھ لے اور امام کے ساتھ تیسرے شفعے میں باقاعدہ شریک ہو جائے۔

زیادتی پر یقین رکھیں اور وہ اضافے کو تراویح سمجھ رہے ہیں۔ یہاں وہ تراویح کو مکمل کرنے کی نیت سے دو رکعت اور ادا کریں گے تو یہ مکروہ نہیں ہو گا جیسا کہ نماز عصر کے بعد نفل مکروہ ہیں، یہ اس وقت مکروہ ہوں گی جب علم کے باوجود زیادہ تراویح ادا کی جائیں گی۔

مسئلہ :534:امام شرع فی الوتر علی ظن انه اتم التراویح فلما صلی رکعتین تذکر انه ترک تسلیمة فسلم علی راس رکعتین لم یجز ذالک عن التراویح لانه ما صلی بنیة التراویح [1]

ترجمہ: امام اس خیال سے وتر کی نماز شروع کرے کہ تراویح ختم ہو چکی ہیں۔ پھر دوران نماز اُسے یاد آئے کہ ابھی بھی تراویح کی دو رکعات باقی ہیں اب اگر وہ نماز وتر کی دوسری رکعات ادا کر کے سلام پھیرے تو یہ دو رکعت تراویح شمار نہیں ہوں گی اس لئے کہ انہوں نے تراویح کی نیت سے نہیں ادا کی۔

مسئلہ :535:رجل شرع فی صلاۃ التراویح مع الامام فلما قعد الامام نام هو وسلم الامام فاتی بالشفع الاخر وقعد للتشهد فانتبه الرجلان علم ذالک یسلم ویدخل مع الامام ویوافقه فی التشهد فاذا سلم الامام یقوم ویاتی بالرکعتین سریعا ویسلم ویدخل مع الامام فی الشفع الثالث کذا فی الخلاصة [2]

ترجمہ: ایک شخص نے امام کے ساتھ تراویح شروع کی لیکن جب امام بیٹھا تو مقتدی سو گیا اور امام نے سلام پھیر دیا اور دوسرے شفعے کی تراویح شروع کر دی۔ جب امام تشہد کے لئے بیٹھ گیا، اسی اثنا میں مذکورہ شخص دوسرے شفعے کے دوسرے

---

[1] قاضی خان 116 ج 1

[2] عالمگیری ص 131 ج 1

مسئلہ:536: بعض لوگ تراویح کے شروع میں نیت باندھنے کے بعد رکعت کے پہلے حصے میں بیٹھے رہتے ہیں۔جب امام رکوع کو جائے تو یہ اُٹھ جاتے ہیں۔اگرایسا کرنا کاہلی اور سستی کی وجہ سے ہو تو مکرہ تحریمی ہے۔اور اگر آدمی ضعیف ہو یا کوئی اور وجہ ہو تو پھر صحیح ہے۔اسی طرح اگر اُسے نیند آ جائے تو نیند میں اونگھتے ہوئے حالت میں تراویح کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔اسے چاہیے کہ نیند کو کسی ذریعے سے بھگادے پھر تراویح کی نماز پڑھے۔

قعدے پر جاگ پڑے تو اُسے چاہیے کہ سلام پھیرے،اور امام کے ساتھ داخل ہو جائے اور تشہد میں اس کی موافقت کرے،جب امام سلام پھیر لے تو وہ کھڑا ہو اور جلدی سے دو رکعتیں ادا کر کے سلام پھیرے اور امام کے ساتھ شامل ہو جائے تیسرے شفعے میں ۔(الخلاصۃ)

مسئلہ:536: ویکرہ للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم لان فیہ اظہار التکاسل فی الصلاۃ والتشبہ بالمنافقین قال اللہ تعالیٰ "واذا قاموا الی الصلاۃ قاموا کسالیٰ"وکذا اذا علیہ النوم یکرہ لہ ان یصلی مع النوم بل ینصرف حتی یستیقظ لان فی الصلاۃ مع النوم تہاونا وغفلۃ وترک التدبیر[1]

ترجمہ: مقتدی کے لئے مکروہ ہے کہ تراویح میں بیٹھ جائے اور جب امام رکوع کرنے لگے تو کھڑا ہو جائے،اس لئے کہ اس میں سستی اور کاہلی کا اظہار ہے۔اور منافقین کے ساتھ مشابہت ہے۔اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی اور سستی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔اسی طرح جب اس پر نیند کا غلبہ ہو تو اس کے لئے مکروہ ہے کہ وہ نیند کے غلبے کے ساتھ نماز پڑھے۔ایسی صورت حال میں چاہئے کہ وہ واپس لوٹ آئے اور اپنی نیند پوری کرے اس لئے کہ نیند کے ساتھ نماز میں اس عظیم رکن کی اہانت،غفلت اور ترک تدبیر لازم آتی ہے۔

---

[1] قاضی خان ص117ج1

مبحث شش دہم شبینہ کا بیان

537:اس مسئلے کے متعلق مجموعہ الفتاویٰ کا جو فتویٰ میری نظر سے گذرا ہے۔ وہ بہت مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اسی وجہ سے میں یہاں پر اُسی مسئلے کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔ ایک ہی رات میں تراویح کے اندر پورے قرآن شریف پڑھنے کے کا سلسلہ نہ تو قرون ثلٰثہ میں تھا۔ اور نہ ہی فقہاء کرامؒ کے زمانے میں۔ فقہاء کرامؒ صرف اتنا لکھتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں تراویح میں ایک مرتبہ قرآن پاک کی ختم سنت ہے اور دو بار فضیلت ہے اور تین بار افضل۔ یہ جو ایک رات میں تراویح کے اندر پورے قرآن شریف پڑھنے سلسلہ اس دور میں مروج ہے یہ سننے والوں پر بوجھ ہے۔ بعض لوگ صاحب خانہ یا دوستوں کے خاطر اس قسم کے شبینہ میں شریک ہوتے ہیں اور ان اُن میں سے ایک بھی دلی شوق سے شریک نہیں ہوتا الا ماشاءاللہ

دوسری بات یہ ہے کہ حافظ قرآن اس میں قدر جلدی اور عجلت سے کام لیتے ہیں کہ حرکات، حروف میں مکمل فرق نہیں ہو پاتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جو تین دن سے کم مدت میں قرآن شریف کی ختم سے منع فرمایا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اکثر تلاوت میں گڑبڑ ہو جاتی ہے اور اس سے معنی میں فرق پڑتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک رات میں قرآن شریف کا ختم کرنا اگرچہ کار خیر ہے اور مستحسن ہے لیکن مذکورہ وجوہات کی بنا پر مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ ہاں اگر پڑھنے والا ایسا جید حافظ ہو جو حروف اور حرکات کو کما حقہ ادا کر سکے اور تجوید کے ضروری قواعد پر عمل پیرا ہو سکے اور مقتدی لوگ خوشی سے سنتے ہوں اور اُن پر بوجھ نہ ہو تو اس صورت میں شبینہ موجب ثواب ہے۔ خیر القرون میں اس کا وجود نہ ہونے کی وجہ سے بدعت حسنہ ہے۔

امام غزالیؒ کئی زھداء کے متعلق نقل کر چکے ہیں کہ وہ ایک رات میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے متعلق منقول ہے کہ موصوف ماہ رمضان میں ہر روز ایک قرآن شریف دن کو ختم کرتے تھے اور ایک قرآن شریف ختم رات کو تراویح کے علاوہ، لیکن امام صاحبؒ قرآن مجید کے ختم میں سارے امور کی رعایت رکھتے تھ۔ اور کوئی بھی ایسا کام نہ کرتے تھے جو باعث کراہت ہوتا تھا۔ لہٰذا اگر کوئی ایسا کر سکے تو یہ امر باعث ثواب بھی ہے واللہ اعلم۔

537:ختم کردن تمام قران در نماز تراویح دریک شبدر قرون ثلثہ نبود ونہ در زمانہ فقہاء جمہ فقہا ہمین قدر می نویسند کہ الختم مرۃ سنۃ والاثنان فضیلۃ والثلثۃ افضل وختم شبینہ کہ مروج فی زماننا ست بر سامعین کر ان وبار می شود بعض سامعین بنظر طلب صاحب خانہ می آیند وبعضی بنظر آمدن ہمنشینان وکسی نیست کہ بطیب خاطر تام قران دریک شب بکوش دل سماعت کند الاماشاءاللہ اوین امر موجب کراہت است فقہا تصریح این امر جا بجا می سازند وداختیار می آرد الافضل فی التراویح فی زماننا قدر ما لا یثقل علیھم انتہی وعلامہ زاہدی در رسالہ فضائل رمضان می نویسند افتی ابولافضل الکرمانی انہ اذا قراء الفاتحۃ وایۃ وایتین لایکرہ ومن لم یکن عالما باھل زامنہ فھو جاھل انتہٰی۔۔۔واز امام ابی حنیفہؒ منقول است کہ ایشان درماہ رمضان ہر روز یک ختم وبہ ہر شب یک ختم خارج از تراویح می ساختند لیکن شکی نیست کہ این حضرات درختم لحاظ امور مذکورہ الصدر میداشتند

وامری موجب کراہت ازیشان صادر نمی شد کسیکہ اقتدای کامل بایشان نماید موجورخواہد شد فنعم المقتدی ونعم المقتدیٰ ہذا (
مزید تفصیل کیلئے مولانا عبدالحیؒ لکھنوی کے مجموعۃالفتاوی ملاحظہ فرمائیں)[1]

[1] مجموعۃالفتاوی علی ھامش خلاصۃالفتاوی ص120ج1

مبحث ہفتاد دہم　　　قضاء شدہ نماز کی ادائیگی کا بیان

538: اگر کسی سے بلاعذر نماز قضا ہو جائے تو دو گناہ ہیں۔ایک نماز چھوڑنے کا اور دوسرا تاخیر کا۔ لٰہذا اگر پھر قضا شدہ نماز ادا کرے تو ایک گناہ تو دور ہوا لیکن دوسرا باقی ہے جو توبہ کرنے سے دور ہوگا۔اگر نماز ادا کئے بغیر صرف توبہ کرے تو اس توبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ: 539: اگر کوئی شخص سو جائے یا بھول جائے اور نماز قضا ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ جس وقت بیدار ہو جائے یا اُسے یاد آجائے تو قضا نماز ادا کرے اور بغیر عذر قضا نماز ادا کرنے میں تاخیر نہ کرے۔

مسئلہ: 540: اگر کسی شخص کی کئی دن کی نمازیں قضا ہو جائیں تو اُسے چاہیے کہ جس قدر جلد ہو سکے قضا شدہ نمازیں ادا کرے اور بغیر عذر کے تاخیر نہ کرے اگر اکٹھے ادا کر سکے تو زیادہ احسن ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ظہر کی قضا نماز ظہر کے وقت میں ادا کرے یا عصر کی قضا عصر کے وقت میں ادا کرے بلکہ اسکے الٹ بھی کر سکتے ہیں۔اور اگر مہینوں یا سالوں کی نمازیں قضا ہو چکی

538: لَمْ يَقُلْ الْمَتْرُوكَاتِ ظَنًّا بِالْمُسْلِمِ خَيْرًا، إذْ التَّأْخِيرُ بِلَا عُذْرٍ كَبِيرَةٌ لَا تَزُولُ بِالْقَضَاءِ بَلْ بِالتَّوْبَةِ(قَوْلُهُ لَا تَزُولُ بِالْقَضَاءِ) وَإِنَّمَا يَزُولُ إثْمُ التَّرْكِ، فَلَا يُعَاقَبُ عَلَيْهَا إذَا قَضَاهَا وَإِثْمُ التَّأْخِيرِ بَاقٍ بَحْرٌ.(قَوْلُهُ بَلْ بِالتَّوْبَةِ) أَيْ بَعْدَ الْقَضَاءِ أَمَّا بِدُونِهِ فَالتَّأْخِيرُ بَاقٍ، فَلَمْ تَصِحَّ التَّوْبَةُ مِنْهُ لِأَنَّ مِنْ شُرُوطِهَا الْإِقْلَاعُ عَنْ الْمَعْصِيَةِ كَمَا لَا يَخْفَى فَافْهَمْ.[1]

ترجمہ: مسلمانوں پر خیر کا گمان کرتے ہوئے ان نمازوں کو متروکات نہیں کہا جائے گا، اس لئے کہ بغیر عذر کے تاخیر کبیرہ گناہ ہے اور یہ گناہ صرف قضاء سے زائل نہیں ہوتا، یعنی بغیر توبہ کے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ قضا سے صرف ترک نماز کا گناہ زائل ہوتا ہے، اگر قضا ادا کر لی تو اس پر مؤاخذہ نہ ہوگا اور تاخیر کا گناہ باقی ہے۔ قضا کے بعد توبہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہو سکتا ہے اس کے بغیر نہیں، اس طرح سے توبہ نہیں ہوتی اس لئے کہ توبہ کی شرائط میں سے ہے کہ گناہ کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔

مسئلہ: 539: وَأَمَّا إذَا فَاتَتْ صَلَاةٌ مِنْهَا عَنْ وَقْتِهَا بِأَنْ نَامَ عَنْهَا أَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ خُرُوجِ الْوَقْتِ أَوْ اشْتَغَلَ عَنْهَا حَتَّى خَرَجَ الْوَقْتُ يَجِبُ عَلَيْهِ قَضَاؤُهَا، وَالْكَلَامُ فِي الْقَضَاءِ يَقَعُ فِي مَوَاضِعَ: فِي بَيَانِ أَصْلِ وُجُوبِ الْقَضَاءِ بَعْدَ خُرُوجِ الْوَقْتِ، وَفِي بَيَانِ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ، وَفِي بَيَانِ شَرَائِطِ الْجَوَازِ، وَفِي بَيَانِ كَيْفِيَّةِ الْقَضَاءِ.أَمَّا الْأَوَّلُ فَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ قَوْلُ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَلْيُصَلِّهَا إذَا ذَكَرَهَا أَوْ اسْتَيْقَظَ فَإِنَّ ذَلِكَ وَقْتُهَا»[2]

---

[1] شامی ص626ج2

[2] بدائع الصنائع ص560ج1

ترجمہ: جسکی نماز فوت ہوگئی ہو کہ وقت کے دوران سو گیا تھا یا بھول گیا تھا پھر وقت گزرنے کے بعد اسے یاد آیا، یا کسی مصروفیت کی وجہ سے وقتِ نماز نکل گیا تو ایسی صورت میں اس پر اس نماز کی قضا واجب ہوگی۔

ہوں تو اُن کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے بلکہ فرصت اور موقعے کی مناسبت سے جتنی نمازیں ہو سکے ادا کرلے تو بہتر ہے تاکہ قضا نمازیں پوری ہو جائیں۔ قضا نمازیں ادا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے یعنی فلاں وقت پر اتنی نمازیں ہونی چاہئیں اور فلاں میں اتنی بلکہ تمام قضا نمازیں ادا کرنا ضروری ہے، چاہے جس طریقے سے بھی ہوں اور جتنی مدت میں بھی ہوں۔

مسئلہ: 541: قضا شدہ نماز ہر وقت پڑھ سکتے ہیں۔ سوائے ان تین اوقات کے یعنی طلوع آفتاب کے وقت، غروب آفتاب کے وقت اور استواء کے وقت۔

مسئلہ: 542: قضا نمازوں کی ادائیگی پر کسی کو مطلع نہ کرے کیونکہ نماز کو تاخیر سے ادا کرنا گناہ ہے اور اپنے گناہ پر کسی کو مطلع کرنا بری بات ہے۔

مسئلہ: 540: (وَيَجُوزُ تَأْخِيرُ الْفَوَائِتِ) وَإِنْ وَجَبَتْ عَلَى الْفَوْرِ (لِعُذْرِ السَّعْيِ عَلَى الْعِيَالِ؛ وَفِي الْحَوَائِجِ عَلَى الْأَصَحِّ) (قَوْلُهُ لِعُذْرِ السَّعْيِ) الْإِضَافَةُ لِلْبَيَانِ ط أَيْ فَيَسْعَى وَيَقْضِي مَا قَدَرَ بَعْدَ فَرَاغِهِ ثُمَّ وَثُمَّ إلَى أَنْ تَتِمَّ.[1]

ترجمہ: قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے اگرچہ انہیں فی الفور ادا کرنا چاہیے، یہ تاخیر ضروریاتِ زندگی اور خاندانی امور کو انجام دینے کے حوالے سے آسکتی ہے۔ پس اسے کوشش کرنی چاہیے کہ ان نمازوں کو فارغ وقت میں ادا کرلے اور اس طرح ادا کرے کہ تمام قضا نمازیں ادا ہو جائیں۔

مسئلہ: 541:، وَجَمِيعُ أَوْقَاتِ الْعُمْرِ وَقْتٌ لِلْقَضَاءِ إلَّا الثَّلَاثَةَ الْمَنْهِيَّةَ كَمَا مَرَّ (قَوْلُهُ إلَّا الثَّلَاثَةَ الْمَنْهِيَّةَ) وَهِيَ الطُّلُوعُ وَالِاسْتِوَاءُ وَالْغُرُوبُ[2]

ترجمہ: اور عمر کے تمام اوقات میں قضا ادا کر سکتے ہیں سوائے تین ممنوعہ اوقات کے یعنی طلوع آفتاب، استواء آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت۔

مسئلہ: 542: وینبغی ان لا یطلع غیرہ علی قضائہ لان التاخیر معصیۃ فلا یظھرھا[3]

ترجمہ: قضا نمازوں کی ادائیگی پر کسی کو مطلع نہ کرے کیونکہ نماز کو تاخیر سے ادا کرنا گناہ ہے اور اپنے گناہ پر کسی کو مطلع کرنا بری

---

[1] ردالمحتار ص646 ج2

[2] شامی ص633 ج2

[3] در مختار ص96

مسئلہ: 543:اگر کسی شخص کے بلوغت یامکلف ہونے کے وقت سے لے کر موجودہ وقت تک چھ وقتوں کی نمازیں نہ تو مسلسل اور نہ الگ الگ قضانہ ہو چکی ہوں یا قضا تو ہو چکی ہوں لیکن پھر قضاادا کر چکا ہو تو دونوں صورتوں میں یہ صاحب ترتیب ہے۔اب اگر اس شخص سے ایک نماز یادو یا تین یاچار یاپانچ نمازیں قضاہو جائیں اب یہ شخص پہلے قضا نمازیں ادا کریگا اسکے بعد وقتی نماز پڑھے گا اور قضانمازوں کی ادائیگی میں بھی ترتیب اُس پر واجب ہے۔

مثلاً عصر اور مغرب کی نمازیں قضاہو جائے اور اب عشاء کی نماز ادا کرناچاہتا ہے تو عشاء کی نماز ادا کرنے سے پہلے قضاشدہ نمازیں ادا کریگا اور پھر بعد میں عشاء کی نماز ادا کریگا۔اگر قضانماز ادا کیے بغیر وہ عشاء کی نماز ادا کرے۔تو عشاء کی نماز ادا نہیں ہوئی۔لہٰذا وہ پہلے عصر کی قضا نماز ادا کرے گا اُس کے بعد مغرب کی پھر وقتی نماز پڑھے گا۔اور اگر وہ اسکے الٹ کرے یعنی پہلے مغرب کی نماز پڑھے پھر عصر کی تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ: 544:اگر کسی شخص کی چھ سے زیادہ نمازیں قضاہو جائے تو اُس پر ترتیب واجب نہیں۔گویا یہ واجب نہیں کہ جو نماز پہلے قضاہو چکی ہو پہلے وہ ادا کرے پھر دوسری اور تیسری بلکہ اُس کی مرضی ہے کہ جس وقت کی قضانماز پہلے پڑھے صحیح ہے۔اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وقتی نماز قضاشدہ نماز کی ادائیگی کے بعد ادا کرے بلکہ پہلے بھی ادا کر سکتا ہے۔

بات ہے۔اسے ظاہر نہیں کرناچاہئے۔

مسئلہ: 543:(التَّرْتِيبُ بَيْنَ الْفُرُوضِ الْخَمْسَةِ وَالْوِتْرِ أَدَاءً وَقَضَاءً لَازِمٌ) يَفُوتُ الْجَوَازُ بِفَوْتِهِ، لِلْخَبَرِ الْمَشْهُورِ «مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ» وَبِهِ يَثْبُتُ الْفَرْضُ الْعَمَلِيُّ (قَوْلُهُ يَفُوتُ الْجَوَازُ بِفَوْتِهِ) الْمُرَادُ بِالْجَوَازِ الصِّحَّةُ لَا الْحِلُّ؛ وَأَفَادَ أَنَّ الْمُرَادَ بِلَازِمِ الْفَرْضِ الْعَمَلِيِّ الَّذِي هُوَ أَقْوَى قِسْمَيْ الْوَاجِبِ[1]

ترجمہ: پانچوں فرضوں اور وتر کے درمیان ترتیب قائم کرناادا اور قضا دونوں میں ضروری ہے۔اس کے فوت ہونے سے جواز بھی ختم ہو جائے گا اس حدیث مشہور کے سبب کہ جو کوئی اپنی نماز سے سو گیاالخ۔۔اور اسی سے فرض عملی بھی ثابت ہوتا ہے۔یہاں جواز سے مراد صحت ہے حلال ہونا مراد نہیں ہے۔اور یہ فائدہ بھی معلوم ہوتاہے کہ لازم فرض عملی سے مراد یہ ہے کہ جو واجب کی اقوی قسم سے تعلق رکھتے ہوں۔

مسئلہ:544:(أَوْ فَاتَتْ سِتٌّ اعْتِقَادِيَّةٌ) لِدُخُولِهَا فِي حَدِّ التَّكْرَارِ الْمُفْضِي لِلْحَرَجِ (بِخُرُوجِ وَقْتِ السَّادِسَةِ) عَلَى الْأَصَحِّ (قَوْلُهُ أَوْ فَاتَتْ سِتٌّ) يَعْنِي لَا يَلْزَمُ التَّرْتِيبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَّةِ وَلَا بَيْنَ الْفَوَائِتِ إذَا كَانَتْ الْفَوَائِتُ سِتًّا، كَذَا فِي النَّهْرِ. أَمَّا بَيْنَ الْوَقْتِيَّتَيْنِ كَالْوِتْرِ وَالْعِشَاءِ فَلَا يَسْقُطُ التَّرْتِيبُ بِهَذَا الْمُسْقِطِ كَمَا لَا يَخْفَى[1]

---

[1] ردالمحتار ص633ج2

مسئلہ: 545: اگر کسی شخص کی پانچ سے زیادہ نمازیں قضا ہو چکی ہوں تو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ ترتیب ساقط ہو گئی ہے۔ پھر اگر وہ کچھ قضا نمازیں ادا کرے اور کچھ ابھی بھی باقی ہوں تب بھی ترتیب ساقط ہے۔ مثلاً کسی شخص کے تین دن کی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور وہ ان میں دو دن کی نمازیں ادا کرے اور پانچ نمازیں ابھی بھی باقی ہوں تو ان پانچ قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں۔ اگر بغیر ترتیب کے پڑھے تو بھی صحیح ہے اور وقتی نماز اُس سے پہلے بھی ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: 546: اگر ترتیب چھوڑنے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے۔ تو امام صاحبؒ کے نزدیک یہ افساد موقوف ہو گا۔ اگر فاسد نمازیں اور قضا نمازوں کی تعداد چھ تک پہنچ جائے تو وہ فساد دور ہو جائے گا اور نمازیں ادا ہو جائیگی۔ ورنہ نفل ہو جائے گی۔ مثلاً فرض کیجئے صاحب ترتیب سے اتوار کی صبح کی نماز قضا ہو جائے اور قضا نماز یاد ہونے کے باوجود ظہر کی نماز ادا کرے اور قضا نماز چھوڑ دے تو امام صاحب کے نزدیک یہ نماز فاسد ہے لیکن موقوف رہے گی۔ اس طرح اگر عصر کی نماز ادا کرے اور قضا نماز یاد

ترجمہ: یا پھر اس کی چھ نمازیں فوت ہو گئی ہوں اور وہ نمازیں حد تکرار میں داخل ہو گئی ہوں جو حرج کی مقتضی ہے، ایسا اس لئے ہوا کہ چھٹی نماز بھی وقت کے چلے جانے سے ان میں داخل ہو گئی اور ترتیب ساقط ہو گئی، اب فوت شدہ اور وقتی نمازوں میں ترتیب کی ضرورت نہیں، (نہر) البتہ دو وقتی نمازوں میں مثلاً وتر اور عشا میں ترتیب اس سبب سے ساقط نہیں ہو گی۔

مسئلہ: 545: (وَلَا يَعُودُ) لُزُومُ التَّرْتِيبِ (بَعْدَ سُقُوطِهِ بِكَثْرَتِهَا) أَيْ الْفَوَائِتِ (بِعَوْدِ الْفَوَائِتِ إلَى الْقِلَّةِ ب) سَبَبِ (الْقَضَاءِ) لِبَعْضِهَا عَلَى الْمُعْتَمِدِ لِأَنَّ السَّاقِطَ لَا يَعُودُ (وَكَذَا لَا يَعُودُ) التَّرْتِيبُ (بَعْدَ سُقُوطِهِ بِبَاقِي الْمُسْقِطَاتِ) السَّابِقَةِ مِنْ النِّسْيَانِ وَالضِّيقِ؛ (قَوْلُهُ بِسَبَبِ الْقَضَاءِ لِبَعْضِهَا) كَمَا إذَا تَرَكَ رَجُلٌ صَلَاةَ شَهْرٍ مَثَلًا ثُمَّ قَضَاهَا إلَّا صَلَاةً ثُمَّ صَلَّى الْوَقْتِيَّةَ ذَاكِرًا لَهَا فَإِنَّهَا صَحِيحَةٌ اهـ بَحْرٌ وَقُيِّدَ بِقَضَاءِ الْبَعْضِ لِأَنَّهُ لَوْ قَضَى الْكُلَّ عَادَ التَّرْتِيبُ عِنْدَ الْكُلِّ كَمَا نَقَلَهُ الْقُهُسْتَانِيُّ (قَوْلُهُ عَلَى الْمُعْتَمَدِ) هُوَ أَصَحُّ الرِّوَايَتَيْنِ وَصَحَّحَهُ أَيْضًا فِي الْكَافِي وَالْمُحِيطِ، وَفِي الْمِعْرَاجِ وَغَيْرِهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. وَقِيلَ يَعُودُ التَّرْتِيبُ وَاخْتَارَهُ فِي الْهِدَايَةِ. وَرَدَّهُ فِي الْكَافِي وَالتَّبْيِينِ، وَأَطَالَ فِيهِ الْبَحْرُ.

(قَوْلُهُ لِأَنَّ السَّاقِطَ لَا يَعُودُ) وَأَمَّا إذَا قَضَى الْكُلَّ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ يَلْزَمُهُ تَرْتِيبٌ جَدِيدٌ فَلَا يُقَالُ: إنَّهُ عَادَ تَأَمَّلْ.[2]

ترجمہ: فوت شدہ نمازوں کی کثرت کی وجہ سے ان میں ترتیب کا دوبارہ التزام نہیں رکھا جائے گا۔ اس لئے کہ ساقط دوبارہ واپس نہیں آسکتا۔ اسی طرح ترتیب مسقطات سابقہ کے لاحق ہو جانے کے بعد واپس نہیں آسکتی ہے اور اس کے اسباب بھول جانا اور وقت کا تنگ ہونا ہے۔ مثلاً ایک شخص کی ایک ماہ کی نمازیں رہ گئیں پھر اس نے وہ ادا کر لیں لیکن ایک نماز رہ گئی پھر وقتی نماز ادا کی اس کو یاد کرتے ہوئے تو وہ صحیح ہے۔ اور بعض نے اسے کچھ قضا نمزاوں کی ادائیگی سے مقید کیا ہے اس لئے کہ اگر وہ ساری پڑھ لے گا تو ترتیب واپس آجائے گی۔ غور کیجئے کہ اگر وہ ساری نمازیں ادا کر لیتا ہے تو ترتیب خود بخود نئے سرے سے واپس آجائے گی۔

---

[1] شامی ص637ج2

[2] ابن عابدین ص640ج2

ہونے کے باجود ادا نہ کرے تو عصر کی نماز بھی فاسد ہے لیکن موقوف رہے گی۔اسی طرح اگر پھر مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کریں اور قضا نماز ابھی تک ادا نہ کی ہو تو دونوں نمازیں فاسد ہو گئیں۔ لیکن موقوف رہیں گی۔اگر یہ شخص قضا نماز ادا کئے بغیر سوموار کی صبح کی نماز ادا کرے تو سوموار کے دن سورج طلوع ہونے کے بعد مذکورہ فاسد نمازیں صحیح ہو جائیں گی کیونکہ پانچ نمازیں فاسد اور ایک قضا نماز کی مجموعی تعداد چھ ہو گئی لہٰذا ترتیب باطل ہو گئی اور فاسد نمازیں صحیح ہو گئیں۔اور اگر مذکورہ پانچ وقتوں میں کسی بھی وقت وہ قضا نماز ادا کرے تو اس قضا نماز کی ادائیگی سے قبل جو وقتی نماز ادا کر چکا ہے وہ فاسد ہو کر نفل ٹھہر گئی

مسئلہ: 547: واضح رہے کہ قضا صرف فرض نماز اور واجب نمازوں کی ہوتی ہے۔اور وقت گزرنے کے بعد سنتوں کی قضا نہیں ہے۔اگر صبح کی نماز کی سنتیں اور فرض دونوں قضا ہو جائیں اور وہ آدمی انہیں زوال شروع ہونے سے پہلے قضا نماز ادا کرنا چاہے تو فرض اور سنت دونوں کو ادا کرے گا اور اگر زوال کے بعد قضا ادا کرنا چاہے تو صرف فرض ادا کرے گا۔

مسئلہ: 546: (وَفَسَادُ) أَصْلِ (الصَّلَاةِ بِتَرْكِ التَّرْتِيبِ مَوْقُوفٌ) عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ سَوَاءٌ ظَنَّ وُجُوبَ التَّرْتِيبِ أَوْ لَا (فَإِنْ كَثُرَتْ وَصَارَتْ الْفَوَائِتُ مَعَ الْفَائِتَةِ سِتًّا ظَهَرَ صِحَّتُهَا) بِخُرُوجِ وَقْتِ الْخَامِسَةِ الَّتِي هِيَ سَادِسَةُ الْفَوَائِتِ لِأَنَّ دُخُولَ وَقْتِ السَّادِسَةِ غَيْرُ شَرْطٍ لِأَنَّهُ لَوْ تَرَكَ فَجْرَ يَوْمٍ وَأَدَّى بَاقِيَ صَلَوَاتِهِ انْقَلَبَتْ صَحِيحَةً بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (وَإِلَّا) بِأَنْ لَمْ تَصِرْ سِتًّا (لَا) تَظْهَرُ صِحَّتُهَا بَلْ تَصِيرُ نَفْلًا،[1]

ترجمہ: ترتیب چھوڑنے کی وجہ سے نماز کا فاسد ہونا امام صاحبؒ کے نزدیک موقوف ہو گا۔چاہے ترتیب کے وجوب کا گمان کریں یا نہ کریں۔ لیکن اگر فاسد نمازیں اور قضا نمازوں کی تعداد چھ تک پہنچ جائے تو وہ فساد دور ہو جائے گا اور نمازیں ادا ہو جائیں گی۔پانچویں کے وقت نکل جانے کی وجہ سے جو اصل میں فوت شدہ کی چھٹی نماز ہے۔اس لئے کہ چھٹی نماز کا وقت داخل ہونا شرط نہیں ہے،اس لئے کہ اگر اس نے آج کے دن کی فجر چھوڑ دی اور باقی نمازیں ادا کر لیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد درست ہو جائے گی اور اگر فوت شدہ چھٹی نہ ہوئی تو درست نہیں ہو گی بلکہ نفل ہو جائے گی۔

مسئلہ: 547: (وَلَا يَقْضِيهَا إلَّا بِطَرِيقِ التَّبَعِيَّةِ ل) قَضَاءِ (فَرْضِهَا قَبْلَ الزَّوَالِ لَا بَعْدَهُ فِي الْأَصَحِّ) لِوُرُودِ الْخَبَرِ بِقَضَائِهَا فِي الْوَقْتِ الْمُهْمَلِ، بِخِلَافِ الْقِيَاسِ[2]

ترجمہ: ان نمازوں کو ادا کرنا قضا کی متابعت کے ساتھ کرنا ہو گا۔ پھر اگر زوال شروع ہونے سے پہلے قضا نماز ادا کرنا چاہے تو فرض اور سنت دونوں ادا کرے گا اور اگر زوال کے بعد قضا ادا کرنا چاہے تو صرف فرض ادا کرے گا۔

---

[1] در مختار ص97

[2] در مختار ص97

مسئلہ: 548: کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی عشاء کی نماز ادا کر کے سو جائے۔ اور رات کو اُسے احتلام ہو جائے تو یہ صبح اُٹھ کر عشاء کی نماز بطور قضا ادا کرے گا کیونکہ عشاء کی نماز پہلے نفل تھی اب فرض ہو چکی ہے۔ صحیح قول کے مطابق دوبارہ عشاء کی نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر صبح کی نماز کے وقت سے پہلے بیدار ہو جائے تو پھر دوبارہ عشاء کی نماز ادا کرنا اجماعاً واجب ہے۔

نوٹ: ایک دفعہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ جو نابالغ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائے اور رات کو اُسے احتلام ہو جائے۔ اُس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔؟ کہ دوبارہ عشاء کی نماز کی قضا کرے گا یا نہیں؟ تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ کرے گا۔ اس کے بعد امام محمدؒ نے مسجد کے ایک کونے میں نماز دوبارہ پڑھی۔ اور یہ امام محمدؒ کا پہلا مسئلہ ہے جو انہوں نے امام اعظمؒ سے سیکھا۔ جب امام اعظمؒ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ لڑکا نیک اور صالح ہے اور واقعی وہ ایسا ہی تھا۔

مسئلہ: 548: صَبِيٌّ احْتَلَمَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَاسْتَيْقَظَ بَعْدَ الْفَجْرِ لَزِمَهُ قَضَاؤُهَا. (قَوْلُهُ لَزِمَهُ قَضَاؤُهَا) لِأَنَّهَا وَقَعَتْ نَافِلَةً، وَلَمَّا احْتَلَمَ فِي وَقْتِهَا صَارَتْ فَرْضًا عَلَيْهِ لِأَنَّ النَّوْمَ لَا يَمْنَعُ الْخِطَابَ فَيَلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا فِي الْمُخْتَارِ، وَلِذَا لَوْ اسْتَيْقَظَ قَبْلَ الْفَجْرِ لَزِمَهُ إعَادَتُهَا إجْمَاعًا كَمَا قَدَّمْنَاهُ أَوَّلَ كِتَابِ الصَّلَاةِ عَنْ الْخُلَاصَةِ. وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ: حُكِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ جَاءَ إلَى الْإِمَامِ أَوَّلَ احْتِلَامِهِ فَقَالَ: مَا تَقُولُ فِي غُلَامٍ احْتَلَمَ فِي اللَّيْلِ بَعْدَ مَا صَلَّى الْعِشَاءَ هَلْ يُعِيدُهَا؟ قَالَ نَعَمْ، فَقَامَ مُحَمَّدٌ إلَى زَاوِيَةِ الْمَسْجِدِ وَأَعَادَهَا، وَهِيَ أَوَّلُ مَسْأَلَةٍ تَعَلَّمَهَا مِنْ الْإِمَامِ، فَلَمَّا رَآهُ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ تَفَرَّسَ فَقَالَ: إنَّ هَذَا الصَّبِيَّ يَصْلُحُ، فَكَانَ كَمَا قَالَ اهـ مُلَخَّصًا[1]

ترجمہ: کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز کے بعد محتلم ہو جائے اور پھر وہ فجر کے بعد اٹھے تو یہ صبح اُٹھ کر عشاء کی نماز بطور قضا ادا کرے گا کیونکہ عشاء کی نماز پہلے نفل تھی اب فرض ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ نیند فرضیت سے نہیں روک سکتی تو اسے اس کی قضا ادا کرنی ہو گی۔ اسی لئے اگر صبح کی نماز کے وقت سے پہلے بیدار ہو جائے تو پھر دوبارہ عشاء کی نماز ادا کرنا اجماعاً واجب ہے۔ یہاں حکایت کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ جو نابالغ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائے اور رات کو اُسے احتلام ہو جائے۔ اُس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔؟ کہ دوبارہ عشاء کی نماز کی قضا کرے گا یا نہیں؟ تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ کرے گا۔ اس کے بعد امام محمدؒ نے مسجد کے ایک کونے میں نماز دوبارہ پڑھی۔ اور یہ امام محمدؒ کا پہلا مسئلہ ہے جو انہوں نے امام اعظمؒ سے سیکھا۔ جب امام اعظمؒ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ لڑکا نیک اور صالح ہے اور واقعی وہ ایسا ہی تھا۔

---

[1] ابن عابدین ص649ج2

مسئلہ:549: اگر کسی کے ذمے قضا نمازیں باقی ہوں اور وہ زندگی میں اُن کی ادائیگی کر سکتا ہو اگرچہ اشاروں سے ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اوہ ادا نہ کرے تو مرنے کے وقت یہ وصیت کرنا واجب ہے کہ میرے ذمے اتنی نمازیں باقی ہیں اُن کا فدیہ دے دیں۔ اگر وصیت نہ کرے تو گناہگار ہوگا اور نماز کے فدیے کا بیان رمضان کے فدیے کے بیان میں آئے گا۔

مسئلہ:549:(وَلَوْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَلَوَاتٌ فَائِتَةٌ وَأَوْصَى بِالْكَفَّارَةِ يُعْطَى لِكُلِّ صَلَاةٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ) كَالْفِطْرَةِ (قَوْلُهُ وَعَلَيْهِ صَلَوَاتٌ فَائِتَةٌ إلَخْ) أَيْ بِأَنْ كَانَ يَقْدِرُ عَلَى أَدَائِهَا وَلَوْ بِالْإِيمَاءِ، فَيَلْزَمُهُ الْإِيصَاءُ بِهَا وَإِلَّا فَلَا يَلْزَمُهُ[1]

ترجمہ: اور اگر کوئی شخص مر گیا اور اس پر فوت شدہ نمازیں باقی تھیں اور اس نے نمازوں کے کفارے کی وصیت کی تھی تو ہر نماز کے بدلے میں آدھا صاع جو دینا ہوگا صدقہ فطر کی طرح۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ نمازوں کی ادائیگی پر قادر تھا اگرچہ اشارے سے ہی قادر تھا تو اسے ان نمازوں کے بارے میں وصیت کرنا لازم ہے ورنہ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

---

[1] شامی ص643ج2

فصل سوم سجدہ سہو کا بیان:

550: سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت کے بعد جب قعدہ کے لیے بیٹھے اور التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھنے کے بعد دائیں جانب سلام پھیرے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر اُٹھے اور جلسہ کرے اور پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جائے وہ بھی اسی طرح ادا کرے۔ اور پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھے اور قعدے میں بیٹھ کر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے، نماز پوری ہوگئی۔

مسئلہ: 551: واجبات نماز میں سے ایک دو یا چند بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اور سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز پوری ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص سجدہ سہو ادا نہ کرے تو اُسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے کیونکہ نماز کامل ادا نہیں ہوئی۔

نوٹ: 552: سہو کا مطلب بھولنا ہے اور سجدہ سہو تین امور سے واجب ہوتا ہے۔ (۱) ترک واجب (۲) تاخیر واجب (۳) تاخیر فرض۔ اصل میں سجدہ سہو واجب ہونے کا ایک ہی سبب ہے۔ بھول سے کسی واجب کو ترک کرنا کیونکہ فرض اور واجب کو اپنے محل میں ادا کرنا واجب ہے۔ اگر فرض یا واجب میں تاخیر ہو جائے تو یہ بھی ترک واجب ہے۔

550: وَكَيْفِيَّتُهُ أَنْ يُكَبِّرَ بَعْدَ سَلَامِهِ الْأَوَّلِ وَيَخِرَّ سَاجِدًا وَيُسَبِّحَ فِي سُجُودِهِ ثُمَّ يَفْعَلَ ثَانِيًا كَذَلِكَ ثُمَّ يَتَشَهَّدَ ثَانِيًا ثُمَّ يُسَلِّمَ ، كَذَا فِي الْمُحِيطِ .وَيَأْتِي بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالدُّعَاءِ فِي قَعْدَةِ السَّهْوِ هُوَ الصَّحِيحُ وَقِيلَ : يَأْتِي بِهِمَا فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ .وَالْأَحْوَطُ أَنْ يُصَلِّيَ فِي الْقَعْدَتَيْنِ ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .[1]

ترجمہ: اس کی کیفیت یہ ہے کہ اپنے پہلے سلام کے بعد تکبیر کہے اور سجدے میں چلا جائے اور اس میں تسبیح کہے، پھر اسی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر دوبارہ تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے۔ (المحیط) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور دعا پڑھے قعدہ سہو میں، یہی صحیح ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں کو پہلے قعدے میں پڑھ لے (تبیین) قاضی خان کے مطابق بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں پڑھ لے۔

مسئلہ: 551: يجب سجدتان بتشهد وتسليم لترك واجب أو زيادة أو نقص سهوا وإن تكرر بالإجماع[2]

ترجمہ: کسی واجب کے چھوڑنے یا اس میں اضافہ کرنے یا کمی کرنے سے دو سجدے بمعہ تشہد کے واجب ہو جاتے ہیں اگرچہ سہو بار بار ہی کیوں نہ ہوا ہو۔

نوٹ: 552: ولايجب سجودالابترک واجب او تاخیر رکن او تقدیم او تکرار او تغیر واجب [3]

ترجمہ: سجدہ سہو ترک واجب، تاخیر رکن یا اس کی تقدیم یا واجب کی تکرار اور اس میں تبدیلی سے واجب ہوتا ہے۔

---

[1] عالمگیری ص139 ج1

[2] مراقی الفلاح ص460

[3] ہندیہ ص139 ج1

مسئلہ: 553:اگر نماز میں کوئی فرض چھوٹ جائے تو اس کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوتی کیونکہ نماز ہی ادا نہیں ہوئی اسلئے دوبارہ ادائیگی ضروری ہے۔

مسئلہ: 554:اگر سجدہ سہو کسی پر واجب ہو لیکن وہ بھول کر دونوں طرف سلام پھیر لے لیکن جماعت سے ابھی نہ نکلا ہو اور سینہ قبلہ کی طرف ہو اور کوئی بات چیت یا نماز کے منافی عمل بھی نہ کیا ہو تو اُسے چاہیے کہ اب سجدہ سہو کرے۔اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کوئی اور وظیفہ شروع کر چکا ہو تو بھی صحیح ہے۔اگر اب سجدہ سہو ادا کرے گا تو نماز پوری ہو جائے گی۔

مسئلہ:555:اگر کسی پر سجدہ سہو لازم ہو۔اور اُسے یاد بھی ہو اور قصداً دونوں طرف سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ جب تک کوئی ایسا کام نہ کر چکا ہو جس سے نماز فاسد ہوتی ہو، سجدہ سہو ادا کر سکتا ہے۔لیکن اس میں بعض علماء کرامؒ کا اختلاف بھی ہے۔

مسئلہ: 553: قَوْلُهُ بِتَرْكِ وَاجِبٍ) أَيْ مِنْ وَاجِبَاتِ الصَّلَاةِ الْأَصْلِيَّةِ لَا كُلِّ وَاجِبٍ إذْ لَوْ تَرَكَ تَرْتِيبَ السُّوَرِ لَا يَلْزَمُهُ شَيْءٌ مَعَ كَوْنِهِ وَاجِبًا بَحْرٌ. وَيَرِدُّ عَلَيْهِ مَا لَوْ أَخَّرَ التِّلَاوِيَّةَ عَنْ مَوْضِعِهَا فَإِنَّ عَلَيْهِ سُجُودَ السَّهْوِ كَمَا فِي الْخُلَاصَةِ جَازِمًا بِأَنَّهُ لَا اعْتِمَادَ عَلَى مَا يُخَالِفُهُ وَصَحَّحَهُ فِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ أَيْضًا. وَقَدْ يُجَابُ بِمَا مَرَّ مِنْ أَنَّهَا لَمَّا كَانَتْ أَثَرَ الْقِرَاءَةِ أَخَذَتْ حُكْمَهَا تَأَمَّلْ. وَاحْتُرِزَ بِالْوَاجِبِ عَنْ السُّنَّةِ كَالثَّنَاءِ وَالتَّعَوُّذِ وَنَحْوِهِمَا وَعَنْ الْفَرْضِ.[1]

ترجمہ: ترک واجب سے مراد ہے کہ نماز کے واجبات اصلیہ میں سے، ہر واجب نہیں، اس لئے کہ اگر سورتوں کی ترتیب چھوڑ دے گا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہو گا حالانکہ وہ بھی واجب ہے۔(بحر) اس پر یہ رد کیا جاتا ہے کہ اگر تلاوت کے واجب کو اپنے مقام سے مؤخر کر دیا تو کیا اس پر سجدہ سہو ہو گا؟ خلاصہ کے مطابق تو ہو گا۔اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ اس وقت ہے جب قرات کا اثر اس کا حکم لے لے تب ہے ورنہ نہیں۔اور واجب کہہ کر سنت سے احتراز کیا ہے مثلاً ثنا، تعوذ اور اس کی طرح کی چیزیں اور فرض۔

مسئلہ: 554: (وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَلَوْ مَعَ سَلَامِهِ) نَاوِيًا (لِلْقَطْعِ) لِأَنَّ نِيَّةَ تَغْيِيرِ الْمَشْرُوعِ لَغْوٌ (مَا لَمْ يَتَحَوَّلْ عَنْ الْقِبْلَةِ أَوْ يَتَكَلَّمْ) لِبُطْلَانِ التَّحْرِيمَةِ،[2]

ترجمہ: اگر سجدہ سہو کسی پر واجب ہو لیکن وہ بھول کر دونوں طرف سلام پھیر لے لیکن جماعت سے ابھی نہ نکلا ہو اور سینہ قبلہ کی طرف ہو اور کوئی بات چیت یا منافی نماز عمل بھی نہ کر چکا ہو تو اُسے چاہیے کہ اب سجدہ سہو ادا کر لے۔

---

[1] شامی ص655ج2

[2] حصکفی در مختار علی صدر ابن عابدین ص674ج2

مسئلہ:556: اگر سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے ادا کرے تو بھی ہو گیا۔ ظاہر الروایت کے مطابق نماز پوری ہو گئی لیکن ایسا کرنا ممنوع ہے۔

مسئلہ:557: اگر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ پڑھنا بھول جائے تو آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھے اور بعد میں سجدہ سہو ادا کرے۔ اور اگر فرض کی آخری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھنا بھول جائے اور بعد میں نماز کے اندر اسے یاد آئے کہ فلاں رکعت میں میں نے سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہیں پڑھا تو بھی صحیح ہے۔ آخر میں سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ:555: (قَوْلُهُ وَلَوْ نَسِيَ السَّهْوَ إلَخْ) أَوْ فِي كَلَامِهِ مَانِعَةُ الْخُلُوِّ فَيَصْدُقُ بِسَبْعِ صُوَرٍ؛ وَهِيَ مَا لَوْ كَانَ عَلَيْهِ سَهْوِيَّةٌ فَقَطْ، أَوْ صُلْبِيَّةٌ فَقَطْ أَوْ تِلَاوِيَّةٌ فَقَطْ، أَوْ كَانَ عَلَيْهِ الثَّلَاثَةُ أَوْ اثْنَتَانِ مِنْهَا: أَيْ صُلْبِيَّةٌ مَعَ تِلَاوِيَّةٍ أَوْ سَهْوِيَّةٌ مَعَ إحْدَاهُمَا، فَفِي هَذِهِ كُلِّهَا إذَا سَلَّمَ نَاسِيًا لِمَا عَلَيْهِ كُلِّهِ أَوْ لِمَا سِوَى السَّهْوِيَّةِ لَا يُعَدُّ سَلَامُهُ قَاطِعًا، فَإِذَا تَذَكَّرَ يَلْزَمُهُ ذَلِكَ الَّذِي تَذَكَّرَهُ وَيُرَتِّبُ بَيْنَ السَّجَدَاتِ، حَتَّى لَوْ كَانَ عَلَيْهِ تِلَاوِيَّةٌ وَصُلْبِيَّةٌ يَقْضِيهِمَا مُرَتِّبًا، وَهَذَا يُفِيدُ وُجُوبَ النِّيَّةِ فِي الْمَقْضِيِّ مِنْ السَّجَدَاتِ كَمَا ذَكَرَهُ فِي الْفَتْحِ، ثُمَّ يَتَشَهَّدُ وَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ. وَقَيَّدْنَا بِقَوْلِنَا أَوْ لِمَا سِوَى السَّهْوِيَّةِ لِأَنَّهُ لَوْ سَلَّمَ ذَاكِرًا لَهَا نَاسِيًا لِغَيْرِهَا يَلْزَمُهُ أَيْضًا لِأَنَّ السَّلَامَ مَعَ تَذَكُّرِ سُجُودِ السَّهْوِ لَا يَقْطَعُ؛[1]

ترجمہ: اگر وہ سجدہ سہو بھول جائے۔ یہ سات صورتوں میں منحصر ہے۔ پہلی یہ کہ اس پر سہوی سجدہ ہی تھا، یا نماز کا اصلی سجدہ تھا یا تلاوت کا سجدہ تھا، یا اس پر تینوں سجدے تھے یا ان میں سے دو تھے یعنی اصلی اور تلات کا سجدہ، یا سہو کا سجدہ تھا ان دونں میں سے کسی ایک کے ساتھ، ان تمام صورتوں میں اگر بھول کر سلام پھیر دیا ایسے شخص نے جس پر تمام سجدے تھے یا سجدہ سہو تھا، تو اس کا سلام قاطع نماز نہ ہو گا جب اسے یاد آجائے تو جو یاد آجائے اسے ادا کر لے اور ان سجدوں کے درمیان ترتیب قائم کر لے۔ جیسے اگر اس پر سجدہ تلاوت اور نماز کا حقیقی سجدہ اس پر تھا تو ان دونوں کو ترتیب سے ادا کرے گا، اور یہ بحث سجدوں میں نیت کے فرق کو واضح کرتی ہے۔ پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور پھر سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ:556: ؛ وَلَوْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ جَازَ وَكُرِهَ تَنْزِيهًا. (قَوْلُهُ جَازَ) هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ، وَفِي الْمُحِيطِ: وَرُوِيَ عَنْ أَصْحَابِنَا أَنَّهُ لَا يُجْزِيه وَيُعِيدُهُ بَحْرٌ.[2]

ترجمہ: سلام سے پہلے اگر سجدہ کر لے تو جائز تو ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ محیط میں لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب کے ہاں درست نہیں ہے اور وہ اسے دوہرائے گا۔

---

[1] ابن عابدین ص674ج2

[2] در مختار مع رد المحتار ص653ج2

مسئلہ:558:سورۃ فاتحہ کے بعد ایک یا دو سے زیادہ سورت ایک رکعت میں پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔

مسئلہ:559: نماز وتر، سنت اور نفل سب میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھنا واجب ہے۔اگر کسی ایک رکعت میں پڑھنا بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ:560:اگر فرض نماز کی آخری دو خالی رکعتوں میں کوئی سورت پڑھے تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ:557:ولو ترک السورة فی رکعة من اولی المغرب او فی جمیع اولی العشاء قراءها ای سورة وجوبا علی الاصح فی الاخریین من العشاء والثالثة من المغرب مع الفاتحة جهرا بها علی الاصح ویقدم الفاتحة ثم یقراء السورة وهو الاشبه[1]

ترجمہ: اگر مغرب کی پہلی رکعت میں یا عشا کی دو پہلی رکعتوں میں تلاوت کرنا بھول گیا تو وہ اگلی رکعتوں میں تلاوت کرے گا، اس لئے کہ سورت کی تلاوت واجب ہے۔اور یہ تلاوت سورہ فاتحہ کے ساتھ بلند آواز میں کی جائے گی،اور فاتحہ کو تلاوت پر مقدم کیا جائے گا۔

مسئلہ:558:فانہ لوجمع بین سورتین بعد الفاتحة لم یمتنع[2]

ترجمہ: اگر سورہ فاتحہ کے بعد دو سورتیں پڑھ لیں تو یہ ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ:559:ویجب الضم فی جمیع الرکعات الوتر لمشابهة السنة وجمیع رکعات النفل[3]

ترجمہ: وتر کی تمام رکعات اور نوافل کی تمام رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے۔وتر میں اس لئے کہ یہ سنت سے مشابہ ہے۔

مسئلہ:560:ولو قراء فی الاخریین الفاتحة والسورة لا یلزمہ السهو وهو الاصح [4]

ترجمہ: اگر فرض نماز کی آخری دو خالی رکعتوں میں کوئی سورت پڑھے تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔یہی صحیح قول ہے۔

---

[1] مراقی الفلاح ص254
[2] بحر الرائق ص166ج2
[3] مراقی الفلاح ص248
[4] ہندیہ139ج1

مسئلہ: 561: اگر فرض نماز کی خالی رکعت میں جس میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے کوئی شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اور اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جس میں میں کم از کم تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھی جاسکے تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: 562: اگر نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھے تو اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اور اگر سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھے تو واجب ہے اور اگر فرض نماز کی خالی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بجائے التحیات پڑھے تو اس سے بھی سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: 563: اگر کوئی نمازی بھولے سے ایک ہی رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہو گیا۔

مسئلہ: 564: نماز میں قرآنی سورتیں آگے پیچھے پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: 561: وهو مخير فى الاخريين معناه ان شاء سكت وان شاء قراء وان شاءسبح[1]

ترجمہ: اس صورت میں اسے اختیار ہے کہ وہ آخری دو رکعتوں میں کچھ پڑھے یا خاموش رہے یا کوئی تسبیح کرے۔

مسئلہ: 562: وَلَوْ تَشَهَّدَ فِي قِيَامِهِ قَبْلَ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فَلَا سَهْوَ عَلَيْهِ وَبَعْدَهَا يَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ وَهُوَ الْأَصَحُّ ؛ لِأَنَّ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ مَحِلُّ قِرَاءَةِ السُّورَةِ فَإِذَا تَشَهَّدَ فِيهِ فَقَدْ أَخَّرَ الْوَاجِبَ وَقَبْلَهَا مَحِلُّ الثَّنَاءِ ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَلَوْ تَشَهَّدَ فِي الْأُخْرَيَيْنِ لَا يَلْزَمُهُ السَّهْوُ ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ .[2]

ترجمہ: اگر نماز میں حالت قیام میں سورۃ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھے تو اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اور اگر سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھے تو واجب ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اس لئے کہ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا مقام ہے، اگر تشہد پڑھ لی تو گویا اس نے واجب کو مؤخر کر دیا اور فاتحہ سے پہلے ثنا کا مقام ہے (تبیین) اور اگر فرض نماز کے خالی رکعت میں سورۃ فاتحہ بجائے التحیات پڑھے تو اس سے بھی سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ (المحیط للسرخسی)

مسئلہ: 563: لَوْ رَكَعَ رُكُوعَيْنِ أَوْ سَجَدَ ثَلَاثًا فِي رَكْعَةٍ لَزِمَهُ السُّجُودُ لِتَأْخِيرِ الْفَرْضِ وَهُوَ السُّجُودُ فِي الْأَوَّلِ وَالْقِيَامُ فِي الثَّانِي[3]

ترجمہ: اگر کوئی نمازی بھول کر ایک ہی رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہو گیا۔ اس لئے کہ اس نے فرض میں تاخیر کر دی۔ پہلی صورت میں سجدہ کرنے میں اور دوسری صورت میں کھڑے ہونے میں تاخیر کی ہے۔

مسئلہ: 564: لوقراء سورة ثم قراء فى الثانية سورةقبلها ساهيا لايجب عليه السجود[1]

---

[1] المرغینانی برھان الدین الھدایہ ص154 ج1
[2] عالمگیری ص140 ج1
[3] بحر الرائق ص172 ج2

مسئلہ: 565: کوئی شخص قعدہ اولی میں التحیات دو مرتبہ پڑھے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے چاہے فرض نماز ہو یا کوئی اور۔

مسئلہ: 566: اگر التحیات کی جگہ سورۃ فاتحہ یا کچھ اور پڑھے تو سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: 567: اگر کسی شخص کو وتر کی نماز میں یہ شک ہو جائے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری اور زیادہ گمان ایک طرف بھی نہ ہو بلکہ دونوں طرف برابر گمان ہو تو اسے چاہیے کہ مذکورہ رکعت دوسری تصور کرے اور دعائے قنوت بھی اس میں پڑھے۔ اور اسی رکعت کے بعد قعدہ کرے اُس کے بعد تیسری رکعت ادا کرے گا اور اُس میں بھی قنوت پڑھے گا اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے گا۔

ترجمہ: ایک رکعت میں ایک سورت پڑھی اور دوسری میں بھول کر اس سے پیچھے والی پڑھ لی تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔

مسئلہ: 565: ولو كرر التشهد فی القعدة الاولى فعليه السهو[2]

ترجمہ: اگر پہلے قعدے میں تشہد کو مکرر پڑھا تو سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

مسئلہ: 566: فاذا قراء الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو[3]

ترجمہ: اگر تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم ہے۔

مسئلہ: 567: وَلَوْ شَكَّ فِي الْوِتْرِ وَهُوَ قَائِمٌ أَنَّهَا ثَانِيَةٌ يُتِمُّ تِلْكَ الرَّكْعَةَ وَيَقْنُتُ فِيهَا وَيَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَةً أُخْرَى وَيَقْنُتُ فِيهَا أَيْضًا هُوَ الْمُخْتَارُ إلَى هُنَا عِبَارَةُ الْخُلَاصَةِ .وَمِمَّا لَا يَنْبَغِي إغْفَالُهُ أَنَّهُ يَجِبُ سُجُودُ السَّهْوِ فِي جَمِيعِ صُوَرِ الشَّكِّ سَوَاءٌ عَمِلَ بِالتَّحَرِّي أَوْ بَنَى عَلَى الْأَقَلِّ ، كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ نَاقِلًا عَنْ فَتْحِ الْقَدِيرِ .[4]

ترجمہ: اگر کسی شخص کو وتر کی نماز میں یہ شک ہو جائے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری اور زیادہ گمان ایک طرف بھی نہ ہو بلکہ دونوں طرف برابر گمان ہو تو اسے چاہیے کہ مذکورہ رکعت دوسری تصور کرے اور دعائے قنوت بھی اس میں پڑھے۔ یہی پسندیدہ ہے۔ اور اسی رکعت کے بعد قعدہ کرے اُس کے بعد تیسری رکعت ادا کرے گا اور اُس میں بھی قنوت پڑھے گا اور پھر آخیر میں سجدہ سہو کرے گا۔، یہاں شک کی تمام صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہو گا چاہے تحری کرے یا کم سے کم رکعتوں پر بنا کرے۔ (البحر الرائق)

---

[1] بحر الرائق ص167 ج2

[2] عالمگیری ص140 ج1

[3] ہندیہ ص140 ج1

[4] عالمگیری ص145 ج1

مسئلہ: 568:اگر نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور سورت کے بعد فوراً رکوع میں جائے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے۔
مسئلہ:569:اگر وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ سبحانک اللھم پڑھے یا مذکورہ ثنا اور دعائے قنوت تینوں پڑھے تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ:570:اگر نماز وتر کی دوسری یا پہلی رکعت میں بھولے سے دعائے قنوت پڑھ لے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ تیسری رکعت میں پھر باقاعدہ دعائے قنوت پڑھے گا اور سجدہ سہو بھی لازم ہے۔

مسئلہ: 568:(وَمِنْهَا الْقُنُوتُ) فَإِذَا تَرَكَهُ يَجِبُ عَلَيْهِ السَّهْوُ ، وَتَرْكُهُ يَتَحَقَّقُ بِرَفْعِ رَأْسِهِ مِنْ الرُّكُوعِ[1]

ترجمہ: اگر دعائے قنوت چھوڑ دی تو سہو واجب ہوگا، اور اس کا چھوٹنا اس وقت یقینی ہوگا جب رکوع سے سر اٹھالے گا۔

مسئلہ:569:(ليس فيه دعاءموقت)ما سوى اللهم انا نستعينك لان الصحابة اتفقوا عليه فالاولى ان يقراءه ولو قراء غيره جاز ولو قراءمعه غيره كان حسنا[2]

ترجمہ: اس میں کوئی مخصوص دعا نہیں ہے سوائے اللهم انا نستعينك کے۔ اس لئے کہ صحابہ کا اس کے پڑھنے پر اتفاق تھا، اولی یہی ہے کہ دعائے قنوت پڑھے لیکن اگر اس کے علاوہ کچھ اور پڑھ لیا تو جائز ہے اور اگر دعائے قنوت کے ساتھ کچھ اور پڑھ دیا تو حسن ہے۔

مسئلہ:570:وَفِي الذَّخِيرَةِ إنْ قَنَتَ فِي الْأُولَى أَوْ فِي الثَّانِيَةِ سَاهِيًا لَمْ يَقْنُتْ فِي الثَّالِثَةِ لِأَنَّهُ لَا يَتَكَرَّرُ فِي الصَّلَاةِ الْوَاحِدَةِ اهـ.
وَفِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّهُ إذَا كَانَ مَعَ الشَّكِّ فِي كَوْنِهِ فِي مَحَلِّهِ يُعِيدُهُ لِيَقَعَ فِي مَحَلِّهِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ فَمَعَ الْيَقِينِ بِكَوْنِهِ فِي غَيْرِ مَحَلِّهِ أَوْلَى أَنْ يُعِيدَهُ كَمَا لَوْ قَعَدَ بَعْدَ الْأُولَى سَاهِيًا لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَقْعُدَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَلَعَلَّ مَا فِي الذَّخِيرَةِ مَبْنِيٌّ عَلَى الْقَوْلِ الضَّعِيفِ الْقَائِلِ بِأَنَّهُ لَا يَقْنُتُ فِي الْكُلِّ أَصْلًا كَمَا لَا يَخْفَى[3]

ترجمہ: ذخیرہ میں ہے کہ اگر نماز وتر کی دوسری یا پہلی رکعت میں بھولے سے دعائے قنوت پڑھ لے تو تیسری رکعت میں نہیں پڑھے گا اس لئے کہ قنوت ایک نماز میں مکرر نہیں ہوتی۔ اس مسئلے میں نظر ہے۔ کیونکہ اگر اس کے ہونے میں شک ہے تو اسے اس کے محل اور موقع پر ادا کرنے کے لئے اس کا لوٹانا ضروری ہے۔ اور اس یقین کے ساتھ وہ اپنے محل میں نہیں ہے یہ زیادہ اولی ہے کہ اسے لوٹایا جائے جیسے کوئی پہلی رکعت مین بھول کر قعدے میں بیٹھ جائے تو اسے منع نہیں ہے کہ وہ دوسری میں قعدہ نہیں کرے گا۔ اور جو کچھ ذخیرہ میں کہا شاید وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس طرح تو وہ نمازی کسی بھی رکعت میں قنوت نہیں پڑھ پائے گا۔

---

[1] ہندیہ ص141 ج1
[2] بحر الرائق ص73 ج2
[3] بحر الرائق ص73 ج2

مسئلہ: 571:اگرامام نماز بالجہر میں قرأۃ بالسر سے کرے۔ یاسری نماز میں بالجہر قرأت کرے تو ایک ہی بات ہے کہ ایسی غلطی کرنے والا امام ہو یا فرداً پڑھنے والا یا کوئی اور نمازی، دونوں صورتوں میں سجدہ سہو لازم آتا ہے۔اور یہ مسئلہ نماز کے واجبات میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

مسئلہ: 572: تسبیح یا درود شریف اُونچی آواز سے پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: 573:اگر نمازی چار رکعات یا تین رکعات والی فرض یا واجب نماز پڑھے اور دوسری رکعت کے بعد بیٹھنا بھول جائے۔ اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔ پھر اُسے یاد آئے تو اگر بیٹھنے کے نزدیک ہو یعنی بدن کا نچلا حصہ ابھی نہ اٹھا ہو۔ تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔اور التحیات پڑھے۔اور پھر تیسری رکعت کے لیے اُٹھے۔ تو اس صورت میں اُس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔اور اگر وہ اٹھنے کے قریب ہو یعنی بدن کا نچلا حصہ اٹھ کر سیدھا ہو چکا ہو۔ تو اُسے چاہیے کہ اب نہ بیٹھے بلکہ اُٹھ جائے۔اور باقی نماز پوری کر۔ اور سجدہ سہو اُس پر لازم ہو گیا۔اس صورت میں اگر وہ بیٹھ جائے تو ایسا کرنا گناہ ہے۔ سجدہ سہوا گرچہ اس صورت میں بھی لازم نہیں آتا لیکن بعض علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: 571:والجهر فيما يخافت فيه للامام وعكسه لكل مصل فى الاصح [1]

ترجمہ: اگرامام نماز بالجہر میں قرأۃ بالسر سے کرے۔ یاسری نماز میں بالجہر قرأت سے کرے تو ایک ہی بات ہے کہ ایسی غلطی کرنے والا امام ہو یا فرداً پڑھنے والا یا کوئی اور نمازی، دونوں صورتوں میں سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

مسئلہ:572:وصرحوا بانه اذا جهر سهوا بشئ من الادعية والاثنية ولو تشهدا فانه لا يجب عليه السجود[2]

ترجمہ: اس بات کی صراحت ہے کہ دعائیں اور ثنا بلند آواز میں پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: 573: (سها عن القعود الاول من الفرض) ولو عمليا، أما النفل فيعود ما لم يقيد بالسجدة (ثم تذكره عاد إليه) وتشهد، ولا سهو عليه في الاصح (ما لم يستقم قائما) في ظاهر المذهب، وهو الاصح. فتح (وإلا) أي وإن استقام قائما (لا) يعود لاشتغاله بفرض القيام (وسجد للسهو) لترك الواجب (فلو عاد إلى القعود) بعد ذلك (تفسد صلاته) لرفض الفرض لما ليس بفرض، وصححه الزيلعي (وقيل لا) تفسد، لكنه يكون مسيئا، ويسجد لتأخير الواجب (وهو الاشبه) كما حققه الكمال وهو الحق. (قَوْلُهُ وَلَا سَهْوَ عَلَيْهِ فِي الْأَصَحِّ) يَعْنِي إذَا عَادَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا وَكَانَ إلَى الْقُعُودِ أَقْرَبَ فَإِنَّهُ لَا سُجُودَ عَلَيْهِ فِي الْأَصَحِّ وَعَلَيْهِ الْأَكْثَرُ.[3]

---

[1] در مختار ص 101
[2] بحر الرائق ص 171 ج 2
[3] شامی ص 661 ج 2

مسئلہ: 574: مذکورہ بالا حکم منفرد اور امام کے لیے ہے۔ اگر مدرک مقتدی بھولے سے تیسری رکعت کے لئے اُٹھے اور امام بیٹھا ہو تو مقتدی ہر حالت میں بیٹھے گا، اُس کا کھڑا ہونا معتبر نہیں۔ سجدہ سہو اس پر لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: 575: کوئی شخص آخری قعدہ چھوڑ کر اگلی رکعت کیلئے اُٹھے مثلاً ظہر کی چار رکعات فرض نماز پڑھ رہا ہوں اور آخری قعدہ چھوڑ کر پانچویں رکعت کے لیے اُٹھے تو اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کر لے تو اُس کی فرض نماز ادا ہو گئی اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد خواہ قصداً ہو یا بھولے سے تو اب اسے چاہیے کہ ایک رکعت ساتھ اور ملائے اور چھ رکعت پوری کرے اور یہ چھ رکعت نماز نفل ہو جائے گی۔ اگر چھٹی

ترجمہ: فرض نماز میں پہلا قعدہ بھول گیا پھر یاد آیا تو اس کو لوٹائے گا اور تشہد پڑھے گا اور اس پر سہو نہیں ہو گا جب تک وہ صحیح طور پر حالت قیام میں نہ کھڑا ہو جائے، اسی پر فتوی ہے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو واپس نہیں آئے گا اس لئے کہ فرض قیام میں مشغول ہے اور اس صورت میں وہ واجب کے چھوٹ جانے کی بنا پر سجدہ سہو کرے گا۔ اگر نفل میں ایسا ہوا تو جب تک اگلی رکعت کا سجدہ نہ کر لیا ہو تب تک وہ لوٹا سکتا ہے۔ اگر فرض میں کھڑے ہونے کے بجائے وہ واپس لوٹ آیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ اس نے غیر فرض کے لئے فرض کو چھوڑ دیا۔ اسی کو زیلعی نے درست قرار دیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن وہ بندہ گنہگار ہو گا۔ اور تاخیرِ واجب کے کفارے کے لئے سجدہ سہو کرے گا۔ اور اس پر اس صورت میں سہو نہیں ہو گا جب وہ ایسی حالت میں تھا کہ قعود سے اس کی حالت زیادہ قریب تھی اور صحیح طور پر کھڑا نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ: 574: أَمَّا الْمُؤْتَمُّ فَيَعُودُ حَتْمًا وَإِنْ خَافَ فَوْتَ الرَّكْعَةِ لِأَنَّ الْقُعُودَ فَرْضٌ عَلَيْهِ بِحُكْمِ الْمُتَابَعَةِ سِرَاجٌ. (قَوْلُهُ وَهَذَا فِي غَيْرِ الْمُؤْتَمِّ إلَخْ) أَيْ مَا ذُكِرَ مِنْ مَنْعِهِ عَنْ الْعَوْدِ إلَى الْقُعُودِ بَعْدَ الْقِيَامِ؛ وَالْخِلَافُ فِي الْفَسَادِ لَوْ عَادَ إنَّمَا هُوَ فِي الْإِمَامِ وَالْمُنْفَرِدِ، أَمَّا الْمُقْتَدِي الَّذِي سَهَا عَنْ الْقُعُودِ فَقَامَ وَإِمَامُهُ قَاعِدٌ فَإِنَّهُ يَلْزَمُهُ الْعَوْدُ لِأَنَّ قِيَامَهُ قَبْلَ إمَامِهِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ، فَلَيْسَ فِي عَوْدِهِ رَفْضُ الْفَرْضِ،[1]

ترجمہ: اگر مقتدی ہے تو اس حالت میں لازمی واپس آئے گا اگرچہ رکعت کے فوت ہونے کا خوف ہی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ متابعت کے حکم کے مطابق قعود اس پر فرض ہے۔ اور کھڑے ہو جانے کے بعد دوبارہ قعدے کی طرف نہ لوٹنے کا حکم غیر مقتدی میں ہے اور وہ امام اور منفرد ہیں۔ نماز کے فاسد ہونے کا اختلاف امام اور منفرد کے واپس لوٹنے میں ہے۔ مقتدی جو بھول گیا ہو قعدہ کرنا اور اس کا امام بیٹھا ہوا ہو تو اس کو واپس بیٹھنا پڑے گا اس لئے کہ اس کا قیام امام سے پہلے ہو جائے گا اور وہ غیر معتبر ہے۔ اس لئے اس کے واپس بیٹھنے میں ترک فرض والا مسئلہ نہیں ہو گا۔

---

[1] رد المحتار ص 663 ج 2

رکعت ساتھ ادانہ کرے تو چار رکعت نماز نفل ہو جائے گی اور ایک رکعت ضائع ہو گئی اور صحیح قول کے مطابق اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہے اور ظہر کی چار رکعات نماز فرض اب دوبارہ پڑھے گا۔

مسئلہ:576:اگر صبح کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے اور تیسری رکعت پڑھنے کے لئے اُٹھے اور تیسری رکعت کی سجدہ کرنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ساتھ ملا کر پڑھے۔اگر مغرب کی نماز میں آخری قعدہ چھوڑ کر چوتھی رکعت کے لئے اُٹھے اور چوتھی رکعت کی سجدہ کرنے کے بعد پانچویں رکعت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ چار رکعات نماز نفل ہو جائے گیا اور وہ فرض نماز دوبارہ پڑھے گا۔

مسئلہ:575:(ولو سها عن القعود الاخير) كله أو بعضه (عاد) ويكفي كون كلا الجلستين قدر التشهد (ما لم يقيدها بسجدة) لان ما دون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتأخير القعود (وإن قيدها) بسجدة عامدا أو ناسيا أو ساهيا أو مخطئا (تحول فرضه نفلا برفعه) الجبهة عند محمد، به يفتى،[1]

ترجمہ: اور اگر آخری قعدے کے بارے میں سہو ہوا چاہے کلی ہوا یا جزئی ہوا تو دوبارہ لوٹائے گا۔اور دونوں جلسوں کا تشہد کے بقدر ہونا کافی ہے۔جب تک کہ وہ اس رکعت کا سجدہ نہ کر لے،اس لئے کہ رکعت کے علاوہ محل ترک ہے اور سہو کا سجدہ اس لئے ہو گا کہ قعود میں تاخیر ہو گئی۔اور اگر سجدہ کر لیا چاہے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر یا سہو سے یا غلطی سے تو اس کا فرض نفل میں بدل جائے گا اس کے سجدے سے پیشانی اٹھاتے ہی۔یہ امام محمد کے ہاں ہے،اسی پر فتوی ہے۔

مسئلہ:576:(وَلَوْ سَهَا عَنْ الْقُعُودِ الْأَخِيرِ) كُلِّهِ أَوْ بَعْضِهِ (عَادَ) وَيَكْفِي كَوْنُ كِلَا الْجِلْسَتَيْنِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ (مَا لَمْ يُقَيِّدْهَا بِسَجْدَةٍ) لِأَنَّ مَا دُونَ الرَّكْعَةِ مَحَلُّ الرَّفْضِ وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ لِتَأْخِيرِ الْقُعُودِ (وَإِنْ قَيَّدَهَا) بِسَجْدَةٍ عَامِدًا أَوْ نَاسِيًا أَوْ سَاهِيًا أَوْ مُخْطِئًا (تَحَوَّلَ فَرْضُهُ نَفْلًا بِرَفْعِهِ) الْجَبْهَةَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ، وَبِهِ يُفْتَى لِأَنَّ تَمَامَ الشَّيْءِ بِآخِرِهِ، فَلَوْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ قَبْلَ رَفْعِهِ تَوَضَّأَ وَبَنَى خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ، حَتَّى قَالَ: زِهْ، صَلَاةٌ فَسَدَتْ أَصْلَحَهَا الْحَدَثُ، وَالْعِبْرَةُ لِلْإِمَامِ، حَتَّى لَوْ عَادَ وَلَمْ يَعْلَمْ بِهِ الْقَوْمُ حَتَّى سَجَدُوا لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمْ مَا لَمْ يَتَعَمَّدُوا السُّجُودَ.
وَفِيهِ يُلْغَزُ: أَيُّ مُصَلٍّ تَرَكَ الْقُعُودَ الْأَخِيرَ وَقَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِسَجْدَةٍ وَلَمْ يَبْطُلْ فَرْضُهُ؟ (وَضَمَّ سَادِسَةً) وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ (قَوْلُهُ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ) بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالسَّادِسَةِ رَكْعَةٌ زَائِدَةٌ، وَإِلَّا فَهِيَ فِي الْفَجْرِ رَابِعَةٌ؛[2]

ترجمہ: اور اگر آخری قعدے کے بارے میں سہو ہوا چاہے کلی ہوا یا جزئی ہوا تو دوبارہ لوٹائے گا۔اور دونوں جلسوں کا تشہد کے بقدر ہونا کافی ہے۔جب تک کہ وہ اس رکعت کا سجدہ نہ کر لے،اس لئے کہ رکعت کے علاوہ محل ترک ہے اور سہو کا سجدہ اس لئے ہو گا کہ قعود میں تاخیر ہو گئی۔اور اگر سجدہ کر لیا چاہے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر یا سہو سے یا غلطی سے تو اس کا فرض نفل میں بدل جائے گا اس کے سجدے سے پیشانی اٹھاتے ہی۔یہ امام محمد کے ہاں ہے،اسی پر فتوی ہے۔اگر کوئی نماز کی آخری قعدہ تشہد

---

[1] در مختار ص101

[2] رد المحتار ص664ج2

مسئلہ: 577:اگر کوئی نماز کے آخری قعدہ کو تشہد تک ادا کر کے پھر بھولے سے اُٹھ جائے یعنی بھولے سے دوسری رکعت کے لیے اُٹھ جائے۔ مثلاً چہار رکعت نماز پڑھ کر بیٹھ جائے اور پھر بھولے سے پانچویں رکعت کے لیے اُٹھ جائے۔ اب پانچویں رکعت میں سجدہ کرنے سے پہلے جس وقت اُسے یاد آنے چاہیے کہ بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ سلام پھیرے اور سجدہ سہوادا کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو۔ پھر اُسے یاد آئے تو اب ایک رکعت ساتھ اور بھی پڑھ لے تاکہ چھ رکعات پوری ہو جائیں۔ اس صورت میں چار رکعت نماز فرض تصور ہو گی اور دو رکعت نفل ہو جائے گی۔ اور اگر پانچویں رکعت پڑھ کر سلام پھیرے تو اس صورت میں چار رکعت تو فرض نماز ہو چکی ہیں اور ایک رکعت ضائع ہو گئی۔ لہٰذا اُس نے اچھا نہیں کیا۔

تک کر کے پھر بھولے سے اُٹھ جائے۔ پھر بھولے سے دوسری رکعت کے لیے اُٹھ جائے۔ مثلاً چہار رکعت نماز پڑھ کر بیٹھ جائے اور پھر بھولے سے پانچویں رکعت کے لیے اُٹھ جائے۔ اب پانچویں رکعت میں سجدہ کرنے سے پہلے جس وقت اُسے یاد آئے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ سلام پھیرے اور سجدہ سہوادا کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو، پھر اُسے یاد آئے تو اب ایک رکعت ساتھ اور بھی پڑھ لے تاکہ چھ رکعت پورے ہو جائیں۔ اس صورت میں چار رکعت نماز فرض تصور ہو گی اور دو رکعت نفل ہو جائے گی۔ اور اگر پانچویں رکعت پڑھ کر سلام پھیرے تو اس صورت میں چار رکعت تو فرض نماز ہو چکی ہیں اور ایک رکعت ضائع ہو گئی۔ لہٰذا اُس نے اچھا نہیں کیا۔

مسئلہ: 577:(وَإِنْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ) مَثَلًا قَدْرَ التَّشَهُّدِ (ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ) وَلَوْ سَلَّمَ قَائِمًا صَحَّ؛ ثُمَّ الْأَصَحُّ أَنَّ الْقَوْمَ يَنْتَظِرُونَهُ، فَإِنْ عَادَ تَبِعُوهُ (وَإِنْ سَجَدَ لِلْخَامِسَةِ سَلَّمُوا) لِأَنَّهُ تَمَّ فَرْضُهُ، إذْ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ إلَّا السَّلَامُ (وَضَمَّ إلَيْهَا سَادِسَةً) لَوْ فِي الْعَصْرِ، وَخَامِسَةً فِي الْمَغْرِبِ: وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ بِهِ يُفْتَى (لِتَصِيرَ الرَّكْعَتَانِ لَهُ نَفْلًا) وَالضَّمُّ هُنَا آكَدُ، (قَوْلُهُ لَوْ فِي الْعَصْرِ إلَخْ) أَشَارَ إلَى أَنَّهُ لَا فَرْقَ فِي مَشْرُوعِيَّةِ الضَّمِّ بَيْنَ الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ وَغَيْرِهَا لِمَا مَرَّ أَنَّ التَّنَفُّلَ فِيهَا إنَّمَا يُكْرَهُ لَوْ عَنْ قَصْدٍ وَإِلَّا فَلَا، وَهُوَ الصَّحِيحُ زَيْلَعِيٌّ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى مُجْتَبَى، وَإِلَى أَنَّهُ كَمَا لَا يُكْرَهُ فِي الْعَصْرِ لَا يُكْرَهُ فِي الْفَجْرِ خِلَافًا لِلزَّيْلَعِيِّ، وَلِذَا سَوَّى بَيْنَهُمَا فِي الْفَتْحِ، وَصَرَّحَ فِي التَّجْنِيسِ بِأَنَّ الْفَتْوَى عَلَى أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا فِي عَدَمِ كَرَاهَةِ الضَّمِّ[1]

ترجمہ: اگر کوئی نمازی مغرب کی نماز میں تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ میں بقدر تشہد بیٹھ جائے پھر بھولے سے چوتھی رکعت پڑھنے کو اُٹھے۔ اور چوتھی رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد اُسے یاد آئے تو اسے چاہیے کہ پانچویں رکعت بھی ساتھ پڑھ لے تاکہ تین رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہو جائیں۔ اور اگر صبح کی نماز دو رکعت پڑھ کر بقدر تشہد بیٹھ جائے اور پھر بھولے سے تیسری رکعت کے لیے اُٹھ جائے اور پھر تیسری کعت کا سجدہ کرنے کے بعد اُسے یاد آئے تو اسے چاہیے کہ ساتھ چوتھی رکعت بھی پڑھ لے۔ لہٰذا دو رکعت نماز فرض ہوئی اور دو رکعت نفل ہوئی۔ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک نفل مکروہ ہیں۔ اور یعنی

---

[1]شامی667ج2

مسئلہ: 578:اگر کوئی نمازی مغرب کی نماز میں تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ میں بقدر تشہد بیٹھ جائے پھر بھولے سے چوتھی رکعت پڑھنے کو اُٹھے۔اور چوتھی رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد اُسے یاد آئے تو اسے چاہیے کہ پانچویں رکعت بھی ساتھ پڑھ لے۔ تاکہ تین رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہو جائیں۔اور اگر صبح کی نماز دو رکعت پڑھ کر بقدر تشہد بیٹھ جائے اور پھر بھولے سے تیسری رکعت کے لیے اُٹھ جائے اور پھر تیسری کعت کا سجدہ کرنے کے بعد اُسے یاد آئے۔ تو اسے چاہیے کہ ساتھ چوتھی رکعت بھی پڑھ لے۔ لہٰذا دو رکعت نماز فرض ہوئی اور دو رکعت نفل ہوئی۔ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک نفل مکروہ ہیں۔ اور یعنی وہ نفل جو قصداً یعنی ارادتاً شروع کرے اور اسی طرح نماز عصر کے بعد۔

وہ نفل جو قصداً یعنی ارادتاً شروع کرے اور اسی طرح نماز عصر کے بعد۔اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اوقات مکروہہ کے ضم میں کوئی فرق نہیں ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ان میں نفل کی کراہت اس وقت ہے جب قصداً ادا کئے جائیں ورنہ نہیں ہے۔اسی پر فتوی ہے۔(مجتبی) بعض نے زیلعی کے بر خلاف کہا ہے کہ جس طرح فجر میں مکروہ نہیں اسی طرح عصر میں بھی مکروہ نہیں۔ تجنیس میں اس بات پر فتوی دیا گیا ہے کہ ان میں ضم کرنے کی کراہت نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

مسئلہ: 578:(وَإِنْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ) مَثَلًا قَدْرَ التَّشَهُّدِ (ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ) وَلَوْ سَلَّمَ قَائِمًا صَحَّ؛ ثُمَّ الْأَصَحُّ أَنَّ الْقَوْمَ يَنْتَظِرُونَهُ، فَإِنْ عَادَ تَبِعُوهُ (وَإِنْ سَجَدَ لِلْخَامِسَةِ سَلَّمُوا) لِأَنَّهُ تَمَّ فَرْضُهُ، إذْ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ إلَّا السَّلَامُ (وَضَمَّ إلَيْهَا سَادِسَةً) لَوْ فِي الْعَصْرِ، وَخَامِسَةً فِي الْمَغْرِبِ: وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ بِهِ يُفْتَى (لِتَصِيرَ الرَّكْعَتَانِ لَهُ نَفْلًا) وَالضَّمُّ هُنَا آكَدُ، (قَوْلُهُ لَوْ فِي الْعَصْرِ إلَخْ) أَشَارَ إلَى أَنَّهُ لَا فَرْقَ فِي مَشْرُوعِيَّةِ الضَّمِّ بَيْنَ الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ وَغَيْرِهَا لِمَا مَرَّ أَنَّ التَّنَفُّلَ فِيهَا إنَّمَا يُكْرَهُ لَوْ عَنْ قَصْدٍ وَإِلَّا فَلَا، وَهُوَ الصَّحِيحُ زَيْلَعِيٌّ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى مُجْتَبَى، وَإِلَى أَنَّهُ كَمَا لَا يُكْرَهُ فِي الْعَصْرِ لَا يُكْرَهُ فِي الْفَجْرِ خِلَافًا لِلزَّيْلَعِيِّ، وَلِذَا سَوَّى بَيْنَهُمَا فِي الْفَتْحِ، وَصَرَّحَ فِي التَّجْنِيسِ بِأَنَّ الْفَتْوَى عَلَى أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا فِي عَدَمِ كَرَاهَةِ الضَّمِّ[1]

ترجمہ: اگر کوئی نمازی مغرب کی نماز میں تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ میں بقدر تشہد بیٹھ جائے پھر بھولے سے چوتھی رکعت پڑھنے کو اُٹھے۔اور چوتھی رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد اُسے یاد آئے تو اسے چاہیے کہ پانچویں رکعت بھی ساتھ پڑھ لے۔تاکہ تین رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہو جائیں۔اور اگر صبح کی نماز دو رکعت پڑھ کر بقدر تشہد بیٹھ جائے اور پھر بھولے سے تیسری رکعت کے لیے اُٹھ جائے اور پھر تیسری کعت کا سجدہ کرنے کے بعد اُسے یاد آئے۔ تو اسے چاہیے کہ ساتھ چوتھی رکعت بھی پڑھ لے۔ لہٰذا دو رکعت نماز فرض ہوئی اور دو رکعت نفل ہوئی۔ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک نفل مکروہ ہیں۔اور یعنی وہ نفل جو قصداً یعنی ارادتاً شروع کرے اور اسی طرح نماز عصر کے بعد۔اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ

---

[1] شامی 667ج2

مسئلہ: 579:اگر بھولے سے قعدہ اولیٰ پر سلام پھیرے اور پھر اُسے یاد آئے اور کوئی منافی نماز عمل بھی نہ کر چکا ہو تو اسے چاہیے کہ اٹھ کر باقی نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے۔ نماز ادا ہو گئی۔ اور اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی منافی نماز عمل کر چکا ہو تو نماز دوبارہ پڑھے گا۔ اگر نفل کی نماز ہوئی تو ادا ہو گئی، دوبارہ ادائیگی نہیں ہے، اس لیے کہ نفل تو دو رکعت مستقل ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ: 580:اگر چار رکعت نفل کوئی پڑھ رہا ہو اور قعدہ اولیٰ بھول جائے اور تیسری رکعت کے لیے اُٹھے تو جب تک کہ تیسری رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور اُسے یاد آئے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو چاہیے کہ چوتھی رکعت بھی ادا کر لے۔ دونوں صورتوں میں سجدہ سہو لازم ہے۔

اوقات مکروہہ کے ضم میں کوئی فرق نہیں ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ ان میں نفل کی کراہت اس وقت ہے جب قصداً ادا کئے جائیں ورنہ نہیں ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ (مجتبیٰ) بعض نے زیلعی کے بر خلاف کہا ہے کہ جس طرح فجر میں مکروہ نہیں اسی طرح عصر میں بھی مکروہ نہیں۔ تجنیس میں اس بات پر فتویٰ دیا گیا ہے کہ ان میں ضم کرنے کی کراہت نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

مسئلہ: 579:(سلم مصلي الظهر) مثلا (على) رأس (الركعتين توهما) إتمامها (أتمها) أربعا (وسجد للسهو) لان السلام ساهيا لا يبطل،[1]

ترجمہ: اگر ظہر کی نماز ادا کرنے والے نے وہم کی وجہ سے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا چار رکعت سمجھ کر تو وہ اپنی نماز پوری کرے گا چار رکعت کی اور سجدہ سہو کرے گا اس لئے کہ بھول کر سلام پھیرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ: 580:(ولو ترك القعود الاول في النفل سهوا سجد ولم تفسد استحسانا) لانه كما شرع ركعتين شرع أربع أيضا، وقدمنا أنه يعود ما لم يقيد الثالثة بسجدة، وقيل لا (قَوْلُهُ وَقِيلَ لَا) أَيْ لَا يَعُودُ بَعْدَ مَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا كَالْفَرْضِ، وَقَدَّمْنَا أَنَّهُ فِي التَّتَارْخَانِيَّة صَحَّحَهُ. قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَالْخِلَافُ فِيمَا إذَا أَحْرَمَ بِنِيَّةِ الْأَرْبَعِ، فَإِنْ نَوَى ثِنْتَيْنِ عَادَ اتِّفَاقًا (قَوْلُهُ فَسَجَدَ لَهُ) أَيْ لِلسَّهْوِ.[2]

ترجمہ: اگر کوئی نفل میں پہلا قعود بھول جائے تو سجدہ سہو کرے گا اور اس کی نماز استحساناً فاسد نہ ہو گی۔ اس لئے کہ نفل جیسے دو رکعت مشروع ہے، اسی طرح چار رکعت مشروع ہے۔ مثلاً اگر چار رکعت نفل کوئی پڑھ رہا ہو اور قعدہ اولیٰ بھول جائے اور تیسری رکعت کے لیے اُٹھے۔ تو جب تک کہ تیسری رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور اُسے یاد آئے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ اور کہا گیا ہے کہ نہیں وہ دوبارہ نہیں لوٹے گا جب وہ کھڑا ہو گیا تیسری کے لئے۔ اختلاف اس میں ہے کہ جب وہ چار کی نیت کرے اگر دو کی نیت کی تو وہ اتفاقی طور پر لوٹائے گا۔

---

[1] در مختار ص101

[2] شامی ص670ج2

مسئلہ: 581: امام کے سجدہ سہوادا کرنے کے وقت مقتدی بھی اُس کی متابعت کریں گے۔ اور مقتدی کی سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: 582: مسبوق بھی سجدہ سہو میں اپنے امام کی متابعت کرے گا چاہے امام سے سہو اس کی شمولیت سے پہلے ہو چکا ہو یا بعد میں۔ اور امام کے سلام پھیرنے کے وقت مسبوق سلام نہیں پھیرے گا۔ اور سجدہ سہو امام کے ساتھ کرے گا۔ اور دوبارہ تشہد پڑھنے کے بعد جب امام سلام پھیرے گا تو مسبوق اُٹھ کر اپنی بقیہ نماز پوری کرے گا۔ اگر مسبوق سے باقی رکعتوں میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو دوبارہ حسب قاعدہ ادا کرے گا۔

مسئلہ: 583: امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ لاحق اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو ادا کرے گا۔

مسئلہ: 581: وسهوالامام يوجب السجدة عليه اصالة وعلى القوم تبعا له --- وسهو الالمؤتم لا يوجب السجود على الامام لانه متبوع لا تابع ولو عليه اى ولا على المؤتم[1]

ترجمہ: امام کا سہو بنیادی طور پر اس پر سجدہ سہو کو واجب کرتا ہے اور تبعاً مقتدیوں پر واجب کرتا ہے۔ اور مقتدی کا سہو امام پر سجدہ سہو لازم نہیں کرتا اس لئے کہ وہ متبوع ہے تابع نہیں ہے، اگر مقتدی سے سہو جماعت کے دوران ہو بھی گیا تب بھی اس سجدہ سہو نہ ہو گا۔

مسئلہ: 582: (وَالْمَسْبُوقُ يَسْجُدُ مَعَ إمَامِهِ مُطْلَقًا) سَوَاءٌ كَانَ السَّهْوُ قَبْلَ الِاقْتِدَاءِ أَوْ بَعْدَهُ (ثُمَّ يَقْضِي مَا فَاتَهُ) وَلَوْ سَهَا فِيهِ سَجَدَ ثَانِيًا (قَوْلُهُ وَالْمَسْبُوقُ يَسْجُدُ مَعَ إمَامِهِ) قَيَّدَ بِالسُّجُودِ لِأَنَّهُ لَا يُتَابِعُهُ فِي السَّلَامِ، بَلْ يَسْجُدُ مَعَهُ وَيَتَشَهَّدُ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ إلَى الْقَضَاءِ،[2]

ترجمہ: مسبوق بھی سجدہ سہو میں اپنے امام کی متابعت کرے گا۔ چاہے امام سے سہو اس کی شمولیت سے پہلے ہو چکا ہو یا بعد میں۔ اور امام کے سلام پھیرنے کے وقت مسبوق سلام نہیں پھیرے گا۔ اور سجدہ سہو امام کے ساتھ کرے گا۔ اور دوبارہ تشہد پڑھنے کے بعد جب امام سلام پھیرے گا تو مسبوق اُٹھ کر اپنی بقیہ نماز پوری کرے گا۔

مسئلہ: 583: (وَكَذَا اللَّاحِقُ) لَكِنَّهُ يَسْجُدُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ،[3]

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 464

[2] ردالمحتار ص 659 ج 2

[3] در مختار علی صدر ردالمحتار ص 660 ج 2

مسئلہ:584: اگر کوئی مقیم کسی مسافر کے پیچھے اِقتداء کر چکا ہو۔ اور امام سجدہ سہو کرتا ہو۔ تو یہ مقتدی سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے گا۔ مسبوق کی طرح۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ مثل لاحق نماز پوری کرنے کے بعد کرے گا بامثال لاحق۔

مسئلہ585: اگر کوئی امام بھولے سے دوسری رکعت کے بعد اُٹھنے لگے۔ اور قاعدہ اولی نہ کرے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ اس کا انتظار کریں اگر وہ کھڑا ہونے کے نزدیک ہو تو یہ بھی اُٹھ جائیں اور بیٹھنے کے نزدیک ہو تو پھر قعدہ کے لئے بیٹھ جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔

ترجمہ: لاحق پر بھی سجدہ سہو ہے لیکن وہ اپنی نماز کے آخر میں ادا کرے گا۔

مسئلہ:584:وَالْمُقِيمُ خَلْفَ الْمُسَافِرِ كَالْمَسْبُوقِ، وَقِيلَ كَاللَّاحِقِ. (قَوْلُهُ وَالْمُقِيمُ إلَخْ) ذَكَرَ فِي الْبَحْرِ أَنَّ الْمُقِيمَ الْمُقْتَدِيَ بِالْمُسَافِرِ كَالْمَسْبُوقِ فِي أَنَّهُ يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي سُجُودِ السَّهْوِ ثُمَّ يَشْتَغِلُ بِالْإِتْمَامِ. وَأَمَّا إذَا قَامَ إلَى إتْمَامِ صَلَاتِهِ وَسَهَا فَذَكَرَ الْكَرْخِيُّ أَنَّهُ كَاللَّاحِقِ فَلَا سُجُودَ عَلَيْهِ، بِدَلِيلِ أَنَّهُ لَا يَقْرَأُ. وَذَكَرَ فِي الْأَصْلِ أَنَّهُ يَلْزَمُهُ السُّجُودُ وَصَحَّحَهُ فِي الْبَدَائِعِ لِأَنَّهُ إنَّمَا اقْتَدَى بِالْإِمَامِ بِقَدْرِ صَلَاةِ الْإِمَامِ، فَإِذَا انْقَضَتْ صَارَ مُنْفَرِدًا وَإِنَّمَا لَا يَقْرَأُ فِيمَا يَتِمُّ لِأَنَّ الْقِرَاءَةَ فَرْضٌ فِي الْأُولَيَيْنِ وَقَدْ قَرَأَ الْإِمَامُ فِيهِمَا. اهـ. قَالَ فِي النَّهْرِ: وَبِهَذَا عُلِمَ أَنَّهُ كَاللَّاحِقِ فِي حَقِّ الْقِرَاءَةِ فَقَطْ. اهـ. أَقُولُ: وَتَقَدَّمَتْ بَقِيَّةُ مَسَائِلِ الْمَسْبُوقِ وَاللَّاحِقِ قُبَيْلَ بَابِ الِاسْتِخْلَافِ[1]

ترجمہ: مقیم مسافر کے پیچھے مسبوق کی مانند ہوگا، کسی نے لاحق کی طرح بھی کہا ہے۔ بحر میں ہے کہ مقیم مقتدی مسافر امام کے پیچھے مسبوق کی طرح ہوگا اور وہ امام کی اتباع سجود سہو میں کرے گا پھر بقیہ نماز مکمل کرے گا۔ اور اگر وہ نماز مکمل کرنے کے لئے کڑا ہو گیا اور بھول گیا تو اس پر سجدہ نہیں ہوگا اس لئے کہ اب وہ لاحق کی طرح ہوگا۔ اس لئے کہ وہ قرات نہیں کرے گا۔ اصل میں اس پر سجود کو لازم قرار دیا گیا ہے اور اس کی تصحیح بدائع میں موجود ہے، اس لئے کہ اس نے امام کی اقتدا اتنی ہی نماز میں کی جتنی نماز میں امام نے امامت کی، جب امام کی نماز پوری ہو گئی تو یہ منفرد ہو گیا، اور جو بقیہ میں یہ تلاوت نہیں کرے گا تو وہ اس لئے کہ اصل تلاوت فرضوں میں تو پہلی دو رکعتوں میں ہوتی ہے اور وہ یہ امام کے پیچھے ادا کر چکا ہے۔ النھر میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ صرف حق قرات میں لاحق ہے۔

مسئلہ585: (وَإِنْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ) مَثَلًا قَدْرَ التَّشَهُّدِ (ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ) وَلَوْ سَلَّمَ قَائِمًا صَحَّ؛ ثُمَّ الْأَصَحُّ أَنَّ الْقَوْمَ يَنْتَظِرُونَهُ، فَإِنْ عَادَ تَبِعُوهُ (وَإِنْ سَجَدَ لِلْخَامِسَةِ سَلَّمُوا) لِأَنَّهُ تَمَّ فَرْضُهُ،[2]

ترجمہ: اور اگر چوتھی رکعت میں بیٹھ گیا اور اتنا بیٹھا کہ جتنا تشہد کی مقدار ہوتی ہے پھر کھڑا ہوا، لوٹا اور سلام پھیرا، اگر کھڑے ہو کر سلام پھیرا تو درست ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ نمازی اس کا انتظار کریں اگر وہ لوٹ آئے تو اس کی اتباع کریں اور اگر پانچویں کا سجدہ کرلے تو وہ سلام پھیر دیں، اس لئے کہ اس نے اپنا فرض پورا کر لیا ہے۔

---

[1] ردالمحتار ص660ج2

[2] شامی ص667ج2

مسئلہ 586: اگر امام بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے اُٹھے۔ اور اس سے قبل آخری قعدہ کر چکا ہو تو مقتدی بیٹھ کر اس کا انتظار کرے گا۔ اگر امام بیٹھ جائے اور سلام پھرلے تو مقتدی بھی ساتھ سلام پھرلے گا۔ اور اگر امام نہ بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرلے۔ تو مقتدی خود سلام پھرلے۔ اس کی نماز ہو چکی۔ اور امام چھٹی رکعت بھی ادا کرے۔ اس کے چار رکعت نماز فرض ہو گی۔ اور آخری دو رکعت نماز نفل تصور ہوئی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں۔ کہ مقتدی امام کی متابعت کرلے گا۔ چاہے امام پانچویں رکعت سے پھر کر بیٹھ جائے یا نہ لیکن اول الذکر قول زیادہ قوی ہے۔ اور اگر امام پانچویں رکعت کے لئے اُٹھے اس صورت میں کہ آخری قعدہ نہ کر چکا ہو۔ تو اگر پھر کر بیٹھ جائے۔ تو مقتدی بھی اُسکی متابعت کرے گا۔ اور اگر امام نہ بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر جائے تو یہ نماز نہ مقتدی کی اور نہ امام کی ادا ہوئی۔ اس صورت میں اگر مقتدی تشہد پڑھ کر خود سلام پھرلے تو یہ بھی کافی نہیں ہوتا البتہ نمازِ نفل تصور ہو جائے گا اور وہ فرض نماز دوبارہ ادا کرے گا۔

مسئلہ 586: (ولو سها عن القعود الاخير) كله أو بعضه (عاد) ويكفي كون كلا الجلستين قدر التشهد (ما لم يقيدها بسجدة) لان ما دون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتأخير القعود (وإن قيدها) بسجدة عامدا أو ناسيا أو ساهيا أو مخطئا (تحول فرضه نفلا برفعه) الجبهة عند محمد، به يفتى، لان تمام الشئ بآخره، فلو سبقه الحدث قبل رفعه توضأ وبنى، خلافا لابي يوسف، حتى قال: صلاة فسدت أصلحها الحدث والعبرة للامام، حتى لو عاد ولم يعلم به القوم حتى سجدوا لم تفسد صلاتهم ما لم يتعمدوا السجود.وفيه يلغز: أي مصل ترك القعود الاخير وقيد الخامسة بسجدة ولم يبطل فرضه؟ (وضم سادسة) ولو في العصر والفجر (إن شاء) لاختصاص الكراهة والاتمام بالقصد (ولا يسجد للسهو على الاصح) لان النقصان بالفساد لا ينجبر (وإن قعد في الرباعة) مثلا قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم) ولو سلم قائما صح، ثم الاصح أن القوم ينتظرونه، فإن عاد تبعوه (وإن سجد للخامسة سلموا) لانه تم فرضه، إذ لم يبق عليه إلا السلام (وضم إليها سادسة) لو في العصر، وخامسة في المغرب، ورابعة في الفجر، به يفتى (لتصير الركعتان له نفلا) والضم هنا آكد، ولا عهدة لو قطع، ولا بأس بإتمامه في وقت كراهة على المعتمد (وسجد للسهو) في الصورتين، لنقصان فرضه بتأخير السلام في الاولى وتركه في الثانية[1]

ترجمہ: اگر امام بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے اُٹھے اور اس سے قبل آخری قعدہ کر لیا ہو تو مقتدی بیٹھ کر اس کا انتظار کرے گا۔ اگر امام بیٹھ جائے اور سلام پھرلے تو مقتدی بھی ساتھ سلام پھرلے گا۔ اور اگر امام نہ بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرلے تو مقتدی خود سلام پھرلے، اس کی نماز ہو چکی اور امام چھٹی رکعت بھی ادا کرے۔ اب اس کی چار رکعت نماز فرض ہو گی اور آخری دو رکعت نماز نفل متصور ہو گی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ مقتدی امام کی متابعت کرلے گا۔ چاہے امام پانچویں رکعت سے پھر کر بیٹھ جائے یا نہ لیکن اول الذکر قول زیادہ قوی ہے۔ اور اگر امام پانچویں رکعت کے لئے اُٹھے اس صورت میں کہ آخری قعدہ نہ کر چکا ہو تو اگر پھر کر بیٹھ جائے تو مقتدی بھی اُسکی متابعت کرے گا اور اگر نہ بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر جائے تو یہ نماز نہ مقتدی کی اور نہ امام کی ادا ہوئی، اس صورت میں اگر مقتدی تشہد پڑھ کر خود سلام پھرلے تو یہ بھی کافی نہیں ہوتا۔ البتہ نمازِ نفل متصور کی جائے گی اور وہ فرض نماز دوبارہ ادا کرے گا۔

---

[1] در مختار ص 122

مسئلہ:587: نماز فرض، سنت اور نوافل نیز جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں سجدہ سہو کا حکم ایک جیسا ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں چونکہ زیادہ لوگ ہوتے ہیں۔ لہذا علمائے متاخرین اسی کو احسن قرار دے گئے ہیں کہ مذکورہ نمازوں میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہیئے تاکہ لوگ گڑبڑ میں نہ پڑیں۔

مسئلہ:588: اگر کوئی نمازی ظہر کی چار رکعت ادا کر رہا ہو۔ دوران نماز میں اُسے شک آئے کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری، اب اس صورت میں اگر وہ نمازی عادتاً شکی نہ ہو۔ بلکہ یہ پہلا موقع ہو کہ اسے شک آیا ہو تو چاہیئے کہ نماز توڑ کر دوبارہ شروع کرے اور اگر یہ شک ہوا اتفاقی نہ ہو بلکہ حسب معمول اُس کے شکی مزاج ہونے کا نتیجہ ہو۔ تو چاہیئے کہ گمان دوڑائے اگر غالب گمان ہو کہ یہ پہلی رکعت ہے تو پہلی رکعت تصور کرلے اور اگر غالب گمان ہو کہ رکعت دوسری ہے تو دوسری تصور کرے۔ سجدہ سہو اُس پر لازم نہیں آتا۔ لیکن اس پر سوچنے کی وجہ سے اگر بقدر ایک رکن تاخیر ہو جائے تو پھر سجدہ سہو اُس پر لازم ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ گمان غالب دونوں طرف برابر ہو تو چاہیئے کہ ایک یعنی اول رکعت سمجھ لے۔ لیکن اس رکعت کے بعد بقدر تشہد قعدہ کے لئے بیٹھے۔ ممکن ہے یہ دوسری رکعت ہو، پھر اُٹھ جائے اور دوسری رکعت ادا کرلے اُسکے بعد بھی قعدہ کرے۔ پھر تیسری رکعت پڑھنے کے بعد بھی قعدہ کرے گا۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ رکعت چوتھی ہو۔ اس قعدے کے بعد اُٹھ کر چوتھی رکعت پڑھ کر آخری قعدہ کرے گا اور اس پر سجدہ سہو بھی ہے۔

مسئلہ:587:(والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه في الاولیین لدفع الفتنة كما في جمعة البحر ، وأقره المصنف، وبه جزم في الدرر.[1]

ترجمہ: نماز فرض، سنت اور نوافل نیز جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں سجدہ سہوا کا حکم ایک جیسا ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں چونکہ زیادہ لوگ ہوتے ہیں لہذا علمائے آخرین اسی کو احسن قرار دے گئے ہی۔ کہ مذکورہ نمازوں میں سجدہ سہو نہیں کرنا چاہیئے۔ تاکہ لوگ گڑبڑ میں نہ پڑیں۔(الدرر)

مسئلہ:588: (وإذا شك)في صلاته (من لم يكن ذلك) أي الشك (عادة له) وقيل من لم يشك في صلاة قط بعد بلوغه، وعليه أكثر المشايخبحر عن الخلاصة (كما صلى استأنف) بعمل مناف وبالسلام قاعدا أولى لانه المحلل (وإن كثر) شكه (عمل بغالب ظنه إن كان) له ظن للحرج (وإلا أخذ بالاقل) لتيقنه (وقعد في كل موضع توهمه موضع قعوده) ولو واجبا لئلا يصير تاركا فرض القعود أو واجبه(و) اعلم أنه (إذا شغله ذلك) الشك فتفكر (قدر أداء ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراءة ولا تسبيح) ذكره في الذخيرة (وجب عليه سجود السهو في) جميع (صور الشك) سواء عمل بالتحري أو بنى على الاقل. فتح. لتأخير الركن، (قَوْلُهُ وَإِلَّا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَغْلِبْ عَلَى ظَنِّهِ شَيْءٌ، فَلَوْ شَكَّ أَنَّهَا أُولَى الظُّهْرِ أَوْ ثَانِيَتُهُ يَجْعَلُهَا الْأُولَى ثُمَّ يَقْعُدُ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الثَّانِيَةُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً ثُمَّ يَقْعُدُ لِمَا قُلْنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً وَيَقْعُدُ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الرَّابِعَةُ ثُمَّ يُصَلِّي أُخْرَى وَيَقْعُدُ لِمَا قُلْنَا، فَيَأْتِي بِأَرْبَعِ قَعَدَاتٍ قَعْدَتَانِ مَفْرُوضَتَانِ وَهُمَا الثَّالِثَةُ وَالرَّابِعَةُ، وَقَعْدَتَانِ وَاجِبَتَانِ؛ وَلَوْ شَكَّ أَنَّهَا الثَّانِيَةُ أَوْ الثَّالِثَةُ أَتَمَّهَا وَقَعَدَ ثُمَّ صَلَّى أُخْرَى وَقَعَدَ ثُمَّ الرَّابِعَةَ وَقَعَدَ، وَتَمَامُهُ فِي الْبَحْرِ وَسَيُذْكَرُ عَنْ السِّرَاجِ أَنَّهُ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ.[1]

---

[1] در مختار ص123

مسئلہ:589:اگر نمازی کو شک آئے کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تواُس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ نمازی کو اگر اگر یہ شک اتفاقاً پیش آیا ہو تو نماز توڑدے اور دوبارہ شروع کردے. اور اگر شک اتفاقی نہ ہو بلکہ عادتاً ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے اور اگر غالب گمان ایک جانب بھی زیادتی نہ کرے تو چاہیئے کہ کم حساب کریں یعنی مذکورہ رکعت کو دوسری رکعت تصور کرے اور ادائیگی کے بعد قعدہ کرکے اُٹھ جائے تیسری رکعت پڑھ کر پھر قعدہ کرلے ہو سکتا ہے کہ وہ چوتھی رکعت ہو۔ پھر چوتھی رکعت پڑھ کر آخری قعدہ کرے اور آخر میں باقاعدہ سجدہ سہوادا کرے۔

مسئلہ::580 اگر اسے شک آئے کہ یہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ اگر یہ شک اُسے اتفاقاً پیش ہو تو نماز دوبارہ شروع کرے ورنہ غالب گمان پر عمل کرے۔ اگر غالب گمان ایک طرف بھی نہ ہو تو تیسری رکعت تصور کرے۔ لیکن اس رکعت کے بعد بھی قعدہ کرے گا اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ رکعت چوتھی ہو پھر چوتھی رکعت پڑھ کر آخر میں باقاعدہ سجدہ سہوادا کرے گا۔

ترجمہ: اگر کوئی ایسا شخص نماز میں شک کر بیٹھے جس کی شک کی عادت نہیں تھی، اور کہا گیا کہ ایسا شخص مراد ہے جسے اپنے بالغ ہونے کے بعد کبھی بھی شک نہ ہوا ہو تو وہ پوری نماز دوہرائے گا، اور نماز سے نکلنے کے لئے سلام یا کسی اور منافی صلوۃ عمل سے باہر نکلے گا۔ اور اگر اس کا شک زیادہ ہو تو وہ اپنے غالب گمان کے مطابق عمل کرے گا اور اقل (کم عدد) کو مراد لے گا کیونکہ اس پر تیقن حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر اس جگہ پر جہاں وہم ہونے کا اندیشہ ہے قعود کرے گا اگرچہ واجب ہو تا کہ فرض یا واجب قعود چھوڑنے کا مرتکب نہ ہو۔ اور اگر دورانِ نماز اسے شک کی کیفیت نے اس قدر مشغول کردیا کہ وہ ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار اسی میں مشغول رہا، نہ قرات کی اور نہ تسبیح کی تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

اور اگر ایسا ہو کہ گمان غالب دونوں طرف برابر ہو تو چاہیئے کہ ایک یعنی اول رکعت سمجھ لے۔ لیکن اس رکعت کے بعد بقدر تشہد قعدہ کے لئے بیٹھے۔ ممکن ہے یہ دوسری رکعت ہو پھر اُٹھ جائے گا۔ اور دوسری رکعت ادا کرلے اُسکے بعد بھی قعدہ کرے گا۔ پھر تیسری رکعت پڑھنے بھی قعدہ کرے گا۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ رکعت چوتھی ہو۔ اس قعدے کے بعد اُٹھ کر چوتھی رکعت پڑھ کر قعدہ آخری کرے گا اور اس پر سجدہ سہو بھی ہے۔ پس چار قعدے کرے گا، دو فرض، دوسری اور چوتھی رکعات میں اور دو واجب قعدے پہلی اور تیسری رکعت میں۔ (مکمل بحث بحر میں ہے)

مسئلہ:580 :(وَإِذَا شَكَّ) فِي صَلَاتِهِ (مَنْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ) أَيْ الشَّكُّ (عَادَةً لَهُ) وَقِيلَ مَنْ لَمْ يَشُكَّ فِي صَلَاةٍ قَطُّ بَعْدَ بُلُوغِهِ وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ الْمَشَايِخِ بَحْرٌ عَنْ الْخُلَاصَةِ (كَمْ صَلَّى اسْتَأْنَفَ) بِعَمَلٍ مُنَافٍ وَبِالسَّلَامِ قَاعِدًا أَوْلَى لِأَنَّهُ الْمَحَلُّ (وَإِنْ كَثُرَ) شَكُّهُ (عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهِ إنْ كَانَ) لَهُ ظَنٌّ لِلْحَرَجِ (وَإِلَّا أَخَذَ بِالْأَقَلِّ) لِتَيَقُّنِهِ (وَقَعَدَ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ تَوَهَّمَهُ مَوْضِعَ قُعُودِهِ) وَلَوْ وَاجِبًا لِئَلَّا يَصِيرَ تَارِكًا فَرْضَ الْقُعُودِ أَوْ وَاجِبَهُ (وَ) اعْلَمْ أَنَّهُ (إذَا شَغَلَهُ ذَلِكَ) الشَّكُّ فَتَفَكَّرَ (قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ وَلَمْ يَشْتَغِلْ حَالَةَ الشَّكِّ بِقِرَاءَةٍ وَلَا تَسْبِيحٍ) ذَكَرَهُ فِي الذَّخِيرَةِ (وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ فِي) جَمِيعِ (صُوَرِ الشَّكِّ) سَوَاءٌ عَمِلَ بِالتَّحَرِّي أَوْ بَنَى عَلَى الْأَقَلِّ فَتْحٌ لِتَأْخِيرِ الرُّكْنِ، لَكِنْ فِي السِّرَاجِ أَنَّهُ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي

---

[1] شامی ص675ج2

مسئلہ نوٹ:۔ غرض یہ ہے کہ دورانِ نماز میں رکعتوں کے متعلق اگر نمازی کو شک آئے تو اُس کے لئے عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر یہ شک اتفاقی ہو تو اسی حالت میں سلام پھرلے یا کسی اور زریعے سے نماز توڑ دئے اور پھر از سر نو شروع کردے اور اگر اتفاقاً شک نہ ہو بلکہ شکی مزاج ہونے کے وجہ سے ہونے کے وجہ سے ہو تو چاہیئے کہ اپنے غالب گمان کے مطابق عمل کرلے اور اگر گمان غالب کا توازن کسی ایک جانب بھی زیادہ نہ ہو۔ تو چاہیئے کہ رکعت کم حساب کرلے اور جس جس جگہ کہ شک میں قعدہ ہو تو قعدہ کرلے اور آخیر میں سجدہ سہو کرلے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔

أَخْذِ الْأَقَلِّ مُطْلَقًا، وَفِي غَلَبَةِ الظَّنِّ إنْ تَفَكَّرَ قَدْرَ رُكْنٍ. (قَوْلُهُ وَإِلَّا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَغْلِبْ عَلَى ظَنِّهِ شَيْءٌ، فَلَوْ شَكَّ أَنَّهَا أُولَى الظُّهْرِ أَوْ ثَانِيَتُهُ يَجْعَلُهَا الْأُولَى ثُمَّ يَقْعُدُ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الثَّانِيَةُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً ثُمَّ يَقْعُدُ لِمَا قُلْنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً وَيَقْعُدُ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الرَّابِعَةُ ثُمَّ يُصَلِّي أُخْرَى وَيَقْعُدُ لِمَا قُلْنَا، فَيَأْتِي بِأَرْبَعِ قَعَدَاتٍ قَعْدَتَانِ مَفْرُوضَتَانِ وَهُمَا الثَّالِثَةُ وَالرَّابِعَةُ، وَقَعْدَتَانِ وَاجِبَتَانِ؛ وَلَوْ شَكَّ أَنَّهَا الثَّانِيَةُ أَوْ الثَّالِثَةُ أَتَمَّهَا وَقَعَدَ ثُمَّ صَلَّى أُخْرَى وَقَعَدَ ثُمَّ الرَّابِعَةَ وَقَعَدَ، وَتَمَامُهُ فِي الْبَحْرِ وَسَيُذْكَرُ عَنْ السِّرَاجِ أَنَّهُ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ.[1]

ترجمہ: اگر کوئی ایسا شخص نماز میں شک کر بیٹھے جس کی شک کی عادت نہیں تھی، اور کہا گیا کہ ایسا شخص مراد ہے جسے اپنے بالغ ہونے کے بعد کبھی بھی شک نہ ہوا ہو۔ تو وہ پوری نماز دوہرائے گا، اور نماز سے تڑنے کے لئے سلام یا کسی اور منافی صلوۃ عمل سے باہر نکلے گا۔ اور اگر اس کا شک زیادہ ہو تو وپنے غالب گمان کے مطابق عمل کرے گا اور اقل کو مراد لے گا کیونکہ اس پر تیقن حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر اس جگہ پر جہاں وہم ہونے کا اندیشہ ہے قعود کرے گا اگرچہ واجب ہوتا کہ فرض یا واجب قعود چھوڑنے کا مرتکب نہ ہو۔ اور اگر دورانِ نماز اسے شک کی کیفیت نے اس قدر مشغول کردیا کہ وہ ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار اسی میں مشغول رہا، نہ قرات کی اور نہ تسبیح کی تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

اور اگر ایسا ہو کہ گمان غالب دونوں طرف برابر ہو تو چاہیئے کہ ایک یعنی اول رکعت سمجھ لے۔ لیکن اس رکعت کے بعد بقدر تشہد قعدہ کے لئے بیٹھے۔ ممکن ہے یہ دوسری رکعت ہو پھر اُٹھ جائے گا۔ اور دوسری رکعت ادا کرلے اُسکے بعد بھی قعدہ کرے گا۔ پھر تیسری رکعت پڑھنے بھی قعدہ کرے گا۔ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ رکعت چوتھی ہو۔ اس قعدے کے بعد اُٹھ کر چوتھی رکعت پڑھ کر قعدہ آخری کرے گا۔ اور اس پر سجدہ سہو بھی ہے۔ پس چار قعدے کرے گا، دو فرض، دوسری اور چوتھی رکعات میں اور دو واجب قعدے پہلی اور تیسری رکعت میں۔ (مکمل بحث بحر میں ہے)

نوٹ: مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ مَا عَرَضَ لَهُ اسْتَأْنَفَ الصَّلَاةَ ، كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ ثُمَّ الِاسْتِقْبَالُ لَا يُتَصَوَّرُ إلَّا بِالْخُرُوجِ عَنْ الْأَوَّلِ وَذَلِكَ بِالسَّلَامِ أَوْ الْكَلَامِ أَوْ عَمَلٍ آخَرَ مِمَّا يُنَافِي الصَّلَاةَ ، وَالسَّلَامُ قَاعِدًا أَوْلَى وَمُجَرَّدُ النِّيَّةِ يَلْغُو وَلَا يَخْرُجُ مِنْ الصَّلَاةِ ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ .ثُمَّ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِي مَعْنَى قَوْلِهِ أَوَّلَ مَا عَرَضَ لَهُ قَالَ بَعْضُهُمْ : إنَّ السَّهْوَ لَيْسَ بِعَادَةٍ لَهُ لَا أَنَّهُ لَمْ يَسْهُ فِي عُمُرِهِ قَطُّ وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَعْنَاهُ أَنَّهُ أَوَّلُ سَهْوٍ وَقَعَ لَهُ فِي تِلْكَ الصَّلَاةِ وَالْأَوَّلُ أَشْبَهُ ، كَذَا فِي الْمُحِيطِ ، وَإِنْ كَثُرَ شَكُّهُ تَحَرَّى وَأَخَذَ بِأَكْبَرِ رَأْيِهِ ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ .وَإِنْ لَمْ يَتَرَجَّحْ عِنْدَهُ شَيْءٌ بَعْدَ الطَّلَبِ فَإِنَّهُ يَبْنِي عَلَى الْأَقَلِّ فَيَجْعَلُهَا وَاحِدَةً فِيمَا لَوْ شَكَّ أَنَّهَا ثَانِيَةٌ وَثَانِيَةً لَوْ شَكَّ أَنَّهَا ثَالِثَةٌ وَثَالِثَةً لَوْ شَكَّ أَنَّهَا رَابِعَةٌ وَعِنْدَ الْبِنَاءِ عَلَى الْأَقَلِّ يَقْعُدُ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يَتَوَهَّمُ أَنَّهُ مَحِلُّ قُعُودٍ فَرْضًا كَانَ الْقُعُودُ أَوْ وَاجِبًا كَيْ لَا يَصِيرَ تَارِكًا فَرْضَ الْقَعْدَةِ أَوْ وَاجِبَهَا .

---

[1] شامی ص675ج2

مسئلہ: 581: اگر کسی نمازی کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد شک آئے۔ کہ نماز وہ تین رکعت پڑھ چکا یا چار۔ تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ نماز ہو چکی ہاں اگر صحیح طور سے اُسے یاد آئے۔ کہ وہ تینز رکعت صرف پڑھ چکا ہے اور اگر بات چیت یا کوئی نماز فوت کرنے والا عمل نہ کر چکا ہو تو چاہیئے کہ اُٹھ کر ایک رکعت اور ادا کرے۔ اور آخیر میں سجدہ سہوادا کرلے۔ اور اگر کوئی منافئے نماز عمل کر چکا ہو تو چاہیئے کہ نماز از سر نو دوبارہ پڑھ لے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھنے کے بعد اُسے شک آئے۔ تو بھی یہی حکم ہے۔ کہ اس شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ البتہ اگر صحیح طور سے اُسے یاد آئے۔ کہ وہ تین رکعت پڑھ چکا ہے تو چاہیئے کہ اب ایک رکعت اور ادا کرے اور اخیر میں سجدہ سہوا کرلے۔ لیکن اول الذکر صورت میں شک آنے کے بعد نماز دوبارہ ادا کرلے تو احتیاط کی وجہ سے زیادہ بہتر ہے اِسی طرح اگر موخر الذکر صورت میں بھی اسی نماز کا اعادہ کرلے تو اچھا ہے تاکہ شک ختم ہو جائے۔

ترجمہ: جس کو شک ہو کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار اور یہ اس شک میں پہلہ مرتبہ پڑا ہے تو وہ پوری نماز کو دوہرائے گا۔ (سراج وہاج) اس کے بعد استقبال پہلی سے نکلے بغیر متصور نہیں ہوگا اور وہ نکلنا سلام یا کلام یا کسی اور منافی نماز عمل سے ہوگا۔ اور سلام بیٹھ کر پھیرنا اولی ہے۔ صرف نیت لغو ہے اس سے نماز سے نہیں نکلے گا۔ پہلہ مرتبہ شک کرنے کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے کہ اس نمازی کو کبھی بھی اس سے پہلے شک نہیں پڑا، بعض نے کہا کہ نہیں اس کا مطلب ہے کہ اس نمازی کو اس نماز میں یہ پہلا شک پڑا ہے۔ بہر حال پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور اگر اس کو زیادہ شک ہوتا ہو تو تحری کر کے اپنے غالب گمان کے مطابق عمل کرلے اور اگر گمان غالب کا توازن کسی ایک جانب بھی زیادہ نہ ہو تو چاہیئے کہ رکعت کا حساب کم رکھے یعنی اقل پر بنا کرلے جیسے اسے دوسری رکعت کا گمان ہے تو پہلی رکعت گمان کرے۔ تیسر کا ہو تو دوسری تصور کرے اور چوتھی کا گمان ہو تو تیسری رکعت تصور کرے۔ بنا علی الاقل میں جِس جس جگہ اس کو شک ہوا اور قعدہ کرنا وہاں بنتا ہو تو قعدہ کرنا ضروری ہے تاکہ قعدو یا کسی اور واجب کو چھوڑنے والا نہ بن جائے۔

مسئلہ:: 581 (قَوْلُهُ فِي صَلَاتِهِ) قَالَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ: قَيَّدَ بِهِ لِأَنَّهُ لَوْ شَكَّ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهَا أَوْ بَعْدَ مَا قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ لَا يُعْتَبَرُ إلَّا إذَا وَقَعَ فِي التَّعْيِينِ فَقَطْ، بِأَنْ تَذَكَّرَ بَعْدَ الْفَرَاغِ أَنَّهُ تَرَكَ فَرْضًا وَشَكَّ فِي تَعَيُّنِهِ، قَالُوا: يَسْجُدُ سَجْدَةً ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً بِسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِاحْتِمَالِ أَنَّ الْمَتْرُوكَ الرُّكُوعُ فَيَكُونُ السُّجُودُ لَغْوًا بِدُونِهِ، فَلَا بُدَّ مِنْ رَكْعَةٍ بِسَجْدَتَيْنِ.[1]

ترجمہ: فتح القدیر میں ہے کہ اگر نماز مین شک ہوا تو اس لئے کہ اگر کسی نمازی کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد شک آئے۔ کہ نماز وہ تین رکعت پڑھ چکا یا چار۔ تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں۔ نماز ہو چکی ہاں اگر صحیح طور سے اُسے یاد آئے کہ وہ کوئی فرض۔

---

[1] شامی ص675ج2

مسئلہ::582اگر نماز پڑھنے کے بعد نمازی کو کوئی عادل نمازی کہے۔ کہ آپ نے تو چار رکعت ادانہ کئے بلکہ تین رکعت پڑھ چکے ہو۔ تواب اگر اسے غالب گمان ہو کہ یہ سچ کہتا ہے یا شک ہو تو چاہیئے کہ احتیاطاوہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ:583:اگرامام اور مقتدیوں کے مابین اختلاف آئے مثلاامام کہے کہ میں پورے چار رکعت پڑھ چکاہو اور مقتدی کہیں کہ تین رکعت ادا ہو چکے ہیں۔ تو اس صورت میں اگرامام کو یقین ہو تو اعادہ واجب نہیں۔ ورنہ مقتدیوں کے قول پر عمل کرے گا اور نماز دوبارہ پڑھے گا۔ اور اگر مقتدیوں کے مابین بھی اختلاف ہو بعض تین کہیں اور بعض چار۔ تو امام بھی ایک فریق کا ہمنوا ہو۔ تو امام کا قول معتبر ہے اور اگر ایک مقتدی کی یقین چار رکعت کی ہو اور دوسرے کی یقین تین رکعت کی ہو۔ اور باقی مقتدی معہ امام کے شک میں ہوں۔ تو اس صورت جس کسی کو یقین کم رکعتی کا ہو۔ اُسی پر صرف اعادہ واجب ہے۔ اور اگرامام کو بھی رکعتوں کی کم ادائیگی پر یقین ہو تو اعادہ سب پر واجب ہے۔ ماسوااُس مقتدی کے کہ جسے یہ یقین ہو کہ نماز مکمل پوری ادا ہو چکی ہے۔ اور اگر ایک مقتدی کو یقین ہو۔ کہ تین رکعت ادا ہو چکے ہیں۔ اور دوسرے مقتدی معہ امام کے شک میں ہوں۔ تو اگر وقت باقی ہو۔ تو بہتر یہی ہے۔ کہ احتیاطانماز دوبارہ پڑھیں اور اگر دو ثقہ آدمی کہہ دیں کہ امام تین رکعت پڑھ چکا ہے۔ امام اور مقتدی شک میں ہوں۔ امام اور مقتدی شک مین ہوں۔ تو اس صورت میں اعادہ واجب ہے۔

چھوڑ چکا ہے اور اس کے تعین میں اسے شک ہو، اس بارے میں علما نے کہا ہے کہ اُٹھ کر ایک رکعت اور ادا کرے۔ اور آخیر میں سجدہ سہو ادا کرلے۔ اس احتمال کی وجہ سے کہ ہو سکتا ہے رکوع چھوٹا ہو اور سجدہ بغیر رکوع کے لغو ہے اس لئے ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ ضروری ہے۔

مسئلہ:582:ا اخبرہ عدل بانہ ما صلی اربعا وشک فی صدقہ وکذبہ اعاد احتیاطا[1]

ترجمہ: اگر نماز پڑھنے کے بعد نمازی کو کوئی عادل نمازی کہے کہ آپ نے چار رکعت نہیں بلکہ تین رکعت ادا کی ہیں تو اگر اسے غالب گمان ہو کہ یہ سچ کہتا ہے یا شک ہو تو چاہیئے کہ احتیاطاوہ نماز دوبارہ ادا کرے۔

مسئلہ: 583:ولو وقع الاختلاف بین الامام والقوم فقال القوم صلیت ثلاثا وقال الامام صلیت اربعا ان کان الامام علی الیقین لا یعید الصلاۃ بقولھم وان کان الامام علی الیقین لایعید الصلاۃ بقولھم وان لم یکن علی یقین یعیدالصلاۃ بقولھم ولو اختلف القوم قال بعضھم صلی ثلاثا وقال بعضھم صلی اربعا والامام مع احدالفریقین یؤخذبقول الامام وان کان معہ واحد فان اعاد الامام الصلاۃ واعادالقوم معہ مقتدین بہ صح اقتداؤھم لانہ ان کان الامام صادقایکون ھذااقتداء المتنفل بالمتنفل وان کان کاذبا یکون اقتداءالمفترض بالمفترض ۔ولواستیقن واحد من القوم انہ صلی ثلاثا واستیقن واحد انہ صلی اربعا والامام والقوم فی شک لیس علی الامام والقوم شئ

---

[1] در مختار ص125

مسئلہ: 584اگر نمازی الحمد پڑھنے کے بعد اس فکر میں پڑ جائے۔ کہ کونسی سورت پڑھ لوں اور خاموش کھڑا ہو۔ اور اس سوچ بچار میں اس قدر دیر کرے۔ کہ اس میں ایک رکن ادا کرے۔ تو اس پر سجدہ سہو لازم ہو گیا۔

مسئلہ: 585اگر نمازی واجب قرات نہ پڑھے۔ اور رکوع میں جائیں۔ پھر اسے رکوع میں یاد آئے یا قومہ میں تو دوبارہ کھڑا ہو کر قراءت پڑھ کر رکوع دوبارہ کرئے گا اور سجدہ سہو اس پر لازم ہے۔ اور اگر رکوع دوبارہ نہ کرئے۔ تو اس کی نماز ادا نہ ہوئی۔ اور اگر رکوع یا قومہ میں اُسے یاد آئے۔ کہ میں سورت پڑھ چکا ہوں۔ لیکن فاتحہ نہیں پڑھ چکا ہوں۔ تو اب دوبارہ جب سورۃ الفاتحہ پڑھے گا۔ تو سورت بھی ساتھ پڑھے گا۔

المستیقن بالنقصان الاعادۃ۔ولو کان الامام استیقن انہ صلی ثلاثا کان علیہ ان یعید بالقوم ولا اعادۃعلی الذین تیقن بالتام ولو استیقن واحد من القوم بالنقصان وشک الامام والقوم فان کان ذالک فی الوقت اعادوھا احتیاطا وان لم یعید وا فلا شئ علیھم الااذا استیقن عدلان بالنقصان واخبر ا بذالک الکل فی نسختہ الامام الاجل الخ[1]

ترجمہ: اگرامام اور مقتدیوں کے مابین اختلاف آئے مثلاامام کہے کہ میں پوری چار رکعت پڑھ چکا ہو اور مقتدی کہیں کہ تین رکعت ادا ہو چکی ہیں۔ ایسی صورت میں اگرامام کو یقین ہو تو اعادہ واجب نہیں ورنہ پھر مقتدیوں کے قول پر عمل کیا جائے گا اور نماز دوبارہ ادا کی جائے گی۔ اور اگر مقتدیوں کے مابین بھی اختلاف ہو بعض تین کہیں اور بعض چار۔ تو امام بھی ایک فریق کا ہمنوا ہو۔ تو امام کا قول معتبر ہے اور اگر ایک مقتدی کا یقین چار رکعت کا ہے اور دوسرے کا یقین تین رکعت کا ہے اور باقی مقتدی معہ امام کے شک میں ہوں تو اس صورت جس کسی کو کم رکعتوں کا یقین ہو، صرف اُسی پر اعادہ واجب ہے۔ اور اگرامام کو بھی رکعتوں کی کم ادائیگی پر یقین ہو تو اعادہ سب پر واجب ہے۔ ماسوا اُس مقتدی کے کہ جسے یہ یقین ہو کہ نماز مکمل پوری ادا ہو چکی ہے۔ اور اگر ایک مقتدی کو یقین ہو۔ کہ تین رکعت ادا ہو چکے ہیں۔ اور دوسرے مقتدی معہ امام کے شک میں ہوں تو اگر وقت باقی ہو تو بہتر یہی ہے کہ احتیاطا نماز دوبارہ پڑھیں اور اگر دو ثقہ آدمی کہہ دیں کہ امام تین رکعت پڑھ چکا ہے اور امام اور مقتدی شک میں ہوں تو اس صورت میں اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ584:واعلم انہ اذا شغلہ ذلک الشک فتفکر قدراداء رکن ولم یشتغل حالۃ الشک بقراءۃ ولا تسبیح ذکرہ فی الذکیرہ وجب علیہ سجود السھو[2]

ترجمہ: جان لیجئے کہ اگر کسی کو نماز میں کوئی شک لاحق ہوا اور اس کو سوچنے میں ایک رکن ادا کرنے کی مقدار کے برابر وقت

---

[1] خلاصۃالفتاوی ص171ج1

[2] در مختار ص126

مسئلہ:586اگر نماز کے آخیر میں سلام پھرنے سے قبل نمازی کو یہ شک واقع ہو جائے کہ مثلاوہ تین رکعت ادا کر چکا ہے۔ یاچار اور فکر کرتے کرتے خاموش بیٹھاہو۔اور سلام پھرنے میں بقدر ادائیگی ایک رکن تاخیر لے اۓ۔اور پھر اسے معلوم ہو جائے۔ کہ وہ چار رکعت پڑھ چکا ہے۔ تواس صورت میں بھی سجدہ سہولازم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: 587اگر قراءت پڑھنے کے دوران کوئی نمازی خاموش کھڑا ہو جائے اور کچھ فکر کرے اور اس میں اس قدر وقت گذر جائے۔ جتنا کہ بیان ہو چکا ہے۔ یاالحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد بھولے سے فکر میں پڑ جائے اور یونہی کھڑا رہے اور کوع میں جانے میں تاخیر کرے۔اور یا قومہ مین چپ چاپ کھڑا ہو اور کچھ سوچ کرئے (کچھ سوچے) اتنی تاخیر کرئے جلسہ یا قعدہ میں التحیات شروع کرنے سے قبل سوچ میں اتنا گذارے یادوسرے یا چوتھی رکعت کے لئے اُٹھنے سے قبل دوسرے سجدے کے بعد جلسہ

گزر جائے اور اس دوران وہ قرات بھی نہ کرے اور نہ کوئی تسبیح کرے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: (كَرُكُوعٍ) مُتَعَلِّقٌ بِتَرْكِ وَاجِبٍ (قَبْلَ قِرَاءَةٍ) الْوَاجِبِ لِوُجُوبِ تَقْدِيمِهَا، ثُمَّ إنَّمَا يَتَحَقَّقُ التَّرْكُ بِالسُّجُودِ؛ فَلَوْ تَذَكَّرَ وَلَوْ بَعْدَ الرَّفْعِ مِنْ الرُّكُوعِ عَادَ ثُمَّ أَعَادَ الرُّكُوعَ، إلَّا أَنَّهُ فِي تَذَكُّرِ الْفَاتِحَةِيعيد السورة ايضا(قَوْلُهُ لِوُجُوبِ تَقْدِيمِهَا) أَيْ تَقْدِيمِ قِرَاءَةِ الْوَاجِبِ. أَمَّا قِرَاءَةُ الْفَرْضِ فَتَقْدِيمُهَا عَلَى الرُّكُوعِ فَرْضٌ لَا يَنْجَبِرُ بِسُجُودِ السَّهْوِوَالتَّحْقِيقُ أَنَّ تَقْدِيمَ الرُّكُوعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا مُوجِبٌ لِسُجُودِ السَّهْوِ، لَكِنْ إذَا رَكَعَ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ، فَإِنْ أَعَادَ الرُّكُوعَ صَحَّتْ صَلَاتُهُ وَإِلَّا فَسَدَتْ.[1]

ترجمہ: رکوع کی طرح۔۔یہ ترک واجب سے متعلق بات ہو رہی ہے کہ اگر نمازی قرات واجبہ سے پہلے رکوع میں چلا جائے، پھر اگر اسے اس قرات کا چھوڑنا رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو وہ قرات دوبارہ کرے گا اور پھر رکوع کا بھی اعادہ کرے گا، مگر یہ کہ فاتحہ کے یاد آنے کی صورت میں وہ سورت کا اعادہ بھی کرے گا۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ فرض کی قرات رکوع پر ہر حالت میں مقدم ہے، اگر چھوٹ گئی تو سجدہ سہو سے ادا نہیں ہو گی۔اور تحقیق یہی ہے کہ قرات پر مطلقارکوع کو مقدم کرنا سجدہ سہو کو واجب کرتا ہے۔ لیکن اگر اس نے رکوع کیا پھر کھڑا ہوا اور قرات کی اور دوبارہ رکوع کیا تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی نہیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: فلو شک انہ صلی ثلاثۃ واربعا فشغلہ ذلک حتی آخرالسلام وجب علیہ سجود السہو[2]

ترجمہ: اگر اس بارے مین شک ہوا کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں اور اسی کشمکش میں مبتلا رہا سلام کے پھیرنے تک تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔

---

[1] شامی ص656ج2

[2] الطحطاوی ص462

نوٹ: ادائیگی ایک رکن کا اندازہ یہ ہے کہ اس وقفے میں کم سے کم تین بار سبحان اللہ پڑھی جاسکے۔ یا تین مختصر آیتیں تو یہی مقدار ہے۔ لیکن تفکر اور تاخیر کے مذکورہ مسئلوں میں تفصیل اور اختلاف بھی ہے۔

مسئلہ: 588: اگر تین رکعتی یا چار رکعتی نماز کے پہلی قعدہ میں تشہد کے بعد اس قدر درود شریف پڑھے۔ اللھم صل علی محمد اور بقول بعض علماء آل محمد تک یا اس سے زیادہ۔ پھر اُسے یاد آئے اور پھر تیسری رکعت کے لئے اُٹھے۔ تو سجدہ سہو لازم ہو گیا۔ نماز جمعہ اور نماز ظہر کے فرض سے قبل سنت میں قعدہ اولی میں درود شریف پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر نفل کے قعدہ اولی میں درود شریف پڑھے تو سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ بلکہ پڑھ سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

کرئے تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس فکر میں مشغول ہونیکی وجہ سے تاخیر بقدر وقفہ ادائیگی ایک رُکن یا ایک یا واجب لے ائے تو اس سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

مسئلہ: 587: (قَوْلُهُ وَاعْلَمْ إلَخْ) قَالَ فِي الْمُنْيَةِ وَشَرْحِهَا الصَّغِيرِ: ثُمَّ الْأَصْلُ فِي التَّفَكُّرِ أَنَّهُ إنْ مَنَعَهُ عَنْ أَدَاءِ رُكْنٍ كَقِرَاءَةِ آيَةٍ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ أَوْ عَنْ أَدَاءِ وَاجِبٍ كَالْقُعُودِ يَلْزَمُهُ السَّهْوُ لِاسْتِلْزَامِ ذَلِكَ تَرْكَ الْوَاجِبِ وَهُوَ الْإِتْيَانُ بِالرُّكْنِ أَوْ الْوَاجِبِ فِي مَحَلِّهِ، وَإِنْ لَمْ يَمْنَعْهُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ بِأَنْ كَانَ يُؤَدِّي الْأَرْكَانَ وَيَتَفَكَّرُ لَا يَلْزَمُهُ السَّهْوُ. وَقَالَ بَعْضُ الْمَشَايِخِ: إنْ مَنَعَهُ التَّفَكُّرُ عَنْ الْقِرَاءَةِ أَوْ عَنْ التَّسْبِيحِ يَجِبُ عَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ وَإِلَّا فَلَا، [1]

نوٹ: ولم يبنواقدرالركن وعلى قياس ما تقدم ان يعتبر الركن مع سنته وهومقدر بثلاث تسبيحات[2]

ترجمہ: ایک رکن کی ادائیگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جائے کہ اس وقفے میں کم سے کم تین بار سبحان اللہ پڑھی جاسکے۔ یا تین مختصر آیتیں تو یہی مقدار ہے۔

---

[1] ردالمحتار ص677ج2

[2] الطحطاوی ص474

مسئلہ:589:اگر نماز کے شروع میں سبحانک اللھم پڑھنا بھول جائے۔ یا اعوذ باللہ یا بسم اللہ یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہ پڑھے یا سجود میں سبحان ربی الاعلیٰ یا رکوع اور سجود کے تکبیر نہ کہے یا رکوع سے سر اُٹھائے وقت سمع اللہ لمن حمدہ نہ کہے یا ہاتھ اٹھاتے وقت کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائے۔ یا آخیر میں درود شریف اور اللھم ربنا نہ پڑھے تو ان سب صورتوں میں حکم یہی ہے کہ سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ یعنی جو امورات نماز میں سنت یا مستحب ہے اُس کے بھولنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ اگر ادا نہیں کئے۔ تو بھی نماز ادا ہو سکتی ہے۔

مسئلہ:588:وفی فتاوی النسفی اذا زاد فی القعدۃ الاولی علی التشہد ان کان عامدا یکرہ وان کان ناسیا اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم انما یلزمہ اذا قال اللھم صل علی محمدوعلی ال محمد والمختار انہ یلزمہ السہو ان قال اللھم صل علی محمد[1]

اور مزید تفصیل در مختار میں لکھاہے۔ولایصلی علی النبی □ فی القعدۃ الاولی فی الاربع قبل الظھروالجمعۃ وبعدھا ولو صلی ناسیا فعلیہ السھو وقیل لا[2]

ترجمہ: اگر جان بوجھ کر پہلے قعدے میں تشہد سے کوئی چیز زائد پڑھے تو مکروہ ہے۔اور اگر بھول کر پڑھے تو اس.ں ن مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر یہ پڑھا کہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد تو اس پر سجدہ سہو لازم ہو گیا، بعض کہتے ہیں کہ اگر صرف اللھم صل علی محمد تک بھی پڑھا تو سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔ مزید تفصیل یہ ہے کہ ظہر اور جمعے کے پہلے اور بعد کی جو چار سنتیں ہیں ان میں پہلے قعدے میں درود نہیں پڑھنا چاہئے، اگر بھولے سے پڑھ لیا تو اس پر سجدہ سہو ہو گا،ایک کمزور قول سجدہ سہو لازم نہ ہونے کا بھی ہے۔

مسئلہ:وفی الاصل ولا یجب سجود السھو بترک رفع الیدین فی تکبیرۃ الافتتاح ولا یترک ثناء الافتتاح والتعوذ والتامین والتسمیۃ فی الرکعۃ الاولی ولا بترک سمع اللہ لمن حمدہ ربنالک الحمدولابترک تکبیرات الرکوع والسجود ولابترک تسبیحات الرکوع والسجود ولا بترک رفع الیدین فی تکبیرات العیدین۔[3]

ترجمہ: تکبیر تحریمہ میں رفع یدین ترک کرنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا،اسی طرح ثنا، تعوذ اور تسمیہ کو پہلی رکعت میں چھوڑنے سے سجدہ سہو نہیں ہوتا۔اور نہ ہی سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنالک الحمد چھوڑنے سے،اور نہ ہی رکوع اور سجود کی تکبیرات چھوڑنے سے اور نہ ہی عیدین کی نماز میں ترک رفع یدین کرنے سے۔

---

[1] خلاصۃالفتاوی ص177ج1

[2] در مختار ص125

[3] خلاصہ الفتاوی ص178ج1

مسئلہ :590 جس چیز کے بھولنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ اگر انہیں قصداً چھوڑدے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ بلکہ نماز دوبارہ پڑھے گا۔ اگر سجدہ سہو بھی کرلے۔ تو بھی نماز ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ :591 اگر نماز میں چند ایسے حرکات ہو جائیں۔ کہ جن کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے تو باقاعدہ ایک سجدہ سب کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔

مسئلہ :592 اگر ایک نمازی سجدہ سہو کریں اور اسی نماز سے ابھی فارغ نہ ہوا کہ کوئی اور ایسی حرکت کر جائیں جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہو۔ تو اب دوبارہ سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہی ایک کافی ہے۔

مسئلہ:590 وان کان ترک الواجب عمدا آثم ووجب علیہ اعادۃ الصلاۃ تغلیظا علیہ لجبر نقصھا۔۔۔ ولایسجد فی الترک العمد للسھو لانہ اقوی[1]

ترجمہ: اور اگر ترک واجب جان بوجھ کر تھا تو گنہگار ہو گا اور اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہے تا کہ جو نقصان کیا ہے وہ پورا ہو سکے۔ اور جان بوجھ کر چھوڑنے میں سجدہ سہو نہیں ہو گا اس لئے کہ وہ اقوی ہے۔

مسئلہ591:ولو سھا فی صلاتہ مرار یکفیہ سجدتان[2]

ترجمہ: اور اگر نماز ایک ہی نماز میں کئی مرتبہ بھولا تو بھی اسے ایک ہی سجدہ کافی ہو گا۔

مسئلہ592: لان تکرار غیر مشروع[3]

ترجمہ: اس لئے کہ تکرار غیر مشروع ہے۔

---

[1] مراقی الفلاح ص462
[2] عالمگیری ص139 ج1
[3] در مختار ص126

فصل چہارم: سجدہ تلاوت سے متعلق احکام:

مسئلہ: 593 جو عاقل، بالغ اور مسلمان ہو جب وہ سجدے کی آیت پڑھ لے۔ یا کسی اور سے سن لے تو اس پر سجدہ تلاوت لازم ہوتا ہے۔ ہمارے نزد قرآن شریف میں سجدے کی آیتیں کل چودہ ہیں جن میں چار ابتدائی پندرہ پاروں میں اور دس آخری پندرہ پاروں میں ہیں۔ لوگوں کی آسانی کے لئے اکثر قرآن شریف میں اس کے سامنے کنارے پر لفظِ سجدہ جلی قلم سے لکھا ہوا ہوتا ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک بھی سجدہ کی آیتیں چودہ ہیں فرق اس قدر ہے کہ سورت ص پر ان کے نزد سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔ اور ہمارے نزد ہے۔ اور سورۃ الحج میں ان کے نزد دو سجدے ہیں۔ اور ہمارے نزد ایک ہے۔ جو کہ پہلا ہے۔ اور ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ حٰم میں سجدہ وھم لایسئمون کے ختم پر ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ سجدہ ان کنتم ایاہ تعبدون کے ختم پر ہے۔ ہمارے قول میں احتیاط ہے اس لئے کہ آیت سجدہ سے قبل سجدہ اگر کیا جائے تو ادا نہیں ہوتا اور اگر اس سے مؤخر ہو تو ادا ہوتا ہے۔

مسئلہ: 593 وتجب علی من تلا آیۃ من اربع عشرۃ التی فی اخر الاعراف والرعد واالنحل وبنی اسرائیل ومریم واولی الحج احتراز عن الثانیۃ وھی قولہ تعالی(وارکعو واسجودو) فانہ لا سجدۃ عندنا خلافا للشافعیؒ ففی کل موضع من القرآن قرن الرکوع بالسجود یراد بہ السجدۃ الصلوتیۃ والفرقان والنمل وآلم السجدۃ وص وحم السجدۃ والنجم وانشقت واقرء وعند الشافعیؒ فی اربع عشرۃ ایضا ففی ص وحم السجدۃ والنجم وانشقت واقرءوعندالشافعی فی اربع عشرۃ ایضا ففی ص عندہ لیس سجدۃ وفی الحج عندہ سجدتان واختلف فی موضع السجدۃ فی حم السجدۃ فعندہ علی رضی اللہ تعالی عنہ ھو قولہ تعالی(ان کنتم ایاہ تعبدون)وبہ اخذ الشافعی وعند ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھو قولہ تعالیٰ (وھم لا یسآمون) فاخذنا بھذا احتیاطا فان تاخیر السجدۃ جائز لا تقدیمہ[1]

ترجمہ: اور جو کوئی بھی ان چودہ آیتوں کی تلاوت کرے گا(اعراف، رعد، نحل، مریم اور بنی اسرائیل کے آخر میں، اور سورہ حج کے شروع میں، دوسرے سے احتراز کرتے ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (وارکعوا واسجدوا) اس لئے کہ وہاں ہمارے ہاں سجدہ نہیں ہے امام شافعی کے خلاف، قرآن کریم میں ہر اس جگہ جہاں رکوع کے ساتھ سجود کا نشان ہو وہاں سجدہ صلٰوتیہ مراد ہے۔والفرقان والنمل وآلم السجدۃ وص وحم السجدۃ والنجم وانشقت واقرء وعند الشافعیؒ فی اربع عشرۃ ایضا ففی ص وحم السجدۃ والنجم وانشقت واقرء۔ اور شافعیؒ کے ہاں چودہ مقامات میں سجدہ تلاوت ہے۔ شافعی کے ہاں بھی چودہ ہیں لیکن سورۃ ص میں ان کے ہاں سجدہ نہیں ہے اور سورہ الحج میں ان کے نزدیک دو سجدے ہیں۔ اور سورۃ حم السجدۃ میں موضع سجدہ میں اختلاف ہے۔ امام شافعی کے ہاں حضرت علی کا قول ہے اور وہ سجدہ اس آیت میں مانتے ہیں: (ان کنتم ایاہ تعبدون) اور اسی سے امام شافعی

---

[1] شرح الوقایہ ص229 ج1

مسئلہ:594اگر کوئی عجمی سجدے کی آیت سنے اوراسے پتہ چلے کہ یہ آیت سجدے کی ہے۔ تواُس پر سجدہ واجب ہو گیا۔اگرچہ وہ معنی کو نہ بھی سمجھتا ہو،اوراگراسے معلوم نہ ہو تو پھر واجب نہیں۔

مسئلہ: 595اگر آیت سجود کا ترجمہ سن لے اور سمجھ جائے یااُسے سمجھایا جائے تو اس سے بھی سجدہ واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ:596سجدہ تلاوت میں تحریمہ نہیں ہے۔ صرف اللہ اکبر کہنا چاہیے۔اور ہاتھ نہیں اُٹھانے چاہئیں۔بس اللہ اکبر کہہ کر فورا سجدے میں جانا چاہیے۔حالت سجود میں کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اُٹھ جائے۔بس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔

نے اختیار کیا ہے۔اورابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں سجدہ اللہ تعالیٰ کے قول (وھم لایسآمون) پر ہے،ہم نے اسے احتیاطا اختیار کیا ہے۔اس لئے کہ سجدے کی تاخیر تو جائز ہے لیکن اس کی تقدیم درست نہیں ہے۔

مسئلہ:594واعلم انہ لا فرق بین ان یتلوھا بالعربیۃ او الفارسیۃ عند ابی حنیفۃؒ فھم السامع اولا اذا اخبرانہ قراء سجدۃ عندھما یشترط علمہ بانہ یقراء القرآن ولو قراء بالعربیۃ یلزمہ مطلقا لکن لایجب علی الاعجمی مالم یعلم[1]

ترجمہ:اور جان لو کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس میں کوئی فرق نہیں کہ پڑھنے والا اس کی تلاوت عربی میں کرے یا فارسی میں کرے، سننے والا سمجھے یا نہ سمجھے، یہ حکم اس وقت تک ہے کہ جب سننے والے کو خبر دی جائے کہ سجدہ کی آیت پڑھی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اس کا جاننا شرط ہے کہ وہ قرآن پڑھ رہا ہے۔اگر عربی میں پڑھ رہا ہے تو سجدہ مطلقا لازم ہو جائے گا لیکن عجمی پر اس وقت تک واجب نہیں ہو گا جب تک کہ وہ جان نہ لے۔

مسئلہ595: ولوتلیت بالفارسیۃ تلزم من ومعھا ولم یفھمھا اذا اخبر بھا عند ابی حنیفۃ خلافا لھما[2]

ترجمہ:امام صاحب کے نزدیک اگر فارسی میں سجدہ تلاوت کیا گیا تو پڑھنے والے پر اور اس کے ساتھ موجود فرد پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے اگرچہ معنی کو نہ سمجھے جب اسے اس آیت کے پڑھے جانے کی خبر دے دی جائے۔یہ مسئلہ صاحبین کی رائے کے خلاف ہے۔

---

[1] فتح القدیر ص13ج2
[2] کبیری ص501

مسئلہ: 597جوامور نماز کے لئے شرط ہیں۔ماسوائے تحریمہ کے مثلاً طہارت بدن اور لباس اور جانب کعبہ منہ کرنا۔ تو یہ سب سجدہ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں۔

مسئلہ: 598سجدہ تلاوت کے لئے دو تکبیریں سنت ہیں۔ایک پہلے اور دوسری بعد میں۔اسی طرح دوبار قیام مستحب ہے یعنی احسن طریق یہ ہے۔کہ پہلے کھڑا ہو جائے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے کو جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر بھی کھڑا ہو جائے اور پھر بیٹھ جائے تو یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ: 599تکبیر دو مرتبہ بلند آواز سے پڑھنی چاہیے۔کہ نمازی اگر منفرد ہو تو خود سن لے اور اگر امام ہو تو اس کے مقتدی سن لیں۔

مسئلہ: 596 (وهي سجدة بين تكبيرتين) مسنونتين جهرا وبين قيامين مستحبين (بلا رفع يد وتشهد وسلام، وفيها تسبيح السجود) في الاصح (على من كان) متعلق بيجب (أهلا لوجوب الصلاة) لانها من أجزائها (أداء)[1]

ترجمہ: سجدہ تلاوت دراصل دو تکبیروں کے درمیان ایک سجدہ ہے، یہ دو تکبیریں مسنون ہیں اونچی آواز میں اور دو قیاموں کے درمیان مستحب ہیں بغیر ہاتھ اٹھائے وتشہد اور سلام کے، اس سجدے میں تسبیحِ سجدہ پڑھی جائے گی، یہی اصح رائے ہے۔

مسئلہ 597 وشرائط هذه السجدة شرائط الصلاة الاالتحريمة[2]

ترجمہ: جو امور نماز کے لئے شرط ہیں وہی سجدہ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

مسئلہ: 598(وهي سجدة بين تكبيرتين) مسنونتين جهرا وبين قيامين مستحبين (بلا رفع يد وتشهد وسلام، وفيها تسبيح السجود) في الاصح (على من كان) متعلق بيجب (أهلا لوجوب الصلاة) لانها من أجزائها (أداء)[3]

ترجمہ: سجدہ تلاوت دراصل دو تکبیروں کے درمیان ایک سجدہ ہے، یہ دو تکبیریں مسنون ہیں اونچی آواز میں اور دو قیاموں کے درمیان مستحب ہیں بغیر ہاتھ اٹھائے وتشہد اور سلام کے، اس سجدے میں تسبیحِ سجدہ پڑھی جائے گی، یہی اصح رائے ہے۔

مسئلہ 599:قوله جهرا اى يرفع صوته بالتكبير زيلعى اى فيسمع نفسه به منفردا ومن خلفه اذا كان معه غيره[1]

---

[1] در مختار ص 126
[2] عالمگیری ص 149 ج 1
[3] در مختار ص 126

مسئلہ:600اگر کوئی حالت جنابت میں بھی آیت سجدہ پڑھے۔یا سنے تو بھی اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے یعنی پھر طہارت کے بعد ادا کرے گا۔

مسئلہ:601نابالغ لڑکی اور نابالغ لڑکے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔

مسئلہ:602اگر کوئی عورت حالت حیض و نفاس میں سجدہ کی آیت پڑھ لے یا کسی اور سے سن لے تو اس پر سجدہ لازم نہیں ہوتا ۔ہاں اگر ایسی حالت پڑھے یا سنے کہ اس پر غسل واجب ہو چکا ہو تو پھر لازم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:603اگر پڑھنے والا بہرا ہو اور آیت سجدہ پڑھ لے لیکن سن نہ سکے تو بھی سجدہ اس پر لازم ہو گیا۔

ترجمہ:جہر سے مراد ہے کہ سجدہ تلاوت کرنے والا تکبیر کے ساتھ اپنی آواز بلند کر دے۔اتنی اونچی کہ اپنی آواز خود سن لے جب کہ وہ منفرد ہو اور اس کے پیچھے والا سن لے اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔

مسئلہ:600 ولو قراء الجنب او المحدث او سمعا یجب علیهما [2]

ترجمہ:اگر کوئی جنبی یا محدث آیت سجدہ پڑھے یا سنے تو بھی ان دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔

مسئلہ:601ولو قراء الصبی الذی لایعقل الصلاۃ اية السجدة امربان یسجد ولو لم یکن علیه القضاء[3]

ترجمہ:اور اگر ایسا بچہ آیت سجدہ پڑھے جسے نماز کی سمجھ نہیں تو حکم یہ ہے کہ وہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ نہیں کرے گا تو اس پر اس کی قضا ہو گی۔

مسئلہ: 602(فلا تجب على كافر وصبي ومجنون وحائض ونفساء: قرؤوا أو سمعوا) لانهم ليسوا أهلا لها[4]

ترجمہ: سجدہ تلاوت کافر، بچے، پاگل، حائضہ عورت، نفاس والی عورت پر واجب نہیں چاہے وہ پڑھیں یا سنیں اس لئے کہ وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔

---

[1] شامی ص700ج2
[2] خلاصۃالفتاوی ص184ج1
[3] خلاصۃالفتاوی ص184ج1
[4] درمختار ص701ج2

مسئلہ: 604اگر کوئی سجدے کی آیت سن لے۔کسی کافر سے یا بہرے سے یا ہوشیار نابالغ سے یا جنبی سے یا اس عورت سے جو حالت حیض ونفاس میں ہو تو سننے والے پر سجدہ لازم ہے۔

مسئلہ: 605اگر سوتے میں کوئی شخص آیت سجدہ پڑھ لے اور جاگنے کے بعد اسے کوئی خبر دار کردے تو آیا اس صورت میں پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہے یا نہیں۔اس میں دو روایتیں ہیں۔ایک روایت کے مطابق واجب ہے دوسرے کے مطابق نہیں ہے۔بعض نے پہلے کو صحیح کہا ہے اور بعض نے دوسرے کو اور جس شخص نے اس سوتے ہوئے سے سجدہ کی آیت سنی ہے اس کے متعلق بھی یہی بیان ہے۔

مسئلہ:603 (علی من کان) متعلق بیجب (أهلا لوجوب الصلاة) لانها من أجزائها (أداء) کالاصم إذا تلا (قوله کالاصم) بنه علی بعید الخطور بالبال لیعلّم غیره بالاولی[1]

ترجمہ: جو وجوب نماز کا اہل ہے وہ سجدہ تلاوت کا بھی اہل ہے اس لئے کہ سجدہ اس کے اجزا میں سے ہے ادا کی صورت میں اس بہرے کی مانند جو آیت سجدہ پڑھ لے لیکن سن نہ سکے تو بھی سجدہ اس پر لازم ہو گیا۔

مسئلہ:604(وتجب بتلاوتہم) یعني المذکورین قوله وتجب بتلاوتهم)ای وتجب علی من سمعهم بسبب تلاوتهم[2]

ترجمہ: جو مذکور ہیں ان کی تلاوت سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔یعنی جو ان لوگوں سے آیت سجدہ کی ساعت کرلے گا،اس پر ان کی تلاوت کے سبب سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ:605 (عَلَى مَنْ كَانَ) مُتَعَلِّقٌ بِيَجِبُ (أَهْلًا لِوُجُوبِ الصَّلَاةِ) لِأَنَّهَا مِنْ أَجْزَائِهَا (أَدَاءً) كَالْأَصَمِّ إذَا تَلَا (أَوْ قَضَاءً) كَالْجُنُبِ وَالسَّكْرَانِ وَالنَّائِمِ(قَوْلُهُ وَالنَّائِمِ) أَيْ إذَا أُخْبِرَ أَنَّهُ قَرَأَهَا فِي حَالَةِ النَّوْمِ تَجِبُ عَلَيْهِ وَهُوَ الْأَصَحُّ تَتَارْخَانِيَّةٌ وَفِي الدِّرَايَةِ لَا تَلْزَمُهُ هُوَ الصَّحِيحُ إمْدَادٌ فَفِيهِ اخْتِلَافُ التَّصْحِيحِ، وَأَمَّا لُزُومُهَا عَلَى السَّامِعِ مِنْهُ أَوْ مِنْ الْمُغْمَى عَلَيْهِ فَنَقَلَ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ أَيْضًا اخْتِلَافَ الرِّوَايَةِ وَالتَّصْحِيحَ وَكَذَا مِنْ الْمَجْنُونِ وَسَيَأْتِي بَيَانُهُ قَرِيبًا.[3]

ترجمہ: جو وجوب نماز کا اہل ہے وہ سجدہ تلاوت کا بھی اہل ہے اس لئے کہ سجدہ اس کے اجزا میں سے ہے ادا کی صورت میں اس بہرے کی مانند جو آیت سجدہ پڑھ لے لیکن سن نہ سکے تو بھی سجدہ اس پر لازم ہو گیا۔یا قضا کی صورت میں جیسے جنبی اور نشے والا انسان اور سوتا ہوا فرد۔اگر سوتے میں کوئی شخص آیت سجدہ پڑھ لے اور جاگنے کے بعد اسے خبر دار کر دیا جائے تو صحیح

---

[1] شامی ص700ج2
[2] ردالمحتار ص701ج2
[3] شامی ص701ج2

مسئلہ: 606اگر کوئی دیوانہ سجدے کی آیت پڑھ لے تو اگر اس کا مرضِ دیوانگی ایک دن رات سے زیادہ عرصے کا نہ ہو تو اس پر بھی سجدہ واجب ہے۔اور سننے والے پر بھی واجب ہے اور اگر مرض مذکورہ عرصہ سے زیادہ ہو تو اس دیوانے پر واجب نہیں ہے۔اور سننے والے پر واجب ہے لیکن اس میں بھی اختلاف ہے۔

مسئلہ: 607اگر نشے کی حالت میں کوئی آیت سجدہ پڑھ لے یا سن لے تو اس پر سجدہ لازم ہے اگر اور کوئی اس سے سن جائے تو اس پر بھی ہے۔

مسئلہ: 608اگر سجدے کی آیت بطور صدائے بازگشت سن لے یا پرندے سے تو اس سے سجدہ تلاوت لازم نہیں ہوتا۔

روایت کے مطابق اس پر سجدہ واجب ہے(تاتارخانیہ) صاحب درایہ کے قول کے مطابق سجدہ واجب نہیں ہے۔رہی یہ بات کہ اس سے آیت کی سماعت کرنے والے یا بے ہوش شخص سے اس آیت کی سماعت کرنے والے پر سجدہ تلاوت کے لازم ہونے کی تو اس میں بھی اختلاف ہے اور صحیح قول میں بھی ہے۔اور یہی قول مجنون کے بارے میں بھی ہے۔

مسئلہ:(وتجب بتلاوتهم) يعني المذكورين (خلا المجنون المطبق)فلا تجب بتلاوته لعدم أهليته، ولو قصر جنونه فكان يوما وليلة أو أقل تلزمه: تلا أو سمع،وإن أكثر لا تلزمه.، بل تلزم من سمعه على ما حرره منلا خسرو، لكن جزم الشرنبلالي باختلاف الرواية، ونقل الوجوب بالسماع من المجنون، عن الفتاوي الصغرى والجوهرة.[1]

ترجمہ: ان سب مذکورین کی تلاوت سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، سوائے کامل دیوانے کے۔اس کی تلاوت سے واجب نہیں ہوتا اس کی عدم اہلیت کی وجہ سے۔اگر اس کا دیوانہ پن کم ہو جائے کہ ایک دن اور رات سے کم کا ہو تو اس کی تلاوت سے لازم ہو جاتا ہے، چاہے وہ تلاوت کرے یا سنے، اور اگر ایک دن سے زیادہ اس کا دیوانہ پن قائم رہے تو لازم نہیں ہو گا۔بلکہ اس پر لازم ہو گا جو اسے سنے گا یہ بیان ملا خسرو کی تحریر کے مطابق ہے۔لیکن اس مسئلے میں شرنبلالی نے روایت سے مستحکم اختلاف کیا ہے، اور مجنون سے سماع پر سجدہ کے واجب ہونے کا قول نقل کیا ہے۔

مسئلہ:ولو قراءها سكران تجب عليه وعلى من سمعها[2]

ترجمہ: اگر نشے کی حالت میں کوئی آیت سجدہ پڑھ لے یا سن لے تو اس پر سجدہ لازم ہے اگر اور کوئی اس سے سن جائے تو اس پر بھی واجب ہے۔

---

[1] در مختار ص127

[2] عالمگیریہ ص146ج1

مسئلہ: 610اگر سجدے کی آیت توڑ توڑ کر پڑھ لے یا سن لے تو اس سے سجدہ لازم نہیں ہوتا اسی طرح اگر آیت سجدہ کو یونہی سر سری دیکھ لے اور تلفظ نہ کرے یا بغیر ادائے تلفظ لکھ لے تو اس سے بھی سجدہ تلاوت لازم نہیں ہوتا۔

مسئلہ: 611اگر کسی پر زیادہ سجدے تلاوت کے لازم ہوں۔ تو ان کی ادائیگی میں تعین کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ سجدہ اول ہے یا آخری یا فلاں آیت کا بس سب سجدہ ادا کر لے۔ تو ادا ہو گئے صرف نیت میں یہ لائے کہ سجدہ تلاوت ادا کرتا ہوں اور اگر ساتھ یہ بھی کہے کہ سجدہ جو مجھ پر لازم ہو چکا ہے دوران تلاوت یا دوران سماعتِ تلاوت تو زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ: 609ولو سمعها من الطائرة والصدى لاتجب لانہ محاكاة وليس بقراءة[1]

ترجمہ: اگر سجدے کی آیت بطور صدائے بازگشت سن لے یا پرندے سے تو اس سے سجدہ تلاوت لازم نہیں ہوتا کیونکہ یہ قرات نہیں ہے۔

مسئلہ: 610ولو تهجى بها لاتجب عليه ولا على من سمعه لانہ تعداد للحروف وليس بقراءة وكذا لاتجزى بہ فی الجواز الصلاة وكذا لاتجب بالكتابۃ او النظر من غير تلفظ لانہ لم يقراء ولم يسمع[2]

ترجمہ: اگر آیت سجدہ کی ہجا کر کے پڑھے (توڑ توڑ کر پڑھے) تو نہ پڑھنے والے پر ہے اور نہ ہی سننے والے پر اس لئے کہ یہ تو صرف حروف کی تعداد ہے حقیقت میں قرات نہیں ہے، اس طرح تو جواز صلوۃ کے باب میں اس سے نماز بھی جائز نہیں ہوتی اور اسی طرح لکھنے سے بھی یا صرف بغیر پڑھے اسے دیکھنے سے بھی سجدہ تلاوت لازم نہیں آتا اس لئے کہ اس نے نہ تو اسے پڑھا اور نہ ہی سنا۔

مسئلہ: وهی على التراخی على المختار ويكره تاخيرها تنزيها ويكفيہ ان يسجد عدد ما عليہ بلا تعيين ويكون مؤديا[3]

ترجمہ: سجدہ تلاوت کی تاخیر مکروہ تنزیہی ہے اور اسی طرح اس پر جتنے سجدے واجب ہیں ان کی نیت کر کے بلا تعیین کے ادا کر لے تو ادا ہو جائیں گے۔

---

[1] کبیری ص 500
[2] کبیری ص 500
[3] شرح تنویر ص 127

مسئلہ: 612: اگر کوئی شخص بوجہ کسی مرض سجدہ تلاوت ادا نہ کر سکے تو جس طرح کہ نماز کا سجدہ اشارہ سے ادا کرتا ہو اسی طرح تلاوت کا سجدہ بھی اشارے سے کر لے۔

مسئلہ 613: : اگر ایک ہی جگہ پر کوئی بیٹھا ہو اور سجدے کی آیت متعدد بار پڑھے تو سجدہ ایک ہی واجب ہو گیا۔ اب یہ اس کے اختیار پر منحصر ہے کہ سجدہ پہلی بار پڑھنے پر ادا کرے یا آخر میں اور اگر صورت یوں ہو کہ آیت سجدہ ایک جگہ پڑھ لے پھر وہ مقام تبدیل کر لے۔ اور پھر دوبارہ وہی آیت پڑھ لے اور پھر جگہ تبدیل کر لے۔ تیسری بار پھر وہی آیت پڑھ لے یعنی مختلف مقامات پر بار بار پڑھے تو اس صورت میں اُتنے ہی سجدے واجب ہو گئے۔ کہ جتنی بار جتنے مقامات پر وہ آیت سجدہ پڑھ چکا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ آیت سجدے میں انحصار مجلس پر ہے۔ اگر مجلس ایک ہو تو ایک سجدہ اگر زیادہ ہوں تو زیادہ سجدے واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ: 614 اگر ایک مقام میں سجدے کی جُدا جُدا آیتیں پڑھ لے۔ تو جتنی آیتیں پڑھ چکا ہو اتنے ہی سجدے واجب ہیں۔

مسئلہ: 612: وشرائط هذى السجدة شرائط الصلاة الا التحريمة وركنها وضع الجبهة على الارض او ما يقوم مقامه من الركوع او الايماء [1] للمرض

ترجمہ: اس سجدے کی شرائط نماز کی طرح ہیں سوائے تحریمہ کے، اور اس کا رکن زمین پر پیشانی رکھنا ہے یا اس کا قائم مقام یعنی رکوع کرنا ہے، یا پھر مرض کی حالت میں اشارہ ہے۔

مسئلہ 613: : ولو كررها في مجلسين تكررت، وفي مجلس) واحد (لا) تتكرر بل كفته واحدة، وفعلها بعد الاولى اولى.قنية.وفي البحر: التأخير أحوط، [2]

ترجمہ: اگر آیت سجدہ کو دو مجلسوں میں مکرر پڑھا ہے تو سجدہ بھی مکرر ہو گا، اور ایک ہی مجلس میں پڑھا ہو تو پھر سجدہ مکرر نہ ہو گا بلکہ ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا۔ پہلی مرتبہ پڑھنے کے بعد ہی اس کا ادا کرنا بہتر ہے قنیۃ۔ اور بحر میں ہے کہ تاخیر بہتر ہے۔

مسئلہ: 614 وَالْأَصْلُ أَنَّ مَبْنَاهَا عَلَى التَّدَاخُلِ دَفْعًا لِلْحَرَجِ بِشَرْطِ اتِّحَادِ الْآيَةِ وَالْمَجْلِسِ (قَوْلُهُ بِشَرْطِ اتِّحَادِ الْآيَةِ وَالْمَجْلِسِ) أَيْ بِأَنْ يَكُونَ الْمُكَرَّرُ آيَةً وَاحِدَةً فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، فَلَوْ تَلَا آيَتَيْنِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ أَوْ آيَةً وَاحِدَةً فِي مَجْلِسَيْنِ فَلَا تَدَاخُلَ [3]

---

[1] عالمگیری ص149 ج1
[2] در مختار ص127
[3] شامی ص712 ج2

مسئلہ 615: اگر کوئی ایک جگہ بیٹھا ہو سجدے کی آیت پڑھ لے۔ پھر کھڑا ہو جائے لیکن آمد ورفت وغیرہ نہ کرے بلکہ اسی جگہ پھر وہی آیت سجدہ پڑھ لے تو سجدہ ایک ہی واجب ہو گیا۔ اس لئے کہ مجلس تبدیل نہیں ہوا۔

مسئلہ 616:: اگر ایک جگہ سجدے کی آیت پڑھ لے اور سجدہ بھی کر لے پھر وہ شخص کہیں چلا جائے۔ اور پھر دوبارہ اسی جگہ آئے۔ کہ جہاں سے گیا ہوا اور وہی آیت دوبارہ پڑھ لے تو اب اس پر سجدہ واجب ہو گیا اس لئے کہ مجلس تبدیل ہو گئی (مجلس سے مراد نشست ہے) اگر پہلے سجدہ نہ کر چکا ہو تو اب دو سجدے کرے گا۔

مسئلہ: 617 اگر ایک مقام پر سجدے کی آیت پڑھ لے۔ اور اسی جگہ بیٹھے ہوئے کسی اور کام میں مشغول ہو جائے۔ مثلاً روٹی کھائے، پیٹ بھر کر، یا لیٹ کر سو جائے یا کچھ خرید و فروخت کر لے۔ یا عورت ہو بچی کو دودھ پلائے اور پھر اس عمل کے بعد پھر وہ سجدے کی آیت پڑھ لے۔ تو گویا مجلس تبدیل ہو گئی اور دو سجدے واجب ہو گئے۔ اگر پہلا سجدہ کر چکا ہو تو اب ایک سجدہ کرے گا۔ ورنہ دو کرے گا۔ اور اگر ہر دو بار تلاوت کے مابین کوئی اور عمل نہ کر چکا ہو۔ صرف قرآن شریف یا تسبیح پڑھتا رہے۔ یا روٹی کا ایک نوالہ کھائے۔ یا بیٹھے بیٹھے سو جائے۔ یا کوئی عمل ہچوں کرے کہ جسکی وجہ سے مجلس تبدیل نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں سجدہ ایک واجب ہے۔

ترجمہ: اور اصل یہ ہے کہ اس کی بنیاد تداخل پر صرف دفع حرج کے لئے ہے اتحاد آیت اور مجلس کی شرط کے ساتھ، اس صورت میں کہ مکرر ایک ہی آیت ہو اور ایک ہی مجلس میں ہو، اگر ایک ہی مجلس میں دو آیتیں پڑھ لیں یا ایک ہی آیت دو مجلسوں میں پڑھ لیں تو کوئی تداخل نہیں ہو گا۔

مسئلہ: 615: ولایختلف المجلس بمجرد القیام [1]

ترجمہ: اور صرف کھڑے ہونے سے اختلاف مجلس نہیں ہوا کرتا۔

مسئلہ 616: فان قراها فی مجلسہ فسجدها ثم ذهب ورجع فقراها سجدها ثانیة وان لم یکن سجد للاولی فعلیه السجدتان [2]

ترجمہ: اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس میں پڑھا پھر چلا گیا اور پھر واپس آیا اور پھر اسی آیت کو تلاوت کیا تو دوسری مرتبہ کے لئے سجدہ کرے گا اور اگر پہلی کا سجدہ بھی نہیں کیا تھا تو اس پر دو سجدے ہوں گے۔

---

[1] ھدایہ ص24ج2
[2] ھدایہ ص22ج2

مسئلہ 618: اگر کوئی کشتی میں سوار ہو اور کشتی روانہ ہو اور یہ شخص سجدے کی ایک آیت کئی بار پڑھ لے تو اس صورت میں سجدہ ایک ہی واجب ہے۔ کیونکہ رفتارِ کشتی سے جگہ تبدیل نہیں ہوتی البتہ پڑھنے والا اگر دو تلاوتوں کے مابین کوئی غیر معمولی حرکت کرے۔ تو یہ علیٰحدہ بات ہے۔

مسئلہ 619:: اگر پڑھنے والے کی جگہ تبدیل نہ ہو۔ ایک ہی جگہ پر بیٹھے ہوئے وہ سجدہ کی آیت متعدد بار پڑھے لیکن سننے والے کی جگہ تبدیل ہو جائے۔ اس طرح کہ پہلے ایک جگہ بیٹھ کر سن چکا ہو۔ اور بعد میں دوسری جگہ۔ تو اس صورت میں سننے والے پر اتنے ہی سجدے واجب ہیں۔ کہ جتنی بار وہ جگہ تبدیل کر کے سن چکا ہو اور پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ 617: وَأَمَّا الْأَخِيرُ فَهُوَ قِسْمَانِ: حَقِيقِيٌّ بِالِانْتِقَالِ مِنْهُ إِلَى آخَرَ بِأَكْثَرَ مِنْ خُطْوَتَيْنِ كَمَا فِي كَثِيرٍ مِنْ الْكُتُبِ، أَوْ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ كَمَا فِي الْمُحِيطِ مَا لَمْ يَكُنْ لِلْمَكَانَيْنِ حُكْمُ الْوَاحِدِ، كَالْمَسْجِدِ وَالْبَيْتِ وَالسَّفِينَةِ وَلَوْ جَارِيَةً، وَالصَّحْرَاءِ بِالنِّسْبَةِ لِلتَّالِي فِي الصَّلَاةِ رَاكِبًا. وَحُكْمِيٌّ وَذَلِكَ بِمُبَاشَرَةِ عَمَلٍ يُعَدُّ فِي الْعُرْفِ قَطْعًا لِمَا قَبْلَهُ كَمَا لَوْ تَلَا ثُمَّ أَكَلَ كَثِيرًا أَوْ نَامَ مُضْطَجِعًا أَوْ أَرْضَعَتْ وَلَدَهَا أَوْ أَخَذَ فِي بَيْعٍ أَوْ شِرَاءٍ أَوْ نِكَاحٍ، بِخِلَافِ مَا إِذَا طَالَ جُلُوسُهُ أَوْ قِرَاءَتُهُ أَوْ سَبَّحَ أَوْ هَلَّلَ أَوْ أَكَلَ لُقْمَةً أَوْ شَرِبَ شَرْبَةً أَوْ نَامَ قَاعِدًا أَوْ كَانَ جَالِسًا فَقَامَ أَوْ مَشَى خُطْوَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا عَلَى الْخِلَافِ أَوْ كَانَ قَائِمًا فَقَعَدَ أَوْ نَازِلًا فَرَكِبَ فِي مَكَانِهِ فَلَا تَتَكَرَّرُ حِلْيَةٌ مُلَخَّصًا[1]

ترجمہ: دوسرا دو قسموں پر ہے۔ حقیقی کہ جیسے ایک سے دوسری جگہ دو قدم سے زیادہ چل کر منتقل ہو جانا جیسا کہ اکثر کتب میں ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔ یا تین سے زیادہ جیسا کہ المحیط میں ہے۔ جب کہ ان دونوں مقاموں کا حکم ایک نہ ہو، جیسے مسجد، گھر، کشتی اگرچہ چل رہی ہو، اور صحرا سوار ہو کے نماز پڑھنے والے کی نسبت سے۔ دوسری قسم حکمی ہوتی ہے اور وہ عرف کے مطابق ایسا کام کرنے سے وجود میں آتی ہے جسے اس سے پہلے کے لئے قطع سمجھ لیا جائے۔ جیسے تلاوت کی اور پھر بہت سارا کھانا کھا لیا، یا لیٹ کر سو گیا، یا اپنے بچے کو دودھ پلایا، یا خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا یا نکاح کی تقریب میں شریک ہو گیا، اس صورت کے برخلاف کے جب وہ ایک جگہ اس کا بیٹھنا طویل ہو گیا ہو یا قرات طویل ہو گئی ہو یا تسبیح کی ہو یا تہلیل کی ہو یا ایک لقمہ کھایا ہو یا ایک گھونٹ پیا ہو یا کھڑے کھڑے سو گیا ہو، یا دو قدم چلا ہو یا تین قدم چلا ہو، یا کھڑا تھا تو بیٹھ گیا ہو، یا پیدل تھا تو سوار ہو گیا ہو اپنی ہی جگہ پر تو ان صورتوں میں سجدہ تلاوت مکرر نہ ہو گا۔

مسئلہ: 618 و سيرة السفينة لا يقطع المجلس بخلاف سير الدابة[2]

ترجمہ: اور کشتی کا سفر مجلس کو تبدیل نہیں کرتا بخلاف جانور کی سواری کا سفر۔

---

[1] شامی ص 712 ج 2
[2] ہندیہ ص 148 ج 1

نوٹ: مذکورہ مسئلہ میں ایک جگہ سے خاص وہی جگہ مراد نہیں کہ جس پر نشست جمی ہو بلکہ مراد اس مقام کا سارا حصہ ہے مثلا مسجد سب ایک ہی جگہ ہے۔ مثلا مسجد کے ایک کونے میں سجدے کی آیت پڑھے پھر دوسرے کونے میں بھی وہی آیت پڑھے۔ اور دونوں بار پڑھنے کے مابین وقفے میں مجلس تبدیل کرنے والا کوئی عمل نہ کر چکا ہو تو سجدہ ایک واجب ہے۔ اور اسی طرح حکم ہے چھوٹے سے گھر کے لئے ہاں اگر بہت بڑا گھر ہو اور اس کے ایک کونے میں سجدے کی آیت پڑھے اور پھر مکرر دوسرے کونے میں پڑھے تو اس صورت میں سجدے دو لازم ہو گئے۔

مسئلہ: 620: جو کوئی کہ سجدہ کی آیت پڑھ لے اس پر بھی سجدہ لازم ہوتا ہے۔ اور جو سنے اس پر بھی خواہ وہ قصداً سن لے یا بلا قصد سن لے۔ اس لئے تلاوت کنندہ کے لئے یہ بہتر ہے کہ سجدے کی آیت خاموشی سے پڑھے۔ تاکہ کسی دوسرے پر سجدہ لازم نہ ہو جائے۔

مسئلہ: 619: ولو تبدل المجلس السامع دون التالی یتکرر الوجوب علیہ[1]

ترجمہ: اور اگر سننے والی کی مجلس تبدیل ہو جائے تلاوت کرنے والے کے علاوہ تو اس پر اتنی ہی مرتبہ سجدہ واجب ہو گا۔

نوٹ: ولو قرأها فی زوایا المسجد الجامع یکفیہ سجدة واحدة وکذالک حکم البیت والدار وقیل فی الدار اذا کان الدار السلطان فتلا فی دار منها ثم تلا فی داراخری یلزمہ سجدة اخری واما المسجد الجامع اذا تلا فی دار ثم تلا فی دار اخری یکفیہ سجدة واحدة وفی الحجة اذا قراء آیة السجدة فی المسجد الجامع فتحول عن مکانہ کثیرا واعادہ التلاوة یجب اعادة السجدة[2]

ترجمہ: اور اگر آیت سجدہ کو مسجد کے مختلف کونوں میں پڑھا ہے تو ان سب کے لئے ایک ہی سجدہ کافی ہے اسی طرح گھر اور مکان کا بھی حکم ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر حاکم کا گھر ہو (مراد ہے کہ بڑا گھر ہو تو) اس کے ایک حصے میں پڑھا پھر دوسرے حصے میں تلاوت کی تو اسے دو سجدے کرنے ہوں گے۔ اور مسجد جامع میں ایسا نہیں ہو گا بلکہ ایک ہی سجدہ کرنا ہو گا، حجۃ میں ہے کہ اگر جامع مسجد میں آیت سجدہ پڑھی ہے اور وہاں پر خوب چلا پھرا اور تلاوت کا اعادہ کیا تو سجدے کا بھی اعادہ کرنا ہو گا۔

مسئلہ: 620: والسجدة واجبة فی هذه المواضع علی التالی والسامع سواء قصدد سماع القران او لم یقصد لقولہ علیہ السلام " السجدة علی من سمعها وعلی من تلاها "[3]

1

[2] عالم نم علاء الانصاری الدھلوی الفتاوی التاتار خانیہ ص 564 ج 1 قدیمی کتب خانہ کراچی

[3] ھدایہ ص 12 ج 2

. مسئلہ :621: سجدہ سے بچنے کے لئے سجدہ کی آیت چھوڑ کر تلاوت اس سے آگے کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ ایک قسم کا انکار ہے سجدہ کرنے سے۔ ہاں اگر کوئی صرف سجدہ کی آیت پڑھے اور مزید نہ پڑھے یا کچھ تلاوت نہ کرے۔ تو اس میں کوئی برائی نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ آیت سجدہ سے پہلے کی یا بعد کی ایک یا دو آیتیں ساتھ پڑھ لے۔ اور نماز میں صرف سجدے کی آیت پڑھنا تب کافی ہوگا کہ وہ تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو یعنی جتنا کہ واجب ہے۔

مسئلہ : 622: جن نمازوں میں خاموشی سے قراءت کی جاتی ہے ان نمازوں میں امام کے لیے آیت سجدہ کی تلاوت کرنا مکروہ ہے ۔تاکہ مقتدی شک اور اشتباہ میں نہ پڑیں۔ اسی طرح جمعہ اور عید کی نمازوں میں سجدے کی آیت کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

ترجمہ: ان مقامات پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے، سننے والے پر بھی اور تلاوت کرنے والے پر بھی، چاہے سننے والا قرآن سننے کا ارادہ کرے یا نہ کرے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: سجدہ تلاوت سننے والے اور پڑھنے والے پر لازم ہے۔

مسئلہ 621:(وَكُرِهَ تَرْكُ آيَةِ سَجْدَةٍ وَقِرَاءَةُ بَاقِي السُّورَةِ) لِأَنَّ فِيهِ قَطْعَ نَظْمِ الْقُرْآنِوتَغْيِيرَ تَأْلِيفِهِ وَاتِّبَاعُ النَّظْمِ وَالتَّأْلِيفِ مَأْمُورٌ بِهِ بَدَائِعُ، وَمُفَادُهُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَحْرِيمِيَّةٌ (لَا) يُكْرَهُ (عَكْسُهُ وَ) لَكِنْ (نُدِبَ ضَمُّ آيَةٍ أَوْ آيَتَيْنِ إلَيْهَا) قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لِدَفْعِ وَهْمِ التَّفْضِيلِ إذْ الْكُلُّ مِنْ حَيْثُ إنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ فِي رُتْبَةقُلْت: وَبَيَّنَ وَجْهَهُ فِي الذَّخِيرَةِ حَيْثُ قَالَ قَالُوا وَيَجِبُ أَنْ يُكْرَهَ فِي حَالَةِ الصَّلَاةِ لِأَنَّ الِاقْتِصَارَ عَلَى آيَةٍ وَاحِدَةٍ فِي الصَّلَاةِ مَكْرُوهٌ اهـ[1]

ترجمہ: آیت سجدہ کو چھوڑ کر باقی سورت کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ اس میں قرآن کریم کے نظم میں خلل واقع ہوتا ہے اور اس کی تالیف میں تبدیلی کا عنصر پایا جاتا ہے، اور قرآن کریم کے نظم اور تالیف کی اتباع کرنے کا حکم ہے۔ (بدائع)

اس کا فائدہ یہ ہے کہ کراہت تحریمی کا الٹ مکروہ نہیں ہوتا، لیکن یہ بات مندوب ہے کہ آیت سجدہ سے پہلے کی یا بعد کی ایک یا دو آیتیں ساتھ ملا کر پڑھ لے۔ تاکہ تفضیلا وہم دور ہو جائے اس لئے کہ سارے کا سارا اللہ کا کلام ہونے کے باعث ایک رتبے میں ہے۔ اس کی ایک اور وجہ بھی ذخیرہ میں بیان کی گئی ہے: ضروری ہے کہ یہ نماز کی حالت میں مکروہ ہو اس لئے کہ ایک آیت پر نماز کی حالت میں انحصار کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ 622:المنقول فی البدائع انہ یکرہ للامام ان یتلو آیۃ السجدۃ فی صلاۃ یخافت فیہا بالقراءۃ فانہ لاینفک عن مکروہ من ترک السجدۃ والعیدین[2]

ترجمہ: بدائع میں نقل کیا گیا ہے کہ امام کے لئے سری نمازوں میں آیت سجدہ پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ ترک سجدہ کی

---

[1] ردالمحتار ص717ج2

[2] بحرائق ص121ج2

مسئلہ: 623اگر سجدہ کی تلاوت کی ادائیگی کسی پر واجب ہو چکی ہو۔ نماز سے باہر لیکن اس وقت بوجہ وضو نہ ہونے کے یا کسی اور وجہ سے فوراادا نہ کیا ہو۔ تو پھر جس مناسب وقت میں ادا کرلے۔ تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ قضا تصور نہ ہوگا لیکن فوراادائیگی بہتر ہے کہ بھولنے کا خطرہ ہوتا ہے اگر کوئی فوراً سجدہ نہ کر سکے تو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ اتنے تک مندرجہ ذیل آیت پڑھے۔

سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر۔

کراہت سے خالی نہیں ہے، اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی آیت سجدہ تلاوت نہیں کرنی چاہئے۔

مسئلہ 623:(وَهِيَ عَلَى التَّرَاخِي) عَلَى الْمُخْتَارِ وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُهَا تَنْزِيهًا(قَوْلُهُ عَلَى الْمُخْتَارِ) كَذَا فِي النَّهْرِ وَالْإِمْدَادِ، وَهَذَا عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ عَلَى الْفَوْرِ هُمَا رِوَايَتَانِ عَنْ الْإِمَامِ أَيْضًا كَذَا فِي الْعِنَايَةِ قَالَ فِي النَّهْرِ: وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَحَلَّ الْخِلَافِ فِي الْإِثْمِ وَعَدَمِهِ حَتَّى لَوْ أَدَّاهَا بَعْدَ مُدَّةٍ كَانَ مُؤَدِّيًا اتِّفَاقًا لَا قَاضِيًا. اهـ. قَالَ الشَّيْخُ إسْمَاعِيلُ وَفِيهِ نَظَرٌ أَيْ لِأَنَّ الظَّاهِرَ مِنْ الْفَوْرِ أَنْ يَكُونَ تَأْخِيرُهُ قَضَاءً.
قُلْت: لَكِنْ سَيَذْكُرُ الشَّارِحُ فِي الْحَجِّ الْإِجْمَاعَ عَلَى أَنَّهُ لَوْ تَرَاخَى كَانَ أَدَاءً مَعَ أَنَّ الْمُرَجَّحَ أَنَّهُ عَلَى الْفَوْرِ وَيَأْثَمُ بِتَأْخِيرِهِ فَهُوَ نَظِيرُ مَا هُنَا تَأَمَّلْ.(قَوْلُهُ تَنْزِيهًا) لِأَنَّهُ بِطُولِ الزَّمَانِ قَدْ يَنْسَاهَا، وَلَوْ كَانَتْ الْكَرَاهَةُ تَحْرِيمِيَّةً لَوَجَبَتْ عَلَى الْفَوْرِ وَلَيْس كَذَلِكَ وَلِذَاكِرِهِ تَحْرِيمًا تَأْخِيرُ الصَّلَاتِيَّةِ عَنْ وَقْتِ الْقِرَاءَةِ إمْدَادٌ وَاسْتَثْنَى مِنْ كَرَاهَةِ التَّأْخِيرِ مَا إذَا كَانَ الْوَقْتُ مَكْرُوهًا كَوَقْتِ الطُّلُوعِ.[فَرْعٌ] فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ: يُسْتَحَبُّ لِلتَّالِي أَوْ السَّامِعِ إذَا لَمْ يُمْكِنْهُ السُّجُودُ أَنْ يَقُولَ - سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَك رَبَّنَا وَإِلَيْك الْمَصِيرُ -.[1]

ترجمہ: سجدہ تلاوت تاخیر کے ساتھ بھی ادا کیا جا سکتا ہے، لیکن قول مختار کے مطابق یہ مکروہ تنزیہی ہے، یہ امام محمد کے ہاں ہے، جب کہ امام ابو یوسف کے نزدیک یہ فی الفور ادا کیا جائے۔ یہی دو روایتیں امام اعظم سے بھی ہیں۔(العنایۃ) النھر میں ہے کہ محل اختلاف گناہ کے ہونے یا نہ ہونے میں ہونا چاہیے، کہ اگر سجدہ تلاوت کو ایک طویل مدت کے بعد ادا کیا تو وہ بالا رفاق ادا ہو گا، قضا نہ ہو گا۔ شیخ اسماعیل کہتے ہیں کہ اس میں نظر ہے اس لئے کہ علی الفور کا مطلب ہے کہ اگر تاخیر سے ادا کیا تو قضا ہو گا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ شارح یہاں پر اس بات کا تذکرہ کرے گا کہ حج میں اس بات کا اجماع ہے کہ اگر وہ تاخیر سے ادا کرتا ہے تو بھی ادا ہو گا اگرچہ مرجح یہی ہے کہ اسے فی الفور ادا کیا جائے اور اس میں تاخیر کرنے سے گناہگار ہو گا۔ اس لئے کہ وقت کے گزرنے سے ممکن ہے کہ وہ بھول جائے، اور اگر کراہت تحریمی ہوتی تو سجدہ فوری طور پر واجب ہوتا، اور اس کو یاد رکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے۔ خصوصاجو نماز میں تلاوت کی جائے۔ تاخیر کی کراہت سے وہ اوقات مستثنیٰ ہیں جو مکروہ اوقات ہیں اور ان میں سجدہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے طلوع آفتاب کا وقت۔ تاتار خانیہ میں ہے کہ اگر سننے والے اور پڑھنے والے پر سجدہ تلاوت ادا کرنا ممکن نہ ہو تو انہیں چاہئے کہ وہ یہ آیت پڑھیں: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَك رَبَّنَا وَإِلَيْك الْمَصِيرُ۔

مسئلہ:624: اگر نماز میں سجدے کی آیت پڑھ لے تو اسی آیت کے ختم ہونے پر چاہیے۔ کہ سجدہ کرلے پھر اُٹھ کر مزید پڑھے اور پھر رکوع میں جائے۔ اور اگر سورت ختم ہو چکی ہو تو سجدے سے اٹھ کر کوئی اور آیت یا سورۃ پڑھے پھر رکوع میں جائے۔ اور

---

[1] ردالمحتار ص703ج2

اگر آیت سجدہ کے ختم ہونے پر سجدہ نہ کرے بلکہ اس کے بعد ایک یا دو آیتیں مزید پڑھ کر سجدہ کر لے۔ تو یہ بھی جائز ہے۔اور اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیت اور پڑھے تب سجدہ کرے تو بھی بعض علماء کہتے ہیں۔ کہ اس میں برائی نہیں ہے اور اگر اس سے زیادہ پڑھے۔اور بعد میں سجدہ کر لے تو اس صورت میں بھی سجدہ تو ادا ہو گیا لیکن گناہگار ہو گیا۔

مسئلہ 625: اگر کوئی نماز میں آیت سجدہ پڑھ لے۔اور فورا رکوع میں جائے اور رکوع میں جاتے وقت نیت کرے کہ اس رکوع میں سجدہ تلاوت بھی ادا کر رہا ہوں۔ تو سجدہ تلاوت اس رکوع سے بھی ادا ہوتا ہے۔اور اگر نیت نہ کرے تو اس فوری رکوع کے بعد جب نماز میں سجدہ ادا کرے گا تو ساتھ ہی سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا۔ایک ہی بات ہے کہ نیت کر چکا ہو یا نہیں۔اور فی الفور رکوع میں جانے سے مطلب یہ ہے کہ آیت سجدہ ختم ہونے سے متصل فی الفور رکوع میں گیا ہو یا آیت سجدہ پڑھنے کے بعد ایک یا دو آیت اور پڑھنے کے بعد رکوع میں گیا ہو۔اب یہ بات کہ آیت سجدہ ختم ہونے کے بعد تین آیتیں پڑھنے کے بعد رکوع ادا کرے تو کیا یہ بھی فوری رکوع ہے یا نہیں تو اس میں اختلاف ہے۔

مسئلہ :624: (وَهِيَ عَلَى التَّرَاخِي) عَلَى الْمُخْتَارِ وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُهَا تَنْزِيهًا ، وَيَكْفِيهِ أَنْ يَسْجُدَ عَدَدَ مَا عَلَيْهِ بِلَا تَعْيِينٍ وَيَكُونُ مُؤَدِّيًا وَتَسْقُطُ بِالْحَيْضِ وَالرِّدَّةِ (إنْ لَمْ تَكُنْ صَلَوِيَّةً) فَعَلَى الْفَوْرِ لِصَيْرُورَتِهَا جُزْءًا مِنْهَا وَيَأْثَمُ بِتَأْخِيرِهَا وَيَقْضِيهَا مَا دَامَ فِي حُرْمَةِ الصَّلَاةِ وَلَوْ بَعْدَ السَّلَامِ فَتْحٌ(قَوْلُهُ فَعَلَى الْفَوْرِ) جَوَابُ شَرْطٍ مُقَدَّرٍ تَقْدِيرُهُ فَإِنْ كَانَتْصَلَوِيَّةً فَعَلَى الْفَوْرِ ح ثُمَّ تَفْسِيرُ الْفَوْرِ عَدَمُ طُولِ الْمُدَّةِ بَيْنَ التِّلَاوَةِ وَالسَّجْدَةِ بِقِرَاءَةِ أَكْثَرَ مِنْ آيَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ عَلَى مَا سَيَأْتِي حِلْيَةٌ.[1]

ترجمہ: یہ مسئلہ تاخیر کے معاملے پر ہے یعنی سجدہ تلاوت تاخیر سے ادا کیا جا سکتا ہے، تنزیہی طور پر اس کی تاخیر مکروہ ہے۔اور جتنے سجدے بھی اس پر ہوں اس کے لئے ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا بغیر کسی تعیین کے، اور اسے ادا شمار کیا جائے گا، اور یہ حیض اور ارتداد سے ساقط ہو جائے گا، اگر وہ نماز کے دوران کا سجدہ نہ ہو تو اس لئے کہ نماز کے دوران کا سجدہ فورا ادا کر لینا چاہئے اس لئے کہ وہ نماز کا ایک جز ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر سے گناہ ہوتا ہے، اور اگر تاخیر ہو جائے تو نماز کی حرمت کی حالت میں اس کو ادا کر دیا جائے اگرچہ سلام کے بعد ہی ہو۔۔ فی الفور کا مطلب یہی ہے کہ اگر نماز میں ہے تو فوری طور پر ادا کیا جائے، اور فوری کی تفسیر یہ ہے کہ تلاوت اور سجدے کے درمیان مدت طویل نہ ہو کہ اس مدت میں دو آیات یا تین آیات سے زیادہ کی تلاوت کی جا سکے۔ (حلیۃ)

مسئلہ :626: اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھ لے۔ لیکن سجدہ تلاوت اپنے محل پر ادا نہ کرے اور نہ ہی فورا رکوع میں گیا ہو تو اسی نماز میں جس مقام پر بھی ہو سجدہ تلاوت ادا کرے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب ہو گیا ہے اور اگر سجدہ تلاوت قصدا چھوڑ دے اور

---

[1] ردالمحتار ص703 ج2

کسی مقام پر بھی نہ ادا کرے اور نماز ختم کردے تو اب اگر اس نماز کے بعد ادا کرنا چاہے تو ادا نہیں ہوتا بلکہ گناہگار بھی ہو گیا بغیر توبہ اور استغفار کے معافی کی کوئی اور صورت نہیں ہے۔

مسئلہ 625:: (وَتُؤَدَّى بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ) غَيْرِ رُكُوعِ الصَّلَاةِ وَسُجُودِهَا (فِي الصَّلَاةِ وَكَذَا فِي خَارِجِهَا يَنُوبُ عَنْهَا الرُّكُوعُ) فِي ظَاهِرِ الْمَرْوِيِّ بَزَّازِيَّةٌ (لَهَا) أَيْ لِلتِّلَاوَةِ (وَ) تُؤَدَّى (بِرُكُوعِ صَلَاةٍ) إذَا كَانَ الرُّكُوعُ (عَلَى الْفَوْرِ مِنْ قِرَاءَةِ آيَةٍ) أَوْ آيَتَيْنِ وَكَذَا الثَّلَاثُ عَلَى الظَّاهِرِ كَمَا فِي الْبَحْرِ (إنْ نَوَاهُ)أَيْ كَوْنَ الرُّكُوعِ (لِسُجُودِ) التِّلَاوَةِ عَلَى الرَّاجِحِ (وَ) تُؤَدَّى (بِسُجُودِهَا كَذَلِكَ) أَيْ عَلَى الْفَوْرِ (وَإِنْ لَمْ يَنْوِ) بِالْإِجْمَاعِ،[1]

ترجمہ: اگر کوئی نماز میں آیت سجدہ پڑھ لے اور فورا رکوع میں جائے اور رکوع میں جاتے وقت نیت کرے کہ اس رکوع میں سجدہ تلاوت بھی ادا کر رہا ہوں۔ تو سجدہ تلاوت اس رکوع سے بھی ادا ہوتا ہے نماز کے رکوع اور سجدے کے علاوہ۔ اور اگر نیت نہ کرے تو اس فوری رکوع کے بعد جب نماز میں سجدہ ادا کرے گا تو ساتھ ہی سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا۔ ایک ہی بات ہے کہ نیت کر چکا ہو یا نہیں۔ اور فی الفور رکوع میں جانے سے مطلب یہ ہے کہ آیت سجدہ ختم ہونے سے متصل فی الفور رکوع میں گیا ہو یا آیت سجدہ پڑھنے کے بعد ایک یا دو آیت اور پڑھنے کے بعد رکوع میں گیا ہو۔ اس بات پر اجماع ہے۔

مسئلہ :626: (وَلَوْ تَلَاهَا فِي الصَّلَاةِ سَجَدَهَا فِيهَا لَا خَارِجَهَا) لِمَا مَرَّ. وَفِي الْبَدَائِعِ: وَإِذَا لَمْ يَسْجُدْ أَثِمَ فَتَلْزَمُهُ التَّوْبَةُأَقُولُ: وَهَذَا إذَا لَمْ يَرْكَعْ بَعْدَهَا عَلَى الْفَوْرِ وَإِلَّا دَخَلَتْ فِي السُّجُودِ وَإِنْ لَمْ يَنْوِهَا كَمَا سَيَأْتِي وَهُوَ مُقَيَّدٌ أَيْضًا بِمَا إذَا تَرَكَهَا عَمْدًا حَتَّى سَلَّمَ وَخَرَجَ مِنْ حُرْمَةِ الصَّلَاةِ. أَمَّا لَوْ سَهْوًا وَتَذَكَّرَهَا وَلَوْ بَعْدَ السَّلَامِ قَبْلَ أَنْ يَفْعَلَ مُنَافِيًا يَأْتِي بِهَا وَيَسْجُدُلِلسَّهْوِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ (قَوْلُهُ إلَّا إذَا فَسَدَتْ) أَيْ قَبْلَ سُجُودِهَا وَالْإِفْسَادُ كَالْفَسَادِ ط.[2]

ترجمہ: اگر نماز میں آیت سجدہ تلاوت کرے تو سجدہ تلاوت بھی اسی میں کرے گا اس باہر نہیں کرے گا۔ بدائع میں ہے کہ اگر سجدہ نہیں کرے گا تو گناہگار ہو گا، اور اس پر توبہ کرنے لازم ہو گی۔ میں کہتا ہوں: یہ اس وقت ہے کہ جب اس کے فورا بعد رکوع نہ کیا ہو ورنہ تو سجود میں داخل ہو جائے گا جیسا کہ آگے آئے گا، اگرچہ نیت نہ بھی کی ہو، اور یہ اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ جب سجدے کو عمدا چھوڑا ہو کہ اس نے سلام پھیر دیا ہو اور نماز سے باہر نکل گیا ہو، ہاں اگر بھول گیا اور یاد آگیا اگرچہ نماز کے بعد ہی کیوں نہ یاد آیا ہو تو ایسی صورت میں اگر اس نے نماز کے منافی کوئی عمل ابھی تک نہیں کیا تو وہ سجدہ کرے گا اور سجدہ سہو بھی کرے گا۔

مسئلہ :627: اگر کوئی نماز میں سجدے کی آیت سن لے کسی ایسے سے جو نماز میں شریک نہ ہو اور یا نماز میں شریک ہو۔ لیکن اس سننے والے کا امام نہ ہو تو یہ شخص نماز میں سجدہ تلاوت ادا نہ کرے گا۔ بلکہ بعد میں کرے گا۔ اور اگر نماز میں کر لے تو ادا نہ ہوا اور گنہگار ہو گیا۔

---

[1] ردالمحتار ص702ج2

[2] ردالمحتار ص705ج2

مسئلہ: 628اگر سجدے کی آیت نماز میں پڑھے اور سجدہ تلاوت بھی نماز میں کرے اس کے بعد اگر اس کی نماز فاسد ہو جائے تو سجدہ تلاوت اس پر لازم نہیں۔ اور اگر سجدہ تلاوت نماز میں ابھی ادا نہ کیا ہو اور نماز اس کی فاسد ہو جائے۔ تو نماز سے باہر سجدہ ادا کرے گا۔ ہاں اگر عورت ہو اور نماز بوجہ حیض فاسد ہو جائے تو اس پر سجدہ تلاوت نہیں ہے۔

مسئلہ:627(وَلَوْ سَمِعَ الْمُصَلِّي) السَّجْدَةَ (مِنْ غَيْرِهِ لَمْ يَسْجُدْ فِيهَا) لِأَنَّهَا غَيْرُ صَلَاتِيَّةٍ (بَلْ) يَسْجُدُ (بَعْدَهَا) لِسَمَاعِهَا مِنْ غَيْرِ مَحْجُورٍ (وَلَوْ سَجَدَ فِيهَا لَمْ تُجْزِهِ) لِأَنَّهَا نَاقِصَةٌ لِلنَّهْيِ فَلَا يَتَأَدَّى بِهَا الْكَامِلُ (وَأَعَادَهُ) أَيْ السُّجُودَ لِمَا مَرَّ، [1]

ترجمہ: اگر کوئی حالت نماز میں آیت سجدہ ایسے فرد سے سن لے جو خارج نماز ہو تو نماز پڑھنے والے پر اس آیت کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ خارج صلاۃ ہے، یہ سجدہ وہ نماز کے بعد کرے گا اس لئے کہ اس نے اس کو سماعت کیا ہے، اور اگر نماز میں سجدہ کر لیا تو جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نھی کے لئے ناقص ہے پس اس کے ذریعے کامل کی ادائیگی نہیں ہو سکتی، اور سجود کا اعادہ کرے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

مسئلہ628:(قَوْلُهُ: وَلَمْ تُقْضَ الصَّلَاتِيَّةُ خَارِجَهَا) أَيْ خَارِجَ الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّ السَّجْدَةَ الْمَتْلُوَّةَ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهَا؛ لِأَنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْهَا فِي غَيْرِهَا فَلَمْ يَجُزْ أَدَاؤُهَا خَارِجَ الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّ الْكَامِلَ لَا يَتَأَدَّى بِالنَّاقِصِ وَهَذَا إذَا لَمْ تَفْسُدْ الصَّلَاةُ أَمَّا إنْ تَلَاهَا فِي الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ فَسَدَتْ الصَّلَاةُ فَعَلَيْهِ السَّجْدَةُ خَارِجَهَا؛ لِأَنَّهَا لَمَّا فَسَدَتْ بَقِيَ مُجَرَّدُ تِلَاوَةٍ فَلَمْ تَكُنْ صَلَاتِيَّةً، وَلَوْ أَدَّاهَا فِيهَا ثُمَّ فَسَدَتْ لَا يُعِيدُ السَّجْدَةَ؛ لِأَنَّ بِالْمُفْسِدِ لَا يَفْسُدُ جَمِيعُ أَجْزَاءِ الصَّلَاةِ، وَإِنَّمَا يَفْسُدُ الْجُزْءُ الْمُقَارِنُ فَيَمْتَنِعُ الْبِنَاءُ عَلَيْهِ كَذَا فِي الْقُنْيَةِ وَيُسْتَثْنَى مِنْ فَسَادِهَا مَا إذَا فَسَدَتْ بِالْحَيْضِ [2]

ترجمہ: نماز میں واجب ہونے والا سجدہ تلاوت نماز کے باہر ادا نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ نماز میں تلاوت والا سجدہ زیادہ افضل ہے، اس لئے نماز میں قرات قرآن زیادہ افضل ہے غیر نماز میں قراءت کرنے سے، اس لئے اس کا خارجِ نماز میں ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ کامل ناقص سے ادا نہیں ہوتا، اور یہ اس وقت ہے جب نماز فاسد نہ ہو۔ اگر نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ نہیں کیا پھر نماز فاسد ہو گئی تو اس پر نماز کے بعد سجدہ کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ جب نماز فاسد ہو گئی تو

مسئلہ629: اگر ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھ لے اور سجدہ کر لے پھر اسی جگہ نماز کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور وہی آیت نماز میں بھی پڑھ لے۔ تو اب نماز میں بھی سجدہ تلاوت ادا کرے گا۔ اور اگر پہلے یعنی قبل از نماز بھی سجدہ تلاوت ادا نہ کر چکا ہو تو یہی سجدہ

---

[1] شامی ص709ج2
[2] بحرالرائق ص215ج2

کافی ہے۔اسی سے دونوں ادا ہو جائیں گے۔ لیکن اگر مجلس تبدیل ہو چکی ہو۔ تو پھر یہ ایک سجدہ کافی نہیں ہوتا۔ نماز کے بعد دوسرا بھی ادا کرے گا۔

مسئلہ 630:: اگر نماز میں سجدے کی ایک آیت کئی بار پڑھے۔ تو بھی سجدہ ایک ہی واجب ہے۔ ایک ہی بات ہے کہ ایک رکعت میں مکرر پڑھ چکا ہو یا جدا جدا رکعتوں میں۔ یہ بھی اس کی مرضی پر منحصر ہے کہ اول بار سن کر سجدہ ادا کرے یا آخر میں۔

صرف تلاوت باقی رہ گئی اور اس طرح یہ سجدہ نماز والا نہ ہوا، لیکن اگر نماز میں سجدہ تلاوت کر لیا تھا اور اس کے بعد نماز فاسد ہوئی تو پھر سجدہ تلاوت کا اعادہ نہ ہو گا، اس لئے کہ نماز کو فاسد کرنے والا عمل سارے اجزا نماز کو فاسد نہیں کرتا بلکہ صرف اپنے ساتھ ملے ہوئے عمل کو فاسد کرتا ہے اس لئے اس پر بنا صحیح ہو گی، (القنیۃ) اس سے حائضہ عورت مستثنیٰ ہو گی۔

مسئلہ :629: (قَوْلُهُ وَلَوْ تَلَاهَا خَارِجَ الصَّلَاةِ فَسَجَدَ وَأَعَادَهَا فِيهَا) أَيْ أَعَادَ تِلَاوَتَهَا فِي الصَّلَاةِ (سَجَدَ أُخْرَى) ؛ لِأَنَّ الصَّلَاتِيَّةَ أَقْوَى فَلَا تَكُونُ تَبَعًا لِلْأَضْعَفِ (قَوْلُهُ: وَإِنْ لَمْ يَسْجُدْ أَوَّلًا كَفَتْهُ وَاحِدَةٌ) وَهِيَ صَلَاتِيَّةٌ تَنُوبُ عَنْهَا وَعَنْ الْخَارِجِيَّةِ؛ لِأَنَّ الْمَجْلِسَ مُتَّحِدٌ وَالصَّلَاتِيَّةُ أَقْوَى فَصَارَتْ الْأُولَى تَبَعًا لَهَا فَلَوْ لَمْ يَسْجُدْ فِي الصَّلَاةِ سَقَطَتَا؛ لِأَنَّ الْخَارِجِيَّةَ أَخَذَتْ حُكْمَ الصَّلَاتِيَّةِ فَسَقَطَتْ تَبَعًا لَهَا أَرَادَ بِالِاكْتِفَاءِ أَنْ يَكُونَ بِشَرْطِ اتِّحَادِ الْمَجْلِسِ، فَإِنْ تَبَدَّلَ مَجْلِسُ التِّلَاوَةِ مَعَ مَجْلِسِ الصَّلَاةِ فَلِكُلٍّ سَجْدَةٌ، [1]

ترجمہ: اور اگر نماز کے باہر اس کی تلاوت کی اور سجدہ کیا اور اس کا اعادہ کیا یعنی اس کا نماز میں اعادہ کیا تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا کیونکہ نماز ولا سجدہ تلاوت زیادہ قوی ہوتا ہے اس لئے وہ اضعف کا تابع نہیں ہو گا۔ اور اگر اس نے پہلے سجدہ نہیں کیا تھا تو ایک ہی سجدہ کافی ہو جائے گا یعنی کہ نماز والا سجدہ کہ وہ اپنے لئے اور خارجِ نماز والے سجدے کے لئے کافی ہو جائے گا، اس لئے کہ مجلس متحد ہے اور نماز والا سجدہ قوی ہے اس لئے پہلے والا اس کے تابع ہو جائے گا، اور اگر نماز میں بھی ادا نہیں کیا تو دونوں ساقط ہو جائیں گے اس لئے کہ خارجی سجدہ نے نماز والے سجدہ تلاوت کا حکم لے لیا تھا اس لئے اس کی اتباع مین وہ بھی ساقط ہو جائے گا، کافی ہو جانے سے مراد ہے کہ اتحاد مجلس کی شرط کی رعایت کے ساتھ ہو۔ اگر مجلس تلاوت اور مجلس نماز بدل جائیں تو ہر ایک کے لئے الگ سجدہ ہو گا۔

مسئلہ 631: اگر مقتدی نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کرے۔ تو اس پر سجدہ لازم نہیں آتا نہ تو نماز میں اور نہ باہر۔ اسی طرح اگر مقتدی سے اس کا امام سن لے۔ یا اس کے ساتھ اسی نماز میں جو شریک ہوں وہ سن لیں تو ان پر بھی واجب نہیں ہے۔

---

[1] بحر ائق ص219ج2

مسئلہ 632: اگر کوئی شخص امام سے سجدے کی آیت سن لے۔ اور پھر اس کے پیچھے نیت باندھے اس حالت میں کہ امام ابھی سجدہ تلاوت نہ کر چکا ہو تو یہ بھی ساتھ سجدہ کرے گا۔ اور اگر امام سجدہ تلاوت کا ادا کر چکا ہو اس کے بعد یہ اس کے پیچھے نیت باندھے اور اسی رکعت میں شریک ہو جائے۔ تو اس پر سجدہ تلاوت نہیں ہے۔ نہ تو نماز میں اور نہ نماز سے باہر۔ اور اگر یہ سننے والا اس کے پیچھے اقتداء بالکل نہ کرے۔ تو سجدہ اس پر واجب ہے۔ اور اگر اقتداء کر لے۔ لیکن دوسری رکعت میں تو بھی سجدہ واجب ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر سجدہ ادا کرے گا۔

مسئلہ: 630: ولو تلاها فی رکعۃ فسجدها ثم اعادها فی تلک الرکعۃ لاتجب ثانیا کذا فی المحیط السرخسی المصلی اذا قراء ایۃ السجدۃ فی الاولی ثم اعادها فی الرکعۃ الثانیۃ او الثالثۃ وسجد للاولی لیس علیہ ان یسجدها وھو الاصح کذا فی الخلاصہ[1]

ترجمہ: اگر آیت سجدہ کو ایک رکعت میں پڑھا اور سجدہ تلاوت کر لیا اور پھر اسے دوہرایا اسی رکعت میں تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا (المحیط للسرخسی) نمازی جب آیت سجدہ پہلی رکعت میں پڑھے پھر اسے دوسری رکعت میں یا تیسری رکعت میں دوہرائے اس حال میں کہ وہ سجدہ تلاوت پہلی رکعت میں ادا کر چکا ہو تو اب اس پر دوبارہ سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ 631: (وَ) لَا (مِنْ الْمُؤْتَمِّ لَوْ) كَانَ السَّامِعُ (فِي صَلَاتِهِ) أَيْ صَلَاةِ الْمُؤْتَمِّ بِخِلَافِ الْخَارِجِ كَمَا مَرَّ (قَوْلُهُ وَلَا مِنْ الْمُؤْتَمِّ إلَخْ) أَيْ لَا تَجِبُ عَلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ سَوَاءٌ كَانَ إمَامَهُ أَوْ الْمُقْتَدِينَ بِهِ كَمَا لَا تَجِبُ عَلَيْهِ نَفْسِهِ كَمَا مَرَّ.[2]

ترجمہ: اگر مقتدی نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کرے۔ تو اس پر سجدہ لازم نہیں آتا نہ تو نماز میں اور نہ باہر۔ اسی طرح اگر مقتدی سے اس کا امام سن لے۔ یا اس کے ساتھ اسی نماز میں جو شریک ہوں وہ سن لیں تو ان پر بھی واجب نہیں ہے جس طرح کہ خود اس مقتدی پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: 632 (وَمَنْ سَمِعَهَا مِنْ إمَامٍ) وَلَوْ بِاقْتِدَائِهِ بِهِ (فَائْتَمَّ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ الْإِمَامُ لَهَا سَجَدَ مَعَهُ) وَلَوْ ائْتَمَّ (بَعْدَهُ لَا) يَسْجُدُ أَصْلًا كَذَا أَطْلَقَ فِي الْكَنْزِ تَبَعًا لِلْأَصْلِ (وَإِنْ لَمْ يَقْتَدِ بِهِ) أَصْلًا (سَجَدَهَا) وَكَذَا لَوْ اقْتَدَى بِهِ فِي رَكْعَةٍ أُخْرَى عَلَى مَا اخْتَارَهُ الْبَزْدَوِيُّ وَغَيْرُهُ وَهُوَ ظَاهِرُ الْهِدَايَةِ[3]

---

[1] عالمگیری ص149 ج1

[2] شامی ص703 ج2

[3] در مختار ص127

مسئلہ: 633: اگر دو آدمی نماز پڑھ رہے ہوں اور ہر ایک اپنی نماز میں سجدے کی آیت پڑھے اور ہر ایک دوسرے کی آیت سن لے۔ تو دونوں پر دو دو سجدے واجب ہو گئے۔ ایک ایک تو نماز میں ادا کریں گے اپنی اپنی تلاوت کی وجہ سے۔ اور دوسرا دوسرا نماز سے فارغ ہونے کے بعد ادا کریں گے۔ بوجہ سماعت آیت سجدہ کے۔

نوٹ: اگر کوئی شخص ایک مجلس میں سجدے کی سب آیتیں مسلسل پڑھ لے۔ اور پھر آخر میں چودہ سجدے کر لے اور پھر کسی جائز مطلب کے لئے دعا مانگے تو غالب اُمید ہے کہ اس کی یہ دعا قبول ہو جائیگی۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک سجدہ اپنی آیت ختم ہونے پر ادا کرنا چاہیے۔ بہر صورت ایسے دعا کنندہ کو چاہیے کہ پہلے صدقِ دل سے توبہ کر لے۔ اور پھر یہ عمل کر کے حضور قلب عجز وانکسار سے دعا مانگے۔

ترجمہ: اگر کوئی شخص امام سے سجدے کی آیت سن لے۔ اور پھر اس کے پیچھے نیت باندھے اس حالت میں کہ امام ابھی سجدہ تلاوت نہ کر چکا ہو تو یہ بھی ساتھ سجدہ کرے گا۔ اور اگر امام سجدہ تلاوت کا ادا کر چکا ہو اس کے بعد یہ اس کے پیچھے نیت باندھے اور اسی رکعت میں شریک ہو جائے تو اس پر سجدہ تلاوت نہیں ہے۔ (بزدوی، ظاہر الہدایۃ)

مسئلہ 633: (وَلَوْ سَمِعَ الْمُصَلِّي) السَّجْدَةَ (مِنْ غَيْرِهِ لَمْ يَسْجُدْ فِيهَا) لِأَنَّهَا غَيْرُ صَلَاتِيَّةٍ (بَلْ) يَسْجُدُ (بَعْدَهَا) لِسَمَاعِهَا مِنْ غَيْرِ مَحْجُورٍ (وَلَوْ سَجَدَ فِيهَا لَمْ تُجْزِهِ) لِأَنَّهَا نَاقِصَةٌ لِلنَّهْيِ فَلَا يَتَأَدَّى بِهَا الْكَامِلُ (وَأَعَادَهُ) أَيْ السُّجُودَ لِمَا مَرَّ، إلَّا إذَا تَلَاهَا الْمُصَلِّي غَيْرُ الْمُؤْتَمِّ وَلَوْ بَعْدَ سَمَاعِهَا سِرَاجٌ (دُونَهَا) أَيْ الصَّلَاةِ[1]

ترجمہ: اگر کوئی حالت نماز میں آیت سجدہ ایسے فرد سے سن لے جو خارج نماز ہو تو نماز پڑھنے والے پر اس آیت کے سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ خارج صلاۃ ہے، یہ سجدہ وہ نماز کے بعد کرے گا اس لئے کہ اس نے اس کو سماعت کیا ہے، اور اگر نماز میں سجدہ کر لیا تو جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نھی کی وجہ سے ناقص ہے پس اس کے ذریعے کامل کی ادائیگی نہیں ہو سکتی، اور سجود کا اعادہ کرے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

نوٹ: (مهمة لكل مهمة) في الكافي: قيل من قرأآية السجدة كلها في مجلس وسجد لكل منها كفاه الله ما أهمه، وظاهره أنه يقرؤها ولاء ثم يسجد، ويحتمل أن يسجد لكل بعد قراءتها، وهو غير مكروه كما مر.[2]

ترجمہ: اگر کوئی شخص ایک مجلس میں سجدے کی سب آیتیں مسلسل پڑھ لے اور پھر آخر میں چودہ سجدے کر لے اور پھر کسی جائز مطلب کے لئے دعا مانگے تو غالب اُمید ہے کہ اس کی یہ دعا قبول ہو جائیگی۔ اور بعض کے نزدیک ہر ایک سجدہ آیت سجدہ ختم ہونے کے فوراً بعد ادا کرنا چاہیے۔ اور یہ غیر مکروہ ہے۔ کما مر

---

[1] در مختار ص127

[2] در مختار ص127

نوٹ: اگر کسی شخص کو کچھ خاص نعمت حاصل ہو جائے۔ مثلاً اس کا بیٹا پیدا ہو جائے۔ یا کسی تکلیف سے نجات حاصل کر لے یا کوئی مال اسے حاصل ہو جائیں۔ تو اس کے لیے سجدہ شکر یہ ادا کرنا مستحب ہے۔ اس کو سجدہ شکر کہتے ہیں۔ اور سجدہ شکر مستحب ہے۔ اور یہ صاحبین کا قول ہے اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ جس جس مقام پر حدیث شریف میں ثبوت آیا ہے۔ تو اس سے مراد نمازِ نفل ہے۔ اور معتمد قول یہ ہے کہ امام صاحب جواز سے منکر نہیں ہے لیکن فرماتے ہیں کہ واجب اور سنت نہیں ہے۔ اس لئے کہ نعمتیں بے انتہا ہیں۔

نوٹ: وَسَجْدَةُ الشُّكْرِ: مُسْتَحَبَّةٌ بِهِ يُفْتَى(قَوْلُهُ وَسَجْدَةُ الشُّكْرِ) كَانَ الْأَوْلَى تَأْخِيرَ الْكَلَامِ عَلَيْهَا بَعْدَ إِنْهَاءِ الْكَلَامِ عَلَى سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ ط وَهِيَ لِمَنْ تَجَدَّدَتْ عِنْدَهُ نِعْمَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ رَزَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى مَالًا أَوْ وَلَدًا أَوْ انْدَفَعَتْ عَنْهُ نِقْمَةٌ وَنَحْوُ ذَلِكَ يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَسْجُدَ لِلَّهِ تَعَالَى شُكْرًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَحْمَدُ اللَّهَ تَعَالَى فِيهَا وَيُسَبِّحُهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ كَمَا فِي سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ سِرَاجٌ.(قَوْلُهُ بِهِ يُفْتَى) هُوَ قَوْلُهُمَا. وَأَمَّا عِنْدَ الْإِمَامِ فَنَقَلَ عَنْهُ فِي الْمُحِيطِ أَنَّهُ قَالَ لَا أَرَاهَا وَاجِبَةً لِأَنَّهَا لَوْ وَجَبَتْ لَوَجَبَ فِي كُلِّ لَحْظَةٍ لِأَنَّ نِعَمَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى عَبْدِهِ مُتَوَاتِرَةٌ وَفِيهِ تَكْلِيفُ مَا لَا يُطَاقُ. وَنَقَلَ فِي الذَّخِيرَةِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَاهَا شَيْئًا وَتَكَلَّمَ الْمُتَقَدِّمُونَ فِي مَعْنَاهُ؛ فَقِيلَ لَا يَرَاهَا سُنَّةً، وَقِيلَ شُكْرًا تَامًّا لِأَنَّ تَمَامَهُ بِصَلَاةِ رَكْعَتَيْنِ كَمَا فَعَلَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - يَوْمَ الْفَتْحِ، وَقِيلَ أَرَادَ نَفْيَ الْوُجُوبِ، وَقِيلَ نَفْيَ الْمَشْرُوعِيَّةِ وَأَنَّ فِعْلَهَا مَكْرُوهٌ لَا يُثَابُ عَلَيْهِ بَلْ تَرْكُهُ أَوْلَى وَعَزَاهُ فِي الْمُصَفَّى إلَى الْأَكْثَرِينَ فَإِنْ كَانَ مُسْتَنَدُ الْأَكْثَرِينَ ثُبُوتَ الرِّوَايَةِ عَنْ الْإِمَامِ بِهِ فَذَاكَ وَإِلَّا فَكُلٌّ مِنْ عِبَارَتَيْهِ السَّابِقَتَيْنِ مُحْتَمِلٌ وَالْأَظْهَرُ أَنَّهَا مُسْتَحَبَّةٌ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ لِأَنَّهَا قَدْ جَاءَ فِيهَا غَيْرُ مَا حَدِيثٍ وَفَعَلَهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ فَلَا يَصِحُّ الْجَوَابُ عَنْ فِعْلِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِالنَّسْخِ كَذَا فِي الْحِلْيَةِ مُلَخَّصًا وَتَمَامُ الْكَلَامِ فِيهَا وَفِي الْإِمْدَادِفَرَاجِعْهُمَا. وَفِي آخِرِ شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَقَدْ وَرَدَتْ فِيهِ رِوَايَاتٌ كَثِيرَةٌ عَنْهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - فَلَا يُمْنَعُ عَنْهُ لِمَا فِيهِ مِنْ الْخُضُوعِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. وَفِي فُرُوقِ الْأَشْبَاهِ: سَجْدَةُ الشُّكْرِ جَائِزَةٌ عِنْدَهُ لَا وَاجِبَةٌ وَهُوَ مَعْنَى مَا رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهَا لَيْسَتْ مَشْرُوعَةً وُجُوبًا وَفِيهَا مِنْ الْقَاعِدَةِ الْأُولَى وَالْمُعْتَمَدُ أَنَّ الْخِلَافَ فِي سُنِّيَّتِهَا لَا فِي الْجَوَازِ. اهـ.[1]

ترجمہ: سجدہ شکر مستحب ہے، اسی پر فتوی دیا گیا ہے، بہتر یہ تھا کہ سجدہ تلاوت کے حوالے سے گفتگو کے اختتام کے بعد اس پر بات کی جاتی۔ سجدہ شکر یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کچھ خاص نعمت حاصل ہو جائے مثلاً اس کا بیٹا پیدا ہو جائے، یا کسی تکلیف سے نجات حاصل کر لے یا کوئی مال اسے مل جائے یا اسی طرح کا کوئی معاملہ ہو جائے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ اللہ تعالی کے لئے سجدہ کرے شکر کے طور پر اور اس کے لئے قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالی کی تعریف و تسبیح کرے پھر تکبیر کہے اور اپنا سر اوپر اٹھائے جیسا کہ سجدہ تلاوت میں ہے۔ اسی پر فتوی ہے اور یہ صاحبین کا قول ہے، البتہ امام اعظم کے نزدیک یہ واجب نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اسے واجب نہیں سمجھتا اس لئے کہ واجب ہوتا تو ہر لمحے اور گھڑی واجب ہوتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالی کی نعمتیں اپنے بندوں پر مسلسل اور متواتر ہیں۔ اور اس کے واجب ہونے میں تکلیف مالا یطاق ہے۔ ذخیرہ میں امام محمد سے منقول ہے کہ وہ اس کو کچھ نہیں سمجھتے تھے لیکن متکلمین نے اس کے معنی پر گفتگو کی ہے۔ کہا گیا کہ وہ اسے سنت نہیں سمجھتے، اور کہا گیا کہ یہ دراصل مکمل شکر ادا کرنے کے لئے ہے اس لئے کہ یہ دو رکعت نفل سے ہی ہوتا ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے

---

[1] ردالمحتار ص720ج2

نوٹ: بعض لوگوں نے ایک اور سجدہ ایجاد کیا ہے جو کہ نماز کے بعد کرتے ہیں۔اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا یہ منع ہے۔ کیونکہ عوام پھر اسے ضروری تصور کریں گے۔

دن کیا تھا۔اور کہا گیا کہ وجوب کی نفی کے لئے کہا ہے،اور کہا گیا ہے کہ اس کی مشروعیت کی نفی کے لئے کہا گیا ہے اس لئے کہ اگر اسے کیا تو مکروہ ہے اور اس پر ثواب نہیں ملے گا، بلکہ اس کا چھوڑنا بہتر ہے۔

نوٹ: لَكِنَّهَا تُكْرَهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ لِأَنَّ الْجَهَلَةَ يَعْتَقِدُونَهَا سُنَّةً أَوْ وَاجِبَةً وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّي إلَيْهِ فَمَكْرُوهٌ، [1]

لیکن یہ سجدہ نماز کے بعد مکروہ ہے اس لئے کہ جاہل لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ سنت ہے یا واجب ہے اور ہر مباح جو اس طرح ادا کیا جائے تو مکروہ ہے۔

---

[1] در مختار ص127

فصل پنجم صلوۃالمریض (بیماری کی حالت میں نماز ادا کرنے کا بیان)

مسئلہ: 634 مریض جب کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو اور بیٹھنے پر قدرت رکھتا ہو اور اس حالت میں رکوع و سجود بھی کر سکتا ہو تو وہ بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرے گا، اس کے علاوہ اس کے لئے جائز نہ ہوگا، اور اگر رکوع و سجود سے بھی عاجز ہو گیا اور بیٹھنے پر قادر ہے تو پھر وہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز ادا کرے گا، اور اگر بیٹھنے سے بھی عاجز ہو جائے تو لیٹ کر اشارے کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

مسئلہ: 635 اگر نمازی کی حالت ایسی ہو کہ کھڑا ہو سکے لیکن بمقدار مکمل قراءت قیام نہ کر سکے تو کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے۔ اور جس قدر قراءت کھڑے ہو کر کر سکے کر لے اور باقی قراءت پوری کرنے کے لئے بیٹھ جائے۔ اور بیٹھے بیٹھے وہ بقایا قراءت پڑھ لے۔ اسی طرح اگر کوئی خود کھڑا نہ رہ سکے اور دیوار یا عصا وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکے تو اسی پر تکیہ لگا لے۔

مسئلہ 634 وفی الاصل المریض اذا عجز عن القیام وقدر علی القعود برکوع وسجود فانہ یصلی قاعدا برکوع وسجود ولا یجزیہ غیر ذلک فان عجز عن الرکوع والسجود وقدر علی القعود فانہ یصلی قاعدا بالایماء فان عجز عن القعود فیصلی مضطجعا یؤمی ایماء بالراس ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ[1]

ترجمہ: مریض جب کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو اور بیٹھنے پر قدرت رکھتا ہو اور اس حالت میں رکوع و سجود بھی کر سکتا ہو تو وہ بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرے گا، اس کے علاوہ اس کے لئے جائز نہ ہوگا، اور اگر رکوع و سجود سے بھی عاجز ہو گیا اور بیٹھنے پر قادر ہے تو پھر وہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز ادا کرے گا، اور اگر بیٹھنے سے بھی عاجز ہو جائے تو لیٹ کر نماز ادا کرے گا اور سر سے اشارہ کرے گا اور اپنے سجدے کو رکوع سے تھوڑا نیچے (جھکا کر) کرے گا۔

مسئلہ: 635 وَلَوْ كَانَ قَادِرًا عَلَى بَعْضِ الْقِيَامِ دُونَ تَمَامِهِ يُؤْمَرُ بِأَنْ يَقُومَ قَدْرَ مَا يَقْدِرُ حَتَّى إذَا كَانَ قَادِرًا عَلَى أَنْ يُكَبِّرَ قَائِمًا وَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ لِلْقِرَاءَةِ أَوْ كَانَ قَادِرًا عَلَى الْقِيَامِ لِبَعْضِ الْقِرَاءَةِ دُونَ تَمَامِهَا يُؤْمَرُ بِأَنْ يُكَبِّرَ قَائِمًا وَيَقْرَأَ قَدْرَ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدَ إذَا عَجَزَ قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - هُوَ الْمَذْهَبُ الصَّحِيحُ وَلَوْ تَرَكَ هَذَا خِفْتُ أَنْ لَا تَجُوزَ صَلَاتُهُ ، كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ . وَلَوْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ مُتَّكِئًا الصَّحِيحُ أَنَّهُ يُصَلِّي قَائِمًا مُتَّكِئًا وَلَا يُجْزِيهِ غَيْرُ ذَلِكَ لَوْ قَدَرَ عَلَى أَنْ يَعْتَمِدَ عَلَى عَصًا أَوْ عَلَى خَادِمٍ لَهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ وَيَتَّكِئُ ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ .[2]

ترجمہ: اگر وہ تھوڑے سے قیام پر قادر ہو، مکمل قیام نہ کر سکتا ہو تو اسے حکم دیا جائے گا کہ جتنا قیام وہ اپنی طاقت کے مطابق کر سکتا ہے اتنا قیام کر لے، اگر کھڑے ہو کر قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ سکتا ہے اور قرات میں قیام نہیں کر سکتا یا قرات

---

[1] خلاصۃ الفتاوی ص 194 ج 1

[2] عالمگیری ص 150 ج 1

مسئلہ:636اگر نمازی کی حالت یوں ہو کہ کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو لیکن کھڑے کھڑے اس درد آتا ہو یا سر چکراتا ہو یا اس کے مرض کے زیادہ ہونے کا خطرہ ہو تو وہ بھی بیٹھ کر نماز ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: 637 سجود کے لئے کوئی چیز آگے کو نہیں اٹھانی چاہیے۔اگر سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو اشارے سے کرلے البتہ اگر کوئی اونچی چیز زمین پر پڑی ہو اور ضرورت کی وجہ سے اس پر سجدہ کرے تو کر سکتا ہے۔

مسئلہ: 638اگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے اور کھڑا ہو سکے تو مرضی اسکی اپنی ہے کہ بیٹھ کر نماز ادا کرے اور اشارے سے رکوع و سجود کرے۔یا کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارے سے ادا کرے۔دونوں طریقے جائز ہیں۔لیکن اول الذکر بہتر طریقہ ہے۔

میں سے کچھ قرات کے دوران قیام کر سکتا ہے، مکمل قرات میں قیام نہیں کر سکتا، تو اس کے لئے حکم ہے کہ کھڑا ہو کے تکبیر تحریمہ کہے اور کتنی طاقت ہو اس کے مطابق قیام کرے اور جب کھڑے ہونے سے عاجز آجائے تو بیٹھ جائے، یہی صحیح مذہب ہے۔حلوانی کہتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا تو مجھے خوف ہے کہ ایسے شخص کی نماز جائز ہی نہ ہو۔(الخلاصہ) اور اگر تکیہ لگا کر کھڑا ہونے کی طاقت ہے تو پھر ایسا ہی کرے گا اس کے علاوہ میں اس کے لئے اس کی اجازت نہیں ہو گی، جیسا کہ وہ عصا وغیرہ پر کھڑا ہو یا خادم وغیرہ کا سہارا لے کر کھڑا ہو اور ویسے بھی تھوڑا سا کھڑا ہو۔(تبیین)

مسئلہ636:او حکمی بان خاف زیادتہ او بطء برئہ بقیامہ او دوران راءسہ او وجد لقیامہ الماً شدیدا۔۔۔ صلی قاعدا[1]

ترجمہ: یا حکمی ہو کہ مرض کی زیادتی کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے اس کے صحت مند ہونے کی رفتار میں کمی کا اندیشہ ہو یا سر میں چکر آتے ہوں یا زیادہ دیر کھڑا ہونے سے سخت درد ہوتا ہو تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا۔

مسئلہ637:" فإن لم يستطع الركوع والسجود أومأ إيماء " يعني قاعدا لأنه وسع مثله " وجعل سجوده أخفض من ركوعه " لأنه قائم مقامهما فأخذ حكمهما " ولا يرفع إلى وجهه شيئا يسجد عليه " لقوله عليه الصلاة والسلام " إن قدرت أن تسجد على الأرض فاسجد وإلا فأوم[2]

ترجمہ: اگر رکوع و سجود پر قادر نہ ہو تو اشارے سے سجدہ کرے گا، اور اپنے چہرے کے نزدیک کوئی چیز اٹھا کر بلند نہیں کرے گا کہ اس پر سجدہ کرے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: اگر تم زمین پر سجدے پر قادر ہو تو زمین پر ہی سجدہ کرو

---

[1] در مختار ص128

[2] ہدایہ ص4ج2

مسئلہ: 639اگر خود اُسے بیٹھے کی طاقت نہ ہو۔ تو چاہیے کہ کسی آدمی یا موٹے تکیے سے تکیہ لگادے یا اسی طرح کی کسی اور چیز سے یوں پشت لگائے۔ کہ سینہ اور سر اونچے رہیں اور پاؤں جانب کعبہ پھیلائے ہوئے ہوں لیکن اگر کچھ قوت ہو تو چاہیے کہ پاؤں نہ پھیلائیں بلکہ دونوں گھٹنے اُٹھا کر نماز ادا کرے۔ سر کے اشاروں سے اور سجدے کے لئے حالت رکوع سے زیادہ اشارہ کرے۔ اور اگر کسی چیز سے یوں تکیہ بھی نہ لگا سکے تو اسی طرح سیدھا لیٹ جائے۔ اور پاؤں جانب قبلہ کرے۔ لیکن کوئی سرہانہ وغیرہ نیچے رکھنا چاہیے۔ تاکہ چہرہ جانب قبلہ رہے۔ اور جانب آسمان نہ ہو اس کے بعد چاہیے۔ کہ نماز اشاروں سے ادا کرے۔ رکوع کے لئے اشارہ کم ہونا چاہیے۔ اور سجود کے لئے زیادہ اگر بائیں یا دائیں پہلو لیٹ کر اس طرح کہ چہرہ جانب قبلہ ہو نماز سر کے اشاروں سے ادا کرے۔ تو بھی جائز ہے۔ لیکن سیدھا لیٹنا بہ نسبت دائیں بائیں پہلو کے بہتر ہے۔ اور اگر مجبوری ہو تو ہر طرح ہو سکتی ہے۔ لیکن نماز چھوڑنی نہیں چاہیے۔

نہیں تو اشارہ سے سجدہ کرو۔ مسئلہ: 638 وَكَذَا لَوْ عَجَزَ عَنْ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ فَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا بِإِيمَاءٍ وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا بِإِيمَاءٍ جَازَ عِنْدَنَا ، هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .[1]

ترجمہ: اسی طرح اگر رکوع و سجود سے عاجز ہو جائے اور کھڑے ہونے پر قدرت ہو تو مستحب ہے کہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز ادا کرے اور اگر کھڑے ہو کر اشاروں سے نماز ادا کرے گا تو بھی ہمارے ہاں جائز ہے۔ (قاضی خان)

مسئلہ639:(من تعذر عليه القيام) أي كله (لمرض) حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضرر، وبه يفتى (قبلها أو فيها) أي الفريضة (أو) حكمي بأن (خاف زيادته، أو بطء برئه بقيامه، أو دوران رأسه، أو وجد لقيامه ألما شديدا) أو كان لو صلى قائما سلسل بوله، أو تعذر عليه الصوم كما مر (صلىقاعدا) ولو مستندا إلى وسادة أو إنسان فإنه يلزمه ذلك على المختار (كيف شاء) على المذهب، لان المرض أسقط عنه الاركان فالهيئات أولى.وقال زفر: كالمتشهد، قيل وبه يفتى (بركوع وسجود وإن قدر على بعض القيام) ولو متكئا على عصا أو حائط (قام) لزوما بقدر ما يقدر ولو قدر آية أو تكبيرة على المذهب، لان البعض معتبر بالكل (وإن تعذرا) ليس تعذرهما شرطا بل تعذر السجود كاف (لا القيام أومأ) بالهمز (قاعدا)وهو أفضل من الايماء قائما لقربه من الارض (ويجعل سجوده أخفض من ركوعه) لزوما (ولا يرفع إلى وجهه شيئا يسجد عليه) فإنه يكره تحريما (فإن فعل) بالبناء للمجهول، ذكره العيني (وهو يخفض برأسه لسجوده أكثر من ركوعه صح) على أنه إيماء لا سجود، إلا أن يجد قوة الارض(وإلا) يخفض (لا) يصح لعدم الايماء (وإن تعذر القعود) ولو حكما (أومأ مستلقيا) على ظهره (ورجلاه نحو القبلة) غير أنه ينصب ركبتيه لكراهة مد الرجل إلى القبلة ويرفع رأسه يسيرا ليصير وجهه إليها (أو على جنبه الايمن) أو الايسر ووجهه إليها (والاول أفضل) على المعتمد[2]

ترجمہ: جس پر کسی مرض کی وجہ سے کھڑا ہونا ممکن ہی نہ ہو یعنی اس کی حد یہ بیان کی ہے کہ اسے کھڑے ہونے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یہ کھڑے ہونے سے عاجز ہو چاہے فرض نماز کی ادائیگی سے پہلے ہو یا اس کے دوران لاحق ہو جائے یا حکمی طور پر ایسا ہو کہ اسے مرض میں اضافے کا اندیشہ ہو، یا کھڑے ہونے سے صحت حاصل کرنے کی رفتار میں کمی کا خدشہ ہو، یا سر کا درد

---

[1] ہندیہ ص151ج1
[2] درمختار ص128

مسئلہ: 640: مثلاً اگر کوئی شخص آنکھوں کا آپریشن کروا چکا ہو اور ڈاکٹروں کی ہدایت ہو کہ حرکت نہ کرے تو چاہیے کہ لیٹے لیٹے نماز پڑھے۔

مسئلہ: 641 اگر مریض کی حالت ایسی ہو کہ سر کے اشاروں سے نماز ادا کرنے کی طاقت بھی نہ رکھے تو اس حالت میں اس پر نماز کی ادائیگی معاف ہے۔ کیونکہ آنکھوں اور آبروں کا اشارہ معتبر نہیں ہے۔ اگر مریض کی یہ حالت ایک دن رات تک یا اس سے کم رہے۔ اس کے بعد سر کے اشارے سے نماز ادا کرنے کی قوت اس میں آجائیں تو قضا شدہ نمازیں ادا کرے گا یعنی مذکورہ بے

شروع ہو جاتا ہو، یا کھڑے ہونے سے شدید درد محسوس ہوتا ہو، یا پھر کھڑے ہونے سے پیشاب کے قطروں کے نکل جانے کا اندیشہ ہو، یا روزہ رکھنا مشکل ہو جائے، تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے گا۔ اگرچہ کسی تکیے یا انسان کے سہارے ست بیٹھ سکے تو بھی اسے بیٹھ کر نماز ادا کرنا ہو گی۔ اس لئے کہ مرض نے اس سے ارکان کی ادائیگی ساقط کر دی ہے لہٰذا اب جس بھی ہئیت پر ہو تو وہ ادا کر سکے گا۔ زفر نے کہا کہ جیسے تشہد پڑھنے والا ہوتا ہے اسی کیفیت میں ادا کرے گا۔ اور اگر کچھ قیام پر قادر ہو جائے تو رکوع اور سجدہ بھی کرے گا اگرچہ کسی دیوار یا لاٹھی کا سہارا لے کر ادا کرے، اگرچہ ایک آیت یا ایک تکبیر کہنے کی مقدار تک کھڑے ہونے پر ہی قدرت کیوں نہ ہو، اس لئے کہ اس میں بعض چیز کا اعتبار بھی کل کی مانند کیا جاتا ہے۔ اور اگر ان دونوں سے بھی معذور ہو گیا (بعض نے تصریح کی ہے کہ یہاں سجدے سے معذور ہونا مراد ہے، قیام سے نہیں،) تو بیٹھ کر اشارہ کرے گا۔ یہ کھڑے ہو کر اشارہ کرنے سے افضل ہے اسلئے کہ بیٹھنے میں زمین سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اور لازمی طور پر اپنے سجدے کو رکوع کے مقابلے میں ذرا جھکا کر ادا کرے، اور اپنے چہرے کی طرف کوئی چیز بلند نہ کرے کہ جس پر وہ سجدہ کر سکے، اس لئے کہ وہ مکروہ تحریمی ہے۔ اپنے سر کو سجدے کے اشارے میں رکوع کے اشارے سے ذرا زیادہ جھکائے اس لئے کہ وہ اشارہ کرے گا، اصل سجدہ تو نہیں کرے گا۔ اگر پیٹھ کے بل ادا کرے اور اس کے پاؤں قبلہ رخ ہوں تو اس میں وہ اپنے گھٹنے کھڑے کر لے تاکہ قبلے کی طرف پاؤں کرنے سے بچ سکے، اور اپنے سر کو تھوڑا بلند کرے تاکہ اس کا چہرہ قبلے کی سمت ہو جائے، یا پھر اپنی دائیں کروٹ یا بائیں کروٹ پر ہو کر ادا کرے اس حالت میں کہ اس کا منہ قبلے کی طرف ہو۔ اور پہلی صورت افضل ہے۔

مسئلہ: 640 أمره الطبيب بالاستلقاء لبزغ الماء من عينه صلى بالايماء، لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس.[1]

ترجمہ: کسی کو ڈاکٹر نے لیٹنے کا مشورہ دیا اس کی آنکھوں سے پانی بہنے کی بنا پر تو وہ اشارے سے نماز پڑھے گا اس لئے کہ اعضا کا احترام بھی جان کے احترام / حرمت کی مانند ہے۔

---

[1] در مختار ص 127

طاقتی مذکورہ معیاد سے زیادہ نہ ہو۔ بصورت دیگر قضاادائیگی بھی معاف ہے۔ لیکن بعض علماء کہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں بھی قضا ہے لیکن اس صورت میں کہ اس طرح کی کمزوری کی حالت میں مریض کے ہوش وحواس بجااور عقل قائم ہو۔اور بعد میں قوت حاصل ہو جائے۔

مسئلہ: 642اگر کوئی بے ہوش ہو جائے۔اور بیہوشی کا وقت دن رات سے زیادہ ہو تو اس پر بے ہوشی کے زمانے کی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔اور اگر بے ہوشی کا زمانہ اس سے کم ہو تو پھر اس پر قضا نمازوں کی ادائیگی واجب ہے۔

مسئلہ: 643اگر کوئی نمازی ٹھیک حالت میں ہو۔اور کھڑے ہو کر اس نے نماز شروع کی ہو۔ لیکن نماز میں کوئی مرض یا درد اُس پر آجائے۔ کہ جس کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پوری نہ کر سکے۔ تو چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پوری کرے اگر رکوع اور سجود ادا کرنے کی طاقت ہو تو ادا کرے۔ ورنہ اشارے سے ادکرے یہی کافی ہے اور اگر بیٹھ کر بھی پوری نہ کر سکے تو چاہیے کہ لیٹ کر پوری کرے۔

مسئلہ: 641 وَإِذَا عَجَزَ الْمَرِيضُ عَنْ الْإِيمَاءِ بِالرَّأْسِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ يَسْقُطُ عَنْهُ فَرْضُ الصَّلَاةِ وَلَا يُعْتَبَرُ الْإِيمَاءُ بِالْعَيْنَيْنِ وَالْحَاجِبَيْنِ ثُمَّ إذَا خَفَّ مَرَضُهُ هَلْ يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ اخْتَلَفُوا فِيهِ قَالَ بَعْضُهُمْ : إنْ زَادَ عَجْزُهُ عَلَى يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَا يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ وَإِنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ يَلْزَمُهُ كَمَا فِي الْإِغْمَاءِ وَهُوَ الْأَصَحُّ ، هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ ، وَالْفَتْوَى عَلَيْهِ، كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ ، وَإِنْ مَاتَ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَلَا يَلْزَمُهُ فِدْيَةٌ ، كَذَا فِي الْمُحِيطِ .[1]

ترجمہ: اگر مریض سر کے اشارے سے بھی عاجز آجائے تو ظاہر روایت کے مطابق اس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے۔اور اس حوالے سے آنکھوں اور آبروؤں کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا۔ پھر جب مرض میں کمی آجائے تو اس کی قضا لازم ہو جائے گی۔اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے: اگر وہ ایک دن اور رات سے زیادہ عاجز رہا تو اس پر قضا لازم نہیں ہوگی اور اگر اس سے کم وقت کے لئے عاجز رہا تو پھر اس پر قضا لازم ہوگی جس طرح کہ بیہوشی میں ہے، یہی صحیح ہے (قاضی خان) اور اگر اسی مرض میں وفات پا جائے تو اس پر کوئی قضا نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی فدیہ لازم ہوگا۔(المحیط)

مسئلہ:642(ومن جن أو أغمي عليه) ولو بفزع من سبع أو آدمي (يوما وليلة قضى الخمس، وإن زادت وقت صلاة) سادسة (لا) للحرج.[2]

ترجمہ: اور جو پاگل/دیوانہ ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے چاہے آدمی کے خوف سے ہو یا درندے کے خوف سے، ایک دن کے لئے تو اس پر پانچوں نمازوں کی قضا ہے، اور اگر چھٹی نماز کا وقت ہو جائے تو پھر قضا لازم نہیں ہے حرج کی وجہ سے۔

---

[1] عالمگیری ص151 ج1

[2] در مختار ص127

مسئلہ 644:: اگر کسی مرض کی وجہ سے نماز بیٹھے بیٹھے شروع کر چکا ہو۔اور رکوع اور سجود ادا کرنے پر قادر ہو تو اس دوران اگر وہ مرض زائل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اب باقی نماز کھڑے ہو کر پوری کرے۔

مسئلہ :645:اگر کسی مرض کی وجہ سے وہ اشاروں سے ادا کر رہا ہو اور پر اسی نماز میں اسکی صحت ٹھیک ہو جائے یعنی حسب قاعدہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز ادا کر سکے۔ تو اب یہی نماز دوبارہ از سر نو ادا کرے گا لیکن اگر صورت حال یوں ہو کہ نماز کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر شروع کر چکا ہو لیکن رکوع اور سجود کے لئے اشارہ کرنے سے قبل ٹھیک ہو جائے۔ تو اب باقی نماز حسب قاعدہ رکوع و سجود سے پوری کر سکتا ہے۔

مسئلہ 643: ولو شرع الصحیح فی الصلاۃ قائما فحدث بہ مرض یمنعہ من القیام صلی قاعدا یرکع ویسجد وان لم یستطع فمؤمئا قاعداً فان لم یستطیع فمضطجعا کذا فی التبیین[1]

ترجمہ: اور اگر کوئی نماز صحیح حالت میں شروع کرے پھر اس کے ساتھ کوئی مرض ایسا شروع ہو جائے کہ وہ کھڑا ہونے پر قادر نہ ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا، رکوع کرے گا اور سجدہ کرے گا، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے گا اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھے گا۔(تبیین)

مسئلہ: 644:ومن صلی قاعدا ویرکع ویسجد ثم صح بنی علی صلاتہ قائما عند الشیخین[2]

ترجمہ: اور شیخین کے نزدیک جو بیٹھ کر پڑھے اور رکوع و سجدہ کرے پھر وہ صحیح ہو جائے دورانِ نماز تو وہ اپنی نماز کھڑے ہو کر مکمل کرے گا۔

مسئلہ:645: وان صلی بعض صلاتہ بالایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استانف عندھم جمیعا کذا فی الھدایہ۔ ھذا اذا قدر علی ذالک بعد ما رکع وسجد اما اذا قدر بعد الافتتاح قبل الاداء صح لہ البناء کذا فی الجوھرۃ النیرۃ[3]

ترجمہ: اگر کسی مرض کی وجہ سے اشاروں سے ادا کر رہا ہو اور نماز کا کچھ حصہ ادا کر لیا ہو اور پھر اسی نماز میں اسکی صحت ٹھیک ہو جائے یعنی حسب قاعدہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز ادا کر سکے۔ تو اب یہی نماز دوبارہ از سر نو ادا کرے گا سب کے نزدیک یہی

---

[1] ہندیہ ص151ج1
[2] عالمگیریہ ص151ج1
[3] عالمگیری ص151ج1

مسئلہ :646:اگر نفل پڑھنے والا نمازی قراءت کی طوالت کی وجہ سے تھک جائے اور کسی دیوار یا درخت وغیرہ کے ساتھ پشت لگالے تو خیر ہے۔ لیکن بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ :647اگر کوئی آدمی ایسا بیمار ہو جائے۔ کہ وضو نہ کر سکے اور پانی اس کے لئے مضر ہو اور اس شخص کی بیوی یا شرعی کنیز بھی نہ ہو۔ تو اس کے لیے استنجا کرنا معاف ہے۔ اگر اس کا کوئی بھائی یا بیٹا ہو تو وہ اس کو (چہار اندام) وضو کرادے گا اور یہ نماز ادا کرلے گا ۔اسی طرح اگر عورت بیمار ہو اور اس کا بھی خاوند نہ ہو۔ صرف بیٹی یا ہمشیرہ ہو تو اس کو بھی استنجا معاف ہے۔ بہن یا بیٹی اس کو وضو کرائے گی اور وہ نماز پڑھ لے گی۔

حکم ہے۔(الھدایہ) یہ اس وقت ہے جب کہ رکوع وسجود کے بعد اس پر قادر ہوا ہو، اگر افتتاح کے بعد ادائے رکوع وسجود سے پہلے اس پر قادر ہوا تو اس کے لئے بنا صحیح ہے۔(الجوہرۃ النیرۃ)

مسئلہ646:: وللمتطوع الاتکاء علی شئی کعصا وجدار مع الاعیاء ای التعصب بلا کراھۃ وبدونہ یکرہ[1]

ترجمہ: نفل ادا کرنے والے کے لئے کسی عذر کی بنا پر کسی چیز مثلاً دیوار اور عصا پر ٹیک لگانا بلا کراہت درست ہے، اور بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

مسئلہ647::(قَوْلُهُ: كَمَرِيضٍ إلَخْ) فِي التَّتَارْخَانِيَّة: الرَّجُلُ الْمَرِيضُ إذَا لَمْ تَكُنْ لَهُ امْرَأَةٌ وَلَا أَمَةٌ وَلَهُ ابْنٌ أَوْ أَخٌ وَهُوَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْوُضُوءِ قَالَ يُوَضِّئُهُ ابْنُهُ أَوْ أَخُوهُ غَيْرَ الِاسْتِنْجَاءِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَمَسُّ فَرْجَهُ وَيَسْقُطُ عَنْهُ وَالْمَرْأَةُ الْمَرِيضَةُ إذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا زَوْجٌ وَهِيَ لَا تَقْدِرُ عَلَى الْوُضُوءِ وَلَهَا بِنْتٌ أَوْ أُخْتٌ تُوَضِّئُهَا وَيَسْقُطُ عَنْهَا الِاسْتِنْجَاءُ. اهـ. وَلَا يَخْفَى أَنَّ هَذَا التَّفْصِيلَ يَجْرِي فِيمَنْ شُلَّتْ يَدَاهُ؛ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ الْمَرِيضِ.[2]

ترجمہ: :(قَوْلُهُ: كَمَرِيضٍ إلَخْ) تاتار خانیہ میں ہے :اگر مرد مریض کی نہ بیوی ہو، نہ باندی ہو اور اس کا بھائی اور بیٹا ہو اور وہ وضو پر قادر نہ ہو تو اس کا بھائی اور بیٹا اس کو وضو کرواسکتا ہے، استنجا کے علاوہ، اس لئے کہ وہ اس کی شرمگاہ کو چھو نہیں سکتا اس صورت میں اس سے استنجا ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر عورت ایسی بیمار ہو جو وضو پر قادر نہ ہو اور اس کا شوہر بھی نہ ہو لیکن بیٹی یا بہن ہو تو وہ اس کو وضو کروائیں گی اور اس سے استنجا ساقط ہو جائے گا، یہی تفصیل اس کے حق میں بھی جس کے ہاتھ مفلوج/شل ہو گئے ہوں اس لئے کہ وہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

---

[1] در مختار ص128

[2] رد المحتار ص690ج2

~~~~~~

اور ہندیہ میں ہے

الرَّجُلُ الْمَرِيضُ إذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ امْرَأَةٌ وَلَا أَمَةٌ وَلَهُ ابْنٌ أَوْ أَخٌ وَهُوَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْوُضُوءِ فَإِنَّهُ يُوَضِّئُهُ ابْنُهُ أَوْ أَخُوهُ غَيْرَ الِاسْتِنْجَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَمَسُّ فَرْجَهُ وَسَقَطَ عَنْهُ الِاسْتِنْجَاءُ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ . الْمَرْأَةُ الْمَرِيضَةُ إذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا زَوْجٌ وَعَجَزَتْ عَنْ الْوُضُوءِ وَلَهَا ابْنَةٌ أَوْ أُخْتٌ تُوَضِّئُهَا وَيَسْقُطُ عَنْهَا الِاسْتِنْجَاءُ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .[1]

ترجمہ: اگر مریض آدمی کی نہ بیوی ہو، نہ باندی ہو اور اس کا بھائی اور بیٹا ہو اور وہ وضو پر قادر نہ ہو تو اس کا بھائی اور بیٹا اس کو وضو کرواسکتا ہے، استنجا کے علاوہ، اس لئے کہ وہ اس کی شرمگاہ کو چھو نہیں سکتا اس صورت میں استنجا اس سے ساقط ہو جائے گا اور اگر عورت ایسی بیمار ہو جو وضو پر قادر نہ ہو اور اس کا شوہر بھی نہ ہو لیکن بیٹی یا بہن ہو تو وہ اس کو وضو کروائیں گی اور اس سے استنجا ساقط ہو جائے گا۔ (کذا فتاوی قاضی خان)

---

[1] ہندیہ ص55ج1
~~~~~~

فتاویٰ ودودیہ میں مؤلف کا منہج واسلوب:

مؤلفؒ نے کتاب کو تصنیف کرتے وقت چند ضروری اور اہم اصول سامنے رکھے ہیں۔

1. رائج الوقت پشتو زبانوں میں سب سے آسان زبان کا انتخاب کیا جو تحصیل بابوزی کے عوام کی تھی۔ تاکہ ہر خواندہ اور پشتو زبان کو جاننے والا اس سے باآسانی فائدہ اُٹھا سکے۔

2. کتاب کی ابتداء میں خود چند ضروری اصطلاحات بیان کیے ہیں جن کا کتاب میں کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

3. فقہ حنفی کے ضروری اور روزمرہ استعمال کے مسائل کو مختلف کتب سے لے کر ایک کتاب اور باب کے اندر ترتیب کے ساتھ ان کو جمع کیا ہے۔

4. کسی مسئلہ میں صاحبین یا طرفین یا شیخین کے درمیان اختلاف ہو تو پہلے اس کو ذکر کیا اور بعد میں مفتی بہ قول کو ذکر کیا ہے.

5. پشتون معاشرہ کے عام مسائل کو نہایت خوبصورت انداز میں ذکر کیا۔

6. اعمال کی طرف راغب کرنے کے لیے اکثر فضائل اور وعیدات پر مشتمل احادیث بیان کرتے ہیں۔

7. کسی مسئلہ میں حوالہ اکثر بنیادی مآخذ سے دیتے ہیں۔

8. مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے حوالہ ضرور دیتے ہیں۔

9. اگر کسی مسئلہ کو مختلف کتب سے بیان کرتے ہیں تو سب کا حوالہ دیتے ہیں۔

10. کبھی مسئلہ میں وجہ ترجیح بھی بیان کرتے ہیں۔

11. ہر باب میں آیت قرانی اور احادیث کے بعد ترتیب سے فرض، واجب، سنت، مستحب، حرام، مکرہ ، مباح، اور مفسد کو بیان کرتے ہیں۔

12. مسئلہ کے اندر یا ساتھ ہی ضروری جزئیات کو بھی بیان کرتے ہیں۔

13. عرف کے مطابق ضروری مقولہ، محاورہ، شعر اور لطیفے کو بھی بیان کرتے ہیں۔

14. ضروری وضاحت اکثر نیچے حاشیہ میں اور بعض دفعہ متن ہی میں فائدہ: کے لفظ سے کر دیتے ہیں۔

15. کبھی کسی مسئلہ کی وضاحت خود کرتے ہیں اور آخر میں مصنف یا منہ سے اس کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں۔

16. اگر کسی مقام پر ایک مسئلہ ذکر ضمناً آجائے اور اس پر تفصیل دوسری جگہ ہو تو اس مقام کی نشان دہی کرتے ہیں کہ اس کی تفصیل فلاں باب میں آئیگی۔

17. کسی مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہو یا اس کی مختلف صورتیں ہوں تو اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں مگر تفصیل میں نہیں جاتے۔

18. اگر کسی عبادت کو کرنے کے طریقے مختلف ہوں تو ان سب کو بیان کرتے ہیں۔

19. کتاب کی ابتداء میں مذہب حنفی کے ائمہ کے حالات بیان کیے ہیں۔

20. اور ریاست سوات کے والی اور بادشاہ صاحب کے کارنامے بھی بیان کیے ہیں۔

21. موقع اور محل کے اعتبار مسنون دعاؤوں کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

22. فرائض، واجبات اور سنن کے مثل تفصیل طلب امور کو اوّلاً اجمال کے ساتھ بیان کر کے بعد میں ان کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

23. مرد اور عورتوں کے مسائل کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ خنثٰی کے مسائل کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

24. اصح اور مفتی بہ اقوال کو ذکر کرنے کی کوشش کی ہے۔

25. باب کی ابتداء میں اکثر آیت قرآنی بیان کرتے ہیں۔

خاتمہ

خلاصۃ البحث

یہ مقالہ چار ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں نماز کی تاریخ، اس کا حکم اور اس کی طرف راغب کرنے کے لیے اس کے پڑھنے والوں کے لیے قدرے تفصیل سے فضائل اور نہ پڑھنے والوں کے لیے اقوالِ فقہاء کی روشنی میں وعیدیں بیان کی گئیں ہیں۔ اس تفصیل کا اجمالی خاکہ یہ ہے کہ ہر مکلف پر پانچ اوقات کی نمازیں فرض ہیں اور یہ نمازیں اس امت پر معراج کی رات فرض ہوئی ہیں نماز اللہ کا حق ہے اس کی فرضیت کا منکر یقیناً کافر ہے اور بلا عذر اسے چھوڑنے والے کے لیے سخت وعید ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کسی شرعی عذر کے بغیر محض بے پروائی سے قصداً نماز چھوڑنے والے کو قتل کیا جائے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اسے اتنا مارا جائے کہ اس کا خون بہہ جائے لیکن ہمارے امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے یا قید ہی میں مرجائے۔ جب ترکِ نماز کی دنیاوی سزا اتنی سخت ہے تو اخروی سزا کتنی ہوگی؟ اس کے بعد صفتِ احسان کے ساتھ نماز پڑھنے کی ترغیب ہے اور نماز کے فوائد، فضائل اور ترکِ نماز کی وعیدات پر پانچ احادیث نقل کی ہیں اس کے بعد دوسرے باب میں نماز کے مکلفین اور غیر مکلفین، اوقاتِ نماز، اذان واقامت، شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مستحبات اور آدابِ نماز کا تفصیلی بیان ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حیض ونفاس والی خاتون، ایسا پاگل اور بے ہوش جسے مذکورہ عذر کی حالت میں دن رات سے زیادہ گزرا ہو اور نابالغ بچہ نماز کے مکلف نہیں ہیں۔ اس کے بعد حدِ بلوغت کا بیان ہے لڑکے کے لیے حدِ بلوغت احتلام، احبال اور انزال ہے جبکہ لڑکی کے لیے بلوغت کی حد حیض، حمل، احتلام اور انزال ہے۔ لڑکی نو سال سے پہلے اور لڑکا دس سال سے پہلے بالغ نہیں ہوسکتا اس کے بعد مذکورہ علامتوں میں سے کوئی بھی علامت پائی جائے تو بالغ تصور ہوں گے اور اگر مذکورہ علامات میں سے کوئی بھی نہ پائی جائے تو پندرہ سال پر دونوں بالغ تصور ہوں گے۔ اس کے بعد اوقاتِ نماز کا بیان ہے فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوعِ شمس سے پہلے تک ہے، ظہر کا وقت زوالِ شمس سے لے کر مثلِ ثانی تک ہے، عصر کا وقت مثلِ ثانی سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے، مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر صاحبین کے نزدیک شفقِ احمر تک ہے اور امام صاحب کے نزدیک شفقِ ابیض تک ہے اور نمازِ عشاء کا وقت شفق سے لے کر صبح صادق تک ہے نمازِ وتر کا وقت بھی وہی ہے جو عشاء کا وقت ہے البتہ وتر کو نمازِ عشاء سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے لیکن موسمِ گرما میں نمازِ ظہر میں تاخیر بہتر ہے اور نمازِ جمعہ کو ہمیشہ اول وقت میں ادا کرنا سنت ہے اور عیدین کی نماز کا وقت سورج کے طلوع ہونے کے بعد سے لے کر استواءِ شمس تک رہتا ہے البتہ عید الاضحی میں قربانی کی وجہ سے تعجیل اور عید الفطر میں صدقہء فطر کی وجہ سے تاخیر بہتر ہے اس کے بعد ممنوع اور مکروہ اوقات کا بیان ہے طلوعِ آفتاب، استواء اور غروبِ آفتاب کے وقت فرض اور نفل ہر قسم کی نماز ناجائز اور مکروہ ہے نیز ان اوقات میں نمازِ جنازہ اور سجدہء تلاوت بھی ممنوع ہیں اور دو اوقات (نمازِ فجر اور عصر کے بعد) ایسے ہیں جن میں صرف نفل کی ادائیگی مکروہ تحریمی ہے سجدہء تلاوت نمازِ جنازہ اور قضاء نماز ادا کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد اذان اور

اقامت کا بیان ہے ہر فرض نماز کے لیے وقت داخل ہونے کے بعد اذان مردوں کے حق میں سنت مؤکدہ ہے اور اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی تو اس کا اعادہ واجب ہے نیز عورتوں کے حق میں، جس مقام میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو وہاں نمازِ ظہر پڑھنے والے کے لیے اور فرض نماز کے علاوہ کسی اور نماز کے لیے اذان اور اقامت مکروہ ہیں۔اذان کے لیے مؤذن ایسا آدمی چاہیے جسے ضروری مسائل اور اوقاتِ نماز کا علم ہو، پرہیز گار ہو اور آواز اس کی بلند ہو۔اذان اور اقامت کو عربی زبان میں ان الفاظ کے ساتھ کہنا ضروری ہے جو الفاظ نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں۔اذان کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مؤذن انگشتِ شہادۃ کانوں میں دے کر بلند جگہ پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر بآوازِ بلند کلماتِ اذان کہے اقامت بھی مثلِ اذان کے ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اذان میں آواز بلند اور اقامت میں پست ہوتی ہے، اقامت میں الصلٰوۃ خیر من النوم نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ پر قد قامت الصلٰوۃ ہے، اذان میں آواز بلند کرنے کے لیے کانوں میں انگلیاں ڈالنی سنت ہے اور اقامت میں یہ نہیں ہے نیز اقامت میں حیّ علی الصّلٰوۃ اور حیّ علی الفلاح کہتے ہوئے چہرے کو پھیرنا بھی نہیں ہے۔جمعہ کی پہلی اذان نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی تھی اور دوسری اذان حضرت عثمانؓ کے زمانے سے آج تک چلی آرہی ہے۔نماز صحیح ہونے کے لیے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے جنہیں شرائطِ نماز کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں: جسم کا پاک ہونا، کپڑوں کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا، ستر کا چھپانا، نماز کی نیت کرنا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا۔اس کے بعد نماز کے مستحب طریقے کو بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی مرد اور عورت کی نماز میں چھ طرح کا فرق بیان کیا گیا ہے اس کے بعد نماز کے سات فرائض کو بیان کیا گیا ہے جو کہ یہ ہیں: تکبیرِ تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعدہ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنا اور اپنے عمل کے ساتھ نماز سے نکلنا۔مختلف نمازوں میں بیس واجبات، انیتس سنتیں اور سات آداب ہیں اس کے بعد مسنون قرأت اور اس میں کی جانے والی پانچ قسم کی غلطیوں کا ذکر ہے اس کے بعد ایک فائدے کی صورت میں قرآن مجید کے ان اٹھارہ مقامات کی ایک فہرست ہے جہاں پر الف لکھنے میں تو آتا ہے مگر پڑھنے میں نہیں آتا۔اس کے بعد تیسرے باب میں نماز باجماعت کا حکم، محلے کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا حکم، امامت کے صحیح ہونے کی شرائط، اقتداء کے صحیح ہونے کی شرائط، جماعت میں شمولیت کا طریقہ، مقتدی کی اقسام اور اس کے احکام ، بنا کے صحیح ہونے کی شرائط، مفسداتِ نماز، مکروہاتِ نماز اور مسجد کے احکام بیان کیے گیے ہیں۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ نماز باجماعت بعض کے نزدیک سنت ہے مگر راجح قول اس کے وجوب کا ہے بشرطیکہ تین شرائط موجود ہوں اس کے بعد تیرہ قسم کے ان عذروں کا بیان ہے جن کے ہوتے ہوئے نماز باجماعت پڑھنی واجب نہیں ہے اس کے ساتھ ہی جماعتِ ثانیہ کو تین شرائط کے ساتھ مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اس کے بعد تندرست آدمیوں کی امامت کے صحیح ہونے کے لیے ان چھ شرائط کو بیان کیا گیا ہے جن میں سے ایک بھی مفقود ہو تو امامت صحیح نہیں ہو گی اس کے بعد امامت کے سب سے زیادہ مستحق آدمی کو بیان کیا گیا ہے اس کے بعد اقتداء کے صحیح ہونے کے لیے ان گیارہ شرطوں کا بیان ہے جن میں سے ایک بھی فوت ہو جائے تو اقتداء صحیح نہیں ہو گی اس کے بعد جماعت میں شمولیت کے طریقوں اور عدمِ شمولیت کی صورتوں کا بیان ہے اس کے بعد مقتدی کو چار اقسام (

مدرک، مسبوق، لاحق اور مسبوق لاحق) میں تقسیم کر کے ان کے متعلق مفصل احکام بیان کیے ہیں اس کے بعد بنا کے صحیح ہونے کے لیے بارہ شرطوں کو بیان کیا ہے اس کے بعد ان مسائل کا تفصیلی بیان ہے جن کے ساتھ نماز فاسد ہوتی ہیں اور ان کا بھی جن کے ساتھ نماز فاسد نہیں ہوتی اس کے بعد سترے کا بیان ہے اور اس ضمن میں نمازی کے قریب سے گزرنے والے کو روکنے کے مناسب طریقوں کا بیان ہے اس کے بعد مختلف نمازوں کے متعدد مکروہات کا بیان ہے اس کے بعد مسجد کے احکام بیان ہوئے ہیں

اس کے بعد چوتھے باب میں نمازِ وتر، اس کا حکم، اس میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت، سنن، اس کی اقسام، رکعتیں، مختلف مواقع سے متعلق نفل نماز کی متعدد قسمیں اور ان کے فضائل، نمازِ تراویح، شبینہ، قضاشدہ نمازوں کو لوٹانے کا طریقہ، سجدہ سہو کے مسائل، سجدہ تلاوت کے احکام اور مریض سے متعلق ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نمازِ وتر ایک سلام کے تین رکعتیں ہیں اس کا حکم بیان کیا ہے کہ یہ نماز واجب ہے اور اس میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت کے مختلف الفاظ بیان کیے ہیں اور اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو وہ کیا کرے گا اس کا حل بھی بیان کیا ہے نیز ماہِ رمضان میں باجماعت وتر ادا کرنے سے متعلق ضروری مسائل کو بیان کیا ہے اس کے بعد سنن مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کو بمع تعدادِ رکعات کے اقوالِ فقہاء کی روشنی میں ضروری مسائل سمیت بیان کیا ہے اس کے بعد ان نوافل کا بیان ہے احادیث میں جن کی فضیلت آئی ہے مثلاً:

تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد، صلٰوۃ اشراق، ضحیٰ، اوابین، تہجد، صلٰوۃ تسبیح، سفر کے نوافل، نمازِ قتل، صلٰوۃ استغفار، صلٰوۃ استخارہ، اور صلٰوۃ حاجت وغیرہ اس کے بعد نمازِ کسوف، خسوف، استسقاء اور نمازِ تراویح کو ضروری مسائل سمیت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اس کے بعد شبینہ کا بیان ہے اس کے بعد قضاء نمازوں کو لوٹانے طریقہ اور صاحبِ ترتیب کے مسائل بیان ہوئے ہیں اس کے بعد سجدہ سہو، سجدہ تلاوت اور بیمار سے متعلق ضروری مسائل کو بیان کیا ہے۔

نتائج البحث:

1. فتاویٰ ودودیہ کی مکمل کتاب الصلوٰۃ اول تا باب صلوٰۃ المریض کے اردو ترجمہ تخریج اور تحقیقی مطالعہ کیا گیا۔
2. اصل کتاب میں مسائل کے ساتھ نمبر کا اہتمام نہین تھا جبکہ اس مقالے میں تمام مسائل کو نمبر وار درج کیا گیا ہے اور یہ اہتمام اس لئے کیا گیا تاکہ مسئلہ تلاش کرنے اور اس کا حوالہ دینے میں آسانی ہو۔
3. ترجمہ کیلئے اس کے موجود متون میں سے سب سے زیادہ قابل اعتماد اور اغلاط سے پاک متن کا انتخاب کیا۔
4. مصنف نے تمام مسائل کا جو اجمالی حوالہ دیا تھا بڑی آسانی کے ساتھ اسی کتاب میں مسئلہ ملا اور تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔
5. تخریج میں ان تمام مصادر سے استفادہ کیا گیا جس کو مصنف کی کتاب کے مقدمہ میں اجمالا اور ہر مسئلہ کے ساتھ حواشی میں بطور حوالہ ذکر کیا گیا۔

تجاویزاور سفارشات

1. مرتبہ مقالوں سے حوالہ جاتی کتب کاایک اشاریہ مرتب کیاجائے۔تاکہ تحقیقی کام ایک ہی نوعیت کا سامنے آجائے۔

2. جن مقالہ نگاروں نے اس پراجیکٹ پر اچھاکام کیاہے،ان کواس کتاب کی تدوین وترتیب اور تہذیب وتصویب کے منصوبہ میں شامل کرناچاہیے تاکہ اردو خواں طبقہ تک نہایت عمدہ اور اچھاکام پہنچے۔

3. اس پراجیکٹ کے مقالہ نگاروں سے ہارڈ اور سافٹ کاپی لی جائے تاکہ طباعت کاکام جلد مکمل ہوسکے۔

4. اوراسکی ایک ایک جلد پاکستان کے ہر مشہور دارالافتاء تک پہنچانی چاہیے۔اس سے انشاءاللہ مفتیان کرام کو مسئلہ کاحوالہ دینے میں بڑی اسانی ہوجائیگی۔

آخر میں، میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اس سعی کو شرف قبولیت عطافرمائے اوراس کو میرے لئے،میرے والدین اوراساتذہ کے لیے توشہ آخرت بنائے اوراس سے ہر تشنہ علم کو فیضیاب فرمائے۔آمین

مر اد ما نصیحت بود گفتیم

باحوالہ خدا کردیم ورفتیم

فہرس الآیات القرآن الکریم

اطراف الاحاديث والآثار

- وعن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. إن أول ما افترض الله على الناس من دينهم: الصلاة، وآخر ما يبقى: الصلاةُ، وأول ما يُحاسب به: الصلاة، ويقول الله: انظروا في صلاة عبدى، فإن كانت تامةً كُتبت تامةً، وإن كانت ناقصة يقول: انظروا هل لعبدى من تطوعٍ، فإن وُجِد له تطوعٌ تمت الفريضة من التطوع، ثم قال: انظروا: هل زكاته تامةٌ؟، فإن كانت تامة كتبت تامةً، وإن كانت ناقصةً. قال: انظروا هل له صدقةٌ؟، فإن كانت له صدقة تمت له زكاته 6

أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، ....الخ 3

عَنْ «جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنْ الْقُرْآنِ263.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاَسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لاَسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا»6

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّي بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ: «إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا تَقُولُ»5

عن علي عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ما من عبد يذنب ذنبا فيتوضأ ويحسن الوضوء ثم يصلي ركعتين فيستغفر الله إلا غفر له ص 262

عَنْ مِطْعِمِ بْنِ الْمِقْدَامِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّه - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «مَا خَلَّفَ أَحَدٌ عِنْدَ أَهْلِهِ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِينَ يُرِيدُ سَفَرًا» 259

قا ل النبى صلى الله عليه وسلم: "من صلى بعد المغرب ست ركعات كتب من الأوابين"255

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى الفجر في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة . قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تامة تامة تامة 254

وعن ابن عباس أنه عليه السلام قال: "من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له عبادة اثنتي عشرة سنة"255

وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أنه عليه السلام قال: "من صلى بعد المغرب عشرين ركعة بنى له بيتا في الجنة" 255

وَعَن عبد الله بن مُغفل رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أسرق النَّاس الَّذِي يسرق صلَاته قيل يَا رَسُول الله كَيفَ يسرق صلَاته قَالَ لَا يتم رُكُوعهَا وَلَا سجودها وأبخل النَّاس من بخل بِالسَّلَامِ5

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا يَقْدَمُ مِنْ السَّفَرِ إلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى، فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ» 260

اشاریہ

مصادرومراجع

1. ابراهيم بن محمد بن ابراهيم الحَلَبي الحنفي (المتوفى: 956هـ) ملتقى الابحر الناشر: دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت

2. ابن عابدين، محمد امين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدرالمختارمکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاريخ

3. ابو البركات عبد الله بن احمد بن محمود حافظ الدين النسفي (المتوفى: 710هـ) كنز الدقائق ص144ج1الناشر: دار البشائر الاسلامية، دار السراج الطبعة: الاولى، 1432هـ - 2011م عدد الاجزاء: 1

4. ابو السعود العمادي محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى: 982هـ) تفسير ابي السعود = ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم, الناشر: دار احياء التراث العربي – بيروت

5. ابو داود سليمان بن الاشعث بن اسح عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى اق بن بشير بن شد اد بن عمرو الازدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ) سنن ابي داود الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت

6. احمد بن محمد بن اسماعيل الطحطاوي الحنفي - توفي 1231 ه حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الايضاح - الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان ،الطبعة: الطبعة الاولى 1418هـ - 1997م ،عدد الاجزاء: 1

7. اوزجندی حسن بن المنصور بن محمود فتاوی قاضی خان المطبع العالی الواقع فی اللکنو بدون التاریخ

8. البخاری ،الفقیہ الامجد طاہرین عبدالرشید خلاصۃ الفتاوی مکتبۃ القران والسنۃ محلہ جنگی پشاور بدون الطبع والتاریخ

9. حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) مراقي الفلاح شرح متن نور الايضاح ،الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الاولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الاجزاء: 1

10. حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) نور الايضاح ونجاة الارواح في الفقه الحنفي الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الاولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الاجزاء: 1

11. الحلبی الشیخ ابراہیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف بالکبیری سہیل اکیڈمی لاہور

12. رومی الفاضل شرح ملخص المعروف بشرح چغمنی من مقالۃ الثانیۃ فی اشیاء منفردۃ ،الدئرۃ الھندیہ مطبع مجتبائی لاہور باکستان

13. زين الدين بن ابراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق الناشر: دار الكتاب الاسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ عدد الاجزاء:8

14. الشَّيْخُ عُثْمَانُ الزَّيْلَعِيُّ (تَبْيِينُ الْحَقَائِقِ شَرْحُ كَنْزِ الدَّقَائِقِ)التاريخ 1315ھ

15. الشیخ محمد بن علی بن محمد الحصنی المتوفی (١٠٨٨ھ) الدرالمنتقی فی شرح الملتقی دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان بدوب التاریخ

16. الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند الاعلام فتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

17. عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى: 743 هـ) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ الناشر: المطبعة الكبرى الاميرية - بولاق، القاهرة الطبعة: الاولى، 1313 هـ

18. علاء الدين، ابو بكر بن مسعود بن احمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م ،عدد الاجزاء: 7

19. علي بن (سلطان) محمد، ابو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

20. علي بن ابي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، ابو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت – لبنان عدد الاجزاء: 4

21. كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) فتح القدير الناشر: دار الفكرالطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الاجزاء: 10

22. الكاشغرى العلامۃ الشیخ سدید الدین المنیۃ المصلی حاجی فضل احد تاجران کتب پشاور بدون التاریخ

23. محمد بن اسماعيل ابو عبدالله البخاري الجعفي الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وايامه = صحيح البخاري الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية باضافة ترقيم ترقيم محمد فؤ اد عبد الباقي)الطبعة: الاولى، 1422هـ عدد الاجزاء: 9

24. محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي (المتوفى: 1088هـ) الدر المختار شرح تنوير الابصار وجامع البحار الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الاولى، 1423هـ- 2002م عدد الاجزاء:1

25. مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)الصحيح المسلم الناشر: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی بدون التاریخ۔

26. النتف فی الفتاوی مکتبہ حقانیہ بشاور

نمبر شمار	سورة او رکوع او آیت
۱	دَ آل عمران شروع ، الٓمٓ اَللّٰهُ
۲	ال عمران، رکوع ۱۵، ایت ۱۴۴، آفَاۡئِنْ مَّاتَ۔
۳	ال عمران، رکوع ۱۷، ایت ۱۵۸، لَاْ اِلَى اللّٰهِ۔
۴	المائدة، رکوع ۵، ایت ۲۹، تَبُوْءَاْ
۵	الاعراف، رکوع ۱۳، ایت ۱۰۳، مَلَاْئِهٖ۔
۶	التوبة، رکوع ۷، ایت ۴۷، لَاْ اَوْضَعُوْا۔
۷	هود، رکوع ۶، ایت ۶۸، ثَمُوْدَاْ
۸	الرعد، رکوع ۴، ایت ۳۰، لِتَتْلُوَاْ
۹	الکهف، رکوع ۳، ایت ۱۴، لَنْ نَّدْعُوَاْ۔
۱۰	الکهف، رکوع ۴، ایت: ۲۳، لِشَاْيْءٍ۔
۱۱	الکهف، رکوع ۵، ایت ۳۸، لٰكِنَّاْ
۱۲	النمل، رکوع ۲، ایت ۲۱، لَاْ اَذْبَحَنَّهٗ۔
۱۳	الحجرات، رکوع ۲، ایت: ۱۱، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ۔
۱۴	الصّٰفّٰت، رکوع ۲، ایت ۶۸، لَاْ اِلَى الْجَحِيْمِ۔
۱۵	محمدؐ، رکوع ۱، ایت ۴، لِيَبْلُوَاْ۔
۱۶	النجم، رکوع ۳، ایت ۵۱، ثَمُوْدَاْ۔
۱۷	الدهر، رکوع ۱، ایت ۴، سَلَاسِلَاْ۔
۱۸	الدهر، رکوع ۱، ایت ۱۵، قَوَارِيْرَاْ۔